خصوصیات

- عبارت پر مکمل اعراب
- بعض اہم باتوں کا بطور تمہید ذکر
- عام فہم سلیس اور بین السطور ترجمہ
- نفس کتاب حل کرنے کا اہتمام
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تقطیع
- بعض ضروری باتوں کا فوائد میں ذکر
- ہر بحث کے بعد تمارین کا اضافہ
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- بعض ابحاث کی نقشہ کے ساتھ وضاحت
- آسان اصطلاحات نحو

مؤلف

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم شاہ داؤد ملیر کراچی
امام و خطیب جامع مسجد قاسم فاروقی ٹاؤن ملیر کراچی

مکتبہ عمر فاروق

معارف النحو

شرح اردو

هداية النحو

جدید ایڈیشن

خصوصیات

- عبارت پر مکمل اعراب
- بعض اہم باتوں کا بطور تمہید ذکر
- عام فہم سلیس اور بین السطور ترجمہ
- نفس کتاب حل کرنے کا اہتمام
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تقطیع
- بعض ضروری باتوں کا فوائد میں ذکر
- ہر بحث کے بعد تمارین کا اضافہ
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- بعض ابحاث کی نقشہ کیساتھ وضاحت
- آسان اصطلاحات نحو

مؤلف

مولانا عبد الحئی استوری

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، شادباغ ملیر کراچی

امام و خطیب جامع مسجد فاطمہ، غازی ٹاؤن، ملیر کراچی

(03008950451- 03128733503)

مکتبہ عمر فاروق

نام کتاب

معارف النحو شرح ہدایۃ النحو

تالیف

اشاعتِ اوّل

جولائی 2022ء

تعداد

2100

طابع

القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر

مکتبہ عمر فاروق

Tel:021-34604566 Cell:0334-3432345

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن
دارالعلوم کورنگی کراچی 021-35031565

دارالاشاعت
اردو بازار کراچی 021-32631834

سعدی اسلامی کتب خانہ
گلشن اقبال نمبر 2 کراچی 0333-2305791

اسلامی کتب خانہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159

مکتبہ لدھیانوی
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34130020

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی 021-32212220

مکتبہ رشیدیہ
سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263

کتب خانہ رشیدیہ
راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2631204

مکتبہ رحمانیہ
اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ سید احمد شہید
اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ
جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ 092-3630564

مکتبہ عمر فاروق
محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

دارالاخلاص محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ مؤلّف

ہدایۃ النحو علمِ نحو کی بنیادی اور اہم کتاب ہے۔اس کتاب کو اگر صحیح طرح سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو علمِ نحو سے کافی حد تک آگاہی ہوجاتی ہے۔ یہ کتاب چونکہ عربی زبان میں ہے اور درجہ ثانیہ کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے، جن کی اکثریت عربی سے ناواقف ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس فن کو سمجھنے میں اکثر مشکل پیش آتی ہے۔

شرح وہی مفید ہے جو نہ زیادہ لمبی ہو، نہ بہت مختصر، بلکہ نفسِ کتاب کو حل کرنے میں معاون ثابت ہو۔اسی بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے بندۂ ناچیز نے اس شرح کو نہ بہت طویل کیا اور نہ ہی بہت مختصر! خَیْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا

چند سالوں سے بندۂ ناچیز کو جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر میں اس کتاب کی تدریس کا موقع ملا۔تدریس کے دوران بندہ نے اس کتاب کی شرح لکھنی شروع کی جو کہ دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے ذریعہ نجات بنادے۔آمین!

اس کتاب کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- عبارت پر مکمل اعراب
- بعض اہم باتوں کا بطور تمہید ذکر
- عام فہم اور سلیس ترجمہ
- نفسِ کتاب حل کرنے کا اہتمام
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تقطیع
- بعض ضروری اور اہم باتوں کا فوائد میں ذکر
- ہر بحث کے بعد تمارین کا اضافہ
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- بعض ابحاث کی نقشہ کے ساتھ وضاحت
- آسان اصطلاحاتِ نحو

اس کتاب کے قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ مطالعہ کے دوران اگر کسی قسم کی غلطی پر مطلع ہوں تو بندہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جائے۔ بندہ آپ کا ممنون ومشکور ہوگا۔

مولوی عبدالحی استوری

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

استاذ جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر

امام وخطیب جامع مسجد فاطمہ غازی ٹاؤن فیز نمبر ا

رابطہ: 0300-8950451

انتساب

بندہ اپنی اس ادنی کاوش کا انتساب کرتا ہے:

- اپنے والدین کے نام،
  جن کی اَن تھک محنتوں اور دعاؤں کی برکت سے بندہ علوم دینیہ سے وابستہ رہا اور
- اپنے مشفق اور مربّی اساتذہ کے نام،
  جن کی شب و روز محنت کی برکت سے بندہ نے درس نظامی کی تکمیل کی اور
- استاذ محترم حضرت مولانا یوسف کشمیری حفظہ اللہ مہتمم جامعہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آدم جی نگر کراچی کے نام

جنہوں نے باپ سے زیادہ محبت اور شفقت سے پڑھایا۔ بندہ نے اکثر کتب ان ہی سے پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں ہستیوں کو اپنی شایان شان جزا عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ ہم پر تا دیر قائم فرمائے۔ آمین!

کلماتِ تشکّر

بندہ مشکور ہے:

- حضرت مولانا شفیق الرحمن گلگتی حفظہ اللہ مہتمم جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کا،
  جن کی حوصلہ افزائی سے یہ کام پائے تکمیل کو پہنچا اور
- مولانا جہان یعقوب حفظہ اللہ استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کا، جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح فرمائی اور
- مولوی عثمان صفدر کا، جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ کے فرائض انجام دیے
  اور بعض مقامات پر اہم مشورے بھی دیے اور
- درجہ ثانیہ کی کلاس کے ان طلبا کا،
  جنہوں نے پڑھانے کے دوران اس کتاب کی شرح لکھنے پر مجبور کیا۔

مصنفِ کتاب کا تعارف

نام: محمد **کنیت:** ابوحیان **والد کا نام:** ابویوسف

ولادت: اندلس کے شہر غرناطہ میں شوال ٦٥٤ھ میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا، پھر حفظِ قرآن کے بعد علمِ قراءت وتجوید وحدیث میں مہارتِ کاملہ حاصل کی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نحو میں جمع الجوامع لکھی، وہ فرماتے ہیں: اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے وہ میں نے ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے حاصل کیا۔ کتاب سیبویہ موصوف کو ازبر یاد تھی۔ ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ صلاح الدین صفوی رحمۃ اللہ علیہ ابوحیان کے بارے میں فرماتے ہیں: كَانَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النَّحْوِ مصر، عراق، شام، حجاز، یمن وغیرہ کی طرف علمی سفر کیے، مزاج میں تیزی اور تفاخر تھا۔ اپنے اساتذہ سے مسائلِ نحو میں خوب مخالفت کرتے تھے، اپنی بیٹی نضار سے بہت محبت کرتے تھے۔ ٧٣٠ھ میں جب اس کی وفات ہوئی تو ایک سال تک گوشہ نشین ہوگئے۔

اساتذہ: ابومحمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے فنِ تجوید سیکھا،
ابوجعفر غرناطی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابوعلی حسین بن سبع العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے قراءت کی مشق کی،
بقول عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ: ابوحیان کے علم حدیث میں ۱۴۵۰ اساتذہ کرام ہیں۔
علمِ فقہ علم الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا،
علمِ منطق وعلمِ کلام ابوجعفر بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے،
علمِ نحو ابوالحسن ابوجعفر بن زبیر ابوجعفر لبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن صائغ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

تلامذہ: ابنِ عقیل رحمۃ اللہ علیہ اور ابنِ ہشام رحمۃ اللہ علیہ جیسے ممتاز علما کو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

تصانیف: تقریباً پینسٹھ کتب عربی وفارسی زبان میں تالیف فرمائی، جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:
(۱) اَلْبَحْرُ الْمُحِيْطُ قرآن مجید کی مبسوط تفسیر ہے (۲) شرح تسہیل
(۳) مَنْهَجُ السَّالِكِ شَرْحُ اَلْفِيَهِ ابْنِ مَالِكٍ (۴) هِدَايَةُ النَّحْوِ

وفات: تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ٧٤٣ھ کا اور دوسرا قول ٧٤٥ھ کا ہے۔

تعارف مؤلف

نام : عبدالحئ استوری بن مولانا محمد ایاز، پیدائش: 1974ء

آبائی علاقہ: گلگت بلتستان، ضلع استور، گاؤں ڈوئیاں۔

تعلیم : ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں "ڈوئیاں" سے کیا، تین سال دارالعلوم استور میں قرآن مجید اور درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر 1986ء میں کراچی آکر درجہ ثانیہ تک مدرسہ مدینۃ العلوم نارتھ ناظم آباد میں پڑھا، 1991ء میں درجۂ ثالثہ کے لئے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی میں داخلہ لیا، اسی سال پوری کلاس محمد علی سوسائٹی میں واقع جامعہ امام ابوحنیفہ، مکہ مسجد منتقل ہوئی، درجہ رابعہ سے سابعہ تک تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ 1996ء میں دورۂ حدیث کے لئے ملک کی عظیم دینی درس گاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا رخ کیا۔

تدریس: درس نظامی سے فراغت کے بعد تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ امام ابوحنیفہ، مکہ مسجد سے کیا، تقریباً چار سال اسی جامعہ میں درجۂ خامسہ تک کی کتب پڑھانے کی سعادت حاصل رہی، بعدازاں جامعہ صدیقیہ ناتھا خان گوٹھ شاہ فیصل کالونی میں تقریباً سات سال تک تدریسی مصروفیت رہی، اس کے بعد ملیر کے علاقے شاد باغ میں واقع جامعہ انوارالعلوم میں چار سال سے تاحال تدریسی مصروفیت جاری ہے۔ **فللّٰہ الحمد علی ذلك.**

امامت وخطابت:

جامع مسجد الغنی، اون ہومز گلشن اقبال 1995ء

جامع مسجد الکبیر ڈیفنس فیز 6 خیابان ہلال 1999ء تا 2001ء

جامع مسجد مدنی، گوشت مارکیٹ ملیر 2001ء تا 2007ء

جامع مسجد فاطمہ غازی ٹاؤن ملیر 2007ء سے تاحال

تصنیفی خدمات:

1۔ معارف النحو، اردو شرح ہدایۃ النحو (مطبوع)

2۔ معارف التوحید (مطبوع)

3۔ معارف الحواشی شرح اصول الشاشی (مطبوع)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ
تمام تعریفیں خاص ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے اور رحمت نازل ہو اس کے رسول یعنی محمد ﷺ پر اور اس کے آل اور اس کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر۔

وضاحت: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اصل میں جملہ فعلیہ حَمِدْتُ اللّٰهَ حَمْدًا تھا۔ اب یہاں فعل کو مع فاعل حذف کر دیا اور حمدًا کو اس کے قائم مقام کر کے جملہ اسمیہ بنا دیا، چناں چہ حَمْد پر الف لام داخل کیا اور لفظ اللہ پر لام جارہ داخل کیا۔ جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف پھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ جملہ اسمیہ دوامِ ثبوت پر دلالت کرتا ہے جو کہ مقامِ حمد میں مقصود ہے، جب کہ جملہ فعلیہ تجدّد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔

اَلْحَمْدُ: میں الف لام استغراقی ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔

رَبّ: یہ اصل میں مصدر ہے اور معنی ہے پرورش کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً حدِ کمال تک پہنچانا۔

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ: کے معنی ہوں گے وہ تمام جہانوں کا مالک ہے اس کی ملکیت اور ربوبیت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

الْعَالَمِيْنَ: یہ عالَم کی جمع ہے بمعنی مَا يُعْلَمُ بِهِ الشَّيْءُ (وہ چیز جس سے دوسری چیز جانی جائے)

وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ: اَیْ خَيْرُ الْعَاقِبَةِ ثَابِتٌ لِلْمُتَّقِيْنَ (اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے نہ کہ گناہ گاروں کے لیے)

الْمُتَّقِيْنَ: یہ جمع ہے مُتَّقِی کی، جو کہ باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ لغت میں مُتَّقِی بمعنی پرہیزگار ہے اور اصطلاح شرع میں متقی وہ شخص کہلاتا ہے جو اپنے نفس کو ان کاموں سے بچائے رکھے جن کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

وَ الصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ:

اَلصَّلٰوةُ: کے لغوی معنی دعا ہے اور اصطلاحی معنی میں کچھ تفصیل ہے:

صلوٰۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد رحمت ہے۔
اس کی نسبت جب ملائکہ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد استغفار ہے اور
اس کی نسبت جب انسانوں کی طرف کی جائے تو اس سے مراد تسبیح ہے اور
صلوٰۃ بمعنی عبادت مخصوصہ بھی آتا ہے یعنی نماز

رَسُوْلِهٖ: رسول بروزن فعول ہے۔ لغت میں بمعنی مُرسَل ہے یعنی بھیجا ہوا اور فعول بمعنی مفعول ہے۔

اصطلاحِ شرع: میں اس کی تعریف یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغِ احکام کے لیے بھیجا ہو اور ان کے ساتھ کتاب ہو جو ان پر نازل ہوئی ہو۔

مُحَمَّدٍ: یہ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے، بمعنی بہت تعریف کیا ہوا، مصدر تَحْمِيْدٌ ہے۔ یہ ہمارے نبی

اکرم ﷺ کا نام مبارک ہے۔

وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ: آل کے معنی ومراد کے بارے میں پانچ اقوال ہیں:

(۱) بمعنی اتباع (۲) بنی ہاشم اور بنی مطلب مراد ہیں (۳) صرف بنی ہاشم،

(۴) ازواج اور بنات اور آنحضرت ﷺ کے داماد اور ان کی اولاد مراد ہیں، (۵) اہل بیت مراد ہیں۔

آل کا لفظ باعتبار معنی جمع اور باعتبار لفظ مفرد ہے جیسے اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھَارُوْنَ

وَاَصْحَابِہٖ: اَصْحَاب جمع صَحْب کی ہے اور صَحْب جمع صَاحِب کی ہے۔

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی۔

اَجْمَعِیْنَ: یہ آل اور اَصْحَاب کی تاکید لفظی ہے۔

اَمَّا بَعْدُ: اَمَّا کی دو قسمیں ہیں: (۱) استینافیہ (۲) تفصیلیہ

اَمَّا استینافیہ: سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی اجمال نہیں ہوتا، جیسا کہ کتابوں کے شروع میں آتا ہے جیسے اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ یہ استینافیہ ہوگا، اس لیے کہ اس سے قبل کوئی اجمال موجود نہیں۔

اَمَّا تفصیلیہ: سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے کلام نے کسی چیز کو اجمالاً ذکر کیا ہو اور اما سے اس کی تفصیل کر رہا ہو جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اَمَّا زَیْدٌ فَاَکْرَمْتُہٗ وَاَمَّا لَھَبٌ فَاَھَنْتُہٗ (میرے پاس قوم آئی پس اگر زید آیا تو میں اس کا اکرام کروں گا اور بہرحال لھب آیا تو میں اس کی توہین کروں گا) یہ اَمَّا تفصیلیہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اما کے جواب میں فاء کا آنا ضروری ہے اور یہاں متن میں اما استینافیہ ہے۔

اَمَّا کی اصل سے متعلق نحویوں کے چند اقوال

۱)..... خلیل نحوی کے نزدیک اَمَّا اصل میں مَھْمَا تھا ھاء کو تخفیف کے لیے ہمزہ سے تبدیل کر دیا، پس یہ مَأْمَا ہوا، پھر ہمزہ صدر کلام چاہتا ہے، اس لیے کلام کے ابتداء میں لے آئے تو اب اَمْ مَا ہوا، پھر میم کا میم میں ادغام کر دیا تو اَمَّا ہوا۔

۲)..... سیبویہ نحوی کے نزدیک اَمَّا اپنے اصل پر ہے، کیونکہ یہ حرف ہے اور حرف میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔

۳)..... بعض نحویوں کے نزدیک اَمَّا اصل میں اِنْ مَا تھا اور اس کے بعد ما زائدہ ہے تو نون کا میم میں ادغام کر دیا تو اِمَّا ہوگیا، پھر ہمزہ کے کسرے کو فتحہ سے تبدیل کر دیا تو اَمَّا بن گیا، کیونکہ اَمَّا تب ہوتا جب اس کے بعد دوسرا اِمَّا یا اَوْ ہوتا ہے۔

اَمَّا بَعْدُ کی اصل: مَھْمَا یَکُنْ مِنْ شَیْءٍ بَعْدَ الْبَسْمَلَۃِ وَالْحَمْدَلَۃِ وَالصَّلٰوۃِ ہے۔ پس اَمَّا کو مَھْمَا کے قائم مقام کیا اور پھر فعلِ شرط یَکُنْ مِنْ شَیْءٍ کو حذف کر دیا، کیونکہ اَمَّا حرفِ شرط پر دلالت کرتا ہے۔

بَعْدُ کی باعتبار ترکیب تین حالتیں

بَعْدُ کی تین حالتیں ہیں: دو حالتوں میں معرب ہوگا اور ایک حالت میں مبنی ہوگا۔

پہلی حالت: بَعْدَ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ قَبْلَ عَمْرٍو وَبَعْدَ بَكْرٍ

دوسری حالت: بَعْدَ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ نسیاً منسیاً ہو (بالکل دل و دماغ میں نہ ہو) جیسے رُبَّ بَعْدٍ كَانَ خَيْرًا مِنْ قَبْلٍ۔ ان دونوں حالتوں میں بَعْدَ معرب ہوگا۔

تیسری حالت: بَعْدَ مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی نیت اور ارادہ میں ہو۔ جیسے لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اس حالت میں بَعْدُ مبنی ہوگا۔

هٰذَا مُخْتَصَرٌ مَضْبُوطٌ فِي النَّحْوِ جَمَعْتُ فِيهِ مُهِمَّاتِ النَّحْوِ عَلٰى تَرْتِيبِ الْكَافِيَةِ مُبَوَّبًا وَ مُفَصَّلًا بِعِبَارَةٍ
یہ ایک مختصر کتاب ہے جو کہ نحو میں لکھی گئی ہے، جس میں میں نے نحو کے اہم مسائل کو کافیہ کی ترتیب پر باب وار اور فصل وار صاف ستھری اور
وَاضِحَةٍ مَعَ اِيرَادِ الْأَمْثِلَةِ فِيْ جَمِيعِ مَسَائِلِهَا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلْأَدِلَّةِ وَالْعِلَلِ لِئَلَّا يَتَشَوَّشَ ذِهْنُ الْمُبْتَدِي عَنْ
آسان عبارت کے ساتھ جمع کیا ہے اور تمام مسائل میں ان کی مثالیں بھی ذکر کی ہیں، البتہ ان کے دلائل اور علتوں کو ذکر نہیں کیا تاکہ مبتدی
فَهْمِ الْمَسَائِلِ وَ سَمَّيْتُهُ بِهِدَايَةِ النَّحْوِ رَجَاءَ اَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ الطَّالِبِيْنَ وَرَتَّبْتُهُ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ وَثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ
کا ذہن مسائل کے سمجھنے میں تشویش و پریشانی میں مبتلا نہ ہو اور میں نے اس کا نام ہدایۃ النحو رکھا ہے، اس امید سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ طلبا کو ہدایت دیں اور اس کو میں نے ایک مقدمہ، تین اقسام
وَ خَاتِمَةٍ بِتَوْفِيقِ الْمَلِكِ الْعَزِيزِ الْعَلَّامِ
اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے، اس بادشاہ کی توفیق سے جو غالب اور بہت زیادہ علم والا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے اپنی کتاب کی کچھ خصوصیات ذکر فرما رہے ہیں۔

خصوصیات:

۱)...... یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جو نحو میں تحریر کیا گیا ہے۔ یہ اتنا لمبا نہیں کہ پڑھنے والوں کو تھکا دے۔

۲)...... اس کتاب میں نحو کی اہم باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۳)...... اس کتاب میں کافیہ کی ترتیب پر ابحاث کو ابواب اور فصول میں ذکر کیا گیا ہے۔

۴)...... اس کتاب کی عبارت بالکل آسان اور واضح ہے۔

۵)...... تمام مسائل کے ساتھ ان کی مثالیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔

۶)...... دلائل اور علل کو ذکر نہیں کیا، تاکہ مبتدی طالب علم کا ذہن تشویش اور پریشانی میں مبتلا نہ ہو۔

وَ سَمَّيْتُهُ بِهِدَايَةِ النَّحْوِ...... الخ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے کتاب کی وجہ تسمیہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس کتاب کا نام میں نے هِدَايَةُ النَّحْوِ رکھا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے طلبا کی رہنمائی فرمائیں۔

وَرَتَّبْتُهُ: اس عبارت سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی ترتیب کو ذکر فر رہے ہیں۔ چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو مرتب کیا ہے ایک مقدمہ تین اقسام اور ایک خاتمہ پر، یہی اس کتاب کا خلاصہ ہے۔

بِتَوْفِیْقِ الْمَلِکِ الْعَزِیْزِ الْعَلَّامِ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے اس عظیم کارنامے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کررہے ہیں، تاکہ اس کام میں اخلاص پیدا ہو۔

اَلْمُقَدِّمَۃُ

اَلْمُقَدِّمَۃُ فِي الْمَبَادِئِ الَّتِي يَجِبُ تَقْدِيْمُهَا لِتَوَقُّفِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهَا وَفِيْهَا ثَلَاثَةُ فُصُوْلٍ فَصْلٌ: اَلنَّحْوُ عِلْمٌ
مقدمہ ان ابتدائی مسائل کے بیان پر مشتمل ہے جن کو پہلے بیان کرنا ضروری ہوتا ہے، اس لیے کہ بہت سے مسائل ان پر موقوف ہوتے
بِأُصُوْلٍ تُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةُ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ
ہیں۔اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں۔پہلی فصل علم نحو کی تعریف ہے کہ علم نحو چند اصول وقواعد جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ تینوں کلموں کے آخری حروف کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں کہ وہ معرب ہیں یا مبنی اور ان کلمات کی ایک دوسرے کے ساتھ ترکیب کی کیفیت معلوم
بَعْضٍ وَالْغَرَضُ مِنْهُ: صِيَانَةُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَأِ اللَّفْظِيِّ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ وَمَوْضُوْعُهُ: اَلْكَلِمَةُ وَالْكَلَامُ.
ہوتی ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ ذہن کو کلام عرب میں لفظی خطا سے بچایا جاسکے اور اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مقدمہ کو ابتداء میں ذکر کرنے کی وجہ بتارہے ہیں کہ مقدمہ کو شروع میں اس لیے ذکر کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ان مبادیات میں سے ہے جن کا مقدم کرنا ضروری ہے کیونکہ مسائل اس مقدمہ پر موقوف ہوتے ہیں۔ مقدمہ لازم سے اسم فاعل ہے بمعنی ذات متقدمہ (وہ ذات جو آگے ہونے والی ہو)

فِيْهَا ثَلَاثَةُ فُصُوْلٍ: اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل : نحو کی تعریف، غرض وغایت اور موضوع کا بیان

دوسری فصل: کلمہ کی بحث

تیسری فصل: کلام کی بحث

پہلی فصل — نحو کی تعریف، غرض وغایت اور موضوع کا بیان

علم نحو کا لغوی معنی: نحو کے لغوی معنی قصد وارادہ کرنا۔

اصطلاحی تعریف: علم نحو ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں کے آخر کے احوال معلوم کیے جائیں معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے اور ان میں سے بعض کلموں کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہوجائے۔

غرض وغایت: کلام عرب میں ذہن کو لفظی غلطی سے بچانا ہے۔

موضوع: اس علم کا کلمہ اور کلام ہے۔

دوسری فصل کلمہ کی بحث

فَصْلٌ : اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِي ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ : اِسْمٍ وَفِعْلٍ وَحَرْفٍ ، لِأَنَّهَا إِمَّا أَنْ لَا
فصل: کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو اور وہ تین قسموں پر منحصر ہے: اسم، فعل اور حرف اس لیے کہ وہ (کلمہ) یا تو دلالت
تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَهُوَ الْحَرْفُ أَوْ تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَأَقْتَرَنَ مَعْنَاهَا بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ
نہیں کرے گا اپنے معنی پر بذات خود اور وہ حرف ہے یا وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا اور اس کے معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک ساتھ ملے ہوئے بھی ہوں گے تو وہ فعل ہے
وَهُوَ الْفِعْلُ أَوْ تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَلَمْ يَقْتَرِنْ مَعْنَاهَا بِهِ وَهُوَ الْاِسْمُ
اور یا وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا اور اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہوگا اور وہ اسم ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ عبارت میں دو باتیں ذکر فرمار ہے ہیں۔

پہلی بات : کلمہ کی تعریف

دوسری بات: کلمہ کی اقسام ثلاثہ اور ان کی وجہ حصر

پہلی بات کلمہ کی تعریف

کلمہ: وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

فوائد وقیود: ہر تعریف میں ایک جنس اور چند فصلیں ہوا کرتی ہیں۔پس کلمہ کی تعریف میں :

لَفْظٌ اسم جنس ہے، اس میں تمام الفاظ داخل ہو گئے مہملات، غیر مہملات، مرکبات، غیر مرکبات،

وُضِعَ لِمَعْنًى: یہ پہلی فصل ہے اس سے الفاظ مہملات سب خارج ہو گئے،

مُفْرَدٍ: یہ دوسری فصل ہے اس سے ساتھ مرکبات خارج ہو گئے۔

کلمہ کی تعریف میں تین ابحاث

پہلی بحث : اَلْكَلِمَةُ کے الف لام سے متعلق

دوسری بحث: اَلْكَلِمَةُ لفظ میں دو اشکالات اور ان کے جوابات

تیسری بحث: مُفْرَدٍ میں ترکیبی احتمالات سے متعلق

پہلی بحث: اَلْكَلِمَةُ میں الف لام کی کونسی قسم ہے؟

اس بات کو سمجھنے سے پہلے الف لام کی اقسام کا جاننا ضروری ہے، لہٰذا پہلے الف لام کی اقسام کو ذکر کیا جا تا ہے۔

الف لام کی اقسام: الف لام کی اوّلاً دو قسمیں ہیں: اسمی اور حرفی۔

الف لام اسمی: وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اور یہ اَلَّذِیْ اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے اَلضَّارِبُ اَوِ الْمَضْرُوْبُ

الف لام حرفی: وہ ہوتا ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ کسی اور اسم پر داخل ہو۔

پھر الف لام حرفی کی دو قسمیں ہیں: (۱) الف لام زائدہ (۲) الف لام غیر زائدہ۔

الف لام زائدہ: وہ ہوتا ہے جس کو گرانے سے معنی میں فرق نہیں آتا ہے۔

الف لام غیر زائدہ: وہ ہوتا ہے جو کلام میں زائد نہ ہو، بلکہ اس کے نہ ہونے سے معنی میں تبدیلی واقع ہو۔

الف لام غیر زائدہ کی چار اقسام ہیں: (۱) الف لام جنسی (۲) الف لام استغراقی (۳) الف لام عہد خارجی (۴) الف لام عہد ذہنی۔

ان چاروں میں وجہ حصر: الف لام کے مدخول سے ماہیت مراد ہوگی یا افراد، اگر ماہیت مراد ہو تو یہ الف لام جنسی ہوگا۔ جیسے اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِنَ الْمَرْأَۃِ (جنس مرد عورت سے بہتر ہے) اور اگر افراد مراد ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو تمام افراد مراد ہوں گے یا بعض افراد، اگر تمام افراد مراد ہوں تو الف لام استغراقی کہلائے گا، جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (بے شک سارے انسان خسارے میں ہیں) اگر الف لام کے مدخول سے بعض افراد مراد ہوں تو دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو یہ بعض افراد خارج میں متعین ہوں گے یا نہیں، اگر خارج میں متعین ہوں تو یہ الف لام عہد خارجی کہلائے گا جیسے فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ (پس فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس میں الرسول میں الف عہد خارجی ہے اور اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں اور اگر بعض افراد متعین نہ ہوں اسے الف لام عہد ذہنی کہتے ہیں جیسے وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ (اور مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے گا) یہاں الذِّئْبُ میں الف لام عہد ذہنی ہے، کیونکہ خارج میں کوئی بھیڑیا متعین نہیں ہے۔

اَلْکَلِمَۃُ میں الف لام کی کونسی قسم ہے: اَلْکَلِمَۃُ میں الف لام جنسی ہے یا عہد خارجی ہے اور معہود نحوی کلمہ ہے۔

دوسری بحث: اس بحث میں اَلْکَلِمَۃُ لفظ سے متعلق دو اشکالات اور ان کے جوابات ذکر کئے جاتے ہیں۔

پہلا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ میں اَلْکَلِمَۃُ مبتداء ہے اور لَفْظٌ اس کی خبر ہے۔ یہاں مبتدا اور خبر کے درمیان تذکیر و تانیث میں مطابقت نہیں ہے اَلْکَلِمَۃُ مؤنث ہے اور لَفْظٌ مذکر ہے؟

جواب: مبتداء اور خبر کے درمیان مطابقت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ خبر مشتق ہو جب کہ یہاں لفظ مشتق نہیں ہے، اس لیے مطابقت ضروری نہیں ہے۔

دوسرا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ اَلْکَلِمَۃُ میں جو تاء ہے وہ وحدت کی ہے اور الف لام جنس کا ہے جب کہ وحدت اور جنس میں تضاد ہوتا ہے یہاں اجتماع کیسے ممکن ہوا؟

جواب: وحدت کی تین قسام ہیں: (۱)وحدت شخصی (۲)وحدت نوعی (۳)وحدت جنسی
تینوں اقسام میں صرف وحدت شخصی اور الف لام جنسی جمع نہیں ہوسکتے ہیں، کیونکہ ان میں تضاد ہے۔ یہاں وحدت نوعی یا وحدت جنسی مراد ہے، لہٰذا یہ اشکال وارد نہیں ہوتا ہے۔

تیسری بحث مفرد میں ترکیبی احتمالات

مفرد میں ترکیب کے اعتبار سے تین احتمال موجود ہیں: (۱)مرفوع (۲)مجرور (۳)منصوب

(۱)مُفْرَدٌ مرفوع والی صورت: اس وقت یہ **لفظ** کی صفت ثانیہ ہوگی اور معنی یہ ہوگا کہ کلمہ ایسا لفظ مفرد ہے جسے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۲)مُفْرَدٍ مجرور والی صورت: پس **مُفْرَد** مجرور اس بنا پر ہوگا کہ اسے **معنیٰ** کی صفت قرار دیا جائے **معنیٰ** چونکہ لام جارہ کی وجہ سے مجرور اور موصوف ہے تو جو اعراب موصوف کا ہوتا ہے وہی اعراب صفت کا بھی ہوتا ہے، لہٰذا **مُفْرَد** بھی مجرور ہوگا اس صورت میں معنی یہ ہوگا کلمہ ایسا لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو ایسے معنی کے لیے جو مفرد ہو۔

(۳)مُفْرَدًا منصوب والی صورت: اس وقت یہ **وُضِعَ** کی ضمیر سے حال واقع ہوگا اور معنی ہوگا کلمہ وہ لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو کسی معنی کے لیے اس حال میں کہ وہ لفظ مفرد ہے۔

دوسری بات کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی وجہ حصر

وجہ حصر: کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا یا نہیں، اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہ کرے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہو تو وہ حرف ہوگا اور اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہوگا یا نہیں اگر ملا ہوا ہو تو وہ فعل ہے اور اگر ملا ہوا نہ ہو تو وہ اسم ہے۔

اَلْاِسْمُ

فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ أَعْنِيْ الْمَاضِيْ وَالْحَالَ
چنانچہ اسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور وہ معنی تین زمانوں یعنی ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔
وَالْاِسْتِقْبَالَ كَرَجُلٍ وَعِلْمٍ وَعَلَامَتُهٗ صِحَّةُ الْاِخْبَارِ عَنْهُ وَبِهٖ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَالْاِضَافَةُ نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ
جیسے رجل اور علم اور اس کی علامات یہ ہیں کہ: اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو جیسے **زَيْدٌ قَائِمٌ** اور مضاف ہونا جیسے **غُلَامُ زَيْدٍ**
وَدُخُوْلُ لَامِ التَّعْرِيْفِ عَلَيْهِ كَالرَّجُلِ وَالْجَرِّ وَالتَّنْوِيْنِ بِزَيْدٍ وَالتَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ وَالنَّعْتِ وَالتَّصْغِيْرِ وَالنِّدَاءِ
اور لام تعریف کا داخل ہونا جیسے **اَلرَّجُلُ** اور جر اور تنوین کا داخل ہونا جیسے **بِزَيْدٍ** اور تثنیہ ہونا اور جمع ہونا اور صفت ہونا اور تصغیر ہونا اور ندا ہونا
فَإِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْاِسْمِ وَمَعْنَى الْاِخْبَارِ عَنْهُ أَنْ يَكُوْنَ مَحْكُوْمًا عَلَيْهِ فَاعِلًا أَوْ مَفْعُوْلًا أَوْ مُبْتَدَأً أَوْ يُسَمّٰى

پس یہ سارے اسم کے خواص میں ہیں اور اخبار عنہ کے معنی ہیں کہ وہ محکوم علیہ ہو کیونکہ وہ فاعل ہوگا یا مفعول یا مبتدا اور اس کا نام اسم اس
اِسْمًا لِسُمُوِّهٖ عَلٰی قَسِیْمَیْهِ لَا لِکَوْنِهٖ وِسْمًا عَلَی الْمَعْنٰی
لیے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنی دونوں قسموں سے بلند ہوتا ہے، اور اس وجہ سے اسم نام نہیں رکھا گیا کہ وہ معنی کے لیے علامت ہوتا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں اسم کے متعلق چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : اسم کی تعریف

دوسری بات: اسم کی علامات

تیسری بات: اخبار عنہ کا مطلب

چوتھی بات : اسم کی وجہ تسمیہ

پہلی بات اسم کی تعریف

اسم: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور تین زمانوں یعنی ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو، جیسے رَجُل اور عِلْم

دوسری بات اسم کی علامات

پہلی علامت : یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو (یعنی وہ مخبر عنہ بن سکے) جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اس میں زید کے بارے میں قیام کی خبر دی گئی ہے اس لیے زید مخبر عنہ ہے۔

دوسری علامت: مضاف ہونا جیسے غُلَامُ زَیْدٍ

تیسری علامت: لام تعریف کا داخل ہونا۔ جیسے اَلرَّجُلُ اس میں الف لام تعریف کا ہے۔

چوتھی علامت : جر اور تنوین کا داخل ہونا۔ جیسے بِزَیْدٍ

پانچویں علامت: تثنیہ ہونا۔ جیسے رَجُلَانِ

چھٹی علامت : جمع ہونا۔ جیسے رِجَالٌ

ساتویں علامت: صفت ہونا۔ جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ اس میں رجل موصوف اور عالم صفت ہے۔

آٹھویں علامت: مصغر ہونا۔ جیسے رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ

نویں علامت : منادی ہونا۔ جیسے یَا زَیْدُ یہ سارے اسم کے خواص ہیں۔

تیسری بات اخبار عنہ کا مطلب

اخبار عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا۔ پس جس کے بارے میں خبر دی جاتی ہے وہ مبتدا ہوتا ہے نہ کہ فاعل۔ پس اس اعتبار سے اخبار عنہ کا معنی فاعل اور نائب فاعل کو شامل نہیں ہوتا تھا کیونکہ فاعل اور نائب فاعل کے

بارے میں خبر نہیں دی جاتی ہے لہٰذا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کر دی کہ اخبار عنہ سے مراد محکوم علیہ ہونا ہے یعنی اس پر حکم لگایا گیا ہو پس اس اعتبار سے اخبار عنہ فاعل اور نائب فاعل دونوں کو شامل ہوگا کیونکہ فاعل پر بھی حکم لگایا جاتا ہے اور نائب فاعل پر بھی۔

چوتھی بات اس کی وجہ تسمیہ

اسم کی وجہ تسمیہ (یعنی اسم کو اسم کیوں کہتے ہیں)، اس بارے میں نحویوں کے درمیان اختلاف ہے چناں چہ بصریین کے نزدیک اسم اصل میں سِمْوٌ تھا (سین کے کسرہ کے ساتھ) بمعنی بلند ہونا اسم چونکہ اپنے دونوں قسیموں سے بلند ہوتا ہے اور فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوتا ہے اس لیے اس کو اسم کہتے ہیں، پس واو کو حذف کر دیا اور سین کو ساکن کر دیا اور ابتدا میں ہمزہ وصلی مکسورہ لے آئے تو اسم ہو گیا۔

کوفیین کے نزدیک اسم اصل میں وِسْمٌ تھا بمعنی علامت، چونکہ اسم بھی اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے، اس لیے اس کو اسم کہتے ہیں، پس واو مکسورہ کو ہمزہ سے بدلا تو اسم ہو گیا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بصریین کا مذہب پسندیدہ ہے اس لیے اس کو ترجیح دی اور اس کو پہلے ذکر کر دیا۔

اَلْفِعْلُ

وَحَدُّ الْفِعْلِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ
فعل وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے ایسی دلالت جو اس معنی کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے ضَرَبَ يَضْرِبُ
وَعَلَامَتُهٗ اَنْ يَصِحَّ الْاِخْبَارُ بِهٖ لَا عَنْهُ وَ دُخُوْلُ قَدْ وَالسِّيْنِ وَسَوْفَ وَالْجَزْمِ عَلَيْهِ وَالتَّصْرِيْفُ اِلَى الْمَاضِيْ
اِضْرِبْ اور فعل کی علامت یہ ہے کہ اس کا اخبار بہ ہونا صحیح ہو نہ کہ اخبار عنہ ہونا اور اس پر قد، سین، سوف اور جزم داخل ہو سکتی ہو اور ماضی،
وَالْمُضَارِعِ وَكَوْنُهٗ اَمْرًا اَوْ نَهْيًا وَاتِّصَالُ الضَّمَائِرِ الْبَارِزَةِ الْمَرْفُوْعَةِ بِهٖ نَحْوُ ضَرَبْتُ وَتَاءِ التَّاْنِيْثِ السَّاكِنَةِ
مضارع کی طرف اس کی گردان کا ہونا اور امر اور نہی کا ہونا اور ضمیر بارز مرفوع کا اس کے ساتھ متصل ہونا جیسے ضَرَبْتُ اور تاء تانیث ساکنہ
نَحْوُ ضَرَبَتْ وَنُوْنَيِ التَّاْكِيْدِ فَاِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ مِنْ خَوَاصِّ الْفِعْلِ وَمَعْنَى الْاِخْبَارِ بِهٖ اَنْ يَكُوْنَ مَحْكُوْمًا بِهٖ وَيُسَمّٰى
کا اس کے آخر میں ہونا جیسے ضَرَبَتْ اور تاکید کے دونوں نون (یعنی ثقیلہ وخفیفہ) کا داخل ہونا اور اخبار عنہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ محکوم بہ ہو اور
فِعْلًا بِاسْمِ اَصْلِهٖ وَهُوَ الْمَصْدَرُ لِاَنَّ الْمَصْدَرَ هُوَ فِعْلُ الْفَاعِلِ حَقِيْقَةً
اس کا نام فعل رکھا گیا ہے اس کے اصل کے نام سے اور وہ مصدر ہے اس لیے کہ مصدر حقیقت میں فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے فعل سے متعلق چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: فعل کی تعریف

دوسری بات: فعل کی علامات

تیسری بات: اخبار بہ کا مطلب

چوتھی بات : فعل کی وجہ تسمیہ

پہلی بات فعل کی تعریف

فعل: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے ایسی دلالت جو اس معنی کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

جیسے ضَرَبَ میں زمانہ ماضی اور یَضْرِبُ میں زمانہ استقبال اور اِضْرِبْ میں زمانہ حال پایا جاتا ہے۔

دوسری بات فعل کی علامات

پہلی علامت: فعل کا مخبر بہ ہونا صحیح ہو (یعنی مسند اور محکوم بہ ہونا صحیح ہو) اور اس کا مخبر عنہ ہونا صحیح نہ ہو (یعنی مسند الیہ اور محکوم علیہ ہونا درست نہ ہو) اس کے ذریعے خبر دینا صحیح ہو نہ کہ اس کے بارے میں خبر دینا۔

دوسری علامت: حرف قَدْ کا داخل ہونا۔ جیسے قَدْ ضَرَبَ

تیسری علامت: حرف سین کا داخل ہونا۔ جیسے سَیَضْرِبُ

چوتھی علامت: حرف سَوْفَ کا داخل ہونا۔ جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ

پانچویں علامت: حرف جزم کا داخل ہونا۔ جیسے لَمْ یَضْرِبْ

چھٹی علامت: فعل ماضی اور مضارع کی گردان کا ہونا۔ جیسے ضَرَبَ ماضی اور یَضْرِبُ مضارع

ساتویں علامت: امر ہونا۔ جیسے اِضْرِبْ

آٹھویں علامت: نہی ہونا۔ جیسے لَاتَضْرِبْ

نویں علامت: ضمیر بارز مرفوع کا ملا ہوا ہونا۔ جیسے ضَرَبْتُ

دسویں علامت: تاء تانیث ساکنہ کا ملا ہوا ہونا۔ جیسے ضَرَبَتْ

گیارہویں علامت: نون تاکید کا ہونا خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ ہو۔ جیسے اُکْتُبَنَّ، اُکْتُبَنْ

یہ ساری علامات فعل کے خواص میں سے ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی مراد علامات سے خواص ہیں، کیونکہ علامت وہ ہوتی ہے جو کبھی جدا نہ ہو، جب کہ نون تاکید فعل ماضی میں نہیں آتا ہے، اسی طرح تاء تانیث ساکنہ مضارع میں نہیں آتی ہے، اسی لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے علامات سے مراد خواص لیا ہے، اب کوئی اشکال وارد نہ ہوگا۔

تیسری بات اخبار بہ کا مطلب

اخبار بہ کا مطلب ہے اس کے ذریعہ سے خبر دینا، یہ معنی فعل پر تو صادق آتا ہے لیکن امر و نہی جو کہ انشاء کے قبیل سے ہیں، ان پر صادق نہیں آتا کیونکہ ان کے ذریعہ سے خبر نہیں دی جاتی۔ پس مصنف نے وضاحت فرمادی کہ اخبار بہ سے مراد محکوم بہ ہے یعنی اس کے ساتھ سے حکم لگایا گیا ہو۔ پس اس اعتبار سے اخبار بہ کا معنی امر اور نہی پر بھی صادق آئے گا کیونکہ امر اور نہی کے ذریعہ سے بھی حکم لگایا جاتا ہے۔

چوتھی بات　　فعل کی وجہ تسمیہ

اس کو سمجھنے سے پہلے تمہید کے طور پر دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

پہلی بات : یہ ہے کہ فعل مصدر سے نکلتا ہے، اس لیے مصدر اصل ہوا۔

دوسری بات: یہ ہے کہ عربی میں مصدر مثلاً ضربٌ کو فعل یعنی کام کہتے ہیں کیونکہ مصدر فاعل کا فعل یعنی کام ہے۔

جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اس بات کو سمجھیں کہ نحویوں نے فعل کو اصل یعنی مصدر کا نام (فعل) دیا، اس کو کہتے ہیں

تَسْمِيَةُ الشَّيْءِ بِاسْمِ اَصْلِه

اَلْحَرْفُ

وَحَدُّ الْحَرْفِ كَلِمَةٌ لَا تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى غَيْرِهَا نَحْوُ مِنْ فَإِنَّ مَعْنَاهَا
حرف وہ کلمہ ہے جو بذات خود اپنے معنی پر دلالت نہ کرتا ہو بلکہ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہو جو اس کے غیر میں پایا جاتا ہے جیسے مِنْ اس لیے کہ
اَلْاِبْتِدَاءُ وَهِيَ لَا تَدُلُّ عَلَيْهِ إِلَّا بَعْدَ ذِكْرِ مَا مِنْهُ الْاِبْتِدَاءُ كَالْبَصْرَةِ وَ الْكُوْفَةِ مَثَلًا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى
اس کے معنی ابتداء کے ہیں اور وہ ابتداء کے معنی پر دلالت نہیں کرتا، جب تک اس بات کا ذکر نہ کیا جائے جس سے ابتداء کی جاتی ہے جیسے
الْكُوْفَةِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ لَا يَصِحَّ الْإِخْبَارُ عَنْهُ وَلَا بِهِ وَأَنْ لَا يَقْبَلَ عَلَامَاتِ الْأَسْمَاءِ وَلَا عَلَامَاتِ الْأَفْعَالِ
بصرہ اور کوفہ جیسے تو کہے گا میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ اور مخبر بہ دونوں بننا صحیح نہ ہو اور یہ کہ وہ
وَلِلْحَرْفِ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدُ كَالرَّبْطِ بَيْنَ اسْمَيْنِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ أَوِ الْفِعْلَيْنِ نَحْوُ أُرِيْدُ أَنْ تَضْرِبَ
اسماء اور افعال میں سے کسی کی علامت کو بھی قبول نہ کرے اور حرف کے کلام عرب میں بہت سارے فائدے ہیں جیسے دو اسموں کے درمیان ربط دینا جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ یا دو فعلوں کے درمیان ربط دینا جیسے أُرِيْدُ أَنْ تَضْرِبَ
أَوِ اسْمٍ وَفِعْلٍ كَضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ أَوْ جُمْلَتَيْنِ نَحْوُ إِنْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَكْرَمْتُهُ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْفَوَائِدِ الَّتِيْ
یا ایک اسم اور ایک فعل کو ربط دینا جیسے ضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ یا دو جملوں کے درمیان ربط دینا جیسے إِنْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَكْرَمْتُهُ ان کے علاوہ بہت
تَعْرِفُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُسَمّٰى حَرْفًا لِوُقُوْعِهِ فِي الْكَلَامِ حَرْفًا أَيْ طَرَفًا إِذْ لَيْسَ
سارے فائدے ہیں جنہیں آپ قسم ثالث میں پہنچانیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حرف کو حرف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کلام کے ایک طرف
مَقْصُوْدًا بِالذَّاتِ مِثْلَ الْمُسْنَدِ وَ الْمُسْنَدِ إِلَيْهِ
میں واقع ہوتا ہے اس لیے کہ وہ مُسنَد اور مُسنَد الیہ کی طرح مقصود بالذات نہیں ہوتا۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے حرف سے متعلق چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : حرف کی تعریف

دوسری بات: حرف کی علامات

تیسری بات: حرف کے فوائد

چوتھی بات : حرف کی وجہ تسمیہ

پہلی بات حرف کی تعریف

حرف: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہیں کرتا، بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے۔

مثال: مِنْ کا معنی ابتداء ہے اور یہ مِنْ ابتداء کے معنی پر دلالت نہیں کرتا ہے جب تک اس کے ساتھ اس چیز کا ذکر نہ کیا جائے جس سے ابتداء کی جاتی ہے، جیسے البصرۃ، الکوفۃ مثلاً آپ کہو گے: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ (میں نے بصرہ سے کوفہ تک کی سیر کی) اب یہاں جب تک بصرہ کا ذکر نہ کیا جاتا مِنْ ابتداء کے معنی نہ دیتا۔

دوسری بات حرف کی علامات

حرف کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ اور مخبر بہ ہونا صحیح نہ ہو، یعنی اس سے خبر دینا بھی صحیح نہ ہو اور اس کے ذریعے سے خبر دینا بھی صحیح نہ ہو۔ یہ نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ اور حرف کی علامت یہ ہے کہ وہ اسم اور فعل کی علامت میں سے کسی علامت کو قبول نہیں کرتا۔

تیسری بات حرف کے فوائد وقیود

وَلِلْحَرْفِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدُ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ایک شبہ کا ازالہ کر کے حرف کے فوائد و قیود ذکر فرما رہے ہیں۔ شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب حرف نہ مسند الیہ ہوتا ہے اور نہ مسند اور نہ وہ علامات اسم اور فعل کو قبول کرتا ہے تو پھر کلام میں اس کا لانا بیکار رہا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ حرف کے کلام عرب میں بہت سے فوائد ہیں۔

حرف کے چند فوائد

۱)...... دو اسموں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ

۲)...... اسی طرح دو فعلوں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے أُرِيْدُ أَنْ تَضْرِبَ یہاں حرف أَنْ نے دونوں فعلوں کو جوڑا۔

۳)...... ایک اسم اور فعل کو بھی جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ (میں نے لکڑی سے مارا) یہاں ضَرَبْتُ فعل اور الْخَشَبَة اسم کو حرف باء نے جوڑا ہے۔

۴)...... دو جملوں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے إِنْ جَاءَنِي زَيْدٌ أَكْرَمْتُهُ اس میں جَاءَنِي زَيْدٌ ایک جملہ ہے اور أَكْرَمْتُهُ دوسرا جملہ ہے اس کو ربط حرف إِنْ نے دیا ہے۔

فائدہ: حروف کے مزید فوائد آپ قسم ثالث بحث حروف میں انشاء اللہ تعالیٰ جانیں گے۔

چوتھی بات حرف کی وجہ تسمیہ

حرف کا نام حرف اس لیے رکھا گیا کہ وہ کلام میں ایک طرف ہو کر واقع ہوتا ہے۔ طرفِ کلام میں واقع ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وسط کلام میں واقع نہیں ہوتا ہے، بلکہ ابتداء اور انتہاء میں واقع ہوتا ہے۔ طرف کلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقصود بالذات نہیں ہوتا، جس طرح اسم مسند الیہ اور فعل مسند ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حرف اسم اور فعل کے مقابلے میں مقصود سے ایک طرف ہوتا ہے، یعنی اسم اور فعل ایک طرف ہو گئے اور حرف ایک طرف ہو گیا۔

تیسری فصل کلام کی بحث

فَصۡلٌ: اَلۡكَلَامُ لَفۡظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيۡنِ بِالۡاِسۡنَادِ وَ الۡاِسۡنَادُ نِسۡبَةُ اِحۡدَى الۡكَلِمَتَيۡنِ اِلَى الۡاُخۡرٰى بِحَيۡثُ تُفِيۡدُ
کلام وہ لفظ ہے جو (کم از کم) دو کلمات سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کلمہ کی طرف کرنا
الۡمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً يَصِحُّ السُّكُوۡتُ عَلَيۡهَا نَحۡوُ زَيۡدٌ قَائِمٌ وَ قَامَ زَيۡدٌ وَيُسَمّٰى جُمۡلَةً فَعُلِمَ اَنَّ الۡكَلَامَ
ہے اس طور پر کہ وہ فائدہ دے مخاطب کو پورا پورا فائدہ اور اس پر خاموشی صحیح ہو جیسے زَيۡدٌ قَائِمٌ اور قَامَ زَيۡدٌ اور اس کو جملہ بھی کہا جاتا ہے پس
لَا يَحۡصُلُ اِلَّا مِنَ اسۡمَيۡنِ نَحۡوُ زَيۡدٌ قَائِمٌ وَيُسَمّٰى جُمۡلَةً اِسۡمِيَّةً اَوۡ فِعۡلٍ وَاسۡمٍ نَحۡوُ قَامَ زَيۡدٌ وَيُسَمّٰى جُمۡلَةً
معلوم ہوا کہ کلام حاصل نہیں ہوتا ہے مگر دو اسموں سے جیسے زَيۡدٌ قَائِمٌ اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا جاتا ہے یا ایک فعل اور اسم سے حاصل ہوتا ہے جیسے قَامَ زَيۡدٌ اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا جاتا ہے اس لیے
فِعۡلِيَّةً اِذۡ لَا يُوۡجَدُ الۡمُسۡنَدُ وَ الۡمُسۡنَدُ اِلَيۡهِ مَعًا فِيۡ غَيۡرِهِمَا فَلَا بُدَّ لِلۡكَلَامِ مِنۡهُمَا فَاِنۡ قِيۡلَ قَدۡ نُوۡقِضَ بِالنِّدَاءِ نَحۡوُ
کہ مسند اور مسند الیہ ان دونوں (یعنی جملہ اسمیہ و فعلیہ) کے علاوہ کہیں اور ایک ساتھ نہیں پائے جاتے اور کلام کے لیے ان دونوں (مسند اور مسند الیہ) کا پایا جانا ضروری ہے پس اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حرف نداء کے
يَا زَيۡدُ قُلۡنَا حَرۡفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدۡعُوۡ وَ اَطۡلُبُ وَهُوَ الۡفِعۡلُ فَلَا نَقۡضَ عَلَيۡهِ
ساتھ یہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے جیسے يَا زَيۡدُ تو ہم کہیں گے کہ حرف نداء قائم مقام اَدۡعُوۡ یا اَطۡلُبُ فعل کے ہے اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

وضاحت: علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کلمہ اور اس کی اقسام کو ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے کلام کو ذکر فرما رہے ہیں کلام سے متعلق مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: کلام کی تعریف

دوسری بات: اسناد کی تعریف

تیسری بات: کلام کیسے حاصل ہوگا

چوتھی بات: ایک اعتراض اور اس کا جواب

پہلی بات کلام کی تعریف

کلام: وہ لفظ ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ یعنی ایک کلمے کی نسبت دوسرے کلمے کی طرف ہو۔

دوسری بات اسناد کی تعریف

اسناد کہتے دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت کرنا دوسرے کی طرف اس طور پر کہ مخاطب کو اس سے فائدہ تامہ حاصل ہو اور اس پر خاموشی صحیح ہو۔

مثال: زَیْدٌ قَائِمٌ اور قَامَ زَیْدٌ ان میں سے پہلے جملہ میں ایک کلمہ قَائِمٌ کی نسبت دوسرے کلمہ زَیْدٌ کی طرف ہو رہی ہے اور دوسرے جملہ میں پہلے کلمہ قَامَ کی نسبت دوسرے کلمہ زَیْدٌ کی طرف ہو رہی ہے اور مخاطب کو فائدہ تامہ بھی حاصل ہو رہا ہے اور کلام کو جملہ بھی کہتے ہیں۔

تیسری بات کلام کیسے حاصل ہوگا

کلام دو کلموں کو یا دو سے زیادہ کلموں کو ملانے سے حاصل ہوتا ہے۔ بعض اوقات دو اسموں سے کلام حاصل ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور اس کو جملہ اسمیہ کا نام دیا جاتا ہے یا ایک فعل اور ایک اسم کو ملانے سے حاصل ہوگا۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ اور اس کو جملہ فعلیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ مسند اور مسند الیہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ کہیں بھی اکٹھے نہیں پائے جاتے یعنی مسند اور مسند الیہ اکٹھے پائے جانے کی دو ہی صورتیں ہیں یا جملہ اسمیہ میں یا جملہ فعلیہ میں۔ اور کلام کے لیے مسند اور مسند الیہ کو ہونا ضروری ہے۔

چوتھی بات ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: یہ وارد ہوتا ہے کہ ماقبل میں یہ بات فرمائی گئی تھی کہ کلام صرف دو اسموں یا ایک اسم اور فعل سے بنتا ہے اس کے علاوہ کلام نہیں بنتا۔ پس یَا زَیْدُ یہ کلام ہے جب کہ اس میں یَا حرف نداء ہے اور زَیْدٌ اسم ہے تو معلوم ہوا کہ کلام ایک حرف اور ایک اسم سے بھی بنتا ہے۔

جواب: یہ ہے کہ یَا زَیْدُ جیسی ترکیب سے اعتراض کرنا کہ کلام ایک حرف اور اسم سے بھی بنتا ہے، درست نہیں ہے، اس لیے کہ یَا زَیْدُ میں یَا حرف نداء بمعنی أَدْعُوْ یا أَطْلُبُ فعل کے ہے۔ پس کلام ایک فعل اور اسم سے حاصل ہوا، نہ کہ ایک حرف اور اسم سے۔ لہٰذا اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

وَإِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمُقَدِّمَةِ فَلْنَشْرَعْ فِي الْأَقْسَامِ الثَّلَاثَةِ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ
اور جب ہم مقدمہ کے بیان سے فارغ ہوئے تو ہم تینوں اقسام کو بیان کرنا شروع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر توفیق دینے والا ہے اور مدد کرنے والا ہے۔

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِی الْاِسْمِ

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِی الْاِسْمِ وَقَدْمَرَّ تَعْرِیْفُہٗ وَھُوَ یَنْقَسِمُ اِلٰی مُعْرَبٍ وَمَبْنِیٍّ، فَنَذْکُرُ اَحْکَامَہٗ فِیْ بَابَیْنِ وَخَاتِمَۃٍ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے کلمہ کی اقسام ثلاثہ میں سے پہلی قسم اسم کو بیان فرما رہے ہیں۔ اسم کی تعریف پہلے گذر چکی ہے۔ اسم کی دو قسمیں ہیں؛ معرب اور مبنی۔ جن کو ہم دو ابواب اور ایک خاتمہ میں بیان کریں گے۔

پہلا باب: اسم معرب کی بحث

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَفِیْہِ مُقَدِّمَۃٌ وَثَلَاثَۃُ مَقَاصِدَ وَخَاتِمَۃٌ اَمَّا الْمُقَدِّمَۃُ فَفِیْھَا فُصُوْلٌ
باب اول اسم معرب کے بیان میں ہے اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے بہر حال مقدمہ تو اس میں چند فصلیں ہیں

وضاحت: باب اول میں ایک مقدمہ ہوگا تین مقاصد ہوں گے اور ایک خاتمہ ہوگا مقدمہ میں چار فصلیں ہوں گی۔

پہلی فصل : اسم معرب کا بیان

دوسری فصل: اسم معرب کا حکم اور اعراب کا بیان

تیسری فصل: اسم معرب کے اعراب کے اعتبار سے اقسام

چوتھی فصل : اسم معرب کی دو قسموں؛ منصرف اور غیر منصرف سے متعلق

پہلی فصل اسم معرب کا بیان

فَصْلٌ :فِیْ تَعْرِیْفِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَھُوَ کُلُّ اِسْمٍ رُکِّبَ مَعَ غَیْرِہٖ وَلَا یُشْبِہُ مَبْنِیَّ الْأَصْلِ اَعْنِیْ اَلْحَرْفَ
پہلی فصل اسم معرب کی تعریف میں ہے اور اسم معرب ہر وہ اسم ہے جسے اپنے غیر کے ساتھ مرکب کیا گیا ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو
وَ الْأَمْرَ الْحَاضِرَ وَ الْمَاضِيَ نَحْوَ زَیْدٌ فِیْ قَامَ زَیْدٌ لَا زَیْدٌ وَحْدَہٗ لِعَدَمِ التَّرْکِیْبِ وَلَا ھٰؤُلَاءِ فِیْ قَامَ
میری مراد حرف، امر حاضر اور ماضی ہے جیسے **زَیْدٌ**، **قَامَ زَیْدٌ** میں نہ کہ صرف **زَیْدٌ** اکیلا کیونکہ وہ ترکیب میں واقع نہیں ہے اور نہ **ھٰؤُلَاءِ قَامَ**
ھٰؤُلَاءِ لِوُجُوْدِ الشِّبْہِ (اَیْ بِالْحَرْفِ) وَیُسَمّٰی مُتَمَکِّنًا
ھٰؤُلَاءِ میں حرف کے ساتھ مشابہت پائے جانے کی وجہ سے اور اس کا نام متمکن رکھا جاتا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم معرب کی تعریف

دوسری بات: مبنی الاصل کی تعداد

تیسری بات: اسم معرب کی دو شرطیں

پہلی بات — اسم معرب کی تعریف

اسم معرب: ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔

دوسری بات — مبنی الاصل کی تعداد

مبنی الاصل تین ہیں: (۱) امر حاضر (۲) فعل ماضی (۳) جملہ حروف

تیسری بات — اسم معرب کی شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم معرب وہ اسم کہلائے گا، جو ترکیب میں واقع ہو۔ پس جو اسم ترکیب میں واقع نہ ہو بلکہ اکیلا ہو تو وہ معرب نہیں ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ یہ جب تک ترکیب میں واقع نہ ہو تو مبنی ہوگا، جب کہ قَامَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ معرب ہوگا اس لیے کہ ترکیب میں واقع ہے۔

دوسری شرط: اسم معرب کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔ پس قَامَ ھٰؤُلَاءِ باوجود ترکیب میں واقع ہونے کے معرب نہیں ہوگا، اس لیے کہ ھٰؤُلَاءِ مبنی اصل میں سے حروف کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جس طرح حروف دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔

وَیُسَمّٰی مُتَمَکِّنًا: اور اسم معرب کو اسم متمکن بھی کہتے ہیں۔ متمکن اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی جگہ دینے والا، چونکہ یہ بھی تینوں اعراب اور تنوین کو قبول کرتا ہے اور جگہ دیتا ہے، اس لیے اس کو اسم متمکن کہتے ہیں۔

دوسری فصل — اسم معرب کا حکم اور اعراب کا بیان

فَصْلٌ: حُكْمُهٗ أَنْ يَّخْتَلِفَ اٰخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ اخْتِلَافًا لَفْظًا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ
اور معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عاملوں کے مختلف ہونے سے بدلتا ہے یہ بدلنا لفظوں میں ہوگا جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ
أَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى اَلْإِعْرَابُ: مَا بِهٖ يَخْتَلِفُ اٰخِرُ الْمُعْرَبِ
یا یہ بدلنا تقدیری ہوگا جیسے جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى اعراب وہ ہے جس کے ساتھ معرب کا آخری حرف بدل
كَالضَّمَّةِ وَالْفَتْحَةِ وَالْكَسْرَةِ وَالْوَاوِ وَالْيَاءِ وَالْأَلِفِ وَإِعْرَابُ الْاِسْمِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ رَفْعٌ، نَصْبٌ، جَرٌّ
جائے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، الف اور یا اور واو اور اسم کے اعراب تین قسم پر ہیں رفع، نصب، جر
وَالْعَامِلُ مَا بِهٖ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَرٌّ وَمَحَلُّ الْإِعْرَابِ مِنَ الْاِسْمِ هُوَ الْحَرْفُ الْاٰخِرُ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَقَامَ عَامِلٌ وَزَيْدٌ
اور عامل وہ ہے جس کی وجہ سے رفع اور نصب اور جر آئیں محل اعراب اسم میں آخری حرف ہے ان سب کی مثال قَامَ زَيْدٌ ہے پس قَامَ عامل اور زَيْدٌ معرب ہے
مُعْرَبٌ وَالضَّمَّةُ إِعْرَابٌ وَالدَّالُ مَحَلُّ الْإِعْرَابِ وَاعْلَمْ أَنَّهٗ لَا يُعْرَبُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ إِلَّا الْاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ
اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے اور جان لو کہ کلام عرب میں کوئی معرب نہیں ہے سوائے اسم متمکن کے

وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ وَسَيَجِيْءُ حُكْمُهٗ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.
اور فعل مضارع کے اور اس کا حکم قسم ثانی میں انشاء اللہ آئے گا۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں کل پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم معرب کا حکم

دوسری بات: اعراب کی تعریف

تیسری بات: اسم کے اعراب

چوتھی بات : اسم کے عامل کی تعریف

پانچویں بات: محل اعراب کی تعیین

پہلی بات — معرب کا حکم

اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر بدلتا ہے عاملوں کے بدلنے سے۔ آخر کا یہ بدلنا خواہ لفظاً ہو۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ، خواہ تقدیراً ہو جیسے جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى

فائدہ: یہاں ایک بات سمجھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ جمہور نحات کے نزدیک معرب کی تعریف یہ ہے مَا اخْتَلَفَ آخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ جب کہ صاحب کافیہ شیخ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ نے معرب کی تعریف یہ کی ہے اَلْمُعْرَبُ الْمُرَكَّبُ الَّذِيْ يُشْبِهُ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ اور مَا اخْتَلَفَ آخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ کو معرب کا حکم قرار دیا ہے۔ پس صاحب ہدایۃ النحو نے بھی شیخ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کی ہے۔

دوسری بات — اعراب کی تعریف

اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلتا ہے۔ جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ انہیں اعراب بالحرکت کہا جاتا ہے اور واو، الف اور یا انہیں اِعْرَابٌ بِالْحَرْفِ کہا جاتا ہے۔

تیسری بات — اسم معرب کے اعراب

اسم معرب کے اعراب تین ہیں: رفع، نصب اور جر۔ رفع فاعل کے لیے، نصب مفعول کے لیے اور جر مضاف الیہ کے لیے۔

چوتھی بات — عامل کی تعریف

یہاں عامل سے مراد صرف اسم کا عامل ہے۔ پس عامل وہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ رفع یا نصب یا جر آئے۔

پانچویں بات — محلِ اعراب کی تعیین

محل اعراب اسم کا آخری حرف ہوتا ہے۔

پانچوں باتوں پر مشتمل مثال: قَامَ زَيْدٌ پس اس میں قَامَ عامل ہے اور زَيْدٌ معرب ہے اور اس پر ضمہ اعراب ہے اور دال محلِ اعراب ہے۔

وَاعْلَمْ: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ معرب کی قسمیں بیان فرما رہے ہیں۔ کلام عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں؛ اسماء میں سے اسم متمکن اور افعال میں سے فعل مضارع اور فعل مضارع کا حکم قسم ثانی کی بحث میں ان شاء اللہ آئے گا۔

تیسری فصل — اسم معرب کے اعراب کے اعتبار سے اقسام

فَصْلٌ :فِيْ أَصْنَافِ إِعْرَابِ الْاِسْمِ وَهِيَ تِسْعَةُ أَصْنَافٍ : اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ
تیسری فصل اسم کے اعراب کی قسموں کے بیان میں ہے اور وہ نو اقسام ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کے اور جر کسرہ
وَالْجَرُّ بِالْكَسْرَةِ وَيُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ الصَّحِيْحِ وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَا لَا يَكُوْنُ اٰخِرُهٗ حَرْفَ عِلَّةٍ
کے ساتھ اور یہ خاص ہے مفرد منصرف صحیح کے ساتھ اور وہ نحویوں کے نزدیک وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے زَيْدٌ اور یہ
كَزَيْدٍ وَبِالْجَارِيْ مَجْرَى الصَّحِيْحِ وَهُوَ مَايَكُوْنُ فِيْ آخِرِهٖ وَاوٌ أَوْ يَاءٌ مَاقَبْلَهَا سَاكِنٌ كَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَبِالْجَمْعِ
خاص ہے جاری مجری صحیح (یعنی قائم مقام صحیح کے ساتھ) اور وہ ایسا اسم ہے کہ جس کے آخر میں واو یا یاء ما قبل ساکن ہو۔ جیسے دَلْوٌ اور ظَبْيٌ
الْمُكَسَّرِ الْمُنْصَرِفِ كَرِجَالٍ تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَدَلْوٌ وَظَبْيٌ وَرِجَالٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَدَلْوًا وَظَبْيًا وَرِجَالًا
اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ خاص ہے جیسے رِجَالٌ تو کہے جَاءَنِيْ زَيْدٌ ، وَدَلْوٌ ، ظَبْيٌ وَرِجَالٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا ، وَدَلْوًا وَظَبْيًا وَرِجَالًا ،
وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَرِجَالٍ اَلثَّانِيْ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْكَسْرَةِ وَيُخْتَصُّ
وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ ، وَدَلْوٍ ، وَظَبْيٍ ، وَرِجَالٍ دوسری قسم اعراب کی یہ ہے کہ رفع ضمہ کے اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو اور یہ اعراب جمع
بِالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ ، تَقُوْلُ : هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ اَلثَّالِثُ أَنْ يَكُوْنَ
مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے جیسے تو کہے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ اور تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ
الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ وَيُخْتَصُّ بِغَيْرِ الْمُنْصَرِفِ كَعُمَرَ تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ
کے ساتھ اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ ہو اور یہ اعراب خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ جیسے تو کہے گا جَاءَنِيْ عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں اسم کے اعراب کی قسموں کو ذکر فرما رہے ہیں اور اسم کے اعراب کی نو قسمیں ہیں۔ نحو میر میں اسم متمکن کی سولہ اقسام کا ذکر ہے اور یہاں اسم کے اعراب کے اعتبار سے نو قسموں کا ذکر ہے، اس لیے کہ اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں۔ ان پر اعراب نو قسم کے آتے ہیں۔ بعض اسموں پر ایک طرح کا اعراب آتا

ہے۔ یہاں اعراب کے اعتبار سے نو اقسام کا ذکر ہے۔

اسم متمکن کی باعتبار اعراب نو قسموں کا ذکر

پہلی قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ، حالت نصب فتحہ کے ساتھ اور حالت جر کسرہ کے ساتھ اور یہ اعراب تین طرح کے اسموں پر آتے ہیں۔

مفرد منصرف صحیح: یعنی یہ اعراب اس اسم پر آئے گا جو مفرد ہو تثنیہ جمع نہ ہو، منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو اور وہ اسم صحیح بھی ہو۔ نحویوں کے ہاں صحیح وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے زَيْدٌ

مثالیں: جَاءَنِي زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ

جاری مجری صحیح: یعنی مذکورہ اعراب اس اسم پر بھی آتا ہے جو صحیح کے قائم مقام ہو اور صحیح کے قائم مقام وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں واو یا یاء، ماقبل ساکن ہو۔ جیسے دَلْوٌ وَظَبْيٌ

مثالیں: جَاءَنِي دَلْوٌ وَظَبْيٌ وَرَأَيْتُ دَلْوًا وَظَبْيًا وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْيٍ

جمع مکسر منصرف: یہ اعراب جمع مکسر منصرف پر بھی آتا ہے یعنی وہ اسم جو جمع مکسر ہو سالم نہ ہو۔ جمع مکسر وہ اسم کہلاتا ہے، جس کی واحد کی بنا سالم نہ رہے اور وہ منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو۔ جیسے رِجَالٌ

مثالیں: جَاءَنِي رِجَالٌ وَرَأَيْتُ رِجَالًا وَمَرَرْتُ بِرِجَالٍ

دوسری قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو۔ اعراب کی یہ قسم صرف جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ

مثالیں: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

تیسری قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر فتحہ کے ساتھ۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ۔ جیسے عُمَرُ

مثالیں: جَاءَنِي عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ

اَلرَّابِعُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْأَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ وَيُخْتَصُّ بِالْأَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً مُوَحَّدَةً
اور چوتھی قسم یہ ہے رفع واو کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ اور یہ قسم خاص ہے اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ درانحالیکہ وہ واحد کے صیغے ہوں
مُضَافَةً إِلٰى غَيْرِ يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ وَهِيَ أَخُوْكَ وَأَبُوْكَ وَحَمُوْكَ وَفُوْكَ وَهَنُوْكَ وَذُوْ مَالٍ تَقُوْلُ جَاءَنِي
اور مضاف ہوں یائے متکلم کے علاوہ دوسری ضمیر کی طرف اور وہ یہ ہیں أَخُوْكَ أَبُوْكَ حَمُوْكَ فُوْكَ هَنُوْكَ ذُوْ مَالٍ جیسے تو کہے جَاءَنِي
أَخُوْكَ وَرَأَيْتُ أَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَخِيْكَ وَكَذَا الْبَوَاقِي اَلْخَامِسُ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْأَلِفِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ

أَخُوكَ وَرَأَيْتُ أَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَخِيكَ اس پر باقی قیاس کر لیجیے اور پانچویں قسم یہ ہے کہ رفع الف کے ساتھ، نصب و جر
الْمَفْتُوحِ مَا قَبْلَهَا وَيَخْتَصُّ بِالْمُثَنَّى وَ كِلَا مُضَافًا إِلَى مُضْمَرٍ وَ اثْنَانِ وَ اثْنَتَانِ تَقُولُ : جَاءَنِي الرَّجُلَانِ
یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اور یہ قسم خاص ہے مثنیٰ کے ساتھ اور کِلَا کے ساتھ جب کہ وہ ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اثْنَانِ اور اثْنَتَانِ کے ساتھ جیسے تو کہے جَاءَنِي الرَّجُلَانِ
كِلَاهُمَا وَ اثْنَانِ وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَ اثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَ اثْنَيْنِ
كِلَاهُمَا وَ اثْنَانِ وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَ اثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَ اثْنَيْنِ

وضاحت چوتھی قسم: اعراب کی چوتھی قسم یہ ہے کہ حالت رفع واو کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ۔ ان کو اعراب بالحرف کہا جاتا ہے۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے اسماءستہ مکبرہ کے ساتھ۔

اسماءستہ مکبرہ چھ ہیں: أَخُوكَ، أَبُوكَ، حَمُوكَ، فُوكَ، هَنُوكَ، ذُوْ مَالٍ

یہ اعراب اسماءستہ مکبر کے لیے اس وقت ہوں گے، جب ان میں چار شرائط پائی جائیں۔

پہلی شرط : یہ ہے کہ وہ اسماء مکبّر ہوں مصغّر نہ ہوں۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مضاف ہوں۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مفرد ہوں۔

چوتھی شرط : یہ ہے کہ وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں۔

مثالیں: جَاءَنِي أَخُوكَ وَرَأَيْتُ أَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَخِيكَ باقی پانچ اسماء کو اسی پر قیاس کریں۔

پانچویں قسم: حالت رفع الف کے ساتھ اور حالت نصب و جر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اعراب کی یہ قسم خاص ہے مثنیٰ کے ساتھ اور کِلَا کے ساتھ جب کہ اس کی اضافت ضمیر کی طرف ہو اور اثْنَانِ اور اثْنَتَانِ کے ساتھ۔

مثالیں: جَاءَنِي الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَ اثْنَانِ وَرَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَ اثْنَيْنِ

وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَ اثْنَيْنِ

فائدہ: جاننا چاہیے کہ مثنیٰ کی تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقی (۲) صوری (۳) معنوی۔

مثنیٰ حقیقی : یعنی وہ جو لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے مثنیٰ ہو۔ جیسے رَجُلَانِ

مثنیٰ صوری: یعنی وہ مثنیٰ کی صورت پر ہو اور اس کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو۔ جیسے اثْنَانِ اور اثْنَتَانِ یہ الفاظ مفرد ہیں اس لیے کہ مثنیٰ وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف اور نون آئے اور ان کا مفرد اِثْنٌ اور اِثْنَۃٌ نہیں آتا ہے۔ ان کی ظاہری صورت چونکہ تثنیہ جیسی ہے اور اس کے معنی تثنیہ جیسے ہیں، لہٰذا ان کو مثنیٰ صوری کہتے ہیں۔

مثنیٰ معنوی: جو باعتبار معنی کے مثنیٰ ہوں۔ جیسے كِلَا اور كِلْتَا یہ باعتبار لفظ مفرد ہیں، کیونکہ لفظ كُلّ کا ان کے

واسطے مفرد ہونا ثابت نہیں ہے، لیکن باعتبار معنی یہ مثنّی ہیں، لہٰذا ان کو مثنّی معنوی کہتے ہیں۔

اَلسَّادِسُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ الْمَضْمُوْمِ مَا قَبْلَهَا وَ النَّصْبُ وَ الْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَكْسُوْرِ مَا قَبْلَهَا وَ يَخْتَصُّ
اور چھٹی قسم یہ ہے کہ رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ ہو اور نصب اور جر یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہو اور یہ اعراب
بِالْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَ أُوْلُوْ وَعِشْرُوْنَ مَعَ أَخَوَاتِهَا تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَ
جمع مذکر سالم جیسے مُسْلِمُوْنَ ,أُوْلُوْ ,عِشْرُوْنَ اور اس کے اخوات کے ساتھ خاص ہیں جیسے تو کہے جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَ
أُوْلُوْ مَالٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَاعْلَمْ أَنَّ نُوْنَ
أُوْلُوْ مَالٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ اور جان لو کہ تثنیہ کا نون
التَّثْنِيَةِ مَكْسُوْرَةٌ أَبَدًا وَنُوْنَ الْجَمْعِ السَّلَامَةِ مَفْتُوْحَةٌ أَبَدًا وَ كِلَاهُمَا تَسْقُطَانِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ تَقُوْلُ: جَاءَنِيْ
ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور جمع کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں جیسے تو کہے گا جَاءَنِيْ
غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ اَلسَّابِعُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَ النَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَ الْجَرُّ بِتَقْدِيْرِ
غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ اور ساتویں قسم اعراب کی حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت
الْكَسْرَةِ وَيَخْتَصُّ بِالْمَقْصُوْرِ وَهُوَ: مَا فِيْ آخِرِهِ أَلِفٌ مَقْصُوْرَةٌ كَعَصًا وَبِالْمُضَافِ إِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ غَيْرِ
جر کسرہ تقدیری کے ساتھ یہ اعراب اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اور (اسم مقصور) وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصور ہو۔ جیسے عصا اور یہ خاص ہے اس اسم کے ساتھ
الْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ كَغُلَامِيْ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ عَصَا وَغُلَامِيْ وَرَأَيْتُ عَصَا وَ غُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِعَصَا وَغُلَامِيْ
جو غیر جمع مذکر سالم یا متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے غُلَامِيْ تو کہے جَاءَنِيْ عَصَا وَغُلَامِيْ وَرَأَيْتُ عَصَا وَ غُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِعَصَا وَغُلَامِيْ

وضاحت **چھٹی قسم:** اعراب اسم کی چھٹی قسم یہ ہے کہ حالت رفع میں واو ماقبل مضموم کے ساتھ اور حالت نصب و جر میں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ اور آخر میں نون مفتوحہ کے ساتھ۔ یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ اور أُوْلُوْ کے ساتھ اور عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ کی دہائیوں کے ساتھ۔

مثالیں حالت رفع کی مثال: جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَ أُوْلُوْ مَالٍ

حالت نصب کی مثال: رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ

حالت جر کی مثال: مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ

فائدہ: جمع کی تین قسمیں ہیں۔ اس لیے مثالیں بھی جمع کی تینوں قسموں کی دی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) جمع حقیقی (۲) جمع معنوی (۳) جمع صوری

جمع حقیقی: وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کر کے اس کو جمع بنالیا ہو۔ جیسے رِجَالٌ اور مُسْلِمُوْنَ

جمع معنوی: وہ ہے جو حقیقت کے اعتبار سے جمع نہ ہو، بلکہ معنی کے اعتبار سے جمع ہو۔ جیسے أُوْلُوْ یہ ذُوْ کی جمع مِنْ

غَیرِ لَفظِہٖ ہے۔

جمع صوری: وہ ہے کہ جو نہ حقیقتاً جمع ہو نہ معنیً جمع ہو بلکہ جمع ہو جیسے عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ یہ حقیقتاً بھی جمع نہیں ہے، اس لیے کہ جمع حقیقی وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کر کے جمع بنایا گیا ہو، جب کہ عِشْرُوْنَ وغیرہ کا مفرد ہی نہیں ہے اور یہ جمع معنوی بھی نہیں ہے اس لیے کہ جمع معنوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ افراد غیر معینہ پر دلالت کرے اور عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک یہ افراد معین پر دلالت کرتے ہیں۔

وَاعْلَمْ: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما رہے ہیں کہ نون تثنیہ ہمیشہ یعنی تینوں حالتوں میں رفع، نصب، جر میں مکسور ہوتا ہے اور نون جمع تینوں حالتوں میں مفتوح ہوتا ہے۔ اور نون تثنیہ اور جمع دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں۔ جیسے آپ کہیں جَاءَنِیْ غُلَامَا زَیْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ

ساتویں قسم: حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے اسم مقصورہ کے ساتھ اور اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے عَصًا اور یہ اعراب خاص ہے اس اسم کے ساتھ جو غیر جمع مذکر سالم ہو اور مضاف ہو یاء متکلم کی طرف۔ جیسے غُلَامِیْ

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِیْ عَصًا وَغُلَامِیْ حالت نصب میں رَأَیْتُ عَصًا وَغُلَامِیْ
حالت جر میں مَرَرْتُ بِعَصًا وَغُلَامِیْ

اَلثَّامِنُ أَنْ یَکُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِیْرِ الْکَسْرَةِ وَیُخْتَصُّ بِالْمَنْقُوْصِ وَھُوَ
آٹھویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے اسم
مَا فِیْ اٰخِرِهٖ یَاءٌ مَا قَبْلَهَا مَکْسُوْرٌ کَالْقَاضِیْ تَقُوْلُ: جَاءَنِیْ الْقَاضِیْ وَرَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ اَلتَّاسِعُ:
منقوص کے ساتھ اور (اسم منقوص) وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسورہ ہو۔ جیسے اَلْقَاضِیْ تو کہے جَاءَنِیْ الْقَاضِیْ وَرَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ اور نویں قسم یہ ہے کہ
أَنْ یَکُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیْرِ الْوَاوِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْیَاءِ لَفْظًا وَیُخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمُذَکَّرِ السَّالِمِ مُضَافًا إِلٰی یَاءِ
رفع واو تقدیری کے ساتھ اور نصب و جر یاء لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے جب کہ وہ یاء متکلم کی
الْمُتَکَلِّمِ تَقُوْلُ جَاءَنِیْ مُسْلِمِیَّ تَقْدِیْرُهٗ مُسْلِمُوْیَ اِجْتَمَعَتِ الْوَاوُ وَالْیَاءُ وَالْأُوْلٰی مِنْهُمَا سَاکِنَةٌ فَقُلِبَتِ
طرف مضاف ہو۔ جیسے تو کہے جَاءَنِیْ مُسْلِمِیَّ کہ مُسْلِمِیَّ کی اصل مُسْلِمُوْیَ تھی واو اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان دونوں میں سے پہلا
الْوَاوُ یَاءً وَأُدْغِمَتْ فِی الْیَاءِ وَأُبْدِلَتِ الضَّمَّةُ بِالْکَسْرَةِ مُنَاسَبَةً لِلْیَاءِ
ساکن ہے پس واو کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا گیا اور میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے
فَصَارَ مُسْلِمِیَّ تَقُوْلُ: جَاءَنِیْ مُسْلِمِیَّ وَرَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ

پس مُسلِمِيَّ ہو گیا۔ تو کہے جَاءَنِي مُسلِمِيَّ وَرَأَيتُ مُسلِمِيَّ وَمَرَرتُ بِمُسلِمِيَّ

وضاحت آٹھویں قسم: حالت رفع ضمہ کے تقدیری ساتھ اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے اسم منقوص کے ساتھ۔ اسم منقوص وہ ہے جس کے آخر میں یاء ہو جس کا ماقبل مکسور ہو۔ جیسے القَاضِيْ

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِي القَاضِيْ، حالت نصب میں رَأَيتُ القَاضِيَ، حالت جر میں مَرَرتُ بِالقَاضِيْ

نویں قسم: حالت رفع تقدیری واو کے ساتھ اور حالت نصب وجر یاء لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ، جب کہ وہ مضاف ہو یا متکلم کی طرف۔ جیسے جَاءَنِي مُسلِمِيَّ

مُسلِمِيَّ کی تقدیری عبارت اور اس کی تعلیل: مُسلِمِيَّ کی تقدیری عبارت مُسلِمُوْنَ يَ تھی، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا مُسلِمُوْيَ رہ گیا، پھر واو اور یا اکٹھے جمع ہوئے، ان دونوں میں سے پہلا ساکن ہے، پس ہم نے واو کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا تو مُسلِمُيَّ ہوا، اب یا کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو مُسلِمِيَّ ہو گیا۔

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِي مُسلِمِيَّ، حالت نصب میں وَرَأَيتُ مُسلِمِيَّ، حالت جر میں مَرَرتُ بِمُسلِمِيَّ

چوتھی فصل اسم معرب کی دو قسمیں منصرف اور غیر منصرف سے متعلق

فَصلٌ: اَلاِسمُ المُعرَبُ عَلَى نَوعَينِ مُنصَرِفٌ وَهُوَ مَا لَيسَ فِيهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِنهَا يَقُومُ مَقَامَهُمَا مِنَ
اسم معرب دو قسم پر ہے ان میں سے ایک منصرف ہے اور منصرف وہ ہے کہ جس میں نو اسباب میں سے دو سبب نہ ہوں یا ایک سبب جو دو کے
الاَسبَابِ التِّسعَةِ الاٰتِيَةِ كَزَيدٍ وَيُسَمَّى الاِسمُ المُتَمَكِّنَ وَحُكمُهُ أَن يَدخُلَهُ الحَرَكَاتُ الثَّلاثُ مَعَ التَّنوِينِ
قائم مقام ہو نہ پایا جائے جیسے زید اور اسے اسم متمکن کا نام دیا جاتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین سمیت تینوں حرکات داخل ہوتی
تَقُولُ: جَاءَنِي زَيدٌ وَرَأَيتُ زَيدًا وَمَرَرتُ بِزَيدٍ غَيرُ مُنصَرِفٍ وَهُوَ مَا فِيهِ سَبَبَانِ أَوْ وَاحِدٌ مِنهَا يَقُومُ مَقَامَهُمَا
ہیں تو کہے گا جَاءَنِي زَيدٌ وَرَأَيتُ زَيدًا وَمَرَرتُ بِزَيدٍ اور دوسری قسم غیر منصرف ہے اور (غیر منصرف) وہ ہے جس میں نو اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو اسباب کے
وَالأَسبَابُ التِّسعَةُ هِيَ: اَلعَدلُ وَالوَصفُ وَالتَّأنِيثُ وَالمَعرِفَةُ وَالعُجمَةُ وَالجَمعُ وَالتَّركِيبُ وَالأَلِفُ
اور نو اسباب یہ ہیں عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، الف
وَالنُّونُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزنُ الفِعلِ وَحُكمُهُ أَن لَا يَدخُلَهُ الكَسرَةُ وَالتَّنوِينُ وَيَكُونَ فِي مَوضِعِ الجَرِّ مَفتُوحًا اَبَدًا
ونون زائدتان، وزن فعل اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے اور جر کی حالت میں ہمشہ فتحہ آتا ہے
تَقُولُ: جَاءَنِي أَحمَدُ وَرَأَيتُ أَحمَدَ وَمَرَرتُ بِأَحمَدَ
جیسے تو کہے گا جَاءَنِي أَحمَدُ وَرَأَيتُ أَحمَدَ وَمَرَرتُ بِأَحمَدَ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم معرب کی اقسام

دوسری بات: منصرف اور غیر منصرف کی تعریفات

تیسری بات: ان میں سے ہر ایک کا حکم بمعہ مثال کے۔

چوتھی بات : اسباب منع صرف کو اجمالاً ذکر کرنے کے بعد آگے ان کی تفصیل ذکر کی ہے۔

پہلی بات اسم معرب کی اقسام

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں: (۱) منصرف۔ اس کا دوسرا نام اسم متمکن بھی ہے۔ (۲) غیر منصرف۔

دوسری اور تیسری بات منصرف اور غیر منصرف میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال

منصرف کی تعریف: منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو، نہ پایا جائے۔

اسم منصرف کا حکم: یہ ہے کہ تنوین سمیت تینوں حرکتیں اس پر آ سکتی ہوں۔

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِی زَیْدٌ حالت نصب میں رَأَیْتُ زَیْدًا، حالت جر میں مَرَرْتُ بِزَیْدٍ

اسم غیر منصرف کی تعریف: غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو اسباب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو، پایا جائے۔

اسم غیر منصرف کا حکم: اسم غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین اور کسرہ داخل نہیں ہوتے ہیں اور حالت نصب و جر میں فتحہ آئے گا۔

مثالیں: حالت رفع میں جَاءَنِي أَحْمَدُ، حالت نصب رَأَیْتُ أَحْمَدَ، حالت جر میں مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ

چوتھی بات اسباب منع صرف

اسباب منع صرف کی کل تعداد نو ہے اور وہ یہ ہیں

(۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ

(۶) جمع (۷) ترکیب (۸) الف ونون زائدتان (۹) وزن فعل

اَلْعَدْلُ

اَلْعَدْلُ: وَهُوَ تَغْيِيْرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلٰى صِيْغَةٍ أُخْرٰى تَحْقِيْقًا أَوْ تَقْدِيْرًا وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ
عدل وہ ہے کہ لفظ کا اپنے اصل صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف تبدیل ہونا ہے خواہ تحقیقاً ہو یا تقدیراً اور عدل وزن فعل کے ساتھ بالکل جمع
أَصْلًا وَيَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ كَعُمَرَ وَزُفَرَ وَمَعَ الْوَصْفِ كَثُلَاثَ وَمَثْلَثَ وَأُخَرَ وَجُمَعَ

نہیں ہوتا ہے ور علمیت کے تھ جمع ہوتا ہے جیسے **عُمَرُ** اور **زُفَرُ** اور وصف کے ساتھ جمع ہوتا ہے جیسے **ثُلَاثُ، مَثْلَثُ، اُخَرُ، جُمَعُ**

عبارت سمجھنے سے پہلے چند مفید باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

چند مفید باتیں

اشکال: عدل کو دیگر اسباب منع صرف پر مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ بغیر شرط کے منع صرف میں مؤثر ہے۔

اشکال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عدل کی تعریف بیان کی ہے، دیگر اسباب منع صرف کی تعریف ذکر نہیں کی ہے؟

جواب: چونکہ عدل کی تعریف غیر معروف ہے اور دیگر اسباب منع صرف کی تعریف عام طور پر معروف ہے، اس لیے صرف عدل کی تعریف ذکر کی ہے یا مصنف نے عدل کی تعریف اس لیے ذکر کی ہے کہ چونکہ مصنف نے عدل کی جو تعریف کی ہے وہ متقدمین کی تعریف کے خلاف ہے۔

عدل کا لغوی معنی: لغت میں عدل کئی معنوں کے لیے آتا ہے؛

عدل کے ایک معنی مائل ہونا ہے جب کہ اس کا صلہ **اِلٰی** ہو۔

جیسے **فُلَانٌ عَدَلَ اِلَیْهِ اَیْ مَالَ اِلَیْهِ** (فلاں اس کی طرف مائل ہوا) اور

اعراض کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ **عَنْ** ہو۔

جیسے **فُلَانٌ عَدَلَ عَنْهُ اَیْ اَعْرَضَ عَنْهُ** (فلاں نے اس سے اعراض کیا) اور

بمعنی صرف کے بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ **فِیْ** ہو۔ جیسے **فُلَانٌ عَدَلَ فِیْهِ اَیْ صَرَفَ فِیْهِ** اور

یہ **بَعُدَ** کے معنی میں بھی آتا ہے جب کہ اس صلہ **مِنْ** ہو۔

جیسے **عَدَلَ الْجَمَالُ مِنَ الْبَعِیْرِ اَیْ بَعُدَ الْجَمَالُ مِنَ الْبَعِیْرِ** (خوبصورتی اونٹ سے دور ہوئی) اور

برابری کے معنی بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ **بَیْنَ** ہو۔

جیسے **عَدَلَ الْاَمِیْرُ بَیْنَ کَذَا وَ کَذَا** (امیر نے اس کے اور اس کے درمیان برابری کی)

چند مفید باتیں ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اسباب منع صرف میں سے عدل کو ذکر فرمارہے ہیں۔ اس میں بنیادی طور پر پانچ باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : عدل کی تعریف

دوسری بات: عدل کی اقسام

تیسری بات: عدل کا وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ

چوتھی بات : عدل کا علمیت کے ساتھ جمع ہونے کی دو مثالیں

پانچویں بات: عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چار مثالیں

پہلی بات　　　عدل کی اصطلاحی تعریف

اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے کی طرف تبدیل ہونا خواہ تبدیلی تحقیقی ہو یا تقدیری۔

فائدہ: عدل کا معنی نکلنا ہے جس سے نکلا ہے وہ معدول عنہ ہے اور جو نکلنے والا وہ معدول ہے اور نکلنا یہ عدل ہے۔

دوسری بات　　　عدل کی اقسام

عدل کی دو قسمیں ہیں:　(۱) عدل تحقیقی　(۲) عدل تقدیری

عدل تحقیقی کی تعریف: عدل تحقیقی وہ ہے کہ جس کے اصل سے معدول ہونے پر لفظ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی کوئی دلیل موجود ہو، یعنی اگر عرب اس کو غیر منصرف نہ بھی پڑھتے، پھر بھی اس میں عدل تسلیم کرنا پڑتا۔

مثال: ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ ان میں سے ہر ایک کے معنی تین تین کے ہیں۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے معنی صرف تین ہوتے، اس لیے کہ الفاظ میں تکرار نہیں ہے، لیکن چونکہ قاعدہ ہے کہ معنی کا تکرار الفاظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ثَلَاثَۃٌ ثَلَاثَۃٌ تھے اور اس سے ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ بنائے گئے ہیں، خواہ ہم ان کو منصرف پڑھیں یا غیر منصرف۔

عدل تقدیری کی تعریف: عدل تقدیری وہ ہے کہ جس کے معدول ہونے پر کوئی دلیل موجود نہ ہو، سوائے اس کے کہ اس کو کلام عرب میں منصرف پڑھا گیا ہے۔

مثال: عُمَر اور زُفَر کہ یہ عرب میں غیر منصرف مستعمل ہیں اور ان میں سوائے علمیت کے دوسرا سبب منع صرف کا نہیں ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اسم ایک سبب سے غیر منصرف نہیں بنتا، پس چونکہ عرب میں عُمَر اور زُفَر غیر منصرف مستعمل ہوئے ہیں تو ہم نے ان میں ایک سبب عدل کو فرض کر لیا اور عُمَر کو عَامِر سے اور زُفَر کا زَافِر سے معدول قرار دیا۔

تیسری بات　　　عدل کا وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ

عدل وزن فعل کے ساتھ جمع ہو کر غیر منصرف کا سبب نہیں بنتا، اس لیے کہ عدل کے چھ اوزان ہیں اور ان اوزان میں سے کوئی بھی وزن وزن فعل پر نہیں آیا کرتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔

اوزانِ عدل: عدل کے چھ اوزان یہ ہیں:　(۱) فُعَالُ جیسے ثُلَاثُ　(۲) مَفْعَلُ جیسے مَثْلَثُ
(۳) فُعَلُ جیسے عُمَرُ اور اُخَرُ　(۴) فَعَلُ جیسے اَمْسُ (۵) فَعَلُ جیسے سَحَرُ　(۶) فَعَالُ جیسے قَطَامُ

چوتھی بات　　　عدل کا علمیت کے ساتھ جمع ہونے کی دو مثالیں

عدل منع صرف کے سبب ہونے کے وقت علمیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

مثال: عُمَر اور زُفَر یہ دونوں عدل تقدیری اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

پانچویں بات عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چار مثالیں

پہلی اور دوسری مثال: جیسے ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ ان میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جا رہے ہیں ایک عدل اور دوسرا وصف ۔ یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے، اس لیے کہ عربی میں ثُلَاثُ کے معنی تین تین ہیں، اسی طرح مَثْلَثُ کے معنی بھی تین تین ہیں۔اب یہاں معنی میں تکرار ہے اور قاعدہ ہے معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل میں یہ ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ تھے اس سے معدول کر کے ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ بنائے گئے ہیں یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے۔

تیسری مثال: اُخَرُ ہے۔اس میں ایک سبب عدل تحقیقی ہے اور دوسرا سبب وصف ہے۔

اُخَرُ عدل تحقیقی اس طرح ہے کہ اُخَرُ جمع ہے اُخْرٰی کی اور اُخْرٰی مؤنث ہے آخَرُ کی اور آخَرُ یہ اَفْعَلُ اسم تفضیل کے وزن پر ہے اور اسم تفضیل کا استعمال تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے:

(۱) الف لام کے ساتھ (۲) مِنْ کے ساتھ (۳) اضافت کے ساتھ

یہاں اس کا استعمال ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نہیں تھا تو ہم نے فرض کر لیا کہ یہ اَلْاُخَرُ یا اُخَرُ مِنْ سے معدول ہو کر آیا ہے، لہٰذا یہ عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی مثال ہے۔

چوتھی مثال: عدل تحقیقی وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چوتھی مثال جُمَعُ ہے۔اس میں دو سبب پائے جا رہے ہیں؛ عدل اور وصف۔عدل اس طرح کہ جُمَعُ جمع ہے جُمْعَاءُ کی اور جُمْعَاءُ مؤنث ہے، اس کی مذکر اَجْمَعُ اسم تفضیل ہے، جو کہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہے اور فَعْلَاءُ کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ یہ یا تو صفتی ہوگی یا اسمی ہوگی۔اگر فَعْلَاءُ صفتی ہو تو اس کی جمع فُعْلٌ آتی ہے، جیسے حَمْرَاءُ کی جمع حُمْرٌ آتی ہے اور اگر فَعْلَاءُ اسمی ہو تو اس کی جمع فَعَالٰی اور فَعْلَوَاتٌ آتی ہے جیسے صَحْرَا کی جمع صَحَارٰی اور صَحْرَوَاتٌ آتی ہے۔پس اس قاعدہ کے تحت جُمْعَاءُ کی جمع یا تو جُمْعٌ آنی چاہیے تھی بروزن فُعْلٌ یا جَمَاعٰی اور جَمْعَاوَاتٌ آنی چاہیے تھی، حالانکہ اس کی جمع ان اوزان میں سے کسی وزن پر نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ جمع اگر صفتی ہے تو یہ فُعْلٌ سے معدول ہے اور اگر اسمی ہے تو جَمَاعٰی یا جَمْعَاوَاتٌ سے معدول ہے۔پس جُمَعُ میں وصف اور عدل تحقیقی کے پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوا۔

تَحْقِيقًا اَوْ تَقْدِيرًا کے ترکیبی احتمالات

یہ دونوں یا تو فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق ہیں؛ اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی: حُقِّقَ تَحْقِيقًا اَوْ قُدِّرَ تَقْدِيرًا یا یہ مضاف الیہ ہیں اور مضاف محذوف ہے، اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی: تَغْيِيرَ تَحْقِيقٍ اَوْ تَغْيِيرَ تَقْدِيرٍ مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا اور مضاف کا اعراب مضاف الیہ کو دے دیا یا یہ صفت ہے موصوف محذوف کی، اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی: مُحَقَّقًا تَحْقِيقًا اَوْ مُقَدَّرًا تَقْدِيرًا اس صورت میں

مصدر بمعنی اسم مفعول ہوگا، اس لیے کہ مصدر بغیر تاویل کے صفت نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان دونوں کی اصل وضع وصفیت کے لیے ہے۔

اَلْوَصْفُ

اَمَّا الْوَصْفُ: فَلَا یَجْتَمِعُ الْوَصْفُ مَعَ الْعَلَمِیَّةِ اَصْلًا وَشَرْطُهٗ اَنْ یَّکُوْنَ وَصْفًا فِیْ أَصْلِ الْوَضْعِ فَأَسْوَدُ وَأَرْقَمُ
پس وصف علیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو پس أَسْوَد اور أَرْقَم
غَیْرُ مُنْصَرِفٍ، وَإِنْ صَارَا اِسْمَیْنِ لِلْحَیَّةِ لِاَصَالَتِهِمَا فِی الْوَصْفِیَّةِ وَ أَرْبَعٌ فِیْ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ
غیر منصرف ہیں اگرچہ دو سانپوں کے نام ہوچکے ہیں أربع منصرف ہے جو بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ میں واقع ہے
مَعَ أَنَّهٗ صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ لِعَدَمِ الْأَصَالَةِ فِی الْوَصْفِیَّةِ
باوجودیکہ یہ وصف اور وزن فعل ہے، بوجہ وصفیت میں اصل نہ ہونے کے۔

وضاحت: اس میں بنیادی طور پر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: وصف کا علمیت کے ساتھ جمع نہ ہونے کا ذکر

دوسری بات: وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط

تیسری بات: وصف اصلی کی دو مثالیں اور وصف عارضی کی ایک مثال

وصف کے لغوی معنی: تعریف کرنا۔

وصف کی اصطلاحی تعریف: کَوْنُ الْاِسْمِ دَالًّا عَلٰی ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأْخُوْذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا (اسم کا کسی ایسی ذات مبہمہ پر دلالت کرنا کہ جس میں کسی صفت کا لحاظ رکھا گیا ہو)

مثال: جیسے أَحْمَرُ اسم اور ذات مبہم پر دلالت کر رہا ہے اور اس میں صفت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے جیسے سرخی والا۔

پہلی بات — وصف کا علمیت کے ساتھ جمع نہ ہونے کا ذکر

وصف علیت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوتا خواہ وصف وضعی ہو یا عارضی ہو اس لیے کہ عَلَم میں تعین ہوتا ہے اور وصف میں ابہام ہوتا ہے پس تعین اور ابہام میں منافات ہونے کی وجہ سے یہ دونوں جمع نہیں ہوسکتے ہیں۔

دوسری بات — وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط

وصف کا منع صرف کے سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ اصل وضع میں وہ وصف ہو، یعنی واضع نے اس کو معنی وصفی کے لیے وضع کیا ہو، اگرچہ بعد میں وہ کسی چیز کے نام مقرر ہوئے ہوں اور اگر اصل وضع میں وصفیت کا معنی نہ ہو تو عارضی طور پر اس میں وصفیت کے معنی پائے جانے سے وہ صفت غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گی، کیونکہ وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو۔

تیسری بات　　　وصف اصلی کی دو مثالیں

أَسْوَد اور أَرْقَم یہ شرط وجودی پر تفریع ہے أَسْوَد (سیاہ رنگ کا سانپ) اور أَرْقَم (چت کبرا سانپ) یہ دونوں اسم غیر منصرف ہیں۔ ان میں دو سبب پائے جارہے ہیں؛ ایک علمیت اور دوسرا وصف۔ ان دونوں میں وصف اصلی ہے عارضی نہیں، اس لیے کہ یہ دونوں اصل وضع میں معنی وصفیت پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ اصل وضع میں أَسْوَد ہر کالی چیز اور أَرْقَم ہر چت کبری چیز کے لیے وضع کیے گئے ہیں، بعد میں یہ دونوں سانپوں کے نام رکھ دیے گئے، پس جب یہ اصل وضع میں وصف ہیں تو اس کی رعایت کرتے ہوئے منع صرف کا سبب قرار دیا۔

وصف عارضی کی مثال:　　أَرْبَع یہ شرط عدمی پر تفریع ہے یہ جب ترکیب میں واقع ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ پس أَرْبَع میں دو سبب یعنی وصف اور وزن فعل کے پائے جانے کے باوجود یہ منصرف ہے، اس لیے کہ اربع میں معنی وصفیت عارضی طور پر ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے پایا گیا، وگرنہ اصل وضع میں أَرْبَع کا لفظ ایک عدد معین کے لیے وضع کیا گیا ہے، جو کہ پانچ اور تین کے درمیان کا عدد ہے، اس میں وصفیت کا معنی نہیں، کیونکہ وہ ذات معینہ کے لیے وضع کیا گیا ہے، لہٰذا أَرْبَع میں باوجود دو سبب پائے جانے کے اسے منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ تھی کہ وہ وصف اصلی ہو عارضی نہ ہو پس یہ شرط یہاں فوت ہو رہی ہے۔

یہ شرط عدمی پر تفریع ہے مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ پاس مثال میں أَرْبَع میں اسباب منع صرف میں سے ایک سبب وصف کا پایا جارہا ہے دوسرا سبب وزن فعل کا اس لیے کہ وہ اَکْرَم کے وزن پر ہے جو اوزان فعل میں سے ہے چاہیے تو یہ تھا کہ دو سبب پائے جانے کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہوتا لیکن چونکہ اس میں وصف اصلی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے، لہٰذا منصرف ہے۔

لِعَدَمِ الأَصلِيَّةِ فِي الوَصفِيَّةِ:　　اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ اربع کے منصرف ہونے کی دلیل دے رہے ہیں دلیل یہ ہے کہ أَرْبَع میں وصفیت کا معنی عارضی طور پر ترکیب میں وصف واقع ہونے کی وجہ سے آگیا وگرنہ اس کی اصل وضع ایک عدد معین کے لیے ہے جو پانچ اور تین کے درمیان کا ہے وراس میں معنی وصفی نہیں ہے کیونکہ وہ ذات معینہ کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن استعمال میں اس کو وصفیت عارض ہوگئی ہے اس لیے کہ أَرْبَع میں وصف ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے آگیا ہے، ورنہ اگر أَرْبَع کو ترکیب مذکورہ سے علیحدہ کردیا جائے تو اس میں معنی وصفی نہیں رہے گا۔

اَلتَّأْنِيْثُ

اَمَّا التَّأْنِيْثُ بِالتَّاءِ فَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ عَلَمًا كَطَلْحَةَ وَكَذَالِكَ الْمَعْنَوِيُّ إِنْ كَانَ ثُلَاثِيًّا سَاكِنَ الْوَسَطِ غَيْرَ
تانیث بالتاء پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے طَلْحَة اور اسی طرح معنوی ہے پھر معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی ہے تو اس کا
أَعْجَمِيٍّ يَجُوْزُ صَرْفُهُ وَتَرْكُهُ لِأَجْلِ الْخِفَّةِ مَعَ وُجُوْدِ السَّبَبَيْنِ كَهِنْدٍ وَإِلَّا يَجِبْ مَنْعُهُ كَزَيْنَبَ وَسَقَرَ وَمَاهَ
منصرف پڑھنا اور غیر منصرف پڑھنا دونوں جائز ہے بوجہ خفت پائے جانے کے اور بوجہ دو سبب پائے جانے کے۔ جیسے هِنْد اور اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی نہیں ہے تو اس کا غیر منصرف پڑھنا واجب ہے جیسے زَيْنَب وَسَقَر

وَجَوْزَ وَالتَّأْنِيثُ بِالْأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ كَحُبْلٰى وَالْمَمْدُوْدَةِ كَحَمْرَاءَ مُمْتَنِعٌ صَرْفُهُمَا أَلْبَتَّةَ لِأَنَّ الْأَلِفَ قَائِمٌ
وَماهُ وَجَوْزَ اور تانیث الف مقصورہ کے ساتھ جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) اور الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حَمْرَاءُ (سرخ عورت) ان
مَقَامَ السَّبَبَيْنِ: اَلتَّأْنِيثِ وَلُزُوْمِهِ
دونوں کا منصرف ہونا بالکل ممتنع ہے اس لیے کہ الف قائم مقام ہے دو سببوں کے ایک تانیث اور دوسرا لزوم تانیث

عبارت سمجھنے سے پہلے چند مفید باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

چند مفید باتیں

تانیث کی اقسام: تانیث کی اولاً دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث بالالف (۲) تانیث بالتاء

تانیث بالالف کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث بِالْأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ جیسے حُبْلٰی

(۲) تانیث بِالْأَلِفِ الْمَمْدُوْدَةِ جیسے حَمْرَاءُ

تانیث بالتاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث لفظی (۲) تانیث معنوی

تانیث لفظی: سے مراد وہ تاء تانیث ہے جو اسموں کے آخر میں ہوتی ہے اور وقف کی حالت میں ہ بن جاتی ہے۔ جیسے طَلْحَةُ اور فَاطِمَةُ

تانیث معنوی: سے مراد وہ تاء ہے جو مقدرہ ہو یعنی لفظوں میں موجود نہ ہو۔ جیسے زَيْنَبُ وغیرہ

مفید باتیں ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بنیادی طور پر چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : تانیث بالتاء لفظی اور تانیث معنوی کا منع صرف بننے کے لیے شرط

دوسری بات: تانیث معنوی کا منع صرف کے لیے وجوبی طور پر سبب بننے کی تین شرائط

تیسری بات: تانیث معنوی میں مذکورہ شرائط ثلاثہ نہ پائی جائیں تو اس کا منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے

چوتھی بات : تانیث بِالْأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ اور تانیث بِالْأَلِفِ الْمَمْدُوْدَةِ کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ

پہلی بات تانیث بالتاء لفظی اور تانیث معنوی کا منع صرف بننے کے لیے شرط

تانیث لفظی اور تانیث معنوی کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے علمیت شرط ہے۔

تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ تاء تانیث محل زوال میں ہوتی ہے اور یہ مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کرنے کے لیے لائی جاتی ہے، لہذا ہم نے اس میں علمیت کی شرط لگادی تاکہ یہ تغیر و تبدل سے محفوظ ہو جائے، کیونکہ علمیت کلمہ کو تغیر و تبدل سے محفوظ بنا دیتا

ہے۔

تانیث معنوی کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: علمیت جس طرح تانیث لفظی کے لیے شرط ہے، اسی طرح تانیث معنوی کے لیے بھی شرط ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تانیث لفظی میں علمیت پائے جانے کی وجہ سے وہ منع صرف کا وجوبی سبب بنے گا جب کہ تانیث معنوی میں علمیت پائے جانے کی وجہ سے وہ منع صرف کا جوازاً سبب بنے گا۔

دوسری بات تانیث معنوی کا منع صرف کے لیے وجوبی طور پر سبب بننے کی تین شرائط

تانیث معنوی کو غیر منصرف کا وجوب سبب بننے علمیت کے علاوہ تین شرائط اور بھی ہیں اور وہ یہ ہیں

پہلی شرط: وہ ثلاثی نہ ہو۔ جیسے زَیْنَب

دوسری شرط: اگر ثلاثی ہو تو ساکن الاوسط نہ ہو بلکہ متحرک الاوسط ہو۔ جیسے سَقَرُ

تیسری شرط: اگر متحرک الاوسط نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ عجمہ ہو۔ جیسے مَاهَ وَ جَوْرَ یہ دو شہروں کے نام ہیں۔

تیسری بات تانیث معنوی میں مذکورہ شرائط ثلاثہ نہ پائی جائیں تو اس کا حکم

تانیث معنوی میں اگر مذکورہ تین شرائط نہ پائی جائیں اس طور پر کہ وہ ثلاثی ہو، ساکن الاوسط ہو اور غیر عجمہ ہو تو اسے منصرف پڑھنا بھی جائز ہے اور غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

يَجُوزُ صَرْفُهُ وَتَرْكُهُ لأَجْلِ الخِفَّةِ منصرف پڑھنے کی وجہ: تانیث معنوی جب ثلاثی ہو، ثلاثی ساکن الاوسط ہو اور غیر عجمہ ہو یعنی عربی ہو تو وہ کلمہ اس کلمہ کے مقابلے میں خفیف اور ہلکا ہو جاتا ہے جو رباعی ہو یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو یا عجمی ہو، پس یہ خفت غیر منصرف کے دو سببوں میں جن میں ثقل پائے جانے کی وجہ سے کسرہ اور تنوین نہیں آسکتے ہیں۔ ایک سبب کے معارض و مقابل ہونے کی وجہ سے اس سبب کا ثقل ختم ہو گیا تو وہ سبب کالمعدوم ہو گیا۔ اب صرف ایک سبب باقی رہ گیا اور ایک سبب سے کلمہ غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا اسے منصرف پڑھنا جائز ہوگا۔

وُجُودِ السَّبَبَيْنِ غیر منصرف پڑھنے کی وجہ: تانیث معنوی اگر ثلاثی ہو یا ثلاثی ساکن الاوسط ہو اور عربی ہو تو اسے غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ یہ بتا رہے ہیں کہ اس میں دو سبب علمیت اور تانیث معنوی پائے جا رہے ہیں، اس لیے اسے غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

چوتھی بات تانیث بِالأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ اور تانیث بِالأَلِفِ الْمَمْدُوْدَةِ کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ

تانیث بِالأَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ اور تانیث بِالأَلِفِ الْمَمْدُوْدَةِ کو لازمی طور پر غیر منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ اس میں ایک سبب قائم مقام دو سبب کے ہے اس میں ایک سبب تانیث اور دوسرا سبب لزوم تانیث ہے یعنی تانیث ان سے

جدا نہیں ہو سکتی لہٰذا یہ ایک سبب دو اسباب کے قائم مقام ہے۔

اَلْمَعْرِفَةُ

الْمَعْرِفَةُ: وَلَا يُعْتَبَرُ فِي مَنْعِ الصَّرْفِ بِهَا إِلَّا الْعَلَمِيَّةُ وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِ الْوَصْفِ
اور بہر حال معرفہ پس نہیں معتبر ہے منع صرف میں اس سے مگر علمیت اور معرفہ وصف کے علاوہ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

وضاحت: اسبابِ منع صرف میں سے چوتھا سبب معرفہ ہے۔ اس میں بنیادی طور پر دو باتیں ذکر کی جائیں گی۔

پہلی بات: اسبابِ منع صرف کے لیے سبب بننے کے لیے سات اقسام میں سے صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے۔

دوسری بات: معرفہ اسبابِ منع صرف میں سے وصف کے علاوہ باقی تمام اسباب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے

پہلی بات **اسبابِ منع صرف کا سبب بننے کے لیے معرفہ کی سات اقسام میں سے صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے۔**

معرفہ منع صرف کا سبب بننے کے لیے معرفہ کی سات اقسام میں صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے، باقی چھ اقسام کا اعتبار کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

وجہ: یہ ہے کہ ان میں سے مضمرات، اشارات اور موصولات یہ مبنی ہیں، لہٰذا یہ معرفہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتے ہیں اور معرف باللام اور اضافت یہ غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں تو یہ غیر منصرف کا سب کیسے بن سکتے ہیں اور منادی کو نحویوں نے معرف باللام میں شامل کیا ہے، لہٰذا مصنف نے معرفہ کے لیے علمیت کا اعتبار کیا ہے۔

دوسری بات **معرفہ وصف کے علاوہ باقی تمام اسبابِ منع صرف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔**

معرفہ کا وصف کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ: معرفہ وصف کے ساتھ اس لیے جمع نہیں ہو سکتا ہے کہ معرفہ معین ذات پر دلالت کرتا ہے جب کہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور ان دونوں میں تضاد ہے، لہٰذا یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

اَلْعُجْمَةُ

اَمَّا الْعُجْمَةُ وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُوْنَ عَلَمًا فِي الْعَجَمِيَّةِ وَزَائِدَةً عَلٰى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ كَإِبْرَاهِيْمَ أَوْ ثُلَاثِيًّا مُتَحَرِّكَ
بہر حال عجمہ تو پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجمیت میں علم ہو اور تین حرفوں سے زائد ہو جیسے اِبْرَاهِيْم یا ثلاثی متحرک الوسط ہو
الْوَسْطِ كَشَتَرَ فَلِجَامٌ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَنُوْحٌ مُنْصَرِفٌ لِسُكُوْنِ الْأَوْسَطِ
جیسے شَتَر پس لجام منصرف ہے علمیت نہ ہونے کی وجہ سے اور نُوْح بھی ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔

وضاحت: اسبابِ منع صرف میں سے پانچواں سبب عجمہ ہے اس میں مصنف نے دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں

دوسری بات: دو احترازی مثالیں

فائدہ **عجمہ کا لغوی معنی:** گونگا ہونا، اٹکنا **اصطلاحی معنی:** غیر عربی کیا ہوا لفظ یا اسم۔

پہلی بات عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں

پہلی شرط: یہ ہے کہ عجمہ علم ہو، خواہ حقیقتاً علم ہو یا حکماً علم ہو۔

عجمہ کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: عجمہ کے لیے علمیت کی شرط لگائی گئی ہے تاکہ یہ زوال سے محفوظ ہوجائے، کیونکہ عرب والے جب کسی کلمے کو غیر علم پاتے ہیں تو وہ اس کے ثقل کو ختم کرنے کے لیے اس میں ردوبدل کردیتے ہیں، پس جب علمیت کی شرط لگادی تو وہ اسم زوال سے محفوظ ہوجائے گا۔

علم حقیقتاً کی مثال: اِبْرَاهِيمُ یہ علم حقیقی کی مثال ہے۔

علم حکماً کی مثال: قَالُون یہ عجمی زبان میں اسم جنس تھا۔ ہر عمدہ چیز پر اس کا اطلاق ہوتا تھا، پس عربی زبان میں اسم جنس میں تصرف سے پہلے یہ علم بن گیا یعنی ایک قاری کا نام رکھا گیا، لہٰذا اس کو علم حکماً کہا جاتا ہے کیونکہ اسم جنس تصرف سے پہلے علم بن گیا۔

دوسری شرط: اس شرط کی دو شقیں ہیں: (۱) وہ تین حرفی سے زائد نہ ہو۔ جیسے اِبْرَاهِيم یہ تین حرفی سے زائد ہے۔
(۲) ثلاثی ہو لیکن متحرک الاوسط ہو، جیسے شَتَر یہ تین حرفی ہے لیکن درمیان والا حرف متحرک ہے۔ پس ابراہیم اور شتر شرائط پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے۔

دوسری بات دو احترازی مثالیں

پہلی مثال: لِجَام یہ پہلی شرط فوت ہونے کی وجہ سے منصرف ہے، کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔

دوسری مثال: نُوْح یہ بھی منصرف ہے، اس لیے کہ اس میں دوسری شرط فوت ہورہی ہے، کیونکہ یہ ثلاثی ساکن الاوسط ہے۔

فائدہ: ملائکہ کے تمام نام غیر منصرف ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی تمام نام غیر منصرف ہیں سوائے ان سات ناموں کے:
(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) شعیب علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) ھود علیہ السلام
(۵) صالح علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) شیث علیہ السلام

ان میں سے تین نام عربی ہیں: محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام۔

باقی چار نام عجمی ہیں: نوح علیہ السلام، ھود علیہ السلام، لوط علیہ السلام، شیث علیہ السلام۔

گرہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبرے تاکدام ست اے برادر نزد کوے منصرف
صالحؑ و ہودؑ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم با شعیبؑ و نوحؑ ولوطؑ منصرف داں و گرباقی ہمہ لامنصرف

اَلْجَمْعُ

اَمَّا الْجَمْعُ فَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى صِيْغَةِ مُنْتَهَى الْجُمُوْعِ وَهُوَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ أَلِفِ الْجَمْعِ حَرْفَانِ كَمَسَاجِدَ
بہرحال جمع کی شرط یہ ہے کہ وہ مُنْتَهَى الْجُمُوْع کے وزن پر ہو اور جمع یہ ہے کہ الف جمع مُنْتَهَى الْجُمُوْع کے بعد دو حرف ہوں جیسے مَسَاجِد
اَوْ حَرْفٌ مُشَدَّدٌ مِثْلُ دَوَابَّ أَوْ ثَلَاثَةُ أَحْرُفٍ أَوْسَطُهَا سَاكِنٌ غَيْرُ قَابِلٍ لِلْهَاءِ كَمَصَابِيْحَ فَصَيَاقِلَةٌ وَفَرَازِنَةٌ
یا الف جمع کے بعد حرف مشدد ہو جیسے دَوَابّ یا ایسے تین حرف ہوں کہ ان میں درمیان والا حرف ساکن ہو اس حال میں کہ وہ ھاء کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مَصَابِیح پس صَیَاقِلَة اور فَرَازِنَة
مُنْصَرِفٌ لِقَبُوْلِهِمَا الْهَاءَ وَهُوَ أَيْضًا قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ الْجَمْعُ وَلُزُوْمُهَا وَ
منصرف ہیں حاء کو قبول کرنے کی وجہ سے اور وہ بھی قائم مقام ہے دو سببوں کے ایک ان میں سے جمعیت ہے اور دوسرا لزوم جمعیت ہے اور
اِمْتِنَاعُ أَنْ يُجْمَعَ مَرَّةً أُخْرٰى جَمْعَ التَّكْسِيْرِ فَكَأَنَّهُ جُمِعَ مَرَّتَيْنِ
دوسری مرتبہ جمع تکسیر لانا ممتنع ہے پس گویا کہ یہ جمع دو مرتبہ لائی گئی ہے۔

عبارت سمجھنے سے پہلے ایک فائدہ ملاحظہ فرمالیں۔

فائدہ: **جمع کا لغوی معنیٰ:** اکٹھا کرنا **اصطلاحی معنیٰ:** کسی اسم کا تین یا زائد افراد پر دلالت کرنا۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے چھٹا سبب جمع ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بنیادی طور پر دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : جمع کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے دو شرائط

دوسری بات: جمع کا دو سببوں کے قائم مقام ہونے کی وجہ

پہلی بات جمع کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے دو شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ جمع مُنْتَهَى الْجُمُوْع کے وزن پر ہو اور مُنْتَهَى الْجُمُوْع کے اوزان یہ ہیں۔

۱)......الف جمع کے بعد دو حرف ہوں۔ جیسے مَسَاجِدُ بروزن مَفَاعِل

۲)......الف جمع کے بعد ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے دَوَابّ بروزن فَعَالُّ

۳)......الف جمع کے بعد تین حرف ہو اور درمیان والا حرف ساکن ہو۔ جیسے مَصَابِیح بروزن مَفَاعِیل

دوسری شرط: یہ ہے کہ جمع ایسی تاء کو قبول نہ کرتا ہو جو حالت وقف میں ہ بن جائے۔ یہ شرط اس لیے لگائی تاکہ جمع کی بعض مفردات کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے۔

مثالیں: صَیاقِلَة اور فَرازِنَة منصرف ہوں گے، کیونکہ یہ اس تاء کو قبول نہیں کرتے ہیں، جو حالت وقف میں ہ بن جاتی ہے، جس کی وجہ سے ان کی مشابہت طَوَاغِیَة اور کَرَاهِیَة کے ساتھ ہوجاتی ہے اور وہ دونوں مفرد ہیں، اس لیے ان میں جمعیت ضعیف ہوجاتی ہے لہٰذا مفرد کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے یہ منصرف ہوں گے۔

دوسری بات جمع کا دوسببوں کے قائم مقام ہونے کی وجہ

جمع مُنْتَهى الجُمُوع اکیلا دوسببوں کے قائم مقام ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک سبب جمعیت پایا جارہا ہے اور دوسرا سبب لزوم جمعیت کہ اس کے بعد دوسری جمع مکسر نہیں بنائی جاسکتی ہے گویا اس میں دوسبب پائے گئے ایک جمع ہونا اور دوسرا لزوم کا ہونا پس یہ ایک سبب قائم مقام دوسبب کے ہونے کی وجہ سے غیر منصرف کا سبب بنے گا۔

فائدہ (۱): جمع مُنْتَهى الجُمُوع کی وجہ تسمیہ: اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مُنْتَهى الجُمُوع کا معنی ہے جمعوں کے انتہاء کو پہنچنے کی جگہ۔ اس جمع کے بعد چونکہ جمع تکسیر نہیں بنائی جاسکتی ہے، پس یہ جمعوں کی آخری جمع ہے اور اس کو جمع اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ (۲): دوسری شرط میں جو شرط لگائی ہے کہ اس جمع کے آخر میں ایسی تاء نہ ہو جو حالت وقف میں ھاء بن جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ جمع کا التباس بعض مفردات کے ساتھ نہ ہوجائے جن کے آخر میں ھاء ہوتی ہے جس کی وجہ سے جمع کی جمعیت میں خلل واقع ہوجائے گا اور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکے گا جیسے صَیاقِلَة اور فَرازِنَة کا التباس طَوَاغِیَة (بمعنی سرکشی) اور کَرَاهِیَة (بمعنی کراہت) کے ساتھ اور یہ دونوں مفرد ہیں۔

اَلتَّرْكِيْبُ

اَمَّا التَّرْكِيْبُ فَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ عَلَمًا بِلَا إِضَافَةٍ وَلَا إِسْنَادٍ كَبَعْلَبَكَّ فَعَبْدُ اللهِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِيْكَرِبَ غَيْرُ
بہرحال ترکیب پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو بغیر اضافت کے اور بغیر اسناد کے جیسے بَعْلَبَكَّ پس عَبْدُ اللهِ منصرف ہے اور مَعْدِيْكَرِبَ
مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ
غیر منصرف ہے اور شَابَ قَرْنَاهَا مبنی ہے۔

عبارت سمجھنے سے پہلے دو فائدے ملاحظہ فرمالیں۔

فائدہ (۱): ترکیب کا لغوی معنی: جوڑنا، ملانا۔ **اصطلاحی معنی:** یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کلموں کو ایک کردیا جب کہ کوئی حرف اس کا جز نہ ہو۔ یہ تعریف ترکیب کی ہے جو منع صرف کا سبب بنتی ہے مطلق ترکیب کی نہیں۔

فائدہ (۲): ترکیب کی چھ قسمیں ہیں (۱) ترکیب اضافی جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (۲) ترکیب اسنادی جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ

(۳) ترکیب توصیفی جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ (۴) ترکیب صوتی جیسے سِیْبَوَیْه

(۵) ترکیب عددی جیسے خَمْسَةَ عَشَرَ (۶) ترکیب امتزاجی جیسے بَعْلَبَكَّ

ان چھ ترکیبوں میں سے منع صرف میں صرف ترکیب امتزاجی کا اعتبار کیا گیا ہے۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے ساتواں سبب ترکیب ہے۔اس میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : ترکیب کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط

دوسری بات: ایک مثال اتفاقی اور دو مثالیں احترازی

پہلی بات ترکیب کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ علَم ہو۔ترکیب کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ ترکیب ایک عارضی چیز ہے، کیونکہ اصل ہر کلمہ میں یہ ہے کہ وہ الگ الگ استعمال ہو کسی عارض کی وجہ سے اس کو جوڑا جاتا ہے۔پس ترکیب ایک عارضی چیز ہونے کی وجہ سے محل زوال میں تھی،علمیت کی شرط لگا کر اسے محفوظ بنا دیا۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ ترکیب اضافی بھی نہ ہو اور ترکیب اسنادی بھی نہ ہو کیونکہ اضافت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے اور مرکب اسنادی مبنی ہوتا ہے اور مبنی غیر منصرف نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ غیر منصرف معرف کی قسم ہے۔

دوسری بات ایک مثال اتفاقی اور دو مثالیں احترازی

اتفاقی مثال: بَعْلَبَکّ ہے اس میں ترکیب کی دونوں شرائط ہوئے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہے پہلی علمیت بھی پائی جارہی ہے یہ ایک شہر کا نام ہے دوسری شرط ترکیب اضافی اور ترکیب اسنادی کا نہ ہونا ہے چنانچہ اس میں نہ ترکیب اضافی ہے اور نہ اسنادی۔

دو احترازی مثالیں

پہلی مثال: عَبْدُاللهِ یہ منصرف ہے اس میں پہلی شرط علمیت پائی جارہی ہے دوسری شرط ترکیب اضافی نہ ہونے کی فوت ہونے کی وجہ سے غیر منصرف نہ ہوگا۔

دوسری مثال: شَابَ قَرْنَاهَا یہ مبنی ہے اس میں پہلی شرط پائی جارہی ہے یہ ایک عورت کا نام ہے مگر دوسری شرط ترکیب اسنادی کا نہ ہونا فوت ہو رہی ہے لہٰذا یہ منصرف ہے نہ ہی غیر منصرف بلکہ مبنی ہے۔

شَابَ قَرْنَاهَا کا معنی: وہ عورت جس کی دونوں مینڈیاں سفید ہو گئی ہوں۔

اَلْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ

اَمَّا الْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اِنْ كَانَتَا فِيْ اِسْمٍ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَكُوْنَ الْاِسْمُ عَلَمًا كَعِمْرَانَ وَعُثْمَانَ فَسَعْدَانُ اِسْمُ
بہر حال الف ونون زائدتان اگر یہ اسم میں ہوں تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم علَم ہو جیسے عمران اور عثمان پس سعدان جو کہ ایک بوٹی کا
نَبْتٍ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَاِنْ كَانَتَا فِيْ صِفَةٍ فَشَرْطُهٗ اَنْ لَا يَكُوْنَ مُؤَنَّثُهٗ عَلٰى فَعْلَانَةٍ كَسَكْرَانَ فَنَدْمَانُ

نام ہے منصرف ہے علمیت نہ ہونے کے سبب اور اگر یہ صفت میں ہوں تو اس کی شرط یہ ہے اس صفت کی مؤنث کے فَعْلَانَۃ وزن پر نہ ہو
مُنصَرِفٌ لِوُجُوْدِ نَدْمَانَۃٍ
جیسے سَکْرَانُ پس نَدْمَان منصرف ہے نَدْمَانَۃ کے موجود ہونے کے وجہ سے۔

وضاحت: اسبابِ منع صرف میں سے آٹھواں سبب الف ونون زائدتان ہے۔

اس میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط

دوسری بات: الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط

پہلی بات — الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط

الف ونون زائدتان اگر اسم کے آخر میں ہوں تو اس کے منع صرف بننے کے لیے علمیت کی شرط ہے۔

الف ونون زائدتان منع صرف کا سبب بننے کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: علمیت کی شرط اس لیے لگادی کہ الف و نون آخر میں ہوتے ہیں اور کلمہ کا آخر تغیر وتبدل کا محل ہوتا ہے پس علمیت کی شرط لگادی تا کہ الف ونون محل تغیر وتبدل میں محفوظ ہوں۔ جیسے عِمرانُ اور عُثْمَانُ

احترازی مثال: سَعْدَانُ اس میں علمیت نہ پائے جانے کی وجہ سے منصرف ہوگا، کیونکہ یہ ایک قسم کی گھاس کا نام ہے، کسی کا علم نہیں۔

دوسری بات — الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط

یہ ہے کہ اس کی مؤنث فَعْلَانَۃ کے وزن پر نہ آتی ہو۔

اتفاقی مثال: سَکْرَانُ غیر منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث سکرانۃ نہیں ہے بلکہ اس کی مؤنث سکریٰ ہے۔

احترازی مثال: نَدْمَان یہ منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث نَدْمَانَۃ ہے جو کہ فَعْلَانَۃ کے وزن پر ہے۔

وَزْنُ الْفِعْلِ

اَمَّا وَزْنُ الْفِعْلِ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّخْتَصَّ بِالْفِعْلِ وَلَا يُوْجَدَ فِي الْاِسْمِ اِلَّا مَنْقُوْلًا عَنِ الْفِعْلِ كَشَمَّرَ وَضُرِبَ وَاِنْ
بہرحال وزن فعل پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مختص ہو فعل کے ساتھ اور فعل سے منقول ہوئے بغیر اسم میں نہ پایا جائے جیسے شَمَّرَ اور ضُرِبَ
لَمْ يَخْتَصَّ بِهٖ فَيَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ اَوَّلِهٖ اِحْدٰى حُرُوْفِ الْمُضَارَعَةِ وَلَا يَدْخُلُهُ الْهَاءُ
اور اگر فعل کے ساتھ مختص نہ ہو تو پھر اس کے شروع میں حروف مضارعہ میں سے کسی حرف کا لانا واجب اور ضروری ہے اور اس کے آخر میں
كَاَحْمَدَ وَيَشْكُرَ وَتَغْلِبَ وَنَرْجِسَ فَيَعْمَلٌ مُنْصَرِفٌ لِقَبُوْلِهِ التَّاءَ كَقَوْلِهِمْ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ
ھاء داخل نہ ہو۔ جیسے اَحْمَدَ اور يَشْكُرَ اور تَغْلِبَ اور نَرْجِسَ پس يَعْمَلٌ منصرف ہے کیونکہ وہ ھاء کو قبول کرتا ہے جیسا کہ عربوں کا قول ہے نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ

وضاحت: اسبابِ منع صرف کا نواں سبب وزن فعل ہے۔

وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط

وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہو، اسموں میں نہ پایا جائے۔ اگر اسموں میں پایا جائے تو فعل سے منقول ہو کر آیا ہو۔

پہلی مثال: شَمَّرَ یہ بابِ تفعیل کا صیغہ ہے (بمعنی دامن سمیٹنا) یہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے پھر اس کو اسم کی طرف منتقل کیا گیا اور ایک تیز رفتار گھوڑے کا نام بن گیا اب یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

دوسری مثال: ضُرِبَ ہے جو کہ فعل مجہول ہے یہ وزن بھی فعل کے ساتھ مختص ہے اب اگر کسی کا نام ضرب رکھ دیا جائے تو تو یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اگر وزن فعل کے ساتھ مختص نہ ہو، بلکہ اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو تو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارعہ یعنی حروف اَتَیْنَ میں سے کوئی حرف ہو اور اس کے آخر میں ایسی تاء تانیث نہ ہو، جو حالت وقف میں ھاء بن جائے۔

مثال: أَحْمَدَ اور یَشْکُرَ اور تَغْلِبَ اور نَرْجِسَ ان کے شروع میں حروف مضارع بھی ہے اور آخر میں تاء بھی نہیں جو حالت وقف میں ھاء بن جائے۔ پس یہ علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے۔

شرط ثانی کی احترازی مثال: پس یَعْمَلُ منصرف ہے اگرچہ اس میں دو سبب وزن فعل اور وصف پائے جا رہے ہیں اس کے باوجود منصرف ہے کیونکہ یہ تاء تانیث کو قبول کرتا ہے چنانچہ نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ کہتے ہیں، لہٰذا یہ منصرف ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَا شُرِطَ فِيْهِ الْعَلَمِيَّةُ وَهُوَ: الْمُؤَنَّثُ بِالتَّاءِ وَالْمَعْنَوِيُّ وَالْعُجْمَةُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْاِسْمُ الَّذِيْ فِيْهِ
اور جان لو کہ ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت شرط ہے (یعنی جن اسباب میں علمیت شرط ہے وہ یہ ہیں) مؤنث بالتاء اور معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم جس میں
الْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ أَوْ لَمْ يُشْتَرَطْ فِيْهِ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ اجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَاحِدٍ فَقَطْ وَهُوَ: الْعَلَمُ الْمَعْدُوْلُ
الف ونون زائدتان ہوں یا وہ اسم غیر منصرف کہ اس میں علمیت شرط نہیں ہے بلکہ ایک سبب کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے اور وہ علم معدول
وَوَزْنُ الْفِعْلِ إِذَا نُكِّرَ صُرِفَ أَمَّا فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ فَلِبَقَاءِ الْاِسْمِ بِلَا سَبَبٍ وَأَمَّا فِي الْقِسْمِ الثَّانِيْ فَلِبَقَائِهٖ عَلٰى
اور وزن فعل ہے جب ان کو نکرہ کر دیا جائے تو منصرف ہو جائیں گے پس پہلی قسم میں تو اس لیے کہ اسم بغیر سبب کے باقی رہ جاتا ہے اور
سَبَبٍ وَاحِدٍ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ وَقَامَ عُمَرُ وَعُمَرٌ اٰخَرُ وَضَرَبَ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ اٰخَرُ
دوسری قسم میں ایک سبب باقی رہ جانے کی وجہ سے۔ جیسے تو کہے جَاءَنِيْ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ (آیا طلحہ میرے پاس اور ایک دوسرا طلحہ) قَامَ عُمَرُ وَعُمَرٌ اٰخَرُ (کھڑا رعمر اور ایک دوسرا عمر) اور ضَرَبَ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ اٰخَرُ (مارا احمد نے اور ایک دوسرے احمد نے)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسبابِ منع صرف بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے اس چیز کو ذکر فرما رہے ہیں

جس کے زائل ہونے سے اسباب منع صرف کی تاثیر ختم ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ منصرف بن جاتے ہیں۔ اب یہاں سے اسی قاعدہ کو ذکر فرمارہے ہیں۔

اسباب منع صرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ

اسباب منع صرف کے نو اسباب میں سے چار سبب ایسے ہیں جن کے ساتھ علمیت جمع ہوکر ایک مستقل سبب بھی بن رہی ہے اور پھر دوسرے سبب کے لیے شرط ہوکر منع صرف میں مؤثر ہوتی ہے اور وہ چار سبب یہ ہیں:

(۱) تانیث لفظی ومعنوی (۲) عجمہ (۳) ترکیب (۴) الف ونون زائدتان

اور دو سبب ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ علمیت جمع ہوکر ایک مستقل سبب بن رہا ہے، لیکن ان کے سبب بننے کے لیے علمیت کی شرط نہیں ہے اور وہ سبب یہ ہیں: (۱) عدل (۲) وزن فعل۔

اب ان چھ اسباب کو جن میں سے چار میں علمیت شرط ہے اور دو میں شرط نہیں ہے، بلکہ ان کے ساتھ علمیت محض جمع ہوجاتی ہے جب نکرہ بنایا جائے تو یہ منصرف ہوجائیں گے۔

جن چھ اسباب میں علمیت بطور شرط جمع ہورہی تھی ان کو نکرہ بنانے سے منصرف ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان میں سے پہلے چار اسباب جن میں علمیت شرط ہے جب ان کو نکرہ بنایا جائے تو ان سے علمیت ختم ہوجاتی ہے جب علمیت ختم ہوگئی تو وہ سبب بھی ختم ہوگیا **اِذَافَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ** کے قاعدہ کے تحت پس ان چاروں قسموں میں ایک سبب بھی باقی نہیں رہے گا اسی کو مصنف نے فلبقاء الاسم بلاسبب سے ذکر کیا ہے گو کہ ایک سبب ہے، لیکن وہ غیر مؤذر ہونے کی وجہ سے بمنزلہ معدوم کے ہے لہٰذا ایک سبب بھی باقی نہیں رہے گا اور یہ منصرف بن جائیں گے۔

اور جن دو اسباب میں علمیت بطور شرط کے نہیں ہے بلکہ محض جمع ہورہی ہے ان کو نکرہ بنانے سے منصرف ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان میں ایک سبب مؤثر باقی رہ جاتی ہے اور ایک سبب کی وجہ سے اسم غیر منصرف نہیں ہوتا ہے۔

غیر منصرف کو منصرف بنانے کی مثالیں: وہ اسباب جن کے ساتھ علمیت شرط کے جمع ہورہی ہے ان میں سے حرف تانیث لفظی کی مثال ذکر کی ہے بقیہ تین کو ان پر قیاس کیا جائے۔

تانیث لفظی کو منصرف بنانے کی مثال: **جَاءَ طَلْحَۃُ** یہ غیر منصرف ہے اس میں ایک سبب تاء تانیث اور دوسرا سبب علمیت ہے اس کو نکرہ بنایا جائے تو یوں پڑھیں گے: **جَاءَنِیْ طَلْحَۃٌ اٰخَرُ** اس میں **اٰخَرُ** یہ **طَلْحَۃٌ** کی صفت ہے، جب **اٰخَرُ** صفت نکرہ ہے تو موصوف بھی نکرہ ہوگا **طَلْحَۃ** نکرہ ہوگیا تو یہ بھی منصرف ہوجائے گا۔

عدل کو منصرف بنانے کی مثال: **قَامَ عُمَرُ** یہ غیر منصرف ہے اس میں دو سبب پائے جارہے ہیں ایک سبب علمیت ہے اور دوسرا سبب عدل اس کو نکرہ بنایا جائے تو یوں پڑھیں گے **قَامَ عُمَرٌ اٰخَرُ** اب جب اس کو نکرہ بنایا گیا تو اس میں علمیت والا سبب ختم ہوگیا صرف ایک سبب عدل باقی رہ گیا اور ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ منصرف ہوگا۔

وزن فعل کومنصرف بنانے کی مثال: ضَرَبَ أَحْمَدُ یہ غیر منصرف ہے۔اس میں دوسبب پائے جارہے ہیں؛ ایک علمیت اور دوسرا سبب وزن فعل اب اگر اس کو نکرہ بنائیں تو اس کو یوں پڑھیں گے: ضَرَبَ أَحْمَدٌ اٰخَرُ اب جب اس کو نکرہ بنایا گیا تو اس میں سے علمیت والا سبب ختم ہو گیا صرف ایک سبب وزن فعل باقی رہ گیا اور ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ منصرف ہوگا۔

وَكُلُّ مَا لَا يَنْصَرِفُ إِذَا أُضِيفَ أَوْ دَخَلَهُ اللَّامُ فَدَخَلَهُ الْكَسْرَةُ نَحْوُ مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ وَبِالْأَحْمَدِ
اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو جب اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس کے آخر میں کسرہ آجائے گا جیسے مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ وَبِالْأَحْمَدِ

غیر منصرف کومنصرف بنانے کا قاعدہ: غیر منصرف کی اضافت جب کسی دوسرے اسم کی طرف ہو جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ پڑھی جائے گی۔ جیسے مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ اسی طرح مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ میں الف لام داخل ہونے کی وجہ سے کسرہ پڑھی جائے گی اور یہ منصرف ہوں گے۔

اشکال: اسباب منع صرف پر اضافت اور الف لام کے داخل ہونے سے اس پر کسرہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ غیر منصرف پر کسرہ کا نہ آنا یہ فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے اب جب اس پر الف لام یا اضافت آجائے جو کہ اسم کے خواص میں سے ہے تو اس پر غیر منصرف کی مشابہت فعل سے کم اور اسم سے زیادہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس پر کسرہ بھی آئے گا اور یہ منصرف بھی پڑھے جائیں گے۔

تمارین

سوال نمبر۱: علم نحو کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، موضوع اور فوائد ذکر کریں؟ نیز ہدایۃ النحو کے مصنف کا تعارف لکھیں؟

سوال نمبر۲: کلمہ کی تعریف اور کلمہ کی اقسام ثلاثہ کو ذکر کریں؟

سوال نمبر۳: اسم کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز اسم کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۴: اسم کی علامات مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر۵: فعل کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز فعل کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۶: فعل کی علامات ذکر کریں نیز ہر علامت کے ساتھ مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۷: حرف کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز حرف کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۸: حرف کے فوائد بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۹: کلام کی تعریف کریں اور مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر۱۰: کلام کن چیزوں سے مرکب ہوتا ہے اور اس پر خاموشی اختیار کرنا کب درست ہے مثالوں سے

واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۱: جملہ کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم معرب کی تعریف اور مثال لکھیے؟ نیز مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں؟

سوال نمبر ۱۳: اسم متمکن کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟ نیز اسم متمکن کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۴: اعراب، محل اعراب اور عامل کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال سے وضاحت کریں؟ نیز اعراب حرفی اور حرکتی کیا ہوتا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۵: اسم کے اعراب کی اقسام بمع امثلہ وضاحت سے لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: جار مجرٰی صحیح کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۷: مفرد منصرف صحیح، جاری مجرٰی صحیح اور جمع مکسر کے اعراب بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۸: جمع مؤنث سالم کے اعراب ذکر کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: غیر منصرف کے اعراب ذکر کریں اور مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۰: اسمائے ستہ مکبرہ کون کون سے ہیں؟ نیز اسمائے ستہ مکبرہ کے اعراب ذکر کرنے کے بعد ان کے اعراب کے لیے کیا شرائط ہیں تفصیل سے مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۱: مثنّٰی کے اعراب بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: جمع مذکر سالم کے اعراب مثال کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: نون تثنیہ اور نون جمع مذکر سالم کب گرتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۴: اسم منقوص کی تعریف کریں اس کے اعراب ذکر کرنے کے بعد اس کی مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۵: جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو اس کا اعراب کیا ہوگا مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۶: اسم منصرف اور غیر منصرف کی تعریف مع امثلہ بیان کریں؟ نیز اسباب منع صرف بھی بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۷: عدل کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ ذکر کرنے کے بعد عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط لکھیں؟ نیز عدل اسباب منع صرف میں سے کن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کن کے ساتھ نہیں ہوتا واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۸: وصف کی تعریف اور مثال ذکر کرنے کے بعد وصف کے غیر منصرف ہونے کی شرط بھی ذکر کریں؟ نیز وصف اصلی و وصف عارضی کی تعریف کریں اور وصف اصلی کے اشتراط کا سبب بیان کریں؟

سوال نمبر ۲۹: تانیث کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟ نیز تانیث کے غیر منصرف ہونے کی شرائط بمع مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۰: تانیث معنوی جب علم ہو اور ساکن الاوسط ہو تو کیا اس کا منصرف پڑھنا جائز ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۱: تانیث مقصورہ اور تانیث الف ممدودہ میں غیر منصرف بننے کا سبب کیا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۲: معرفہ کی تعریف ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ تانیث میں غیر منصرف ہونے کا سبب کیا ہے؟ نیز علمیت کے علاوہ معرفہ کی باقی اقسام غیر منصرف کا سبب کیوں نہیں بن سکتے؟ نیز وصف کے ساتھ معرفہ جمع نہ ہو سکنے کی وجہ کیا ہے؟

سوال نمبر ۳۳: عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے کون سی شرائط ہیں یہ بھی بتائیں کہ ابراہیم، لجام، نوح منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ نیز عَلَمًا فِي الْعَجَمِيَّةِ کا کیا مطلب ہے؟

سوال نمبر ۳۴: جمع کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

سوال نمبر ۳۵: ترکیب کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں؟ اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ تمام اتفاقی اور احترازی مثالوں کی وضاحت کریں؟ نیز ترکیب کے منع صرف میں مؤثر ہونے کے لیے علمیت اور بِلَا إِضَافَةٍ وَلَا إِسْنَادٍ ہونے کی شرطیں کیوں لگائی ہیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۶: الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط بیان کریں اور اتفاقی مثال اور احترازی مثال بھی ذکر کریں؟ نیز الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط بیان کریں اور اتفاقی مثال اور احترازی مثال تفصیل سے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۷: وزن فعل کا منع صرف کا سبب بننے کی شرائط تحریر کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۸: اسباب منع صرف کا منصرف بنانے کا قاعدہ تفصیل سے بیان کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں؟ نیز غیر منصرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ مع امثلہ تحریر کریں؟

اَلْمَقْصَدُ الْأَوَّلُ فِي الْمَرْفُوْعَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَرْفُوْعَاتُ ثَمَانِيَةُ أَقْسَامٍ : اَلْفَاعِلُ وَ الْمَفْعُوْلُ الَّذِيْ لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُه وَ الْمُبْتَدَأُ وَ الْخَبَرُ وَ خَبَرُ إِنَّ
مقصد اول مرفوعات کی بحث میں ہے۔ اسمائے مرفوعات کی آٹھ اقسام ہیں: فاعل اور مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ اور مبتدا اور خبر اور إِنَّ
وَأَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا وَ اِسْمُ مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَ خَبَرُ لَا الَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ
اور اس کے اخوات کی خبر اور كَانَ اور اس کے اخوات کا اسم اور مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا اسم اور لانفی جنس کی خبر

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے مقاصد ثلاثہ کو بیان فرمارہے ہیں۔ مقصد اول مرفوعات کی بحث میں اور مقصد ثانی منصوبات کی بحث میں اور مقصد ثالث مجرورات کی بحث میں۔

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد ثلاثہ میں سے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ مصنف نے مرفوعات کو اس لیے مقدم کیا ہے کہ مرفوعات پر رفع ہوتا ہے اور رفع قوی اور مضبوط ہوتا ہے بنسبت نصب اور جر کے لہٰذا مرفوعات رفع پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قوی ہوئے پس اس کو مقدم کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرفوعات فاعل اور مبتدا پر مشتمل ہوتے ہیں اور یہ مسند الیہ ہوتے ہیں اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے جب کہ منصوبات اور مجرورات کلام میں فضلہ ہوتے ہیں اس لیے مرفوعات کو مقدم کیا۔

اسم مرفوع کی تعریف: اسم مرفوع وہ اسم ہے جو علامت فاعل پر مشتمل ہو علامت فاعل تین چیزیں ہیں۔

(۱) ضمہ (۲) واو (۳) الف

ضمہ کی مثال: جَاءَنِیْ زَيْدٌ واو کی مثال: جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ الف کی مثال: جَاءَنِی الزَّيْدَانِ

مرفوعات کی پہلی قسم فاعل

فَصْلٌ : اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَهٗ فِعْلٌ أَوْ صِفَةٌ اُسْنِدَ إِلَيْهِ عَلٰى مَعْنٰى اَنَّهٗ قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ
فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا صیغۂ فعل (یعنی شبہ فعل ہو) ایسا فعل یا شبہ فعل جس کی اس اسم کی طرف نسبت کی گئی ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس اسم پر واقع ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ (زید کھڑا ہے) اور زَيْدٌ
ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا وَ مَاضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا
ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا (زید، مارنے والا ہے اس کا باپ عمرو کا) اور مَاضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا (نہیں مارا زید نے عمرو کو)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں بنیادی طور پر چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : فاعل کی تعریف

دوسری بات: فاعل کی مختلف صورتیں اور ان کی مناسبت سے فعل لازم کا حکم

تیسری بات: وہ مقام جہاں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے اور
وہ مقام جہاں فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

چوتھی بات : قرینہ موجود ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے

پہلی بات فاعل کی تعریف

فاعل: ہر وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی نسبت اس اسم کی طرف کی گئی ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو۔

فوائد و قیود: اس تعریف میں کل اسم جنس ہے اس میں سارے اسماء داخل ہو گئے۔ قَبْلَهُ فِعْلٌ أَوْ صِفَةٌ فصل اول ہے اس سے وہ اسم نکل گئے جو فعل یا شبہ فعل سے مقدم ہوں۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ

اُسْنِدَ إِلَيْهِ: یہ دوسری فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گئے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل کا اسناد نہ ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا میں عَمْرًوا فاعل نہیں ہے اس لیے کہ اس میں ضَرَبَ کی اسناد عَمْرًوا کی طرف نہیں ہے۔

قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ: یہ تیسری فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گئے، جن کے ساتھ فعل یا شبہ فعل قائم نہ ہو بلکہ ان پر واقع ہو جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ سے پہلے جو فعل ہے وہ اس اسم پر واقع ہے اس کے ساتھ قائم نہیں ہے کیونکہ زَيْدٌ نائب فاعل ہے ضُرِبَ فعل کے لیے۔

مثالیں پہلی مثال: فعل کی ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ اس مثال میں قَامَ فعل ہے اور زَيْدٌ اس کا اسم اور فاعل ہے اور اس فعل کی اسناد اسم کی طرف ہو رہی ہے اس طور پر کہ فعل زَيْدٌ کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں ہے۔

دوسری مثال: شبہ فعل کی ہے۔ جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا اس مثال میں ضَارِبٌ شبہ فعل ہے اس کی نسبت أَبُوْهُ کی طرف ہو رہی ہے اس طرح کہ ضرب والا فعل اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں ہے۔

تیسری مثال: فعل منفی متعدی کی ذکر کی جاتی ہے کیونکہ جس طرح فعل مثبت کی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے اسی طرح فعل منفی کی بھی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا میں مَا ضَرَبَ فعل منفی کی نسبت زَيْد کی طرف ہو رہی ہے اس طرح کہ وہ فعل منفی زَيْد کے ساتھ قائم ہے نہ کہ اس پر واقع ہے۔

وَكُلُّ فِعْلٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٍ مُظْهَرٍ كَذَهَبَ زَيْدٌ أَوْ مُضْمَرٍ بَارِزٍ كَضَرَبْتُ زَيْدًا أَوْ مُسْتَتِرٍ كَزَيْدٌ ذَهَبَ
اور ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ فاعل مرفوع مظہر ہو جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ خواہ مضمر بارز ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا خواہ وہ مستتر ہو جیسے زَيْدٌ ذَهَبَ
وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مُتَعَدِّيًا كَانَ لَهُ مَفْعُوْلٌ بِهٖ أَيْضًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُظْهَرًا وُجِدَ الْفِعْلُ
اور اگر فعل متعدی ہو تو اس فعل کے لیے مفعول کا ہونا ضروری ہے اسی طرح جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا اور اگر فعل کا فاعل اسم مظہر ہو تو فعل

أَبَدًا نَحْوُ: ضَرَبَ زَيْدٌ وَضَرَبَ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ وَإِنْ كَانَ مُضْمَرًا وَحِدَ الْفِعْلُ لِلْوَاحِدِ نَحْوُ زَيْدٌ
ہمیشہ مفرد لایا جائے گا جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ اور ضَرَبَ الزَّيْدَانِ اور ضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ اور اگر مضمر ہو تو واحد کے لیے واحد جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ
ضَرَبَ وَيُثَنّٰى لِلْمُثَنّٰى نَحْوُ: اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا وَيُجْمَعُ لِلْجَمْعِ نَحْوُ: اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُؤَنَّثًا
اور تثنیہ کے لیے تثنیہ جیسے اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا اور جمع کے لیے جمع لایا جائے گا جیسے اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا اور اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو اور وہ یہ ہے
حَقِيْقِيًّا وَهُوَ مَا بِإِزَائِهٖ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيَوَانِ أُنِّثَ الْفِعْلُ أَبَدًا إِنْ لَمْ تَفْصِلْ بَيْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ نَحْوُ قَامَتْ هِنْدٌ وَإِنْ
کہ اس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو تو فعل اس صورت میں ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا بشرطیکہ تو نہ لائے فعل اور فاعل کے درمیان کوئی
فَصَلْتَ فَلَكَ الْخِيَارُ فِي التَّذْكِيْرِ وَالتَّأْنِيْثِ نَحْوُ ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ
فاصلہ جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصل لائے تو تجھے اختیار ہے فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں جیسے تو کہے ضَرَبَ
وَكَذٰلِكَ فِي الْمُؤَنَّثِ غَيْرِ الْحَقِيْقِيِّ نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ هٰذَا إِذَا كَانَ
الْيَوْمَ هِنْدٌ اور اگر تو چاہے تو کہے ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ اور اسی طرح (یعنی فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار ہے) مؤنث غیر حقیقی میں جیسے طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور اگر تو چاہے تو کہے طَلَعَ الشَّمْسُ یہ اس وقت ہوگا جب
الْفِعْلُ مُسْنَدًا إِلَى الْمُظْهَرِ وَإِنْ كَانَ مُسْنَدًا إِلَى الْمُضْمَرِ أُنِّثَ أَبَدًا نَحْوُ اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ وَجَمْعُ التَّكْسِيْرِ
فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور اگر فعل مسند ہو ضمیر کی طرف تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ اور جمع مکسر مؤنث غیر
كَالْمُؤَنَّثِ الْغَيْرِ الْحَقِيْقِيِّ، تَقُوْلُ قَامَ الرِّجَالُ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ قَامَتِ الرِّجَالُ
حقیقی کی طرح ہے تو کہے قَامَ الرِّجَالُ اور اگر تو چاہے تو کہے قَامَتِ الرِّجَالُ

دوسری بات فاعل کی مختلف صورتیں اور ان کی مناسبت سے فعل لانے کا حکم

فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی مضمر کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی مستتر کی شکل میں ہوتا ہے۔

فاعل مظہر: جس میں فاعل ظاہر ہو۔ جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ (زید گیا) اس میں زَيْدٌ فاعل اسم ظاہر ہے۔

فاعل مضمر بارز: جس میں فاعل ضمیر کی شکل میں ہو اور وہ ضمیر ظاہر ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو مارا) اس مثال میں ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر فاعل ہے جو کہ بارز ہے۔

فاعل مستتر: جس میں فاعل ضمیر کی شکل میں ہے اور وہ ضمیر پوشیدہ ہو نظر نہ آ رہی ہو۔ جیسے زَيْدٌ ذَهَبَ اس مثال میں ذَهَبَ فعل ہے اور هو ضمیر اس کا فاعل ہے جو کہ پوشیدہ ہے اس کو ضمیر مستتر کہتے ہیں۔

فعل متعدی کے لیے مفعول بہ ضروری ہے: اگر فعل لازمی نہ ہو بلکہ متعدی ہو تو اس کے لیے مفعول بہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے، کیونکہ فعل متعدی مفعول بہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کو مارا) اس مثال میں عَمْرًوا مفعول بہ ہے ضَرَبَ فعل کے لیے۔

فاعل کی مناسبت سے فعل لانے کا قاعدہ

۱)...... فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا فاعل خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع۔

مثالیں: ضَرَبَ زَیْدٌ، ضَرَبَ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَ الزَّیْدُوْنَ

ان تینوں مثالوں میں فاعل اسم ظاہر ہونے کی وجہ سے فعل کو مفرد لایا گیا۔

فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فعل کو مفرد لانے کی وجہ: فعل کو تثنیہ اور جمع اس لیے لایا جاتا ہے تا کہ وہ فاعل کی حالت بتائے کہ یہ تثنیہ ہے یا جمع پس جب فاعل اسم ظاہر ہو تو اس کی حالت تثنیہ اور جمع کی اس سے خود ظاہر ہو گی فعل کو تثنیہ اور جمع لانے کی ضرورت نہیں۔

۲)...... فاعل جب اسم مضمر ہو تو فعل کو فاعل کے مطابق لایا جائے گا پس اگر فاعل مضمر واحد ہو تو فعل بھی واحد لایا جائے گا اور فاعل مضمر تثنیہ ہو تو فعل بھی تثنیہ لایا جائے گا اور فاعل مضمر اگر جمع ہو تو فعل بھی جمع لایا جائے گا۔

مثالیں: زَیْدٌ ضَرَبَ، اَلزَّیْدَانِ ضَرَبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا

ان مثالوں میں فعل فاعل مضمر کے مطابق ہے۔

مؤنث کی اقسام: (۱) مؤنث حقیقی (۲) مؤنث غیر حقیقی

مؤنث حقیقی کی تعریف: مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو۔ جیسے اِمْرَأَۃٌ کے مقابلے میں رَجُلٌ اور نَاقَۃٌ (اونٹنی) کے مقابلے میں جَمَلٌ (اونٹ)

مؤنث غیر حقیقی کی تعریف: مؤنث غیر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے نَخْلَۃٌ کے مقابلے میں نَخْلٌ یا اس کے مقابلے میں بالکل مذکر نہ ہو۔ جیسے عَیْنٌ (چشمہ)

۳)...... **فاعل مؤنث حقیقی کی صورت میں فعل لانے کا قاعدہ:** فاعل جب مؤنث حقیقی ہو اور فاعل اور فعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے قَامَتْ ھِنْدٌ اس میں ھِنْدٌ مؤنث حقیقی ہے لہٰذا قَامَتْ فعل مؤنث ہی لائیں گے۔ اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث لانا بھی جائز ہے اور مذکر لانا بھی جائز ہے۔ جیسے ضَرَبَتِ الْیَوْمَ ھِنْدٌ اور ضَرَبَ الْیَوْمَ ھِنْدٌ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

۴)...... **فاعل مؤنث غیر حقیقی کی صورت میں فعل لانے کا قاعدہ:** فاعل اگر مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار حاصل ہے۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ کہنا بھی جائز ہے اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ کہنا بھی جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور جب فعل مسند ہو ضمیر کی طرف تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ۔ پس اَلشَّمْسُ طَلَعَ کہنا درست نہ ہو گا۔

۵)...... **فاعل جب جمع مکسر ہو تو فعل لانے کا قاعدہ:** فاعل جب جمع مکسر ہو تو اس کے مطابق فعل لانے

میں یہ مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے لہٰذا جمع مکسر فعل کو مؤنث یا مذکر لانے کا اختیار حاصل ہوگا؛

خواہ جمع مکسر مذکر ہو جیسے رِجَالٌ یا مؤنث ذوی العقول ہو۔ جیسے جمال

یا غیر ذوی العقول ہو۔ جیسے اَیَام وغیرہ ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔

جیسے قَامَ الرِّجَالُ کہنا بھی جائز ہے اور قَامَتِ الرِّجَالُ کہنا بھی جائز ہے۔

وَيَجِبُ تَقْدِيْمُ الْفَاعِلِ عَلَى الْمَفْعُوْلِ إِذَا كَانَا مَقْصُوْرَيْنِ وَخِفْتَ اللَّبْسَ نَحْوُ ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى
اور فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے جب وہ دونوں اسم مقصور ہوں اور تو ان دونوں میں التباس کا خوف کرے جیسے ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى
وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْمَفْعُوْلِ عَلَى الْفَاعِلِ إِنْ لَمْ تَخَفِ اللَّبْسَ نَحْوُ اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى وَضَرَبَ عَمْرًوا زَيْدٌ
اور مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے جب تو ان دونوں میں التباس کا خوف محسوس نہ کرے جیسے اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى اور ضَرَبَ عَمْرًوا زَيْدٌ

تیسری بات وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے

اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور (یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو) ہوں تو اس صورت میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے، ورنہ فاعل اور مفعول دونوں میں التباس پیدا ہو جائے گا اور یہ معلوم نہیں ہوگا کہ فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے؟ اس صورت میں جو پہلے ہے اسے فاعل کہا جائے گا۔

مثال: ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى اس صورت میں مُوْسٰى فاعل اور عِيْسٰى مفعول ہوگا۔

وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے: اگر فاعل اور مفعول کے درمیان التباس کا خوف نہ ہو اس طور پر کہ فاعل متعین ہو تو فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

پہلی مثال: اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى (یحیٰی نے امرود کھایا) اس صورت میں الْكُمَّثْرٰى مفعول ہے اور يَحْيٰى فاعل، مفعول کو فاعل پر مقدم کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے، اس لیے کہ ان دونوں میں التباس کا اندیشہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ يَحْيٰى کے اندر فاعل بننے کی صلاحیت موجود ہے اور الْكُمَّثْرٰى میں مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہے، کیونکہ الْكُمَّثْرٰى ایک پھل ہے جسے کھایا جاتا ہے اب یہاں الْكُمَّثْرٰى کے مفعول ہونے پر قرینہ معنوی ہے اس لیے اس کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

دوسری مثال: ضَرَبَ عَمْرًوا زَيْدٌ اس مثال میں عَمْرًوا مفعول ہے، جسے مقدم کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے اس لیے کہ قرینہ لفظی موجود ہے اور وہ ہے اعراب چونکہ عَمْرًوا پر نصب ہے اور زَيْدٌ پر رفع ہے، لہٰذا عَمْرًوا کو زَيْدٌ پر مقدم کرنے کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں رہتا ہے اس لیے عَمْرًوا جو کہ مفعول ہے اس کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

وَيَجُوزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَيْثُ كَانَتْ قَرِينَةٌ نَحْوُ زَيْدٌ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ : مَنْ ضَرَبَ؟ وَ كَذَا حَذْفُ الْفَاعِلِ
اور جائز ہے فعل کا حذف کرنا جہاں قرینہ موجود ہو جیسے زَيْدٌ کہنا اس آدمی کے جواب میں جو کہے مَنْ ضَرَبَ؟ (کس نے مارا) اسی طرح فعل
وَ الْفِعْلِ مَعًا كَنَعَمْ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ : أَقَامَ زَيْدٌ؟ وَ قَدْ يُحْذَفُ الْفَاعِلُ وَ يُقَامُ الْمَفْعُولُ مَقَامَهُ إِذَا كَانَ الْفِعْلُ
اور فاعل دونوں کو حذف کرنا جائز ہے جیسے نَعَمْ کہنا اس آدمی کے جواب میں جو کہے أَقَامَ زَيْدٌ؟ (کیا زید کھڑا ہے؟) اور کبھی کبھی فاعل کو حذف کیا جاتا ہے اور مفعول کو اس کا قائم مقام بنایا جاتا ہے
مَجْهُولًا نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ وَ هُوَ قِسْمُ الثَّانِي مِنَ الْمَرْفُوعَاتِ
جب فعل مجہول ہو جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ اور یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے۔

چوتھی بات قرینہ ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے

فعل کے حذف ہونے پر اگر قرینہ موجود ہو تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے زَيْدٌ کہنا اس شخص کے جواب میں جو کہے کہ مَنْ ضَرَبَ؟ (کس نے مارا) اب یہاں زَيْدٌ کہنا چونکہ سوال کے جواب میں واقع ہے، اس لیے یہ قرینہ فعل کے حذف ہونے پر دلالت کر رہا ہے جو کہ اصل میں ضَرَبَ زَيْدٌ ہے۔

اسی طرح قرینہ ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے

جس طرح قرینہ ہو تو صرف فعل کا حذف کرنا جائز ہے، اسی طرح قرینہ ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے نَعَمْ کہنا اس شخص کے جواب میں جو کہے کہ أَقَامَ زَيْدٌ؟ (کیا زید کھڑا ہے؟) اصل میں عبارت یوں تھی: نَعَمْ قَامَ زَيْدٌ اب فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر کے صرف نَعَمْ ذکر کر دیا یہاں نَعَمْ کا سوال کے جواب میں واقع ہونا اس بات پر قرینہ ہے کہ یہاں فعل اور فاعل دونوں ہیں جنہیں تخفیف کے لیے حذف کیا گیا ہے۔

کبھی فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے

جب فعل متعدی ہو تو فاعل کو حذف کر کے اس کی وجہ مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ (مارا گیا زید) اس میں فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہے اور اس کو مَفْعُولُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل مرفوعات کی قسم ثانی میں آئے گی۔

بَحْثُ تَنَازُعِ الْفِعْلَانِ

فَصْلٌ : إِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِي اِسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَهُمَا أَيْ: أَرَادَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنَ الْفِعْلَيْنِ أَنْ يَعْمَلَ فِي ذٰلِكَ الْاِسْمِ
دوسری فصل: جب کلام میں دو فعل نزاع (اختلاف) کریں اسم ظاہر میں جو ان دونوں کے بعد ذکر کیا گیا ہو یعنی مذکورہ دونوں فعلوں میں سے ہر ایک اسم ظاہر پر عمل کرنے کا ارادہ کرے۔

وضاحت: اس بحث کو ذکر کرنے سے پہلے چند اشکالات اور ان کے جوابات ذکر کیے جاتے ہیں، تا کہ بحث

سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ تنازع صرف دوفعلوں کے مابین ہوسکتا ہے جب کہ دوشبہ فعل (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ) کے مابین بھی ہوسکتا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ چونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور شبہ فعل اس کی فرع لہٰذا جب اصل کو ذکر کر دیا گیا تو فرع کا حکم اس سے سمجھا جائے گا۔

دوسرا اشکال: یہ ہے کہ وہ دونوں فعل ایک اسم ظاہر میں تنازع کر رہے ہوں، ضمیر میں تنازع کیوں نہیں کر سکتے؟

جواب: یہ ہے کہ تنازع ضمیر میں اس لیے نہیں کر سکتے ہیں کہ ضمیر یا تو متصل ہوگی یا منفصل اگر ضمیر متصل ہے تو وہ اسی فعل کا معمول ہوتی ہے جس کے ساتھ متصل ہوتی ہے اور اگر منفصل ہے تو اس میں تنازع تو ہوسکتا ہے مگر اس کو ختم کرنے کا طریقہ وہ نہیں جو کوفیوں اور بصریوں ذکر کیا ہے لہٰذا وہ اس بحث سے خارج ہے۔

تیسرا اشکال: عبارت ہے اِذَا تَنَازَعَ الْفِعلَانِ (جب دو فعل جھگڑا کریں) تو اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ تنازع یعنی جھگڑا کرنا تو ذوروح چیزوں میں ہوسکتا ہے نہ کہ غیر ذوروح چیزوں میں، پس دوفعلوں میں جھگڑا کیسے ممکن ہوا؟

جواب: یہ ہے کہ یہاں تنازع اس معنی میں نہیں ہے جو ذی روح میں پایا جاتا ہے، بلکہ یہاں تنازع کا یہ مطلب ہے کہ وہ فعل ایک اسم ظاہر پر عمل کا تقاضا کرتے ہوں اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔

بحث کا خلاصہ

تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی بحث چھ باتوں پر مشتمل ہے۔

پہلی بات: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی اقسام

دوسری بات: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی بعض صورتوں میں جواز اور عدم جواز میں امام فراء رحمہ اللہ کا جمہور نحویوں سے اختلاف۔

تیسری بات: بصریین اور کوفیین کا اختلاف کہ تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں فعل اول کو عمل دینا افضل ہے یا فعل ثانی کو۔

چوتھی بات: بصریین کے مسلک کے اعتبار سے تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی پانچ صورتیں۔

پانچویں بات: کوفیین کے مسلک کے اعتبار سے تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی چا صورتیں۔

چھٹی بات: کوفیوں کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں اور وہ مفعول میں تنازع کریں تو فعل ثانی کے مفعول کو ظاہر کرنے کی وجہ۔

فَهٰذَا اِنَّمَا يَكُوْنُ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ: اَنْ يَتَنَازَعَا فِي الْفَاعِلِيَّةِ فَقَطْ نَحْوُ: ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ اَلثَّانِيْ: اَنْ

اور یہ نزاع چار قسموں پر ہے اول یہ کہ دونوں فعل اپنے لیے صرف فاعل کا تقاضا کریں جیسے ضَرَبَنِي وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ دوسری قسم یہ ہے کہ
يَتَنَازَعَا فِي الْمَفْعُولِيَّةِ فَقَطْ نَحْوُ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا الثَّالِثُ: أَنْ يَتَنَازَعَا فِي الْفَاعِلِيَّةِ وَالْمَفْعُولِيَّةِ وَيَقْتَضِي
دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا تیسری قسم یہ ہے کہ دونوں فعل فاعلیت اور مفعولیت کا تقاضا کریں اور پہلا
الْأَوَّلُ الْفَاعِلَ وَالثَّانِي الْمَفْعُولَ نَحْوُ: ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا الرَّابِعُ عَكْسُهُ نَحْوُ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ
فاعل کا تقاضا کرے اور دوسرا مفعول کا جیسے ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا چوتھی قسم اس کا عکس ہے (یعنی فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے) جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ

پہلی بات تَنَازُعُ الْفِعْلَانِ کی اقسام

تَنَازُعُ الْفِعْلَانِ کی کل چار قسمیں بنتی ہیں۔

پہلی قسم: دونوں فعل جب فاعل کا تقاضا کریں۔ جیسے ضَرَبَنِي وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ

دوسری قسم: دونوں فعل جب مفعول کا تقاضا کریں۔ جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

تیسری قسم: فعل اول فاعل کا اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے۔ جیسے ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

چوتھی قسم: فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔ جیسے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ

وَاعْلَمْ أَنَّ فِي جَمِيعِ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ يَجُوزُ إِعْمَالُ الْفِعْلِ الْأَوَّلِ وَإِعْمَالُ الْفِعْلِ الثَّانِي خِلَافًا لِلْفَرَّاءِ فِي الصُّورَةِ
اور جان لو کہ بیشک ان تمام صورتوں میں فعل اول اور فعل ثانی میں سے ہر ایک کو عمل دینا جائز ہے پہلی اور تیسری صورت میں امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کا
الْأُولٰى وَالثَّالِثَةِ أَنْ يَعْمَلَ الثَّانِي وَدَلِيلُهُ لُزُومُ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ إِمَّا حَذْفُ الْفَاعِلِ
اختلاف ہے (وہ کہتے ہیں کہ لازماً) فعل ثانی کو عمل دیا جائے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ (پہلی اور تیسری صورت میں) فاعل کا حذف
أَوِ الْإِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ وَكِلَاهُمَا مَحْظُورَانِ وَهٰذَا فِي الْجَوَازِ
کر دیا جانا یا پھر اِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ ہے اور یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں اور فراء کا یہ اختلاف جواز میں ہے۔

دوسری بات تَنَازُعُ الْفِعْلَانِ کی بعض صورتوں میں جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کا جمہور نحویوں سے اختلاف

چنانچہ جمہور نحات تَنَازُعُ الْفِعْلَانِ کی مذکورہ چاروں قسموں میں کسی بھی فعل کو عمل دینا جائز کہتے ہیں چاہے فعل اول کو دیں چاہے فعل ثانی کو اس میں کوفیوں اور بصریوں کا اتفاق ہے سوائے امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ پہلی اور تیسری قسم میں اختلاف کرتے ہیں اور فعل ثانی کو عمل دینے کو ناجائز کہتے ہیں۔

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل: وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ پہلی اور تیسری صورت میں اگر عمل فعل ثانی کو دیا گیا تو فعل اول جو کہ فاعل کا تقاضا کر رہا ہے تو اس کے لیے فاعل محذوف مانیں گے یا ضمیر لائیں گے اگر فاعل کو محذوف مانیں گے تو

عمدہ چیز کا محذوف ماننا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں۔ اور اگر ضمیر لائیں گے تو اِضْمَارْ قَبْلَ الذِّکْرِ لازم آئے گا تو یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔

وَأَمَّا الْإِخْتِيَارُ فَفِيهِ خِلَافُ الْبَصْرِيِّينَ وَالْكُوْفِيِّينَ فَإِنَّهُمْ يَخْتَارُوْنَ إِعْمَالَ الْفِعْلِ الثَّانِيْ اِعْتِبَارُ لِلْقُرْبِ
اور بہر حال جہاں تک افضلیت کا تعلق ہے تو اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے پس (بصری) فعل ثانی کو عمل دینے کا اختیار کرتے
وَالْجَوَارِ وَالْكُوْفِيِّيْنَ يَخْتَارُوْنَ إِعْمَالَ الْفِعْلِ الْأَوَّلِ مُرَاعَاةً لِلتَّقْدِيْمِ وَالْاِسْتِحْقَاقِ
ہیں قرب وجوار (پڑوسی) کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی فعل اول کو عمل دینے کو اختیار کرتے ہیں تقدیم اور استحقاق کی رعایت کرتے ہوئے۔

تیسری بات: بصریین اور کوفیین کا اختلاف کہ تَنَازُعُ الْفِعْلَانِ کی صورت میں فعل اول کو عمل دینا افضل ہے یا فعل ثانی کو

بصریین اور کوفیین حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں فعلوں میں سے کسی کو بھی عمل دینا جائز ہے، البتہ اختلاف افضلیت اور غیر افضلیت میں ہے چنانچہ بصریین حضرات کہتے ہیں کہ فعل ثانی کو عمل دینا پسندیدہ ہے اور کوفیین حضرات فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

بصریین کی دلیل: بصریین حضرات فعل ثانی کو عمل دینا پسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ دیتے ہیں کہ اَلْحَقُّ لِلْقَرِيْبِ ثُمَّ لِلْبَعِيْدِ (حق قریب والے کا ہوتا ہے پھر دور والے کا)، چنانچہ اسم ظاہر فعل ثانی کے قریب ہے اس لیے عمل فعل ثانی کو دینا بہتر ہے۔

کوفیین کی دلیل: کوفیین حضرات فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ قرار دیتے ہیں وہ وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اَلسَّابِقُ اَحَقُّ مِنَ اللَّاحِقِ (حق پہلے آنے والے کا ہوتا ہے نہ کہ بعد والے کا) چنانچہ فعل اول پہلے ہے تو حق بھی اسی کا ہے لہٰذا فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ ہے۔

چند اہم فائدے

مذہب بصریین: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ بصریین کا مذہب راجح ہے، اس لیے ان کے مذہب کو پہلے ذکر فرما رہے ہیں۔ بصریین کے مذہب کو تفصیل سے ذکر کرنے سے پہلے تین فائدے ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) فائدہ: جس فعل کو عمل نہیں دیا گیا ہو اسے عمل دینے کا طریقہ: جس فعل کو عمل نہیں دیا گیا ہو اسے عمل دینے کے تین طریقے ہیں: (۱) حذف (۲) ذکر (۳) ضمیر

حذف: یعنی معمول کا محذوف مانا جائے۔

ضمیر: یعنی معمول کو ضمیر کی شکل میں لایا جائے۔

ذکر: یعنی معمول کو لفظوں میں ذکر کیا جائے۔

بصریین: بصریین کے مذہب کے مطابق اگر ہم فعل ثانی کو عمل دیتے ہیں تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) فعل اول فاعل کا تقاضا کرے گا (۲) یا فعل اول مفعول کا تقاضا کرے گا۔

فعل اوّل فاعل کا تقاضا کرے: جب فعل اول فاعل کا تقاضا کرے تو اس صورت میں فعل ثانی کو عمل دینے کے بعد فعل اول کو عمل دینے کے تین طریقے ہوں گے۔

پہلا طریقہ: یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف مانیں گے اس صورت میں عمدہ کو محذوف ماننا لازم آئے گا جو کہ صحیح نہیں ہے (عمدہ سے مراد فاعل یا مبتدا ہے)

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ ہم فعل اول کے فاعل کو ذکر کریں تو اس صورت میں اسم ظاہر کا تکرار لازم آئے گا، پس یہ صورت بھی درست نہیں۔

تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ اس کا فاعل ضمیر لایا جائے تو اس صورت میں **إِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ** لازم آئے گا، کیونکہ اسم ظاہر جو کہ ضمیر کا مرجع ہے، وہ بعد میں ہے۔

بصریین فرماتے ہیں کہ فعل اول کو عمل دینے کا تیسرا طریقہ اپنائیں گے اور اس کے لیے ضمیر فاعل لائیں گے اب اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ **إِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ** عمدہ میں بشرط تفسیر جائز ہے یعنی اس شرط پر ضمیر لانا جائز ہے کہ مرجع بعد میں ذکر کیا جائے۔

مثال: **قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ** میں **هُوَ** ضمیر کا مرجع لفظ اللہ ہے جو کہ ضمیر کے بعد واقع ہے۔

(۲) فائدہ: ضمیر اور اسم ظاہر میں چند چیزوں میں مطابقت ضروری ہے

(۱) افراد میں (۲) تثنیہ میں (۳) جمع میں (۴) تذکیر میں (۵) تانیث میں

(۳) فائدہ: مثالوں میں کہیں **زَيْدٌ** کا لفظ ہے کہیں **زَيْدَانِ** کا لفظ ہے اور کہیں **زَيْدَيْنِ** کا لفظ ہے اور کہیں **زَيْدِيْنَ** کا لفظ ہے۔ اس سلسلے میں اس بات کو سمجھیں کہ **زَيْدٌ** کی جمع **زَيْدُوْنَ** آتی ہے جو کہ جمع مذکر سالم ہے، پس **زَيْدٌ** اگر فاعل بن رہا ہو اور مفرد ہو تو **زَيْدٌ** پڑھا جائے گا اور اگر تثنیہ ہو تو **زَيْدَانِ** اور جمع ہو تو **زَيْدُوْنَ** پڑھا جائے گا اور اگر **زَيْدٌ** مفعول بن رہا ہو تو **زَيْدًا** پڑھا جائے گا اور اگر تثنیہ ہو تو **زَيْدَيْنِ** اور اگر جمع ہو تو **زَيْدِيْنَ** پڑھا جائے گا۔

فَإِنْ أَعْمَلْتَ الثَّانِيَ فَانْظُرْ إِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْأَوَّلُ يَقْتَضِي الْفَاعِلَ أَضْمَرْتَهُ فِي الْأَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ:
پس اگر تو فعل ثانی کو عمل دے تو دیکھ کہ اگر فعل اول فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو تو اسے ضمیر فاعل دے دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں (یعنی
ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ وَ ضَرَبُوْنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ:
جب دونوں فاعل کا تقاضا کریں) **ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَانِ وَ ضَرَبُوْنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدُوْنَ** اور متخالفین میں (یعنی جب فعل اول فاعل کا تقاضا کرے تو فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے)
ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَ ضَرَبَانِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَ ضَرَبُوْنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْأَوَّلُ

جیسے تو کہے گا ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا و ضَرَبَانِي وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ و ضَرَبُونِي وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ اور اگر فعل اول مفعول کا تقاضا

يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ حَذَفْتَ الْمَفْعُوْلَ مِنَ الْفِعْلِ الْأَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي

کرے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو فعل اول سے مفعول کو حذف کر دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں
(یعنی دونوں فعل مفعول کا تقاضا کر تے ہوں اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں)

الْمُتَوَافِقَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ وَ فِي

ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ اور متخالفین میں
(یعنی فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہو اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں) جیسے

الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ وَإِنْ كَانَ

ضَرَبْتُ وَ أَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَ ضَرَبْتُ وَ أَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ اور اگر دونوں فعل

الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ يَجِبُ إِظْهَارُ الْمَفْعُوْلِ الْأَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِي مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا إِذْ

افعال قلوب میں سے ہوں تو فعل اول کے لیے مفعول کا اظہار کرنا واجب ہے جیسے تو کہے گا حَسِبَنِي مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا اس

لَا يَجُوْزُ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَإِضْمَارُ الْمَفْعُوْلِ قَبْلَ الذِّكْرِ هٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْبَصْرِيِّيْنَ

لیے کہ افعال قلوب سے مفعول کا حذف کرنا جائز نہیں اور یہ إِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ بھی جائز نہیں یہ بصریین کا مذہب ہے۔

چوتھی بات — بصریین کے مسلک کے اعتبار سے تَنَازُعِ الْفِعْلَانِ کی پانچ صورتیں

پہلی صورت: دونوں فعل جب فاعل کا تقاضا کریں۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِي وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ اس مثال میں ضَرَبَنِي میں فاعل ضمیر هُوَ مستتر ہے جو کہ زَيْدٌ مفرد کے مطابق ہے۔

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَانِي وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ اس مثال میں ضَرَبَانِي میں فاعل الف ضمیر تثنیہ ہے اس لیے کہ اسم ظاہر تثنیہ ہے یعنی الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: ضَرَبُونِي وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ اس مثال میں ضَرَبُونِي میں فاعل واو ضمیر جمع کی ہے جو کہ الزَّيْدُوْنَ اسم ظاہر کے موافق ہے۔

دوسری صورت: فعل اول فاعل کا تقاضا کرے اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا اس مثال میں ضَرَبَنِي میں ضمیر هُوَ فاعل مستتر ہے جو زَيْدًا کی طرف راجع ہے۔

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَانِي وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ اس مثال میں ضَرَبَانِي میں فاعل الف تثنیہ ہے جو الزَّيْدَيْنِ کی طرف راجع ہے۔

جمع کی مثال: ضَرَبُونِي وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِينَ اس مثال میں ضَرَبُونِي میں فاعل واو ضمیر جمع ہے جو الزَّيْدِينَ کی طرف راجع ہے۔

تیسری صورت: دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے بھی نہ ہوں اس صورت میں بصریین حضرات فرماتے ہیں کہ اسم ظاہر کو فعل ثانی کا معمول بنائیں گے اور فعل اول کا مفعول محذوف مانیں گے کیونکہ ذکر کرنے میں مفعول کا تکرار لازم آئے گا جو کہ غیر مناسب ہے اور ضمیر لانے میں إِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ عمدہ میں جائز ہے نہ کہ فضلہ میں لہٰذا فعل اول کا مفعول محذوف مانیں گے جو کہ فضلہ میں جائز ہے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

تثنیہ کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ

جمع کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِينَ

تینوں مثالوں میں فعل اول کا مفعول محذوف ہوگا۔

چوتھی صورت: فعل اول مفعول کا تقاضا کرے اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ

تثنیہ کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدُونَ

ان تینوں مثالوں میں بھی فعل اول کا مفعول محذوف ہوگا۔

پانچویں صورت: اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں جو کہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہوں اور وہ دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہتے ہیں تو بصریین کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو فعل ثانی کا مفعول بنایا جائے گا اور فعل اول کا مفعول ذکر کرنا واجب ہوگا، کیونکہ فعل اول کو عمل دینے کے تین طریقے تھے حذف، ذکر اور ضمیر۔

اب یہاں پر حذف کریں گے تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ فعل قلوب کا ایک مفعول مذکور اور ایک مفعول محذوف ہوگا جو کہ درست نہیں یا تو دونوں مذکور ہوں یا دونوں محذوف ہوں۔ اگر ضمیر لاتے ہیں تو یہ خرابی لازم آتی ہے کہ فضلہ (یعنی مفعول) میں إِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے لہٰذا فعل اول کا مفعول ذکر کرنا واجب ہے۔

مثال: حَسِبَنِي مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا اس مثال میں بصریین کے مذہب کے مطابق مُنْطَلِقًا جو کہ مفعول

ثانی ہے فعل ثانی حَسِبْتُ کا معمول اور مفعول قرار دیں گے اور فعل اول کا مفعول بھی ذکر کرنا لازم ہے، لہٰذا اب مثال اس طرح ہوگی حَسِبَنِيْ مُنْطَلِقاً وَحَسِبْتُ زَيْداً مُنْطَلِقاً

وَأَمَّا إِنْ أَعْمَلْتَ الْفِعْلَ الْأَوَّلَ عَلَى مَذْهَبِ الْكُوْفِيِّيْنَ فَانْظُرْ إِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِيْ يَقْتَضِيْ الْفَاعِلَ أَضْمَرْتَ

بہر حال اگر تو نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا پس تو دیکھ اگر فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو فاعل کی ضمیر

الْفَاعِلَ فِي الْفِعْلِ الثَّانِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ

فعل ثانی کو دے دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ

وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمُوْنِيْ الزَّيْدُوْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَيْنِ

وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمُوْنِيْ الزَّيْدُوْنَ اور متخالفین (یعنی فعل اول مفعول اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے) میں تو کہے ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَيْنِ

وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَيْنَ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِيْ يَقْتَضِيْ الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ

وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدَيْنَ اور اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرتا ہے اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں

جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ: حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ وَالْإِضْمَارُ وَالثَّانِيْ هُوَ الْمُخْتَارُ لِيَكُوْنَ الْمَلْفُوْظُ مُطَابِقًا لِلْمُرَادِ،

تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں (۱) مفعول کا حذف کرنا (۲) ضمیر لانا اور دوسری صورت زیادہ پسندیدہ ہے تاکہ ملفوظ مراد کے مطابق ہو جائے

أَمَّا الْحَذْفُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ

بہر حال حذف کی صورت متوافقین والی صورت (یعنی دونوں فعل مفعول کا تقاضا کرے) میں تو کہے گا ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْداً وَضَرَبْتُ

وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ

وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنَ اور متخالفین میں (یعنی فعل اول فاعل اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے) جیسے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ

وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ، وَأَمَّا الْإِضْمَارُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمَا

وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ اور بہر حال ضمیر لانے کی صورت میں تو کہے گا متوافقین والی صورت میں ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمَا

الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدِيْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمَا

الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدِيْنَ اور متخالفین والی صورت میں تو کہے ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمَا

الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدُوْنَ وَأَمَّا إِذَا كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِظْهَارِ الْمَفْعُوْلِ

الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدُوْنَ اور بہر حال جب دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو مفعول کا (لفظوں میں) ظاہر کرنا ضروری

كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقاً

ہے جیسے تو کہے حَسِبَنِيْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقاً

پانچویں بات　　کوفیین کے مذہب کے مطابق تَنَازُعُ الفِعْلَانِ کی صورتیں

پہلی صورت: دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں۔ کوفیین کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں تو عمل فعل اول کو دیا جائے گا اور فعل ثانی کے لیے ضمیر لائیں گے، کیونکہ فعل ثانی کا فاعل اگر ہم ضمیر ذکر کرتے ہیں تو فاعل کا تکرار لازم آئے گا اور اگر حذف کرتے ہیں تو عمدہ کا حذف آئے گا پس یہ دونوں صورتیں جائز نہیں لہٰذا ضمیر لائیں گے اس صورت میں اِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آئے گا، لیکن یہاں اِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ لفظاً لازم آئے گا نہ کہ رتبۃً اور اِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ وہاں ناجائز ہے، جہاں لفظاً اور رتبۃً ہو، چنانچہ یہاں صرف لفظاً اِضْمَارٌ قَبْلَ الذِّكْرِ لازم آرہا ہے جو کہ جائز ہے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

تثنیہ کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال: ضَرَبَنِيْ وَأَكْرَمُوْنِيْ الزَّيْدُوْنَ

ان مثالوں میں اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنایا اور فعل ثانی کے لیے اسم ظاہر کے موافق ضمیر لائی گئی ہے پہلی مثال أَكْرَمَنِيْ میں ضمیر هُوَ مستتر فاعل ہے اور دوسری مثال أَكْرَمَانِيْ میں الف اور تیسری مثال أَكْرَمُوْنِيْ میں واو فاعل علامت جمع کا لایا گیا ہے۔

دوسری صورت: فعل اول مفعول اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ زَيْدًا

تثنیہ کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَيْنِ

جمع کی مثال: ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِيْ الزَّيْدِيْنَ

تینوں مثالوں میں اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنا دیا جو کہ مفعول کا تقاضا کر رہا ہے اور فعل ثانی کے لیے اسم ظاہر کے موافق ضمیر لایا۔

تیسری صورت: اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہو تو اس صورت میں کوفیین کے نزدیک دو وجہیں جائز ہیں پہلی وجہ فعل اول کو عمل دینے کے بعد فعل ثانی کے مفعول حذف کرنا بھی جائز ہے اور دوسری وجہ ضمیر لانا بھی بہتر ہے تاکہ ملفوظ مقصود متکلم کے موافق ہو جائے۔

دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہیں

حذف کی مثالیں　　مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال:　ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا

تثنیہ کی مثال:　ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ

جمع کی مثال:　ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ

فعل ثانی اسم ظاہر کو اپنا مفعول اور فعل اول اسے اپنا فاعل بنانا چاہتا ہو

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال:　ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ

تثنیہ کی مثال:　ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ

جمع کی مثال:　ضَرَبَنِي وَأَكْرَمْتُهُمُ الزَّيْدُوْنَ

چوتھی صورت: اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں (جو کہ دو مفعولوں کے متقاضی ہوتے ہیں) اور وہ دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہتے ہوں تو اس صورت میں کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا جائے گا اور فعل ثانی کے لیے مفعول کا ظاہر کرنا لازمی ہوگا فعل ثانی کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز نہیں اور اس کے لیے ضمیر لانا بھی جائز نہیں۔

مثال: حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اس مثال میں دونوں فعلوں نے پہلے اَلزَّيْدَانِ میں جھگڑا کیا، فعل اول نے فاعل اور فعل ثانی نے مفعول کو تقاضا کیا، پس کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا اور فعل ثانی کے لیے هُمَا ضمیر لائے، پس حَسِبْتُهُمَا ہوا۔ اس کے بعد دونوں فعلوں نے مُنْطَلِقًا مفعول میں جھگڑا کیا، پس ہم نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق مُنْطَلِقًا کو فعل اول کو مفعول بنا دیا۔ پس مُنْطَلِقًا حَسِبَنِي کا مفعول ثانی ہوا، اب فعل ثانی کا دوسرا مفعول مُنْطَلِقَيْنِ کو لفظوں میں ذکر کرنا لازم ہوا۔

وَذٰلِكَ لِاَنَّ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا تَنَازَعَا فِي مُنْطَلِقًا وَاَعْمَلْتَ الْاَوَّلَ وَهُوَ حَسِبَنِي وَأَظْهَرْتَ الْمَفْعُوْلَ فِي
یہ اس لیے کہ فعل حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا دونوں نے مُنْطَلِقًا میں نزاع کیا کہ وہ ان کا مفعول واقع ہو اور تو نے فعل اول کو عمل دے دیا اور وہ
الثَّانِي فَإِنْ حَذَفْتَ مُنْطَلِقَيْنِ وَقُلْتَ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا يَلْزَمُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى أَحَدِ الْمَفْعُوْلَيْنِ
ہے حَسِبَنِي اور فعل ثانی کے لیے مفعول کا ظاہر کر دیا پس اگر تو نے کلام سے مُنْطَلِقًا کو حذف کر دیا اور کہا حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ
فِي أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ وَإِنْ أَضْمَرْتَ فَلَا يَخْلُوْ مِنْ أَنْ تُضْمِرَ مُفْرَدًا وَتَقُوْلُ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا

منطلقًا تو افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے اور اگر تو نے ضمیر لایا تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو تو ضمیر مفرد کی لائے گا اور تو کہے گا جیسے حَسِبَنِي وَ حَسِبْتُهُمَا
إِيَّاهُ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحِيْنَئِذٍ لَا يَكُوْنُ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِيْ مُطَابِقًا لِلْمَفْعُوْلِ الْأَوَّلِ وَهُوَ هُمَا فِيْ قَوْلِكَ
إِيَّاهُ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اس صورت میں مفول ثانی مفعول اول کے مطابق نہ ہوگا اور وہ ہے هُمَا جو کہ آپ کے قول
حَسِبْتُهُمَا وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ أَوْ أَنْ تُضْمِرَ مُثَنًّى وَتَقُوْلُ: حَسِبَنِيْ وَ حَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُمَا اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَ حِيْنَئِذٍ
حَسِبْتُهُمَا میں ہے اور یہ صورت جائز نہیں اور اگر تو نے ضمیر تثنیہ کی لائی اور تو کہے حَسِبَنِيْ وَ حَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا تو اس
يَلْزَمُ عَوْدُ الضَّمِيْرِ الْمُثَنّٰى إِلَى اللَّفْظِ الْمُفْرَدِ وَهُوَ مُنْطَلِقًا الَّذِيْ وَقَعَ فِيْهِ التَّنَازُعُ وَهٰذَا أَيْضًا لَا يَجُوْزُ وَ إِذَا لَمْ
صورت میں تثنیہ کی ضمیر کا اس کے مفرد مرجع کی طرف لوٹنا لازم آئے گا جو کہ مُنْطَلِقًا ہے جس میں تنازع واقع ہے یہ صورت بھی
يَجُزِ الْحَذْفُ وَ الْإِضْمَارُ كَمَا عَرَفْتَ وَجَبَ الْإِظْهَارُ
جائز نہیں پس جب مفعول کو حذف کرنا اور ضمیر لانا دونوں ناجائز ہے تو اس کا اظہار کرنا واجب ہوگا۔

چھٹی بات: کوفیوں کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں اور وہ مفعول میں تنازع کریں تو فعل ثانی کے مفعول کو ظاہر کرنے کی وجہ

فعل ثانی کے مفعول کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر فعل ثانی کے مفعول ثانی کو حذف مانا جائے تو افعال قلوب کا ایک مفعول پر اکتفا کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے اور اگر فعل ثانی کا دوسرے مفعول کو ضمیر کی صورت میں لائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: یا ضمیر مفرد کی لائیں گے یا تثنیہ کی۔ پس اگر ضمیر مفرد کی لائی تو اس صورت میں فعل ثانی کے دونوں مفعولوں کے درمیان مطابقت نہ ہوگی، کیونکہ مفعول اول کی ضمیر تثنیہ کی ہے اور مفعول ثانی کی مفرد کی ہوئی۔ جیسے حَسِبَنِيْ وَ حَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُ اَلزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اس میں حَسِبْتُهُمَا میں مفعول تثنیہ کی ضمیر ہے اور إِيَّاهُ میں مفعول مفرد کی ضمیر ہے اور یہ صورت جائز نہیں اور اگر مفعول ضمیر تثنیہ کی لائی تو اس صورت میں فعل ثانی کے دونوں مفعولوں میں مطابقت تو ہو جائے گی، جیسے حَسِبْتُهُمَا إِيَّاهُمَا لیکن اس صورت میں خرابی یہ لازم آئے گی کہ ضمیر اور مرجع کے درمیان مطابقت باقی نہ رہے گی، اس لیے کہ إِيَّاهُمَا ضمیر تثنیہ کی ہے اور اس کا مرجع مُنْطَلِقًا ہے، جو کہ مفرد ہے، لہٰذا یہ صورت بھی جائز نہیں۔ پس جب فعل ثانی کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز نہیں ہوا اور ضمیر لانا بھی جائز نہیں ہوا تو ایک ہی صورت باقی رہ گئی، وہ یہ کہ اس کے مفعول کو لفظوں میں ظاہر کیا جائے۔

مرفوعات کی دوسری قسم مَفْعُوْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ

فَصْلٌ: مَفْعُوْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ وَهُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُهٗ وَأُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهٗ نَحْوُ: ضُرِبَ زَيْدٌ
مَفْعُوْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ ہر وہ مفعول ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اس کو (یعنی مفعول) اس فاعل کے قائم مقام بنا دیا گیا وہ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ
وَ حُكْمُهٗ فِيْ تَوْحِيْدِ فِعْلِهٖ وَ تَثْنِيَتِهٖ وَ جَمْعِهٖ وَ تَذْكِيْرِهٖ وَ تَأْنِيْثِهٖ عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ فِي الْفَاعِلِ

اور اس کا حکم اس کے فعل مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث لانے میں فاعل کے فعل کی مانند ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی پہلی قسم فاعل کو بیان فرمانے کے بعد اب یہاں سے دوسری قسم مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں تین باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات : مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کی تعریف

دوسری بات: مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کا حکم

تیسری بات: حکم کے اعتبار سے چند صورتیں

پہلی بات مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کی تعریف

مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ ہر وہ مفعول ہے کہ جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو۔

مثال: ضُرِبَ زَیۡدٌ (زید مارا گیا) اب اس مثال میں ضُرِبَ فعل مجہول کا فاعل حذف کر دیا گیا ہے جو کہ عمرو ہے اور زَیۡدٌ کو جو کہ مفعول ہے اسے نائب فاعل بنا کر فاعل کو حذف کر دیا گیا۔ اصل عبارت یوں ہوگی ضَرَبَ عَمرو زَیۡدًا

دوسری بات مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کا حکم

مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کا حکم یہ ہے کہ اس کے فعل کو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث لانے میں بعینہ وہی تفصیل ہے جو فاعل کی بحث میں گزر چکی ہے۔

تیسری بات حکم کے اعتبار سے چند صورتیں

۱)...... مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ اگر اسم ظاہر ہے تو اس کا فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا۔

مفرد جیسے: ضُرِبَ زَیۡدٌ تثنیہ: جیسے ضُرِبَ الزَّیۡدَانِ جمع: جیسے ضُرِبَ الزَّیۡدُوۡنَ

۲)...... مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ اگر مضمر ہے تو فعل کو سا کی ضمیر کے موافق لایا جائے گا ضمیر اگر مفرد ہو تو فعل کو مفرد اور اگر تثنیہ ہو تو فعل کو بھی تثنیہ اور اگر ضمیر جمع ہو تو فعل بھی جمع کا لایا جائے گا۔

ضمیر مفرد کی مثال: زَیۡدٌ ضُرِبَ ضمیر تثنیہ کی مثال: اَلزَّیۡدَانِ ضُرِبَا ضمیر جمع کی مثال: اَلزَّیۡدُوۡنَ ضُرِبُوۡا

۳)...... مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ اگر مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا خواہ اسم ہو یا ضمیر بشرطیکہ بیچ میں فاصلہ ہو۔

مثال: ضُرِبَتۡ ھِنۡدٌ، ھِنۡدٌ ضُرِبَتۡ پہلی مثال اسم ظاہر کی ہے دوسری مثال اسم مضمر کی ہے۔ دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لایا گیا ہے۔ اگر فعل اور اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار ہے۔

مثال: ضُرِبَتِ الۡیَوۡمَ ھِنۡدٌ، ضُرِبَ الۡیَوۡمَ ھِنۡدٌ پہلی مثال میں فعل کو مؤنث اور دوسری مثال میں مذکر لایا گیا ہے۔

۴)...... مَفعُوۡلُ مَالَمۡ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ اگر مؤنث غیر حقیقی ہو اور اسم ظاہر ہو تو بھی فعل کو مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے خواہ فاصلہ ہو یا فاصلہ نہ ہو۔

مثال: کُوِّرَ الشَّمۡسُ اور کُوِّرَتِ الشَّمۡسُ پڑھنا جائز ہے۔

اسی طرح فاصلہ کے ساتھ یوں پڑھنا جائز ہے۔

مثال: كُوِّرَ الْيَوْمَ الشَّمْسُ اور كُوِّرَتِ الْيَوْمَ الشَّمْسُ

۵)...... مَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ اگر مؤنث غیر حقیقی ضمیر ہے تو فعل کو مؤنث لائیں گے۔

مثال: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

مرفوعات کی تیسری اور چوتھی قسم مبتدا اور خبر

فَصْلٌ: اَلْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ هُمَا اِسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدَأُ
مبتدا اور خبر وہ ایسے دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں، ایک ان میں سے مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتدا کا نام دیا جاتا ہے
وَالثَّانِي مُسْنَدٌ بِهٖ وَيُسَمَّى الْخَبَرَ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ
اور دوسرا مسند بہ ہوتا ہے جسے خبر کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی دوسری قسم مَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ سے فارغ ہونے کے بعد اب اس فصل میں مرفوعات کی تیسری قسم مبتدا اور چوتھی قسم خبر کو بیان فرمارہے ہیں۔ اس فصل میں مبتدا اور خبر سے متعلق بنیادی طور پر سات باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مبتدا اور خبر کی تعریف

دوسری بات: مبتدا اور خبر کے عامل سے متعلق

تیسری بات: مبتدا میں اصل معرفہ اور خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے چھ جگہوں میں نکرہ میں تخصیص کرنے کے بعد مبتدا بنایا جاسکتا ہے۔

چوتھی بات: مبتدا اور خبر کے لیے معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے ایک قاعدہ

پانچویں بات: خبر کا جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ اور ظرفیہ ہونے کا ذکر

چھٹی بات: خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک عائد (ضمیر کا ہونا) ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے

ساتویں بات: مبتدا کی قسم ثانی سے متعلق

پہلی بات مبتدا اور خبر کی تعریف

مبتدا اور خبر وہ دو ایسے اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتدا کہتے ہیں اور ان میں سے دوسرا مسند بہ ہوتا ہے جسے خبر کہتے ہیں۔

فوائد و قیود: هُمَا اِسْمَانِ جنس ہے، مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ پہلی فصل ہے، اس سے وہ اسم خارج ہو گئے جن پر عوامل لفظیہ داخل ہوتے ہیں۔ جیسے اِنَّ اور كَانَ وغیرہ کا اسم اور خبر۔

أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ: یہ فصل ثانی ہے اس سے خبر اور مبتدا کی قسم ثانی خارج ہو گئے۔

وَالثَّانِي مُسْنَدٌ بِهٖ: یہ فصل ثالث ہے، اس سے مبتدا خارج ہو گیا۔

دوسری بات — مبتدا اور خبر کے عامل سے متعلق

وَالْعَامِلُ فِيهِمَا مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ الْاِبْتِدَاءُ
(ان دونوں میں عامل معنوی ہے اور وہ ابتدا ہے)

اقوال: مبتدا اور خبر کے عامل کے حوالے سے تین قول ہیں۔

پہلا قول: مبتدا اور خبر کے عامل کے حوالے سے پہلا قول یہ ہے کہ ان دونوں کا عامل معنوی ہے۔ مبتدا کا عامل بھی ابتدا ہے اور خبر کا عامل بھی ابتدا ہے، جو کہ معنوی ہے یہی مذہب بصریوں کا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ بصریین کا مذہب پسندیدہ ہے، اس لیے صرف اسی مذہب کو کتاب میں ذکر کیا ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ مبتدا کا عامل ابتدا اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ مبتدا کا عامل خبر ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔

وَأَصْلُ الْمُبْتَدَاِ أَنْ يَكُوْنَ مَعْرِفَةً وَأَصْلُ الْخَبَرِ أَنْ يَكُوْنَ نَكِرَةً وَالنَّكِرَةُ إِذَا وُصِفَتْ جَازَ أَنْ تَقَعَ مُبْتَدَأً نَحْوُ
مبتدا میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر میں اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو اور نکرہ جب اس کی صفت لائی جائے تو اس کا مبتدا بننا درست ہے جیسے
قَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَكَذَا إِذَا تَخَصَّصَتْ بِوَجْهٍ آخَرَ نَحْوُ: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ؟
وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ اور اسی طرح اس میں جب کسی اور وجہ سے تخصیص کی جائے جیسے أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ؟
وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ وَشَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ
وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ، وَشَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ

تیسری بات — مبتدا میں اصل معرفہ اور خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے، مگر چھ جگہوں میں نکرہ میں تخصیص کرنے کے بعد مبتدا بنایا جا سکتا ہے۔

پہلی جگہ: نکرہ کی جب صفت لائی جائے تو اس میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

مثال: وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ (مؤمن غلام بہتر ہے مشرک سے) اس مثال میں عَبْدٌ نکرہ ہے اس کا اطلاق ہر غلام پر ہوتا ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ اب جب عَبْدٌ نکرہ کی صفت مُؤْمِنٌ لائی گئی تو نکرہ میں تخصیص پیدا ہوئی یعنی ہر غلام نہیں بلکہ مؤمن غلام مراد ہے پس اس تخصیص کی وجہ سے نکرہ کا مبتدا بنانا جائز ہے۔

دوسری جگہ: یہ ہے کہ جب نکرہ ایسے ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو، جو ام متصلہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ہمزہ استفہام أَمْ متصلہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو أَحَدُ الْأَمْرَيْنِ (دو باتوں میں سے ایک) تعیین کے لیے آتا ہے۔

مثال: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ؟ (گھر میں مرد ہے یا عورت) اس مثال میں تخصیص متکلم کے علم کی وجہ سے آئی

ہے، کیونکہ متکلم کے ذہن میں پہلے سے یہ بات متعین تھی کہ گھر میں مرد یا عورت میں سے کوئی نہ کوئی ہے، البتہ اس بات کی تعیین چاہتا ہے کہ مرد اور عورت میں سے کون ہے۔

تیسری جگہ: یہ ہے کہ جب نکرہ تحت النفی واقع ہو تو اس میں عموم آجاتا ہے، اس عموم کی وجہ سے وہ نکرہ تمام افراد کو شامل ہو جاتا ہے اور جملہ افراد میں تعدد نہیں ہوتا ہے بلکہ جملہ افراد بمنزلہ فرد واحد کے ہوتے ہیں۔ پس نکرہ نفی کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے کلام میں عموم پیدا ہوا اور عموم کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی۔

مثال: وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ (اور کوئی ایک بھی تجھ سے بہتر نہیں ہے) اس مثال میں أَحَدٌ نکرہ ہے جس میں مَا حرف نفی کے واقع ہونے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوگئی لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

چوتھی جگہ: یہ ہے کہ نکرہ کی صفت جب مقدرہ ہو تو اس صفت کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

مثال: شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ (شر نے بھونکوایا کتے کو) اس مثال میں شَرٌّ نکرہ ہے اس سے مراد ہر شر ہے، خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو، لیکن اس کے اوپر جو تنوین ہے وہ تعظیم والی ہے، پس تنوین تعظیم سے معلوم ہوا کہ وہ شر بڑا ہے نہ کہ چھوٹا۔ اس کی تقدیری عبارت یہ ہوگی شَرٌّ عَظِيمٌ لَا حَقِيرٌ أَهَرَّ ذَانَابٍ (بڑے شر نے کتے کو بھونکوایا ہے نہ کہ چھوٹے شر نے) پس اس تخصیص کی وجہ سے اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

پانچویں جگہ: یہ ہے کہ مبتدا پر مقدم کرنے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو جاتی ہے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اَلتَّقْدِيمُ مَا حَقُّهُ التَّاخِيرُ يُفِيدُ الْحَصْرَ وَالتَّخْصِيصَ (جس کا حق بعد کا ہے اسے مقدم کرنے کی وجہ سے حصر اور تخصیص پیدا ہو جاتی ہے)

مثال: فِي الدَّارِ رَجُلٌ (گھر میں آدمی ہے) اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ہے لیکن فِي الدَّارِ جو کہ خبر ہے اور ظرف ہے اس کے مقدم کرنے کی وجہ سے کلام میں تخصیص پیدا ہوگئی یعنی گھر میں مرد ہی ہے لہٰذا رَجُلٌ جو کہ نکرہ تھا اسے مبتدا بنانا درست ہوگا۔

چھٹی جگہ: یہ ہے کہ نکرہ کی متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے کلام میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔

مثال: سَلَامٌ عَلَيْكَ (سلام ہو تیرے اوپر) اس مثال میں لفظ سَلَامٌ نکرہ ہے جو عام ہے سب سلاموں کا شامل ہے، لیکن یہ جملہ اسمیہ ہے جو کہ جملہ فعلیہ سے معدول ہو کر آیا ہے اور جملہ فعلیہ کی عبارت یوں ہے سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ اور جملہ فعلیہ میں سلام کی نسبت متکلم کی طرف ہے لہٰذا جملہ اسمیہ جو کہ جملہ فعلیہ سے معدول ہو کر آیا ہے سلام علیک اس میں بھی سلام کی نسبت متکلم کی طرف ہوگی اب ہر سلام مراد نہ ہوگا بلکہ وہ سلام مراد ہوگا جو متکلم کی طرف سے ہے۔ پس اس تخصیص کی وجہ سے سلام نکرہ کو مبتدا بنانا جائز ہے۔

وَإِنْ كَانَ أَحَدُ الْاِسْمَيْنِ مَعْرِفَةً وَالْآخَرُ نَكِرَةً فَاجْعَلِ الْمَعْرِفَةَ مُبْتَدَأً وَالنَّكِرَةَ خَبَرًا كَمَا مَرَّ وَإِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ
اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو پس معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر بنانا لازما ہوگا جیسا کہ پہلے گزرا اور اگر دونوں معرفہ ہوں
فَاجْعَلْ أَيَّهُمَا شِئْتَ مُبْتَدَأً وَالْآخَرَ خَبَرًا نَحْوُ اللّٰهُ إِلٰهُنَا وَآدَمُ أَبُوْنَا وَمُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيُّنَا
پس تو ان میں سے جسے چاہے مبتدا بنائیں اور جسے چاہے خبر بنائیں جیسے اللّٰهُ إِلٰهُنَا وَآدَمُ أَبُوْنَا وَمُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيُّنَا

چوتھی بات　مبتدا اور خبر کے لیے معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے قاعدہ

پہلا قاعدہ: دو اسموں میں سے ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتدا بنایا جائے گا اور جو نکرہ ہے اسے خبر بنایا جائے گا کیونکہ مبتدا میں اصل معرفہ ہونا ہے اور خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے۔

مثال: زَيْدٌ قَائِمٌ اس مثال میں زَيْدٌ معرفہ ہے جسے مبتدا بنایا گیا ہے اور قَائِمٌ نکرہ ہے جسے خبر بنایا گیا ہے۔

دوسرا قاعدہ: اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو ان دونوں میں سے جسے چاہیں مبتدا بنالیں، البتہ جسے مبتدا بنانا ہو اسے مقدم کیا جائے۔

مثالیں: اللّٰهُ إِلٰهُنَا وَآدَمُ أَبُوْنَا وَمُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيُّنَا ان تینوں مثالوں میں پہلا اسم یعنی اللّٰهُ، آدَمُ، مُحَمَّدٌ ﷺ علم ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں اور دوسرا اسم یعنی إِلٰهُنَا، أَبُوْنَا، نَبِيُّنَا یہ تینوں اسماء ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں۔ پس اللّٰهُ إِلٰهُنَا اور إِلٰهُنَا اللّٰهُ، آدَمُ أَبُوْنَا اور أَبُوْنَا آدَمُ، مُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيُّنَا اور نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ پڑھنا جائز ہے۔

وَقَدْ يَكُوْنُ الْخَبَرُ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ قَامَ أَبُوْهُ أَوْ شَرْطِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ إِنْ جَاءَنِيْ
اور کبھی کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ اور فعلیہ جیسے زَيْدٌ قَامَ أَبُوْهُ اور کبھی شرطیہ ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ إِنْ جَاءَنِيْ
فَأَكْرِمْتُهُ أَوْ ظَرْفِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ خَلْفَكَ وَعَمْرٌو فِي الدَّارِ
فَأَكْرِمْتُهُ اور کبھی ظرفیہ ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ خَلْفَكَ اور عَمْرٌو فِي الدَّارِ

پانچویں بات　خبر کا جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ اور ظرفیہ ہونے کا ذکر

خبر جب جملہ اسمیہ ہو: جیسے زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ اس مثال میں أَبُوْهُ قَائِمٌ جملہ اسمیہ خبر واقع ہو رہی ہے، اس طور پر کہ أَبُوْهُ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا اور قَائِمٌ خبر ہے مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر زَيْدٌ مبتدا کی خبر واقع ہوگی۔

خبر جب جملہ فعلیہ ہو: جیسے زَيْدٌ قَامَ أَبُوْهُ اس مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور قَامَ فعل ہے أَبُوْهُ مضاف مضاف الیہ سے ملکر قَامَ فعل کے لے فاعل بنے گا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا ہوا زَيْدٌ مبتدا کے لیے۔

خبر جب جملہ شرطیہ ہو: جیسے زَيْدٌ إِنْ جَاءَنِيْ فَأَكْرِمْتُهُ اس مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے إِنْ جَاءَنِيْ شرط اور فَأَكْرِمْتُهُ جزا ہے۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ہوگی زَيْدٌ مبتدا کے لیے۔

خبر جب جملہ ظرفیہ ہو: جیسے زَيْدٌ خَلْفَكَ اور عَمْرٌو فِي الدَّارِ پہلی مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور خَلْفَكَ

مضاف مضاف الیہ سے ملکر ظرف سے متعلق ہوا استقر فعل سے استقر فعل اپنے فاعل سے اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوگی زَیْد مبتدا کی۔

وَالظَّرْفُ مُتَعَلِّقٌ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الْأَكْثَرِ وَهِيَ اِسْتَقَرَّ تَقُوْلُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ تَقْدِيْرُهُ زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ
اور ظرف جملہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اکثر کے نزدیک اور وہ جملہ اِسْتَقَرَّ ہے۔ مثلاً آپ کہیں گے زَيْدٌ فِي الدَّارِ اس کی صورت یہ ہے زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ

خبر جب ظرف ہو تو اس کا متعلق جملہ فعلیہ ہوگا

وضاحت: ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف لغو (۲) ظرف مستقر

ظرف لغو: ظرف کا متعلق اگر لفظوں میں موجود ہو تو اسے ظرف لغو کہتے ہیں۔

ظرف مستقر: ظرف کا متعلق اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو اسے ظرف مستقر کہتے ہیں۔

ظرف مستقر کے متعلق کے بارے میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف ہے، چنانچہ بصری حضرات اس کا متعلق فعل کو قرار دیتے ہیں جب کہ کوفی حضرات اسم کو قرار دیتے ہیں۔

بصریوں کی دلیل: یہ ہے کہ ظرف میں عامل متعلق ہوتا ہے اور فعل عمل کرنے میں اصل ہوتا ہے، اس لیے اس کا متعلق فعل ہوگا۔

کوفیوں کی دلیل: یہ ہے کہ خبر میں اصل مفرد ہونا ہے اور اسموں میں اصل مفرد ہونا، لہٰذا اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چونکہ بصریوں کا مذہب پسندیدہ تھا اس لیے اس کو عند الاکثر کہہ کر ذکر کر کیا ہے۔ بصریوں کے نزدیک اگر کسی فعل خاص کے مقدم کرنے پر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو افعال عامہ میں سے کوئی فعل مقدر مانیں گے۔

افعال عامہ چار ہیں: (۱) کون (۲) ثبوت (۳) وجود (۴) حصول

وَلَا بُدَّ مِنْ ضَمِيْرٍ فِي الْجُمْلَةِ يَعُوْدُ إِلَى الْمُبْتَدَإِ كَالْهَاءِ فِيْ مَا مَرَّ
اور جملہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے، جیسے مذکورہ مثال میں ھاء ہے۔

چھٹی بات — خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک عائد (ضمیر کا ہونا) ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے

خبر جملہ ہو تو عائد کی چھ صورتیں

خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک عائد ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ اس عائد کی چھ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: عائد جب ضمیر ہو۔ جیسے زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ اس مثال میں ہ ضمیر مبتدا کی طرف راجع ہے۔

دوسری صورت: عائد جب الف لام ہو۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اس مثال میں نِعْمَ فعل، اَلرَّجُلُ فاعل ہے، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہے زَیْدٌ مبتدا مؤخر کے لیے۔ اس میں مبتدا کے ساتھ خبر مقدم کو ربط دینے والا اَلرَّجُلُ کا الف لام ہے۔

تیسری صورت: عائد جب اسم ظاہر کا اسم ضمیر کی جگہ ہونا ہو۔ جیسے اَلْحَاقَّۃُ مَا الْحَاقَّۃُ یہاں اَلْحَاقَّۃُ اسم ظاہر ضمیر کی جگہ آ گیا ہے اصل عبارت یوں تھی اَلْحَاقَّۃُ مَا ھِیَ

چوتھی صورت: عائد جب خبر مفسّر ہو۔ جیسے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یہاں یہ جملہ اسمیہ خبر یہ مبتدا اول کی تفسیر کر رہا ہے کہ ھُوَ سے مراد اللہ ہے تو بس اس کا تفسیر ہونا ہی عائد و ربط ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ربط دینے کی ضرورت نہیں۔

پانچویں صورت: عائد جب اسم اشارہ ہو۔ جیسے وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ اس میں ذٰلک اسم اشارہ عائد ہے۔

چھٹی صورت: عائد جب خبر مبتدا کے عین ہونا ہو۔ جیسے وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُہٗ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ قَوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

یہ سب صورتیں عائد کی ہیں۔ مگر چونکہ زیادہ تر ربط میں ضمیر ہی کا استعمال ہوتا ہے اور ضمیر عمدہ بھی ہے اس لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ضمیر کو ذکر کیا اور باقی روابط کا ذکر نہیں کیا۔

وَیَجُوْزُ حَذْفُہٗ عِنْدَ وُجُوْدِ قَرِیْنَۃٍ نَحْوُ اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ وَالْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا
اور جائز ہے ضمیر کا حذف کرنا قرینہ موجود ہونے کی صورت میں جیسے اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ اور اَلْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا

قرینہ موجود ہو تو ضمیر کا حذف کرنا جائز ہے

وضاحت: پہلے یہ بات گزری تھی کہ خبر اگر جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ اب یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما رہے ہیں کہ خبر کے مبتدا کے ساتھ ربط پر اگر کوئی قرینہ ہو تو ضمیر کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔ اس پر دو مثالیں دی ہیں۔

پہلی مثال: اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ (دو سیر گھی ایک درہم کے بدلے میں ہے) اس میں اصل عبارت یوں تھی: اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ مِنْہُ بِدِرْھَمٍ (دو سیر گھی اسی گھی کے ایک درہم ہے) یہاں مِنْہُ کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ قرینہ موجود تھا۔ وہ اس طرح کہ جب بیچنے والا کسی چیز کا نام لیکر آگے نرخ بیان کرتا ہے تو یقیناً نرخ بھی اسی کا بتلا رہا ہوتا ہے، جس کا اس نے ذکر کیا ہے، نہ کہ کسی اور چیز کا۔

دوسری مثال: اَلْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا (گندم کا ایک کر ساٹھ درہم کے عوض ہے) اس میں اصل عبارت یوں تھی: اَلْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ مِنْہُ دِرْھَمًا اس مثال میں بھی قرینہ کی وجہ سے مِنْہُ کی ضمیر کو حذف کر دیا اس طرح سے کہ بیچنے والا پہلے اَلْبُرُّ الْکُرُّ کو ذکر کر کے پھر سِتِّیْنَ کا ذکر کر رہا ہے۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ ساٹھ درہم اسی گندم کے ہیں جس کا ابھی ذکر کیا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا، لہذا ضمیر منہ کو حذف کر دیا۔

کبھی خبر کو مبتدا پر مقدم کیا جاتا ہے

وَ قَدْ يَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَى الْمُبْتَدَإِ إِنْ كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ
اور کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہوتی ہے جیسے فِي الدَّارِ زَيْدٌ

وضاحت: مبتدا اور خبر میں اصل تو یہ ہے کہ مبتدا مقدم اور خبر مؤخر ہوتی ہے، لیکن کبھی خبر کو مبتدا پر مقدم کیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں جائز ہوتا ہے۔ چنانچہ مبتدا اگر نکرہ ہو تو خبر مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ

ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا جائز ہے

وَ يَجُوزُ لِلْمُبْتَدَإِ الْوَاحِدِ أَخْبَارٌ كَثِيرَةٌ نَحْوُ زَيْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ
اور جائز ہے ایک مبتدا کے لیے بہت ساری خبریں لانا جیسے زَيْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ

وضاحت: ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا بھی جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مبتدا ذات ہے اور خبر صفت و حال، پس ایک ذات کی کئی صفات و احوال ہو سکتے ہیں۔ جیسے زَيْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ان صفات میں آپس میں تضاد نہ ہو۔ پس یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ زَيْدٌ عَالِمٌ جَاهِلٌ کیونکہ عالم اور جاہل میں تضاد ہے۔

دو فائدے: ۱) ایک خبر سے زائد کا ہونا بعض اوقات واجب اور بعض اوقات جائز ہوتا ہے جہاں دوسری خبر کے بغیر معنیٰ پورا نہ ہوتا ہو وہاں دوسری خبر کا لانا واجب ہوتا ہے جیسے اَلْخَلُّ حُلْوٌ حَامِضٌ (سرکہ کھٹا میٹھا ہے)

۲) مبتدا متعدد ہوں اور خبر واحد ہو یہ بھی جائز ہے۔ جیسے زَيْدٌ وَ عَمْرٌو رَجُلَانِ

ساتویں بات   مبتدا کی قسم ثانی

وَ اعْلَمْ أَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَإِ لَيْسَ بِمُسْنَدٍ إِلَيْهِ وَ هُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ
اور جان لو کہ نحویوں کے ہاں مبتدا کی ایک اور قسم بھی ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی ہے اور وہ صفت اور نعت ہوتا ہے جو حرف نفی کے بعد ہوتا ہے
نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ أَوْ بَعْدَ حَرْفِ الاسْتِفْهَامِ نَحْوُ أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ وَ شَرْطُهُ أَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا بَعْدَهُ
جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ یا حرف استفہام کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ اس شرط کے ساتھ کہ وہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے
نَحْوُ مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ وَ أَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ؟ بِخِلَافِ مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ؟
جیسے مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ اور أَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ؟ بخلاف مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ؟ کے

مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں فرق

مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں دو طرح کا فرق ہے۔

پہلا فرق: یہ ہے کہ مبتدا کی قسم اول مسند الیہ ہوتی ہے اور مبتدا کی قسم ثانی مسند ہوتی ہے۔

دوسرا فرق: یہ ہے کہ مبتدا کے لیے خبر کا ہونا ضروری ہے، لیکن مبتدا کی قسم ثانی کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کا جو فاعل ہوگا وہ قائم مقام خبر کے ہوگا۔

مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف: وہ صیغہ جو حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔

مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف میں دو شرطیں ہیں

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ صیغہ صفت حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ صیغہ اسم ظاہر کو رفع دے۔

پہلی شرط لگانے کی وجہ: یہ ہے کہ صیغہ صفت یا قائم مقام صفت بغیر سہارے کے عمل نہیں کر سکتا، پس یہ صیغہ حرف استفہام یا حرف نفی پر ٹیک لگا کر عمل کرے گا، اس لیے یہ شرط لگادی۔

دوسری شرط لگانے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر وہ صیغہ اسم ظاہر کو رفع نہ دے، بلکہ ضمیر مستتر کو رفع دے تو یہ مبتدا نہیں بن سکتا، کیونکہ پھر یہ جملہ بن جائے گا اور جملہ مبتدا نہیں بن سکتا۔ اسم ظاہر سے مراد وہ ہے جو ضمیر مستتر کے مقابلے میں واقع ہو۔

مبتدا کی قسم ثانی کی شرائط کے مطابق مثالیں

صیغہ صفت بھی مفرد اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو۔ جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ یہ صیغہ صفت حرف نفی کے بعد واقع ہونے کی مثال ہے۔ أَقَائِمٌ زَیْدٌ؟ صیغہ صفت حرف استفہام کے بعد واقع ہونے کی مثال ہے۔ ان دونوں مثالوں میں صیغہ صفت جو کہ قَائِمٌ مفرد ہے اور مبتدا ہے اور زَیْدٌ اسم ظاہر ہے اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے اور صیغہ صفت جو کہ قَائِمٌ ہے وہ اسم ظاہر جو کہ زَیْدٌ ہے اسے رفع دے رہا ہے لہٰذا دونوں شرطیں پائے جانے کی وجہ سے مَا قَائِمٌ اور أَقَائِمٌ کا مبتدا بنانا درست ہوگا۔

احترازی مثالیں: مذکورہ دونوں شرطیں جہاں نہ پائی جائیں وہاں صیغہ صفت مبتدا نہیں بنے گا۔

صیغہ صفت مفرد اور اسم ظاہر مفرد، تثنیہ، جمع کی تین صورتیں

پہلی صورت: صیغہ صفت مفرد ہو اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو۔ جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ اور أَقَائِمٌ زَیْدٌ؟

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں، صیغہ صفت کو مبتدا بنایا جائے اور اگر صیغہ صفت میں واقع ہونے والی ضمیر مستتر کا لحاظ کیا جائے تو خبر بنایا جائے گا۔

دوسری صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد اسم ظاہر کے مطابق نہ ہو۔ جیسے مَا قَائِمٌ الزَّیْدَانِ اور مَا قَائِمٌ الزَّیْدُوْنَ

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ صیغہ صفت کا مبتدا کا قسم ثانی ہونا واجب ہے۔

تیسری صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد والے اسم ظاہر کے مطابق ہو تثنیہ اور جمع ہونے میں۔

جیسے مَا قَائِمَانِ الزَّیْدَانِ اور مَا قَائِمُوْنَ الزَّیْدُوْنَ

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ صیغہ صفت کا خبر ہونا واجب ہے اور مابعد والا اسم مبتدا ہوگا۔

اس صورت میں صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا، اس لیے کہ اگر اسم ظاہر کو رفع دیتا تو صیغہ صفت واحد لایا جاتا۔

مرفوعات کی پانچویں قسم خبرُ إنَّ وَأَخَواتِهَا (حروف مشبّہ بالفعل)

فَصْلٌ : خَبَرُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا وَهِيَ أَنَّ وَ كَأَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيتَ ولَعَلَّ فَهٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ
خبر إِنَّ اور اس کے اخوات اور وہ أَنَّ وَكَأَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيتَ ولَعَلَّ ہیں یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں
تَنْصِبُ الْمُبْتَدَأَ وَيُسَمّٰى اِسْمَ إِنَّ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ وَيُسَمّٰى خَبَرَ إِنَّ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا نَحْوُ
پس مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام اسم إِنَّ رکھا گیا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے خبر إِنَّ پس إِنَّ کی خبر وہ اسم ہے جو مسند ہو إِنَّ کے داخل ہونے کے بعد جیسے
اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَحُكْمُهُ فِي كَوْنِهِ مُفْرَدًا أَوْ جُمْلَةً أَوْ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ وَلَا يَجُوزُ تَقْدِيمُ
إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اور إِنَّ کی خبر اس کا مفرد اور جملہ اور معرفہ اور نکرہ ہونے میں مبتدا کی خبر کے حکم کے مانند ہے اور إِنَّ کے اخبار کو إِنَّ کے اسم پر
اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ إِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا لِمَحَالِ التَّوَسُّعِ فِي الظُّرُوْفِ
مقدم کرنا جائز نہیں ہے مگر وہ اخبار جو ظرف ہوں جیسے إِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا اس لیے کہ ظروف میں گنجائش ہوتی ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی پانچویں قسم ان اور اس کے اخوات (حروف مشبہ بالفعل) کو بیان فرما رہے ہیں۔ یہاں چار باتیں ہیں:

پہلی بات : حروف مشبہ بالفعل کا عمل

دوسری بات: خبر إِنَّ کی تعریف اور مثال

تیسری بات: خبر إِنَّ کا حکم

چوتھی بات : إِنَّ کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت

فائدہ حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ: ان حروف کی مشابہت فعل کے ساتھ لفظاً بھی ہے اور معنیً بھی ہے تو اس وجہ سے ان کو حروف مشبہ بالفعل کہتے ہیں۔

لفظاً مشابہت: ان حروف کی فعل کے ساتھ لفظاً مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں اس طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں ان حروف میں سے إِنَّ، أَنَّ، لَيتَ ثلاثی اور كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَعَلَّ رباعی ہیں۔

معناً مشابہت: ان حروف کی فعل ساتھ مناسبت معنوی بھی ہے وہ اس طرح ہے کہ:

اِنَّ،اَنَّ حَقَّقْتُ کے معنی میں ہے اور کَاَنَّ شَبَّهْتُ کے معنی میں ہے لٰكِنَّ اِسْتَدْرَكْتُ کے معنی میں ہے

لَيْتَ تَمَنَّيْتُ کے معنی میں ہے اور لَعَلَّ تَرَجَّيْتُ کے معنی میں ہے۔

پہلی بات حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کو ان کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں اس کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

مثال: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس میں قَائِمٌ اِنَّ کی خبر ہے اور زَيْدًا اس کا اسم ہے۔

دوسری بات خبر اِنَّ کی تعریف اور مثال

اِنَّ کی خبر وہ ہے جو مسند ہو اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد۔

مثال: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اِنَّ کے داخل ہونے سے پہلے زَيْدٌ قَائِمٌ تھا، یعنی زَيْدٌ مبتدا قَائِمٌ خبر اور یہ دونوں مرفوع تھے پس اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد زَيْدًا منصوب ہوا اور قَائِمٌ مرفوع ہوا اب قَائِمٌ اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے اِنَّ کے داخل ہونے سے پہلے مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع تھا اب اِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

تیسری بات خبر اِنَّ کا حکم

یہ ہے کہ اس کی خبر مفرد و جملہ ہونے میں، پھر جملہ ہونے کی صورت میں اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ، ظرفیہ ہونے میں، اسی طرح معرفہ و نکرہ ہونے میں، اسی طرح مثبت یا منفی ہونے میں مبتدا کی خبر کی طرح ہے، اسی طرح قرینہ کی وجہ سے عائد کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے۔

مبتدا کی خبر اور اِنَّ کی خبر میں فرق

وَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا ... الخ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مبتدا کی خبر اور اِنَّ کی خبر میں فرق بیان فرما رہے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مبتدا کی خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے، لیکن اِنَّ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

عدم جواز کی وجہ: اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف مشبہ بالفعل عمل میں ضعیف ہیں اور عامل ضعیف اسی وقت عمل کر سکتا ہے جب اس کے معمول میں ترتیب ہو۔ جب ترتیب بدل جائے یعنی خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو اس وقت اپنے ضعف کی وجہ سے یہ عمل نہیں کریں گے۔ لہٰذا اِنَّ قَائِمٌ زَيْدًا کہنا درست نہیں ہے۔

چوتھی بات اِنَّ کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت

اِلَّا اِذَا كَانَ ظَرْفًا ... الخ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے وہ صورت ذکر فرما رہے ہیں کہ جہاں اِنَّ کی خبر کو اس کے اسم

پر مقدم کرنا جائز ہے، چنانچہ جب اِنَّ کی خبر اگر ظرف ہوتو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

جواز کی وجہ: یہ ہے کہ ظرف میں ایسی وسعت ہے جو غیر ظرف میں نہیں، کیونکہ ظرف کلام میں کثرت سے واقع ہوتا ہے تو نحویوں کے ہاں ظرف بمنزلہ محرم کے ہے۔ محرم وہاں ہوتا ہے جہاں غیر محرم داخل نہیں ہو سکتے۔

پھر اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف ہو تو خبر کا اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

مثال: اِنَّ فِي الدَّارِ زَيداً اور اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ ان مثالوں میں اِنَّ کی خبر ظرف ہے لہٰذا اِنَّ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کیا گیا جو کہ جائز ہے۔

اور اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم نکرہ ہو تو اس وقت اِنَّ کی خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہے۔

مثال: اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا اس میں اِنَّ کا اسم نکرہ ہے لہٰذا اس کی خبر کو مقدم کرنا واجب ہوگا۔

مرفوعات کی چھٹی قسم کَانَ اور اس کے اخوات کا اسم

فَصْلٌ: اِسْمُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا وَهِيَ صَارَ وَأَصْبَحَ وَأَمْسٰى وَأَضْحٰى وَظَلَّ وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ وَغَدَا
كَانَ اور اس کے اخوات کا اسم اور وہ یہ ہیں صَارَ وَأَصْبَحَ وَأَمْسٰى وَأَضْحٰى وَظَلَّ، وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ وَغَدَا
وَمَا زَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَّ وَمَا دَامَ وَلَيْسَ فَهٰذِهِ الْأَفْعَالُ تَدْخُلُ اَيْضًا عَلَى الْمُبْتَدَاِ وَالْخَبَرِ فَتَرْفَعُ
وَمَا زَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَّ ,وَمَا دَامَ وَلَيْسَ پس یہ افعال بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس مبتدا کو رفع دیتے ہیں
الْمُبْتَدَاَ وَيُسَمّٰى اِسْمَ كَانَ وَتَنْصِبُ الْخَبَرَ وَيُسَمّٰى خَبَرَ كَانَ فَاِسْمُ كَانَ هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ
اور اس کو نام دیا جاتا ہے كَانَ کا اسم اور خبر کو نصب دیتے ہیں اس کا نام دیا جاتا ہے كَانَ کی خبر پس اسم كَانَ وہ ہے جو مسند الیہ ہو ان افعال ناقصہ کے داخل ہونے کے بعد جیسے
كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا وَيَجُوْزُ فِي الْكُلِّ تَقْدِيمُ أَخْبَارِهَا عَلٰى أَسْمَائِهَا نَحْوُ كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ وَعَلٰى نَفْسِ الْأَفْعَالِ اَيْضًا
كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا جائز ہے سب میں ان کی خبروں کو مقدم کرنا ان کے اسموں پر جیسے كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ اور خود ان افعال پر بھی اخبار کو مقدم کرنا جائز ہے
فِي التِّسْعَةِ الْأُوَلِ نَحْوُ قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ فِيْمَا أَوَّلُهُ مَا فَلَا يُقَالُ
پہلے نو افعال میں جیسے قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ اور جن افعال کے شروع میں مَا ہے ان کی اخبار کو ان پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے پس یہ نہیں کہا جائے گا
قَائِمًا مَا زَالَ زَيْدٌ وَفِي لَيْسَ خِلَافٌ وَبَاقِي الْكَلَامِ فِي هٰذِهِ الْأَفْعَالِ يَجِيْءُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
قَائِمًا مَا زَالَ زَيْدٌ اور لَيْسَ میں اختلاف ہے اور ان افعال کے بارے میں باقی باتیں ان شاء اللہ قسم ثانی میں آئیں گی۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مرفوعات کی چھٹی قسم كَانَ اور اس کے اخوات (یعنی افعال ناقصہ) کے اسم کو بیان فرمارہے ہیں۔ اس میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعداد

دوسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

تیسری بات: افعال ناقصہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

چوتھی بات : افعال ناقصہ کی خبر کو خود افعال ناقصہ پر مقدم کرنے کی صورت میں جواز اور عدم جواز کی چند صورتیں

پہلی بات افعال ناقصہ کی تعداد

افعال ناقصہ کی تعداد سترہ ہے اور وہ یہ ہیں: كَانَ، صَارَ، أَصْبَحَ، أَمْسٰى، أَضْحٰى، ظَلَّ، بَاتَ، رَاحَ، آضَ، عَادَ، غَدَا، مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَافَتِئَ، مَاانْفَكَّ، مَادَامَ، لَيْسَ

دوسری بات افعال ناقصہ کا عمل

یہ ہے کہ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مبتدا کا ان افعال کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔

كَانَ کے اسم کی تعریف: كَانَ کا اسم وہ ہے جو مسندالیہ ہو ان افعال کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا

تیسری بات افعال ناقصہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے

تمام نحویوں کے نزدیک افعال ناقصہ کی خبروں کا ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ

چوتھی بات افعال ناقصہ کی خبر کو خود افعال ناقصہ پر مقدم کرنے کی صورت میں جواز اور عدم جواز کی چند صورتیں

پہلی صورت: افعال ناقصہ کی خبر کو صرف اُن افعالِ ناقصہ پر مقدم کرنا جائز ہے جن کے شروع میں مانہیں آتا ہے۔ وہ گیارہ افعال ہیں اور وہ یہ ہیں: كَانَ، صَارَ، أَصْبَحَ، أَمْسٰى، أَضْحٰى، ظَلَّ، بَاتَ، رَاحَ، آضَ، عَادَ، غَدَا

مثال: قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ

نوٹ: کتاب میں نو کا عدد ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ یہ نو نہیں گیارہ ہیں۔

دوسری صورت: افعال ناقصہ کی خبر کو ان افعال ناقصہ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جن کے شروع میں لفظ مَا آتا ہے وہ پانچ افعال ہیں اور وہ یہ ہیں: مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَافَتِئَ، مَاانْفَكَّ، مَادَامَ

عدم جواز کی وجہ: یہ ہے کہ ما مصدریہ ہو یا نافیہ، یہ صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر خبروں کو افعال پر مقدم کر دیا جائے تو ان کی صدارت فوت ہو جائے گی، لہٰذا قَائِمًا مَازَالَ زَيْدٌ کہنا جائز نہیں ہے۔

تیسری صورت: یہ لَيْسَ سے متعلق ہے۔ لَيْسَ پر اس کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے،

امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کا حکم ان افعال ناقصہ کی مانند ہے جن کے شروع میں ما آتا ہے یعنی لیس کی خبر کو لَیسَ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

اکثر بصری حضرات کہتے ہیں لیس کی خبر کو لَیسَ پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ لَیسَ کا عمل فعلیت کی وجہ سے ہے نہ کہ معنی منفی کی وجہ سے اور فعل کے منصوب معمول کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

مرفوعات کی ساتویں قسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا اسم

فَصْلٌ: اِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَهُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِمًا
مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا اسم اور وہ اسم ہے جو مسند الیہ ہو ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے)
وَلَا رَجُلٌ أَفْضَلَ مِنْکَ وَتَخْتَصُّ لَا بِالنَّكِرَاتِ وَيَعُمُّ مَا بِالْمَعْرِفَةِ وَالنَّكِرَةِ
اور لَا رَجُلٌ أَفْضَلَ مِنْکَ (تجھ سے کوئی بھی افضل نہیں ہے) اور لَا مختص ہے نکرہ کے ساتھ اور مَا نکرہ اور معرفہ دونوں کو عام ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی ساتویں قسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا اسم بیان فرما رہے ہیں۔
اس میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی تعریف

دوسری بات: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا عمل

تیسری بات: مَا اور لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں فرق

فائدہ وجہ تسمیہ: مَا اور لَا کی لَیسَ کے ساتھ مشابہت دو طرح کی ہے؛
پہلی یہ کہ جس طرح لَیسَ نفی کے واسطے آتا ہے، اسی طرح مَا اور لَا بھی نفی کے لیے آتے ہیں اور
دوسری یہ کہ جس طرح لَیسَ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا اسی طرح مَا اور لَا بھی داخل ہوتے ہیں۔

پہلی بات — اسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی تعریف

اسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وہ ہے جو مسند الیہ ہو مَا اور لَا کے داخل ہونے کے بعد۔

دوسری بات — مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کا عمل

عمل یہ ہے کہ مَا اور لَا لَیسَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

مثال: مَا زَيْدٌ قَائِماً اس میں مَا مشبہ بلیس ہے۔ زَيْدٌ اس کا اسم ہے۔ قَائِمًا اس کی خبر ہے۔ لَا رَجُلٌ أَفْضَلَ مِنْکَ اس میں لَا مشبہ بلیس ہے۔ رَجُلٌ اس کا اسم ہے جو کہ مرفوع اور أَفْضَلَ مِنْکَ کی خبر ہے۔

تیسری بات — مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں فرق

مَا اور لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ میں درحقیقت تین طرح کا فرق ہے۔

پہلا فرق: لَا صرف نکرہ کے ساتھ خاص ہے، جب کہ مَا معرفہ اور نکرہ دونوں کے لیے عام ہے۔

دوسرا فرق: مَا نفی حال کے لیے آتا ہے، جب کہ لَا مطلق نفی کے لیے آتا ہے۔

تیسرا فرق: مَا کی خبر میں با کا داخل ہونا جائز ہے اور لَا کی خبر پر باء کا داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

مرفوعات کی آٹھویں قسم لائے نفی جنس کی خبر

فَصْلٌ: خَبَرُ لَا لِنَفْيِ الْجِنْسِ وَهُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا نَحْوُ لَا رَجُلَ قَائِمٌ
لائے نفی جنس کی خبر اور وہ یہ ہے کہ جو مسند ہو اس کے داخل ہونے کے بعد جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مرفوعات کی آٹھویں قسم لائے نفی جنس کی خبر کو بیان فرما رہے ہیں۔

اس میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات لائے نفی جنس کی خبر تعریف

دوسری بات لائے نفی جنس کا عمل اور مثال

تیسری بات ایک اشکال

پہلی بات لائے نفی جنس کی خبر تعریف

لائے نفی جنس کی خبر اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوا کرتی ہے۔ جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ

دوسری بات لائے نفی جنس کا عمل اور مثال

لائے نفی جنس اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ

تیسری بات ایک اشکال

اشکال یہ ہوتا ہے کہ یہ مثال ممثل لہ کے مطابق نہیں۔ ممثل لہ یہ تھا کہ لَا جنس کی نفی کرتا ہے اور آپ نے جو مثال دی ہے اس میں جنس کی نفی نہیں، بلکہ قیام کی نفی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ یہاں نفی کے بعد مضاف محذوف ہے لِنَفْيِ صِفَةِ الْجِنْسِ کہ لَا جنس کی صفت کی نفی کے لیے آتا ہے نہ کہ ذات جنس کی نفی کے لیے۔

تمارین

سوال نمبر۱: مرفوعات کتنے ہیں؟ کون سے ہیں؟ ہر ایک کی مثال بیان کریں؟ نیز مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا؟

سوال نمبر۲: مَرْفُوْعَات مَرْفُوْع کی جمع ہے یا مَرْفُوْعَة تحریر کریں؟ اگر مَرْفُوْعَات مَرْفُوْع کی جمع ہے تو مَرْفُوْع مذکر ہے اور مذکر کی جمع سالم تو واو نون کے ساتھ آتی ہے یہاں الف تاء کے ساتھ کیسے آ گئی؟

سوال نمبر۳: فاعل کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ ذکر کرنے کے بعد مرفوعات میں سے فاعل کو مقدم کیوں کیا؟ تحریر کریں۔

سوال نمبر۴: فعل کا فاعل کے ساتھ کب مفرد لانے کی گنجائش ہے؟ فعل فاعل کے موافق کب ہوگا جب کہ فاعل تثنیہ یا جمع ہو مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۵: فعل کو کب مؤنث اور کب مذکر لایا جائے گا؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر۶: مفعول کو فاعل پر کب مقدم کرنا جائز ہے؟ نیز کیا فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں تو مفعول کا فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے؟ وجہ بھی ذکر کریں۔

سوال نمبر۷: کیا فعل کا حذف کرنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کب جائز ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر۸: مفعول فاعل کے قائم مقام کب ہوتا ہے اور اسے کیا نام دیا جاتا ہے؟ مثال کے ساتھ ذکر کریں۔

سوال نمبر۹: نائب فاعل کے فعل کو مفرد، تثنیہ اور جمع لانے کا کیا حکم ہے؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۰: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۱۱: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی کتنی صورتیں بنتی ہیں؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۲: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں اس حکم کیا ہے؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۳: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں کونسے فعل کو عمل دیا جائے گا؟ نیز اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف بھی ذکر کریں۔ اختلاف کی صورت میں کتنی صورتیں بنتی ہیں؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۴: تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ کی صورت میں عمل دینے کے اعتبار سے مصنف کا پسندیدہ مسلک کونسا ہے؟

سوال نمبر۱۵: مبتدا اور خبر کی تعریف کریں اور دونوں کی مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۶: عوامل لفظیہ سے کیا مراد ہے؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر ۱۷: مبتدا اور خبر میں سے اصل کون ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۱۸: نکرہ کو مبتدا بنانا کب جائز ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۱۹: خبر کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۰: خبر میں کونسی ضمیر ہے جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۱: ضمیر عائد کا حذف کرنا کب جائز ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۲: خبر کا مبتدا پر مقدم کرنا کب جائز ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۳: کیا ایسا مبتدا بھی ہے جو مسند الیہ نہ ہو؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۴: کیا ایک مبتدا کی کئی خبریں ہوتی ہیں یا نہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۵: إِنَّ اور اس کے اخوات کو ذکر کریں اور اس کے اخوات کا کیا عمل ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۶: کیا خبر إِنَّ اور اس کے اخوات کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۷: افعال ناقصہ کتنے ہیں؟ ذکر کریں اور ان کا عمل بھی ذکر کریں، نیز مثالیں بھی ذکر کریں۔

سوال نمبر ۲۸: خبر لَا لِنَفْيِ الْجِنْسِ اور لَا الْمُشَبَّهَه بِلَيْسَ میں کیا فرق ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۹: کیا خبر کَانَ اور اس کے اخوات کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۳۰: وہ کونسے افعال ناقصہ ہیں جن پر ان کی خبر کا مقدم کرنا جائز ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

اَلْمَقْصَدُ الثَّانِي فِي الْمَنْصُوْبَاتِ

اَلْمَقْصَدُ الثَّانِي فِي الْمَنْصُوْبَاتِ: اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَةُ وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ قِسْمًا اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَ الْمَفْعُوْلُ
مقصد ثانی منصوبات کے بارے میں، وہ اسماء جو نصب دیتے ہیں ان کی بارہ اقسام ہیں مفعول مطلق ، مفعول بہ،
بِهٖ وَ الْمَفْعُوْلُ فِيْهِ وَ الْمَفْعُوْلُ لَهٗ وَ الْمَفْعُوْلُ مَعَهٗ وَ الْحَالُ وَ التَّمْيِيْزُ وَ الْمُسْتَثْنٰى وَاِسْمُ اِنَّ وَ اَخَوَاتِهَا وَ خَبَرُ
مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ، حال ، تمیز ، مستثنیٰ اور اِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم ،
كَانَ وَ اَخَوَاتِهَا وَ الْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِيْ لِنَفْيِ الْجِنْسِ وَ خَبَرُ مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ
كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر اور وہ لَا جو کہ نفی جنس کے لیے ہے اس کا منصوب اور مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے منصوبات کو ذکر فرما رہے ہیں۔ منصوبات کی بارہ قسمیں ہیں۔

فائدہ: منصوب وہ اسم ہوتا ہے جو علامت مفعول پر مشتمل ہو اور علامات مفعول چار چیزیں ہیں۔

(۱) فتحہ جیسے رَأَيْتُ زَيْدًا (۲) کسرہ جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ

(۳) الف جیسے رَأَيْتُ اِيَّاكَ (۴) یاء جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ

منصوبات کی بارہ اقسام ہیں

(۱) مفعول مطلق (۲) مفعول بہ (۳) مفعول فیہ (۴) مفعول لہ

(۵) مفعول معہ (۶) حال (۷) تمیز (۸) مستثنیٰ

(۹) اِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم (۱۰) كَانَ اور اس کے اخوات کی خبر

(۱۱) لائے نفی جنس کا اسم (۱۲) مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر

منصوبات کی پہلی قسم مفعول مطلق

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ قَبْلَهٗ وَيُذْكَرُ لِلتَّاْكِيْدِ كَضَرَبْتُ ضَرْبًا
مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو ایسے فعل کے ہم معنی ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے اور مفعول مطلق کو کبھی تاکید کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے
اَوْ لِبَيَانِ النَّوْعِ نَحْوُ جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِيْ وَلِبَيَانِ الْعَدَدِ نَحْوُ جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَيْنِ اَوْ جَلَسَاتٍ
ضَرَبْتُ ضَرْبًا یا نوع بیان کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِيْ یا کبھی بیان عدد کے لیے ذکر کیا جاتا ہے
وَ يَكُوْنُ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الْفِعْلِ الْمَذْكُوْرِ نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوْسًا وَ اَنْبَتَ نَبَاتًا وَ قَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا
جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَيْنِ اَوْ جَلَسَاتٍ اور کبھی مفعول مطلق فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے ہوتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا اور اَنْبَتَ
كَقَوْلِكَ لِلْقَادِمِ خَيْرَ مَقْدَمٍ اَيْ قَدِمْتَ قُدُوْمًا وَ وُجُوْبًا سَمَاعًا نَحْوُ سَقْيًا وَشُكْرًا وَحَمْدًا وَ رَعْيًا

نتائج اور کبھی مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ پائے جانے کی وجہ سے جوازاً حذف کیا جاتا ہے، جیسے تیرا قول اس شخص کے لیے جو سفر سے واپس آنے والا ہو خَیْرَ مَقْدَمٍ یعنی قَدِمْتَ قُدُوماً اور مفعول مطلق کو وجوبی سماعی حذف کیا جاتا ہے
اَیْ سَقَاکَ اللّٰہُ سَقْیاً و شَکَرْتُکَ شُکْراً و حَمِدْتُکَ حَمْداً وَ رَعَاکَ اللّٰہُ رَعْیاً
جیسے سَقْیاً اور شُکْراً اور حَمْداً اور رَعْیاً یعنی سَقَاکَ اللّٰہُ سَقْیاً و شَکَرْتُکَ شُکْراً و حَمِدْتُکَ حَمْداً وَ رَعَاکَ اللّٰہُ رَعْیاً

عبارت سمجھنے سے پہلے ایک فائدہ ملاحظہ فرمالیں۔

فائدہ مفعول مطلق کی وجہ تسمیہ: مفعول مطلق کو مفعول مطلق اس لیے کہتے ہیں کہ دیگر مفاعیل کسی نہ کسی قید کے ساتھ مقید ہیں، جب کہ مفعول مطلق کسی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے، اس لیے اس کو مفعول مطلق کہا جاتا ہے۔ اس کو دیگر مفاعیل پر مقدم کرنے کی وجہ بھی یہ ہی ہے۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی پہلی قسم مفعول مطلق کو بیان فرمارہے ہیں۔
اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : مفعول مطلق کی تعریف

دوسری بات: مفعول مطلق کی تین اقسام

تیسری بات: کبھی مفعول مطلق اپنے فعل کے مغایر اور مختلف ہوتا ہے

چوتھی بات : مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے

پہلی بات مفعول مطلق کی تعریف

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو، جو اس سے پہلے مذکور ہو، خواہ وہ حقیقتاً مذکورہ ہو، جیسے ضَرَبْتُ ضَرْباً خواہ وہ فعل حکماً مذکور ہو، جیسے فَضَرْبَ الرِّقَابِ یہ اصل میں تھا فَاضْرِبُوْا ضَرْبَ الرِّقَابِ اس میں فَاضْرِبُوْا محذوف ہے اور اَلْمَحْذُوْفُ کَالْمَذْکُوْرِ ہوتا ہے یا مصدر سے پہلے فعل نہ ہو بلکہ ایسا اسم ہو جو فعل کے معنی پر مشتمل ہے۔ جیسے زَیْدٌ ضَارِبٌ ضَرْباً اس میں ضَرْباً مفعول مطلق ہے اور ضَارِبٌ اسم فاعل ہے جو مصدر سے پہلے ہے اور فعل کے معنی میں ہے۔

فوائد و قیود: اس میں لفظ مَصْدَرٌ جنس ہے بِمَعْنٰی فِعْلٍ مَذْکُوْرٍ یہ فصل اول ہے اس سے ضَرَبْتُہٗ تَادِیْباً نکل گیا کیونکہ وہ فعل مذکور کے معنی میں نہیں ہے۔ قَبْلَہٗ یہ فصل ثانی ہے اس سے اَلضَّرْبُ وَاقِعٌ عَلٰی زَیْدٍ خارج ہوگیا، کیونکہ اس میں اَلضَّرْبُ اگرچہ مصدر ہے لیکن اس سے پہلے فعل نہیں ہے۔

دوسری بات　　　مفعول مطلق کی اقسام

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں: (۱) مفعول مطلق تاکیدی　(۲) مفعول مطلق نوعی
(۳) مفعول مطلق عددی

مفعول مطلق تاکیدی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کی تاکید کے لیے ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا اس مثال میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے جو کہ ضَرَبْتُ فعل کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔

مفعول مطلق نوعی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کی نوعیت بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہو۔ جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِی (میں بیٹھا ہوں قاری کے بیٹھنے کی طرح) اس مثال میں جِلْسَةَ الْقَارِی مفعول مطلق ہے جو کہ بیان نوع کے ہے وہ اس طرح سے کہ جِلْسَۃ یہ فِعْلَۃٌ کے وزن پر ہوا اور فِعْلَۃٌ کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ اَلْفِعْلَۃُ لِلْهَيْئَةِ یعنی ہر وہ کلمہ جو فِعْلَۃٌ کے وزن پر وہ کسی ھیئت اور نوعیت پر دلالت کرتا ہے جیسے جِلْسَۃٌ کا معنی ہے خاص نوعیت کا بیٹھنا۔

مفعول مطلق عددی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کا عدد بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہو۔ جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً (بیٹھا ہوں میں ایک مرتبہ بیٹھنا) اور عدد کی پہچان کبھی وزن سے ہوگی جیسے اگر فَعْلَۃٌ کے وزن پر آئے تو کسی کام کے ایک مرتبہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فَعْلَۃٌ کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ اَلْفَعْلَۃُ لِلْمَرَّةِ یعنی فَعْلَۃٌ کا وزن کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور عدد کی پہچان کبھی صیغہ تثنیہ وجمع سے ہوگی۔

جیسے جَلَسْتُ جَلْسَتَیْنِ اور جَلَسْتُ جَلَسَاتٍ یعنی میں بیٹھا ہوں دو مرتبہ اور میں بیٹھا ہوں کئی مرتبہ۔

تیسری بات　　　کبھی مفعول مطلق اپنے فعل مذکور سے مغایر اور مختلف ہوتا ہے

یہ مغایرت دو طرح سے ہوتی ہے: (۱) باعتبار مادہ　(۲) باعتبار باب

مغایرت باعتبار مادہ: جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا اس مثال میں مفعول مطلق کے حروف اصلیہ اور ہیں اور فعل کے حروف اصلیہ اور ہیں۔

مغایرت باعتبار باب: جیسے اَنْبَتَ نَبَاتًا اس مثال میں اَنْبَتَ کا باب افعال ہے اور نَبَاتًا کا باب نَصَرَ یَنْصُرُ ہے تو یہاں مغایرت باعتبار باب ہے۔

چوتھی بات　　　مفعول مطلق کے فعل کو بھی کبھی قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے۔

قرینہ دو قسم کا ہوتا ہے: (۱) قرینہ حالیہ　(۲) قرینہ مقالیہ۔

قرینہ حالیہ: جیسے اس شخص کو جو سفر سے واپس آئے آپ کہیں: خَیْرَ مَقْدَمٍ (آپ کا آنا مبارک ہو) یہ اصل میں قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَ مَقْدَمٍ تھا۔ اس مثال میں مخاطب کے سفر سے آنے کی حالت قرینہ بن رہی ہے تو قَدِمْتَ فعل کو

حذف کیا گیا، پھر قُدُوْمًا کو حذف کیا گیا اور اس کی صفت خَیْرَ مَقْدَمٍ کو اس کے قائم مقام کیا گیا۔

قرینہ مقالیہ: جیسے کسی شخص نے پوچھا کَیْفَ ضَرَبْتَ (کس کیفیت سے تو نے مارا) اس کے جواب میں آپ کہیں کہ ضَرْبًا شَدِیْدًا اب یہاں فعل محذوف ہے دراصل عبارت یوں تھی ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِیْدًا فعل حذف ہونے پر پر سائل کا سوال قرینہ ہے، اسے قرینہ مقالیہ کہتے ہیں۔

مفعول مطلق کے فعل کا سماعاً حذف کرنا واجب ہے

جیسے سَقْیًا اور شُکْرًا اور حَمْدًا اور رَعْیًا یہ مصدر عربوں سے ایسی ہی سنے گئے ہیں ان میں کوئی قاعدہ نہیں ہے اب ان کے عل کو حذف کرنا واجب ہوگا ان کی اصل عبارت یہ تھی سَقْیًا اصل میں سَقَاکَ اللّٰہُ سَقْیًا، شُکْرًا اصل میں تھا شَکَرْتُکَ شُکْرًا، حَمْدًا اصل میں تھا حَمِدْتُکَ، رَعْیًا اصل میں تھا رَعَاکَ اللّٰہُ رَعْیًا

منصوبات کی دوسری قسم مفعول بہ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ وَهُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ عَلَیْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ کَضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا وَ قَدْ یَتَقَدَّمُ عَلَی الْفَاعِلِ کَضَرَبَ
مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اور کبھی کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ
عَمْرًا زَیْدٌ وَقَدْ یُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِیَامِ قَرِیْنَةٍ جَوَازًا زَیْدًا فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ اَضْرِبُ؟ وَوُجُوْبًا فِیْ اَرْبَعَةِ
عَمْرًا زَیْدٌ اور کبھی مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کیا جاتا ہے جیسے زَیْدًا کہنا اس آدمی کے جواب میں جو یہ کہے مَنْ اَضْرِبُ؟ (یعنی میں کس کو ماروں اور چار جگہوں میں وجوبًا مفعول کا فعل حذف کیا جاتا ہے)
مَوَاضِعَ اَلْاَوَّلُ سَمَاعِیٌّ نَحْوُ اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ وَ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَ اَهْلًا وَسَهْلًا وَالْبَوَاقِیْ قِیَاسِیَةٌ اَلثَّانِیْ: اَلتَّحْذِیْرُ
ان میں سے پہلی جگہ سماعی ہے جیسے اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ اور اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اور اَهْلًا وَسَهْلًا اور باقی قیاسی ہیں دوسری جگہ تحذیر ہے
وَهُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِیْرِ اِتَّقِ تَحْذِیْرًا مِمَّا بَعْدَهٗ نَحْوُ اِیَّاکَ وَ الْاَسَدَ اَصْلُهٗ اِتَّقِکَ وَ الْاَسَدَ اَوْ ذُکِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ
اور وہ معمول ہے اِتَّقِ مقدر کرنے کے ساتھ ڈرایا گیا ہو ڈرایا جانا اپنے مابعد سے جیسے اِیَّاکَ وَ الْاَسَدَ اس کی اصل اِتَّقِکَ وَ الْاَسَدَ تھی (یعنی بچا تو اپنے آپ کو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے)
مُکَرَّرًا نَحْوُ اَلطَّرِیْقَ اَلطَّرِیْقَ
یا ذکر کیا جائے اَلطَّرِیْقَ اَلطَّرِیْقَ کو تکرار کے ساتھ جیسے کہنا (یعنی راستہ راستہ)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی دوسری قسم مفعول بہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔
اس فصل میں کل چار باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات : مفعول بہ کی تعریف

دوسری بات: مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کرنے کا ذکر

تیسری بات: چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کرنے کا ذکر

پہلی بات مفعول بہ کی تعریف

مفعول بہ ہر وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمر کو مارا)

فوائد وقیود: هُوَ اسم جنس ہے وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ یہ فصل اول ہے۔ اس سے مفعول فیہ، مفعول لہ اور مفعول معہ خارج ہو گئے اس لیے کہ ان پر فاعل کا فعل واقع نہیں ہوتا ہے۔

کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے

کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل عمل میں قوی ہوتا ہے لہٰذا معمول مقدم ہو یا مؤخر دونوں صورتوں میں فعل عمل کرتا ہے۔

مثال: ضَرَبَ عَمْرًوا زَيْدٌ اس مثال میں عَمْرًوا مفعول بہ ہے جو زَيْدٌ فاعل پر مقدم ہے اور یہ صورت جائز ہے فعل عمل میں قوی ہونے کی وجہ سے مفعول بہ کو مقدم کرنے کی صورت میں بھی عمل کرے گا۔

دوسری بات مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کرنے کا ذکر

جب قرینہ موجود ہو تو مفعول بہ کے فعل ناصب کو جوازاً حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے زَيْدًا کہنا اس آدمی کے سوال کے جواب میں جس نے کہا مَنْ اَضْرِبُ؟ (میں کس کو ماروں) اس عبارت میں پورا جواب تو یہ ہونا چاہیے اِضْرِبْ زَيْدًا یعنی زید کو مار لیکن زید کہنے سے بات سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے کہ مَنْ اَضْرِبُ؟ کے جواب میں ہے۔

تیسری بات چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے

پہلا مقام سماعی: جن چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے، ان میں سے پہلا مقام سماعی ہے۔ سماعی کا مطلب ہے کہ اس فعل کے حذف کرنے پر کوئی قاعدہ نہ ہو، بلکہ اہل عرب سے اسی طرح سنا گیا ہو۔

سماعی کی پہلی مثال: اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ اس کی اصل عبارت یوں تھی اُتْرُكْ اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ (چھوڑ دے تو آدمی اور اس کی ذات کو) اس مثال میں اِمْرَأً مفعول بہ ہے اس کے فعل اُتْرُكْ کو اہل عرب وجوباً حذف کرتے ہیں پس ہم بھی ان کی اتباع میں فعل کو بغیر قاعدہ وقانون کے حذف کر دیتے ہیں۔

سماعی کی دوسری مثال: اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اس کی اصل عبارت یوں تھی اِنْتَهُوْا عَنِ التَّثْلِيْثِ وَاقْصِدُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (اس نصاریٰ تم تین خدا کہنے سے بچو اور اپنے لیے بہتری کا قصد کرو) اس مثال میں خَيْرًا مفعول بہ ہے جس کا فعل ناصب اِقْصِدُوْا محذوف ہے خَيْرًا اِنْتَهُوْا فعل کا مفعول بہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ بچو تم بہتری سے حالانا کہ مقصود تو تثلیث کے عقیدے سے روکنا ہے لہٰذا یہ درست نہیں۔

سماعی کی تیسری مثال: اَهْلًا وَسَهْلًا یہ اصل میں تھا اَتَيْتَ اَهْلًا وَطِئْتَ سَهْلًا (تو اپنے اہل میں آیا ہے اور تو

نے نرم زمین کو روندا ہے) اہل عرب آنے والے مسافر کا استقبال ان کلمات سے کرتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں اور أَتَیتَ اور وَطِیتَ فعلوں کو حذف کرتے ہیں۔ پس ہم نے بھی ان سے سن کر حذف کر دیا بغیر کسی قاعدہ وقانون کے۔

دوسرا مقام قیاسی: جن مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے ان میں سے دوسرا مقام تحذیر ہے۔

تحذیر کے لغوی معنی: کسی چیز سے ڈرانا۔

نحویوں کی اصطلاح میں: تحذیر وہ اسم ہے جو اِتَّقِ فعل مقدر کا معمول ہو جس سے اس کے مابعد کو ڈرایا جائے۔

فائدہ: تحذیر کی بحث سے پہلے تین باتوں کا جاننا ضروری ہے:

(۱) محذِّر: ڈرانے والا (۲) محذَّر: جس کو ڈرایا جائے (۳) محذَّر منہ: جس چیز سے ڈرایا جائے۔

تحذیر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ اسم جو فعل اِتَّقِ یا اس کے مانند جیسے **احذر** یا **باعد** وغیرہ کا معمول ہو اور اس کو مابعد سے ڈرایا گیا ہو۔

مثال: اِیَّاكَ وَ الأَسَدَ اس کی اصل اِتَّقِکَ وَ الأَسَدَ تھا۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ بچاؤ اپنے آپ کو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے۔ پھر تنگی مقام اور قلتِ فرصت کی وجہ سے اتق فعل کو حذف کیا گیا۔

مثال کی وضاحت: اِتَّقِکَ میں ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول متصل ہوئے ہیں، لیکن چونکہ ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول کا اتصال فعل کے ساتھ جب کہ وہ دونوں شیٔ واحد کے لیے ہو تو افعال قلوب کے علاوہ ناجائز ہے، پس **ضَرَبْتَنِیْ** ناجائز ہے، یعنی ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول کا مصداق ایک ہو تو یہ افعال قلوب کے علاوہ ناجائز ہے۔ ایسی صورت میں لفظ نفس کو مفعول بہ کی ضمیر کی طرف اضافت کر کے لایا جاتا ہے۔ جیسے **نَفْسَکَ** اب عبارت یوں ہوگی: اِتَّقِ نَفْسَکَ وَ الأَسَدَ جب تنگی مقام کی وجہ سے اِتَّقِ فعل کو حذف کیا گیا تو نَفْسَکَ وَ الأَسَدَ رہ گیا۔ اب لفظ نَفْسَ لانے کی ضرورت ختم ہوگئی کیونکہ وہ تو ضمیر مرفوع اور ضمیر منصوب کے درمیان فصل لانے کے لیے لایا گیا تھا۔ اب کَ وَ الأَسَدَ رہ گیا کَ ضمیر بغیر فعل کے متصل نہیں رہ سکتی تو کَ ضمیر منصوب متصل کو ضمیر منصوب منفصل سے بدلا گیا تو اِیَّاکَ وَ الأَسَدَ ہوگیا۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ بچا تو اپنے نفس کو شیر سے اور شیر کو اپنے نفس سے۔ اس مثال میں اِیَّاکَ محذَّر ہے وَ الأَسَدَ محذَّر منہ ہے۔

دوسری قسم: یعنی محذر منہ کو مکرر ذکر کیا جائے اور اس کو ڈرایا جائے۔ جیسے اَلطَّرِیقَ اَلطَّرِیقَ یہ اصل میں اِتَّقِ الطَّرِیقَ تھا (بچ تو راستہ سے) اس صورت میں مخاطب محذَّر ہے اور اَلطَّرِیقَ مفعول بہ محذَّر منہ ہے جس کو مکرر ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تنگی مقام کی وجہ سے اِتَّقِ فعل کو حذف کیا گیا اور اَلطَّرِیقَ محذَّر منہ کو مکرر لایا گیا جیسے اَلطَّرِیقَ اَلطَّرِیقَ کہہ دیا۔

> اَلثَّالِثُ مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِیطَةِ التَّفْسِیرِ وَھُوَ کُلُّ اِسْمٍ بَعْدَهٗ فِعْلٌ اَوْ شِبْهُهٗ یَشْتَغِلُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ عَنْ

تیسرا (مقام) مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ (یعنی وہ مفعول جس کے عامل کو پوشیدہ کیا گیا ہو) اس شرط پر کہ اس کی تفسیر کی گئی ہو اور مَا أُضْمِرَ ....الخ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اس حال میں کہ یہ فعل یا شبہ فعل
ذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَمِیْرِہٖ اَوْ مُتَعَلِّقِهٖ بِحَیْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَیْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُهٗ لَنَصَبَهٗ نَحْوُ زَیْدًا ضَرَبْتُهٗ فَاِنَّ زَیْدًا مَنْصُوْبٌ
اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگر اس فعل یا اس کے مناسب کو اس اسم پر مسلط کیا جائے تو اس کو نصب دے جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُهٗ (زید مارا میں نے اس کو) پس بیشک زَیْدًا
بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ وَ مُضْمَرٍ وَهُوَ ضَرَبْتُ وَیُفَسِّرُهُ الْفِعْلُ الْمَذْکُوْرُ بَعْدَهٗ وَهُوَ ضَرَبْتُهٗ وَ لِهٰذَا الْبَابِ فُرُوْعٌ کَثِیْرَةٌ
فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے جو کہ مضمر ہے اور وہ ضَرَبْتُ ہے تفسیر کرتا وہ فعل اس فعل کی جو اس کے بعد مذکور ہو اور وہ ضَرَبْتُهٗ ہے اور اس باب کی جزئیات بہت ساری ہیں۔

تیسرا مقام مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِیْطَةِ التَّفْسِیْرِ

جن چار مقامات میں مفعول بہ کے عامل ناصب یعنی فعل کو حذف کرنا واجب ہے، ان میں سے تیسری جگہ مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِیْطَةِ التَّفْسِیْرِ ہے۔اس میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ کی تعریف

دوسری بات: مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ کی تعریف کے اعتبار سے چار صورتیں اور ان کی وضاحت

مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنے کی وجہ

مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنے کی وجہ سے یہ ہے کہ اگر عامل کو حذف نہ کیا جائے تو اس صورت میں مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔

پہلی بات مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ کی تعریف

مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِیْطَةِ التَّفْسِیْرِ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل ہو یا شبہ فعل ہو اس حال میں کہ یہ فعل اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اس اسم کی ضمیر یا اسکے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگر اس فعل یا اس کے مناسب فعل کو اس اسم پر مسلط کیا جائے تو اسے نصب دے گا جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُهٗ

فوائد وقیود: مذکورہ تعریف میں کُلُّ اِسْمٍ جنس ہے بَعْدَهٗ فِعْلٌ اَوْ شِبْهُهٗ یہ فصل اول ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس کے بعد فعل یا شبہ فعل نہ ہو۔ جیسے زَیْدٌ اَبُوْکَ

یَشْتَغِلُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِکَ الْاِسْمِ یہ فصل ثانی ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس میں فعل یا شبہ فعل عمل کر رہا ہے اعراض نہیں کر رہا ہے۔ جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُ

بِحَیْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَیْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُهٗ لَنَصَبَهٗ یہ فصل ثالث ہے، اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس پر فعل یا شبہ فعل مسلط ہو کر اس کو نصب نہیں دیتا۔ جیسے زَیْدٌ ضُرِبَ زید نائب فاعل ہے جو کہ مرفوع ہوتا ہے۔

دوسری بات **مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ کی تعریف کے اعتبار سے چار صورتیں اور ان کی وضاحت**

پہلی صورت: اس اسم کے بعد فعل واقع ہو وہ فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم پر عمل سے اعراض کر رہا ہو اب اس فعل کو ضمیر سے الگ کر کے بعینہ اس اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب دے گا۔

مثال: زَیْدًا ضَرَبْتُهٗ اس مثال میں ضَرَبْتُ فعل ہ ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے زَیْدًا جو کہ اسم ہے اس سے اعراض کر رہا ہے اب اگر اس ضَرَبْتُ کو زَیْدًا پر مسلط کر دیں وہ اسے نصب دے گا اصل عبارت یوں ہوگی: ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُهٗ اب یہاں زَیْدًا اسم مفعول بہ کو فعل محذوف نے نصب دیا ہے۔ اس مثال میں ضَرَبْتُ فعل محذوف مفسَّر ہے اور ضَرَبْتُهٗ تفسیر ہے اب اگر دونوں فعلوں کو ذکر کیا جاتا تو مفسَّر اور تفسیر کا اجتماع لازم آتا جو کہ ناجائز ہے، لہٰذا فعل اول ضَرَبْتُ کو حذف کرنا واجب ہے۔

دوسری صورت: اس اسم کے بعد شبہ فعل واقع ہو اور وہ شبہ اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کر رہا ہے پس اگر اس شبہ فعل کو ضمیر سے الگ کر کے اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب دے گا۔

مثال: زَیْدًا أَنْتَ ضَارِبُهٗ اس مثال میں ضَارِب شبہ فعل ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہے اب اس شبہ فعل کو ضمیر سے الگ کر کے اس اسم پر مسلط کر دیں تو شبہ فعل زید کو نصب دے گا پس ضَارِب شبہ فعل جو کہ انت ضمیر مبتدا پر سہارا لے کر ہ ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے زید سے اعراض کر رہا ہے اب ضَارِبُهٗ شبہ فعل کو ضمیر سے جدا کر کے زید پر مسلط کر دیں تو شبہ فعل زید کو نصب دے گا۔ پوری عبارت یوں ہوگی: أَنْتَ ضَارِب زَیْدًا أَنْتَ ضَارِبُهٗ اب یہاں پہلے والے شبہ فعل کو حذف کرنا لازم ہے تاکہ مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم نہ آئے۔

فائدہ: تیسری صورت ذکر کرنے سے پہلے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ ایک فعل ہوتا ہے اور ایک مناسب فعل ہوتا ہے پس مناسب فعل کی دو صورتیں ہیں: (۱) مناسب مترادف (۲) مناسب لازم۔

مناسب مترادف: سے مراد وہ فعل ہے جو اس فعل کے ہم معنی ہو جو مثال میں مذکور ہے۔ جیسے مَرَرْتُ اس کا ہم معنی جَاوَزْتُ ہے۔

مناسب لازم: سے مراد وہ فعل ہے جو اس فعل کے ہم معنی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ اور اَهَنْتُ میں تعلق ہے۔

تیسری صورت: فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہو، اب اگر بعینہ اس فعل کو اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ نصب نہیں دے گا، لیکن اگر فعل کے مناسب مترادف فعل کو مسلط کیا جائے تو وہ اس کو نصب دے گا۔

مثال: زَیْدًا مَرَرْتُ بِهٖ اب اس مثال میں مَرَرْتُ فعل کو اگر زَیْدًا پر مسلط کریں تو زَیْدًا کو نصب نہیں دیتا، اس لیے

کہ مَرَرْتُ کو زَیْدًا پر مقدم کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ باء کے ساتھ مسلط کریں، جیسے مَرَرْتُ بِزَیْد اور دوسری صورت باء کے بغیر اس کو مسلط کریں۔ پس ان دونوں صورتوں میں مَرَرْتُ فعل زید کو نصب نہیں دیتا؛ پہلی صورت میں با حرف جر کی وجہ سے وہ مجرور ہوگا، نہ کہ منصوب اور دوسری صورت میں اس لیے نصب نہیں دے گا کہ یہ فعل لازم ہے نہ کہ متعدی۔ پس اگر اس فعل کے مناسب مترادف جَاوَزْتُ فعل کو اسم پر مسلط کریں تو وہ نصب دے گا۔ پوری عبارت یوں ہوگی: جَاوَزْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بِہٖ

چوتھی صورت: اس اسم کے بعد فعل ہو اور وہ فعل اس اسم کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو، پس جب ہم بعینہ اس فعل کو ہم مسلط کریں تو وہ نصب نہیں دیتا، لیکن اس فعل کے مناسب لازم کو مسلط کریں تو وہ نصب دیتا ہے۔

مثال: زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَہٗ اب یہاں ضَرَبْتُ فعل غُلَامَہٗ جو کہ اسم کا متعلق ہے، اس پر عمل کرنے کی وجہ سے زَیْدًا پر عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے۔ اب اس صورت میں اگر بعینہ اس فعل کو زَیْدًا پر مسلط کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ غلام کے ساتھ مسلط کریں۔ دوسری یہ کہ بغیر غلام کے فعل کو مسلط کریں۔ اگر غلام کے ساتھ مسلط کریں تو عبارت یوں ہوگی: ضَرَبْتُ غُلَامَ زَیْدٍ اس صورت میں زید مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا نہ کہ منصوب اور اگر غلام کے بغیر فعل کو مسلط کریں تو عبارت یوں ہوگی ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَہٗ (میں نے زید کو مارا میں نے اس کے غلام کو مارا) پس اس صورت میں معنیٰ مقصودہ غلط ہوجائے گا کیونکہ متکلم نے زید کے غلام کو مارا ہے نہ کہ زید کو، لہٰذا ضَرَبْتُ فعل کو جب اسم پر مسلط کرنا درست نہ ہو تو اس کے مناسب لازم فعل اَھَنْتُ کو مسلط کریں گے تو وہ نصب دے گا۔ اب عبارت یوں ہوگی: اَھَنْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَہٗ (میں نے زید کی توہین کی کہ اس کے غلام کو مارا) ضرب میں بھی چونکہ توہین ہے، اس لیے اَھَنْتُ فعل ضرب کے مناسب لازم ہے، اب یہاں اَھَنْتُ فعل مناسب کو حذف کرنا واجب ہے ورنہ مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔

اَلرَّابِعُ اَلْمُنَادٰی وَھُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یَا عَبْدَاللّٰہِ اَیْ اَدْعُوْ عَبْدَاللّٰہِ
چوتھا (مقام) منادیٰ اور (منادیٰ) وہ اسم ہے جس کو حرف نداء داخل کر کے بلایا گیا ہو لفظاً جیسے یَا عَبْدَاللّٰہِ یعنی اَدْعُوْ عَبْدَاللّٰہِ (میں عبداللہ کو
وَحَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدْعُوْ وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَۃٌ یَا وَ اَیَا وَ ھَیَا وَ اَیْ وَ الْھَمْزَۃُ الْمَفْتُوْحَۃُ
طلب کرتا ہوں) اور حرف نداء اَدْعُوْ کے قائم مقام ہے اور حرف نداء پانچ ہیں یَا وَاَیَا وَھَیَا وَاَیْ وَالْھَمْزَۃُ الْمَفْتُوْحَۃُ
وَقَدْ یُحْذَفُ حَرْفُ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا
کبھی کبھی حرف نداء کو لفظوں سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا (اے یوسف (علیہ السلام) اس سے اعراض کیجیے)

چوتھا مقام منادیٰ

وضاحت: جن چار جگہوں میں مفعول بہ کے عامل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے، ان میں سے چوتھا مقام منادیٰ ہے۔ اس میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : منادیٰ کی تعریف

دوسری بات: حروف ندا

تیسری بات: حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

پہلی بات منادیٰ کی تعریف

منادیٰ وہ اسم ہے جسے حرف ندا کے ذریعہ سے پکارا گیا اس حال میں کہ وہ حرف ندا لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے **یا عَبدَ اللہِ** (یعنی **أَدْعُوْ عَبدَ اللہِ** میں عبداللہ کو بلاتا ہوں) اس میں **عَبدَ اللہِ** مفعول بہ ہے اور اس کا عامل **أَدْعُوْ** ہے جسے حذف کر کے اس کی جگہ **یا** حرف ندا کو قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

دوسری بات حروف ندا

حروف ندا پانچ ہیں: (۱) **یا** (۲) **أَیا** (۳) **هَیا** (۴) **أَیْ** (۵) **اَلْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ**

تیسری بات حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

اور کبھی حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے **یُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا** اصل میں **یَا یُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا** تھا یعنی اے یوسف اعراض کر اس سے۔ اس مثال میں **یا** حرف ندا ہے **یُوْسُفُ** منادیٰ ہے اس مثال میں یا حرف ندا حذف کیا گیا ہے۔

قرینہ: اس میں یہ ہے کہ **یا** حرف ندا کو مقدر نہ مانیں تو **یُوْسُفُ** مبتدا ہوگا **أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا** اس کی خبر ہوگی، حالانکہ **أَعْرِضْ** امر کا صیغہ ہے اور امر انشاء ہوتا ہے اور انشاء کو بغیر تاویل کے خبر بنانا جائز نہیں ہے، لہٰذا **یُوْسُفُ** منادیٰ اور حرف ندا محذوف ہوگا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُنَادٰی عَلٰی أَقْسَامٍ فَاِنْ كَانَ مُفْرَدًامَعْرِفَةً وَيُبْنٰى عَلٰى عَلَامَةِ الرَّفْعِ كَالضَّمَّةِ وَنَحْوِ هَا
اور جان لو کہ بیشک منادیٰ چند قسموں پر ہے پس اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا جیسے ضمہ (یا ضمہ کی طرح دوسری علامت مثلاً الف یا واو وغیرہ)
نَحْوُ يَا زَيْدُ وَ يَا رَجُلُ وَ يَا زَيْدَانِ وَ يَا زَيْدُوْنَ وَ يُخْفَضُ بِلَامِ الْاِسْتِغَاثَةِ نَحْوُ يَا لَزَيْدٍ
جیسے **یَا زَیْدُ** اور **یَا رَجُلُ** اور **یَازَیْدَانِ** اور **یَازَیْدُوْنَ** اور منادیٰ کو جر دیا جاتا ہے لام استغاثہ کی وجہ سے جیسے **یَا لَزَیْدٍ**
وَيُفْتَحُ بِاِلْحَاقِ أَلِفِهَا نَحْوُ يَازَيْدَاهُ وَيُنْصَبُ اِنْ كَانَ مُضَافًا نَحْوُ يَا عَبْدَ اللهِ اَوْ مُشَابِهًا لِلْمُضَافِ نَحْوُ
اور فتحہ دیا جاتا ہے الف استغاثہ کی وجہ سے جیسے **یَازَیْدَاهُ** اور نصب دیا جاتا ہے اگر منادیٰ مضاف ہو جیسے **یَا عَبْدَ اللہِ** یا مشابہ مضاف ہو جیسے

يَا طَالِعاً جَبلًا اَوْنَكِرَةً غَيْرَ مُعَيَّنَةٍ كَقَوْلِ الْأَعْمٰى : يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ وَ إِنْ كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ قِيْلَ
يَا طَالِعاً جَبلاً یا نکرہ غیر معینہ ہو جیسے اندھے کا قول يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ (اے شخص میرا ہاتھ پکڑ لے) اور اگر معرف باللام ہو تو کہا جائے گا
يَا أَيُّهَاالرَّجُلُ وَ يَا أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ وَيَجُوْزُ تَرْخِيْمُ الْمُنَادٰى وَهُوَ حَذْفٌ فِيْ اٰخِرِهٖ لِلتَّخْفِيْفِ كَمَا تَقُوْلُ
کہ يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ اور يَا أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ اور منادیٰ پر ترخیم جائز ہے اور وہ اس کے آخر میں تخفیف کے لیے حذف کرنے کو کہتے ہیں جیسے کہ
فِيْ مَالِكٍ يَامَالِ وَفِيْ مَنْصُوْرٍ يَامَنْصُ وَفِيْ عُثْمَانَ يَاعُثْمَ وَيَجُوْزُ فِيْ اٰخِرِ الْمُرَخَّمِ الضَّمَّةُ وَالْحَرَكَةُ الْأَصْلِيَّةُ
مَالِک میں يَا مَالِ اور مَنْصُوْرٍ میں يَامَنْصُ اور عُثْمَان میں يَا عُثْمَ کہے اور منادیٰ مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلیہ جائز ہے
كَمَاتَقُوْلُ فِيْ يَاحَارِثُ: يَاحَارُ ,يَاحَارِ وَاعْلَمْ أَنَّ يَا مِنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ وَقَدْتُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوْبِ أَيْضًا وَ هُوَ
جیسے تو کہے يَاحَارِثُ ,يَاحَارِ ,يَاحَارُ جان لیجیے بیشک يَا جو حرف نداء میں سے ہے یہ کبھی مندوب میں استعمال کیا جاتا ہے اور مندوب وہ ہے
الْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَاأَوْ وَا كَمَايُقَالُ يَازَيْدَاهُ وَوَازَيْدَاهُ فَوَا مُخْتَصَّةٌ بِالْمَنْدُوْبِ وَيَا مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْمَنْدُوْبِ
جس کی وجہ سے رنج و غم کیا جائے يَا کے ذریعے سے یا وَا کے ذریعے سے جیسے تو کہے گا يَازَيْدَاهُ اور وَازَيْدَاهُ پس وَا مندوب ہی کے ساتھ خاص ہے اور يَا مندوب اور نداء دونوں کے درمیان مشترک ہے
وَحُكْمُهٗ فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادٰى
اور اس کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادیٰ کے حکم کی طرح ہے۔

وضاحت: اس میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : منادیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چھ اقسام

دوسری بات: منادیٰ معرف باللام پر حرف ندا داخل کرنے کا طریقہ

تیسری بات: منادیٰ مرخم کی تعریف اور ترخیم منادیٰ کی صورتیں

چوتھی بات: حرف ندا کا استعمال منادیٰ کے علاوہ دوسرے معنی میں

پہلی بات — منادیٰ کی اعراب کے اعتبار سے چھ اقسام

۱)......منادیٰ مفرد معرفہ ہو۔ جیسے يَا زَيْدُ

۲)......منادیٰ مستغاث باللام (یعنی لام کے ذریعہ سے فریاد کی جائے) ہو۔ جیسے يَا لَزَيْدٍ

۳)......منادیٰ مستغاث بالالف (الف کے ذریعہ سے فریاد کی جائے) ہو۔ جیسے يَا زَيْدَاهُ

۴)......منادیٰ مضاف ہو۔ جیسے يَا عَبْدَ اللهِ

۵)......منادیٰ مشابہ مضاف ہو۔ جیسے يَا طَالِعًا جَبلًا

۶)......منادیٰ نکرہ غیر معین ہو۔ جیسے يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ

فائدہ: مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے:

(۱) مرکب کے مقابلے میں　　　(۲) جملے کے مقابلے میں

(۳) مضاف وشبہ مضاف کے مقابلے میں　　　(۴) تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں

اب یہاں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف وشبہ مضاف کے مقابلے میں آئے، پس تثنیہ اور جمع مضاف وشبہ مضاف نہیں، لہٰذا وہ مفرد شمار ہوں گے۔

پہلی قسم: اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامتِ رفع پر مبنی ہوگا۔ جیسے **یَا زَیْدُ** اور **یَا رَجُلُ** اور **یَازَیْدَانِ** اور **یَازَیْدُوْنَ** ان میں پہلی مثال میں زید منادیٰ ہے جو مفرد بھی ہے اور معرفہ بھی، لہٰذا یہ مبنی بر ضمہ ہوگا اور دوسری مثال میں **یَارَجُلُ** یہ بھی مفرد ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے پس یہ بھی ضمہ پر مبنی ہوگا۔ تیسری مثال میں **یَازَیْدَانِ** یہ مفرد اس لیے ہے کہ یہ مضاف وشبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے لہٰذا یہ علامت رفع پر مبنی ہوگا چوتھی مثال میں **یَازَیْدُوْنَ** یہ بھی مفرد ہے علامت رفع واو کے ساتھ اور یہ مفرد اس لیے کہ یہ مضاف شبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے، لہٰذا یہ سب علامت رفع پر مبنی ہوں گے۔

دوسری قسم: منادیٰ مستغاث باللام یہ مجرور ہوتا ہے لام استغاثہ کے ساتھ۔ جیسے **یَا لَزَیْدٍ لِلْمَظْلُوْمِ** لام استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور اس لیے ہوتا ہے کہ اس وقت منادیٰ میں دو عامل جمع ہو گئے ہیں؛ ایک حرف ندا ہے جو فعل کے قائم مقام ہے یہ نصب یا ضمہ وغیرہ کو چاہتا ہے اور دوسرا لام جارہ ہے جو اپنے مدخول میں جر کو چاہتا ہے، لہٰذا ان دونوں عاملوں میں فوقیت لام جارہ کو حاصل ہے، اس لیے کہ **لام** خود عامل ہے جب کہ **یا** خود عامل نہیں بلکہ فعل کے قائم مقام ہے اور **لام** منادیٰ کے قریب ہے بنسبت **یا** حرف ندا کے۔ اس لیے لام استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور ہوگا۔

(۱) فائدہ　چند اصطلاحات: **مُسْتَغَاث:** جس سے فریاد کی جائے، **مُسْتَغَاث لَہٗ:** جس کے لیے فریاد طلب کی جائے، **مُسْتَغِیث:** فریاد طلب کرنے والا، **لام استغاثہ:** وہ لام ہے جو بوقت استغاثہ مستغاث پر داخل ہو۔ جیسے **یَا لَزَیْدٍ لِلْمَظْلُوْمِ** (اے زید مظلوم کی فریادرسی کر) اس مثال میں **زَید مُسْتَغَاث** ہے اور مظلوم **مُسْتَغَاث لَہٗ** اور متکلم **مُسْتَغِیث** ہے۔

اس لام کو لام استغاثہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ لام اس وقت لایا جاتا ہے جب کسی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

(۲) فائدہ　لام استغاثہ کے مفتوح ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر لام استغاثہ مکسور ہوگا تو اس صورت میں لام جارہ سے التباس ہو جائے گا جو کہ مستغاث لہ میں داخل ہوتا ہے۔ جیسے **لِلْمَظْلُوْمِ** میں لام جارہ ہے۔

تیسری قسم: منادیٰ مستغاث بالالف میں منادیٰ مفتوح ہوتا ہے الف استغاثہ کے ساتھ۔ جیسے **یَازَیْدَاہْ** جب منادیٰ آخر میں الف استغاثہ لاحق ہوگا تو منادیٰ مبنی بر فتحہ ہوگا کیونکہ الف اپنے ماقبل مفتوح چاہتا ہے۔

چوتھی قسم: منادیٰ مضاف منصوب ہوتا ہے۔ جیسے **یَا عَبْدَ اللّٰہِ** اس مثال میں **عَبْد** مضاف ہے اور لفظ **اللّٰہ**

مضاف الیہ پس عبداللہ منادیٰ منصوب ہوگا کیونکہ مضاف ہے۔

پانچویں قسم: منادیٰ مشابہ مضاف بھی منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا طَالِعًا جَبلًا اس مثال میں طَالِعًا مشابہ مضاف ہے اس لیے کہ جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر تام نہیں ہوتا ہے اسی طَالِعًا کا معنی بھی جَبلًا کے بغیر تام نہیں ہوتا ہے اس لیے یہ مشابہ مضاف ہوا جس طرح منادیٰ منصوب ہوتا ہے اسی طرح مشابہ مضاف منادیٰ بھی منصوب ہوگا۔

چھٹی قسم: منادیٰ نکرہ غیر معین ہو تو وہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِيْ (اے شخص میرا ہاتھ پکڑ) اس مثال میں رَجُلًا نکرہ غیر معینہ ہے کیونکہ یہ جملہ نابینا شخص کا ہے جس کو معلوم نہیں ہے کہ آگے کونسا شخص ہے، پس رَجُلًا جو کہ نکرہ غیر معینہ ہے اسے منصوب پڑھیں گے۔

دوسری بات — منادیٰ معرف باللام پر حرف ندا داخل کرنے کا طریقہ

وضاحت: اگر منادیٰ کے شروع میں الف لام تعریف ہو تو اس وقت اگر منادیٰ مذکر ہے تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان أَیُّهَا کا واسطہ لایا جائے گا اور اگر منادیٰ مؤنث ہے تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان أَیَّتُهَا کو واسطہ لایا جائے گا۔ جیسے یَا أَیُّهَا الرَّجُلُ اور یَا أَیَّتُهَا الْمَرْأَةُ

واسطہ لانے کی وجہ: منادیٰ معرف باللام ہو تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان واسطہ لانا اس لیے ضروری ہے کہ چونکہ اس صورت میں دو آلہ تعریف جمع ہو رہے ہیں حرف ندا اور الف لام اور دو آلہ تعریف جمع ہونا درست نہیں اس لیے ان کے درمیان مذکر کی صورت میں أَیُّهَا اور مؤنث کی صورت میں أَیَّتُهَا کا واسطہ لایا جائے گا۔ ترکیب میں أَیُّهَا موصوف اور اَلرَّجُلُ اس کی صفت ہو کر منادیٰ مفرد ہوگا۔

تیسری بات — منادیٰ مرخم کی تعریف اور ترخیم منادیٰ کی صورتیں

ترخیم کے لغوی معنی: ترخیم باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنی ہے نرم اور آسان کر دینا۔

اصطلاحی تعریف: یہ ہے کہ منادیٰ کے آخر میں کسی حرف تخفیف اور آسانی کے لیے حذف کیا جائے۔

ترخیم منادیٰ کی صورتیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ منادیٰ کے آخر سے تخفیف کی خاطر ایک حرف حذف کیا جائے۔ جیسے یَا مَالِکُ کو یَا مَالِ پڑھا جائے اور یہ جائز ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ منادیٰ کے آخر سے دو حرف حذف کیے جائیں شرط یہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف صحیح ہو اور اس سے پہلے والا حرف مدہ ہو۔ جیسے یَا مَنْصُوْرُ کو یَا مَنْصُ پڑھنا جائز ہے۔ اس مثال میں منصور کا آخری حرف صحیح ہے جو کہ را ہے اور اس سے پہلے والا حرف واو ہے جو کہ مدہ ہے، لہٰذا ان دونوں کو حذف کرنا درست ہے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ منادیٰ میں ایسے دو حرف ہوں جو ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے

ہوں تو ان دونوں حرفوں کا حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے یَا عُثْمَانُ کو یَا عُثْمَ پڑھنا جائز ہے۔ اس مثال سے آخری دونوں حرف یعنی الف اور نون دونوں زائد ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں پس ان کو تخفیف کے لیے حذف کرنا جائز ہے۔

منادٰی مرخم کی آخری حرکات: منادٰی مرخم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں ایک ضمہ اور دوسری کسرہ۔ ضمہ اس بنا پر کہ یہ منادٰی مستقل ہے اور جو حرف آخر سے حذف ہوا ہے وہ بمنزلہ نسیا منسیا ہے گویا کہ یہی اس کی اصل شکل ہے اور وہ مفرد معرفہ ہے لہٰذا منادٰی مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے یَا حَارِثُ، یَا حَارِ، یَا حَارُ۔ یَا حَارِثُ میں آخری حرف کو حذف کیا گیا تو حَارُ کو مبنی بر ضمہ پڑھیں گے گویا یہی آخری حرف ہے۔

دوسری حرکت اصلیہ ہے جو ترخیم منادٰی سے پہلے اس حرف پر تھی مثلاً یَا حَارِثُ میں ث کی موجودگی میں را پر کسرہ تھا تو ث کو حذف کرنے کے بعد بھی را پر کسرہ ہی پڑھا جائے گا گویا کہ آخری حرف حذف ہوا ہی نہیں۔

چوتھی بات حرف ندا کا استعمال منادٰی کے علاوہ دوسرے معنی میں

وضاحت: یا حرف ندا جس طرح منادٰی میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح کبھی مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مندوب کا لغوی معنی: وہ میت جس کی خوبیوں کو یاد کر کے رویا جائے تاکہ سامعین اس کی موت عظیم سانحہ خیال کریں۔

مندوب کا اصطلاحی معنی: یہ ہوگا کہ مندوب اس ذات کا اسم ہے جس کی وجہ سے دردمندی کا اظہار کیا جائے حرف یَا یا وَا کے ذریعے۔

مثال: یَا زَیْدَاہ یہ جملہ کسی مرنے پر افسوس کے طور پر ادا کیا جاتا ہے اس مثال میں یَا حرف ندا زَیْدَاہ مندوب پر داخل ہوا ہے۔ اس مثال میں کسی کے مرنے پر جو مصیبت آئی ہے اس پر ندبہ کیا جا رہا ہے آخر میں ھا وقف کی ہے جو درازی آواز کے لیے ہے۔

فَوَا مُخْتَصَّةٌ بِالْمَنْدُوْبِ.... الخ: اس عبارت میں وَا اور یَا کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے۔

وَا اور یَا کے درمیان فرق: یہ ہے کہ وا تو مندوب کے ساتھ مختص ہے، منادٰی میں استعمال نہیں ہوتی ہے اور یا مشترک ہے، منادٰی اور مندوب دونوں میں استعمال ہوتی ہے۔

مندوب کا حکم: جیسے منادیٰ مفرد معرفہ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے اسی طرح مندوب مفرد معرفہ بھی علامت رفع پر مبنی ہوگا۔

منصوبات کی تیسری قسم مفعول فیہ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ فِيْهِ هُوَ اِسْمُ مَا وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَيُسَمّٰى ظَرْفًا وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ عَلٰى
مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان اور مکان میں اور اس کو ظرف کا نام دیا جاتا ہے۔ ظروف زمان کی دو قسمیں ہیں

قِسْمَيْنِ مُبْهَمٍ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ لَهُ حَدٌّ مُعَيَّنٌ كَدَهْرٍ وَ حِيْنٍ وَمَحْدُوْدٍ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ لَهُ حَدٌّ مُعَيَّنٌ كَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
ایک مبہم ہے اور مبہم اسے کہتے ہیں جس کے لیے حد متعین نہ ہو جیسے دَهْر اور حِيْن (دوسری قسم) محدود ہے اور محدود اسے کہتے ہیں جس کے
وَشَهْرٍ وَسَنَةٍ وَكُلُّهَا مَنْصُوْبٌ بِتَقْدِيْرِ فِيْ تَقُوْلُ صُمْتُ دَهْرًا وَسَافَرْتُ شَهْرًا أَيْ فِيْ دَهْرٍ وَفِيْ شَهْرٍ وَظُرُوْفُ
لیے کوئی حد متعین ہو جیسے يَوْم اور لَيْلَة اور شَهْر اور سَنَة اور یہ سب ظروف زمان منصوب ہوتے ہیں فِيْ مقدر کرنے کے ساتھ جیسے تو کہے گا صُمْتُ دَهْرًا وَسَافَرْتُ شَهْرًا معنی ہے میں نے زمانہ میں روزہ رکھا اور سفر کیا میں نے مہینہ میں اور ظروف
الْمَكَانِ كَذٰلِكَ مُبْهَمٌ وَهُوَ مَنْصُوْبٌ أَيْضًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ نَحْوُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَأَمَامَكَ وَمَحْدُوْدٌ
مکان وہ بھی اسی طرح مبہم ہیں اور وہ بھی منصوب ہوتے ہیں فِيْ کو مقدر کرنے کے ساتھ جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَأَمَامَكَ اور محدود ہیں
وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ مَنْصُوْبًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِ فِيْ فِيْهِ نَحْوُ جَلَسْتُ فِي الدَّارِ وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ
اور محدود وہ ہے کہ نہیں ہوتے منصوب فِيْ کو مقدر کرنے کے ساتھ بلکہ فِيْ کا ذکر کرنا ضروری ہے جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ، وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ منصوبات کی تیسری قسم مفعول فیہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس میں دو باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مفعول فیہ کی تعریف

دوسری بات: ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو قسمیں اور ان کے اعراب کا ذکر

پہلی بات — مفعول فیہ کی تعریف

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان میں یا مکان میں۔

فوائد و قیود: مفعول فیہ کی تعریف میں هُوَ اِسْمٌ جنس ہے وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ یہ فصل اول ہے، اس سے دیگر تمام مفاعیل خارج ہو گئے۔

دوسری بات — ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو قسمیں اور ان کے اعراب کا ذکر

مفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف ہے۔ ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان

ظرف زمان کی دو قسمیں ہیں: (۱) مبہم (۲) محدود

ظرف زمان مبہم: وہ ہے جن کے لیے کوئی حد متعین نہ ہو۔ جیسے دَهْر بمعنی زمان، حِيْن بمعنی وقت ان دونوں کے لیے کوئی حد متعین نہیں ہے۔

ظرف زمان محدود: وہ ہے جن کے لیے کوئی حد متعین ہو۔ جیسے يَوْم بمعنی دن، لَيْلَة بمعنی رات شَهْر بمعنی مہینہ، سَنَة بمعنی سال۔ ان سب کے لیے حد متعین ہے۔ ظرف زمان خواہ مبہم ہو یا محدود، فی کے مقدر کرنے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں، کیونکہ اگر لفظوں میں موجود ہو تو فی حرف جر کی وجہ سے مجرور ہوں گے۔ جیسے صُمْتُ فِيْ دَهْرٍ وَسَافَرْتُ فِيْ شَهْرٍ ان دونوں مثالوں میں دَهْرٍ اور شَهْرٍ مجرور ہے فی حرف جر کی وجہ سے۔

ظرف زمان کی ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف مکان مبہم (۲) ظرف مکان محدود

ظرف زمان مبہم: وہ ہے جس کے لیے حد متعین نہ ہو۔ جیسے خَلْف بمعنی پیچھے (پیچھے کوئی حد نہیں ہے)، أَمَام بمعنی آگے (اب آگے کوئی حد نہیں ہے) ظروف مکان مبہم بھی تقدیر فی کے ساتھ منصوف ہوتے ہیں، کیونکہ یہ ظروف زمان مبہم پر محمول ہیں کیونکہ وصف ابہام فی کے ساتھ مشترک ہیں لہٰذا ظرف مکان مبہم کا بھی وہی حکم ہوگا جو حکم ظرف زمان مبہم کا ہے بتقدیر فی یعنی یہ منصوب ہوں گے۔ جیسے جَلَسْتُ خَلْفَکَ اصل میں تھا جَلَسْتُ فِیْ خَلْفِکَ، جَلَسْتُ أَمَامَکَ اصل میں تھا جَلَسْتُ فِیْ أَمَامِکَ

ظرف مکان محدود: وہ ہے جس کی حد متعین ہو۔ جیسے دار، مسجد، سوق ان کی حد متعین ہوتی ہے کیونکہ گھر کی مسجد کی اور بازار کی حد متعین ہے۔ یہ فی کے مقدر ہونے کے ساتھ منصوب نہیں ہیں بلکہ ان میں لفظ فی کو ذکر کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے یہ مجرور ہوں گے۔

ظروف مکان محدود کے مجرور ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان کی ظروف زمان مبہم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں نہ ذات میں نہ وصف میں۔ اس طرح کہ وہ زمان ہیں یہ مکان وہ مبہم ہیں یہ محدود لہٰذا ظروف مکان محدود کو ظرف زمان مبہم پر قیاس کر کے تقدیر فی منصوب پڑھنا درست نہ ہوگا بلکہ فی مذکور ہوگا جس سے وہ مجرور ہوں گے۔ جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ، وَفِي السُّوْقِ، وَفِي الْمَسْجِدِ

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفعول فیہ دو قسم پر ہے؛ ایک وہ جس میں فی مقدر ہوتا ہے اس صورت میں مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے۔ دوسری قسم مفعول فیہ کی وہ ہے جس میں فی لفظوں میں موجود ہو، اس صورت میں مفعول فیہ مجرور ہوتا ہے۔ جمہور نحویوں کے ہاں ظرف زمان کی وہ صورت جس میں فی لفظوں میں موجود ہو، جیسے جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ تو وہ مفعول بہ بواسطہ حرف جر ہوگا نہ کہ مفعول فیہ۔ جمہور نحویوں کے نزدیک مفعول فیہ کی تعریف میں تقدیر فی شرط ہے اس لیے جہاں فی لفظوں میں موجود ہے، وہ مفعول فیہ نہ ہوگا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تقدیر فی کی شرط نہیں ہے اس لیے وہ مفعول فیہ ہوگا۔

منصوبات کی چوتھی قسم مفعول لہ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ لَهٗ وَهُوَ اِسْمٌ مَا لِأَجْلِهٖ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهٗ وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نَحْوُ
مفعول لہ وہ اسم ہے جس کے سبب وہ فعل مذکور واقع ہوا ہو جو اس سے پہلے ہو یہ منصوب ہوتا ہے لام کے مقدر ہونے کی وجہ سے جیسے
ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيْبًا أَيْ لِلتَّأْدِيْبِ وَ قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا أَيْ لِلْجُبْنِ وَعِنْدَ الزَّجَّاجِ هُوَ مَصْدَرٌ اَدَّبْتُهٗ تَأْدِيْبًا وَ جَبُنْتُ جُبْنًا
ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيْبًا أَيْ لِلتَّأْدِيْبِ (یعنی میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے) اور قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا أَيْ لِلْجُبْنِ (یعنی بیٹھا ہوں میں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) اور امام زجاج (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک وہ مصدر ہے اور اس کی اصل اَدَّبْتُهٗ تَأْدِيْبًا وَ جَبُنْتُ جُبْنًا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ منصوبات کی چوتھی قسم مفعول لہ کو بیان فرمارہے ہیں اس فصل میں دو باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات : مفعول لہ کی تعریف اور اس کے اعراب

دوسری بات: مفعول لہٗ مصدر ہے یا مفعول، اس میں امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ کا جمہور نحات سے اختلاف کا ذکر

پہلی بات مفعول لہٗ کی تعریف اور اس کے اعراب

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کے سبب سے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے۔

فوائد وقیود: اس تعریف میں **اِسمٌ مَا** جنس ہے اور سب مفاعیل کو شامل ہے **لِأَجْلِهٖ** فصل اول ہے، اس سے باقی تمام مفاعیل سب خارج ہو گئے، کیونکہ فعل ان کے حاصل کرنے کے لیے واقع نہیں ہوتا۔

مفعول لہٗ کے اعراب: مفعول لہٗ لام جارہ مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا، کیونکہ لام لفظوں میں موجود ہو تو وہ جر دے گا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفعول لہٗ کی دو صورتیں ہیں: ایک وہ کہ جس میں لام مقدر ہو اس وقت یہ منصوب ہوگا۔ دوسرا وہ کہ جس میں لام مذکور ہو تو اس وقت وہ مجرور ہوگا۔ پس مصنف کے نزدیک مفعول لہ کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ لام مقدر ہو، جب کہ جمہور نحویوں کے نزدیک لام کے مقدر ہونے کی شرط ہے، چنانچہ جمہور جہاں لام لفظوں میں موجود ہو، اسے مفعول لہٗ نہیں کہتے ہیں۔

مثال: **ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيْبًا أَيْ لِلتَّأْدِيْبِ** (میں نے اسے مارا ادب سکھانے کے لیے) یہ اس مفعول لہ کی مثال ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ فعل ضرب واقع ہوا، جو اس سے پہلے مذکور ہے، کیونکہ عام طور پر بغیر ضرب کے ادب حاصل نہیں ہوتا۔

مثال: **قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا أَيْ لِلْجُبْنِ** (میں بیٹھا ہوں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) یہ اس مفعول لہ کی مثال ہے جس کے وجود کے سبب فعل **قَعَدْتُ** جو اس سے پہلے مذکور ہے واقع ہوا ہے کیونکہ بزدلی لڑائی سے بیٹھنے کا سبب ہے۔

دوسری بات مفعول لہ مصدر ہے یا مفعول، اس میں امام زجاج کا جمہور نحات سے اختلاف کا ذکر

امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ کا قول: امام زجاج نحوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفعول لہٗ مستقل معمول نہیں ہے، بلکہ یہ مفعول مطلق ہے **مِنْ غَيْرِ لَفْظِهٖ** یعنی لفظاً فعل کا غیر ہے۔

پہلی مثال: **ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيْبًا** تقدیری عبارت: **أَدَّبْتُهٗ بِالضَّرْبِ تَأْدِيْبًا**

(ادب سکھایا میں نے اس کو مارنے کے ساتھ ادب سکھانا)

دوسری مثال: **قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا** تقدیری عبارت: **جَبُنْتُ بِالْقُعُوْدِ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا**

(بزدل ہوا میں لڑائی سے بیٹھ جانے کے ساتھ بزدل ہونا)

جمہور کا قول: جمہور کے ہاں مفعول لہ مستقل معمول ہے امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ کا قول درست نہیں ہے، کیونکہ تاویل کر کے ایک قسم کو دوسری قسم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلی قسم ختم ہو گئی۔

منصوبات کی پانچویں قسم مفعول معہ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهُ وَهُوَ مَا يُذْكَرُ بَعْدَ الْوَاوِ بِمَعْنَى مَعَ لِمُصَاحَبَتِهِ مَعْمُوْلَ فِعْلٍ نَحْوُ
مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے فعل کے معمول کے ساتھی ہونے کی وجہ سے جیسے
جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ وَجِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا أَيْ مَعَ الْجُبَّاتِ وَمَعَ زَيْدٍ فَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا
جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی آئی جبوں کے ساتھ) اور جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا (آیا میں زید کے ساتھ) پس اگر (مفعول معہ کا) فعل لفظی ہو
وَجَازَ الْعَطْفُ يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالرَّفْعُ نَحْوُ جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ وَإِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ
اور عطف جائز ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور رفع جیسے جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ (آیا میں ساتھ زید کے) اور اگر عطف جائز نہ ہو
اَلنَّصْبُ نَحْوُ جِئْتُ وَزَيْدًا وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَعْنًى وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ نَحْوُ مَا لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو ؟
نصب متعین ہوگا جیسے جِئْتُ وَزَيْدًا (آیا میں زید کے ساتھ) اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہوگا جیسے مَا لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو؟
وَإِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ مَالَكَ وَزَيْدًا وَمَاشَأْنُكَ وَعَمْرًا لِأَنَّ الْمَعْنَى مَاتَصْنَعُ
اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے مَالَكَ وَزَيْدًا وَمَاشَأْنُكَ وَعَمْرًا اس لیے کہ معنی مَاتَصْنَعُ ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ منصوبات کی پانچویں قسم مفعول معہٗ کو بیان فرما رہے ہیں، اس فصل میں دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: مفعول معہٗ کی تعریف اور مثال

دوسری بات: مفعول معہٗ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کا اعراب کیا ہوگا؟ اور اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو کیا ہوگا؟

پہلی بات — مفعول معہٗ کی تعریف اور مثال

مفعول معہ کی تعریف: مفعول معہٗ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے مذکور ہو فعل کے معمول (فاعل یا مفعول) کی مصاحبت کے لیے۔

مثال: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (آئی سردی جبوں کے ساتھ) اس مثال میں اَلْجُبَّاتِ مفعول معہ ہے کیونکہ واو معنی مع کے بعد مذکور ہے اور جَاءَ فعل کا معمول یعنی اَلْبَرْدُ کا مصاحب اور ساتھی ہے۔ جِئْتُ أَنَا وَزَيْدًا اس مثال میں زَيْدًا مفعول معہ ہے کیونکہ واو بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور جِئْتُ فعل کا معمول جو کہ تُ ضمیر فاعل ہے اس کے ساتھ مصاحبت رکھتا ہے۔ كَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمٌ اس مثال میں زَيْدًا مفعول معہ ہے، جو كَفَا کے معمول کا مصاحب ہے۔

دوسری بات مفعول معہ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کا اعراب کیا ہوگا اور اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو کیا ہوگا

مفعول معہٗ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کے اعراب کا ذکر: مفعول معہٗ کا عامل اگر لفظی ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو واو کے مابعد کا واو کے ماقبل پر عطف جائز ہوگا یا نہیں ہوگا اگر عطف جائز ہو (یعنی عطف کے لیے کوئی مانع نہ ہو) تو اعراب کے اعتبار سے دو وجہ پڑھنی جائز ہوں گی مرفوع اور منصوب جیسے جِئْتُ أَنَا وَ زَيْدًا وَ زَيْدٌ مرفوع اور منصوب دونوں وجہیں جائز ہیں نصب تو بر بنائے مفعول معہ کے اور رفع اس لیے کہ اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر درست ہے کیونکہ قاعدہ ہے ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کو عطف کرنا ہو تو اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لائی جاتی ہے چنانچہ یہاں جِئْتُ أَنَا میں أَنَا ضمیر منفصل لانے کی وجہ سے عطف درست ہونے کی وجہ سے اسے مرفوع پڑھنا جائز ہوگا اور اگر عطف درست نہ ہو تو نصب متعین ہو جائے گا بر بنائے مفعول معہ کے جیسے جِئْتُ وَ زَيْدًا یہاں زَيْدًا کا عطف جِئْتُ فعل کی ضمیر مرفوع پر درست نہیں کیونکہ اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ نہیں لائی گئی ہے لہٰذا عطف متعین ہوگا۔

مفعول معہٗ کا فعل اگر معنوی ہو یعنی لفظوں میں موجود نہ ہو تو اس کے اعراب کا ذکر: مفعول معہٗ کا عامل فعل معنوی ہو تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو واو کے مابعد کا واو کے ماقبل پر عطف جائز ہوگا یا نہیں ہوگا اگر عطف جائز ہوگا تو اسے بر بنائے مفعول معہٗ کے منصوب پڑھنا جائز نہ ہوگا بلکہ معطوف علیہ والا اعراب جاری ہوگا جیسے مَا لِزَيْدٍ وَ عَمْرٍو؟ اس میں عَمْرو کو منصوب نہیں پڑھا جائے بلکہ زید پر عطف کر کے مجرور پڑھا جائے گا کیونکہ اسے منصوب پڑھنے کی صورت میں اسے مفعول معہ بنانے کے لیے اس کا عامل فعل معنوی ماننا پڑے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی مَا تَصْنَعُ زَيْدٌ مَعَ عَمْرٍو (کیا کرتا ہے زید کے ساتھ عمرو) اب یہاں مفعول معہٗ کا عامل فعل معنوی ماننے کی صورت میں عامل لفظی اور عامل معنوی کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ عامل قوی ہے اس کی موجودگی میں فعل معنوی جو کہ عامل ضعیف ہے اس کی طرف جانا لازم آئے گا تو یہ جائز نہیں ہے اور عطف جائز نہ ہوگا اس کو منصوب پڑھنا بر بنائے مفعل معہ کے واجب ہوگا جیسے مَا لَكَ وَ زَيْدًا اور مَا شَأْنُكَ وَ عَمْرًا اب یہاں عطف اس لیے جائز نہیں کہ ضمیر مجرور متصل پر بغیر اعادہ حرف جارہ کے عطف درست نہیں ہوتا ہے لہٰذا نصب متعین ہوگا۔ تقدیری عبارت ہوگی مَا تَصْنَعُ وَ زَيْدًا اور مَا تَصْنَعُ وَ عَمْرًا

تمارین

سوال نمبر ۱: مفعول مطلق کی تعریف کریں؟ نیز مفعول مطلق کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: مفعول مطلق کے فعل کو کب حذف کیا جاتا ہے تفصیل سے بمع امثلہ ذکر کریں؟ نیز مفعول مطلق کے فعل کو وجوباً کتنے مقامات پر حذف کیا جاتا ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳: مفعول بہ کی تعریف ذکر کریں؟

سوال نمبر ۴: مفعول بہ فاعل پر کب مقدم ہوتا ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: مفعول بہ فعل اور فاعل دونوں پر کب مقدم ہوتا ہے بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: اسماء منصوبہ کے نام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۷: تحذیر کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۸: تحذیر کے استعمال کے متعلق مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۹: منادیٰ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر ۱۰: حروف نداء کونسے ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: منادیٰ کی اقسام ذکر کرین اور مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۲: منادیٰ مبنی برضمہ اور مبنی برفتحہ کب ہوتا ہے بمع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۳: ترخیم کسے کہتے ہیں منادیٰ مرخّم کب ہوتا ہے

سوال نمبر ۱۴: مندوب کسے کہتے ہیں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۵: کونسا حرف مندوب کے ساتھ مختص ہے اور کونسا مندوب اور نداء کے درمیان مشترک ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۶: مفعول فیہ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر ۱۷: مفعول فیہ کا اعراب ذکر کریں اور اس میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحری کریں؟

سوال نمبر ۱۸: ظرف کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: ظرف مبہم کسے کہتے ہیں اور ظرف معین کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۰: وہ کونسے ظروف مکان ہیں جن میں حرف فی کا اس سے پہلے ذکر کرنا واجب ہے؟

سوال نمبر ۲۱: مفعول لہ کی تعریف ذکر کریں؟ نیز مفعول لہ میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: مفعول معہ کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: مفعول معہ میں نصب کب متعین ہوتا ہے؟ اور کب عطف اور نصب جائز ہوتا ہے؟

منصوبات کی چھٹی قسم حال

فَصلٌ:اَلحَالُ لَفظٌ یَدُلُّ عَلٰی بَیَانِ ھَیئَةِ الفَاعِلِ أَوِ المَفعُولِ بِهٖ أَوْ کِلَیهِمَا نَحوُ جَاءَنِي زَیدٌ رَاکِبًا
حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی ھیئت کے بیان پر دلالت کرے جیسے جَاءَنِي زَیدٌ رَاکِبًا (زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا)
وَضَرَبتُ زَیدًا مَشدُودًا وَلَقِیتُ عَمرًوا رَاکِبَینِ وَ قَدْ یَکُونُ الفَاعِلُ مَعنَوِیًّا نَحوُ زَیدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا
اور ضَرَبتُ زَیدًا مَشدُودًا (مارا میں نے زید کو اس حال میں وہ بندھا ہوا تھا) اور لَقِیتُ عَمرًوا رَاکِبَینِ (ملا میں عمرو کو اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے) اور کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زَیدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا
لِاَنَّ مَعنَاہُ زَیدٌ اِستَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا وَکَذَا المَفعُولُ بِهٖ نَحوُ ھٰذَا زَیدٌ قَائِمًا فَإِنَّ مَعنَاہُ
اس لیے اس کا معنی ہے زَیدٌ اِستَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا (زید مستقر ہے گھر میں اس حال میں کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) اور اسی طرح مفعول بہ جیسے ھٰذَا زَیدٌ قَائِمًا پس اس کا معنی ہے اَلمُشَارُ إِلَیهِ قَائِمًا ھُوَ زَیدٌ
اَلمُشَارُ إِلَیهِ قَائِمًا ھُوَ زَیدٌ وَ العَامِلُ فِي الحَالِ ھُوَ فِعلٌ اَوْ مَعنَی فِعلٍ
(وہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے درانحالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے وہ زید ہے) اور عامل حال میں فعل ہے یا معنی فعل ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ منصوبات کی چھٹی قسم حال کو بیان فرمارہے ہیں اس فصل میں چھ باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : حال کی تعریف اور مثالیں

دوسری بات: حال کبھی فاعل معنوی اور مفعول معنوی سے واقع ہوتا ہے

تیسری بات: حال کے عامل سے متعلق

چوتھی بات : حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

پانچویں بات: حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

چھٹی بات : حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

پہلی بات حال کی تعریف اومثالیں

حال کی تعریف: حال وہ لفظ ہے جو صرف فاعل یا صرف مفعول یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔

فوائد وقیود: لَفظٌ جنس ہے سب الفاظ کو شامل ہے یَدُلُّ عَلٰی بَیَانِ ھَیئَةِ فصل اول ہے اس سے تمیز خارج ہوگئی کیونکہ تمیز ھیئت پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے۔

ھَیئَةِ الفَاعِلِ أَوِ المَفعُولِ بِهٖ أَوْ کِلَیهِمَا فصل ثانی ہے اس سے وہ چیز خارج ہوگئی جو فاعل ومفعول بہ کی ھیئت پر دلالت نہ کرے بلکہ اور کسی چیز کی ھیئت اور حالت بتلائے۔ جیسے مبتدا کی صفت مثلاً زَیدٌ العَالِمُ اَخُوکَ میں اَلعَالِمُ زید کی صفت ہے جو نہ فاعل ہے نہ مفعول بہ۔

مثالیں **فاعل کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال:** جَاءَنِي زَيْدٌ رَاكِبًا (میرے پاس زید سوار ہوکر آیا) اس مثال میں رَاكِبًا حال نے فاعل کی ھیئت بتلائی ہے۔

مفعول کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا (میں نے زید کو مارا درانحالیکہ وہ بندھا ہوا تھا) اس مثال میں مَشْدُوْدًا حال واقع ہے زَيْدًا سے جوکہ ضَرَبْتُ فعل کا مفعول ہے یہاں مَشْدُوْدًا نے زَيْدًا جوکہ مفعول بہ کی حالت بیان کی ہے۔

فاعل اور مفعول دونوں کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: لَقِيْتُ عَمْرًوا رَاكِبَيْنِ (میں نے عمر سے ملاقات کی درانحالیکہ میں اور عمر دونوں سوار تھے) جس طرح حال اس مفعول کی حالت بیان کرتا ہے جو لفظوں میں موجود ہو اسی طرح مفعول کی بھی حالت بیان کرتا ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ معنوی ہو یعنی مقدر ہو۔

دوسری بات حال کبھی فاعل معنوی اور مفعول معنوی سے واقع ہوتا ہے

مثالیں **فاعل معنوی سے حال واقع ہونے کی مثال:** زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا اس مثال میں قَائِمًا حال واقع ہے فاعل معنوی سے تقدیری عبارت یوں ہوگی زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا اب یہاں قَائِمًا اِسْتَقَرَّ فعل معنوی کی ضمیر ھو فاعل سے حال واقع ہے۔

مفعول معنوی سے حال واقع ہونے کی مثال: هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا اس مثال میں قَائِمًا زَيْدٌ سے حال واقع ہے اور زَيْدٌ مفعول معنوی ہے اس لیے کہ لفظ کے اعتبار سے بیشک یہ خبر ہے مبتدا کی لیکن اشارہ اور تنبیہ سے جو اس کا معنی سمجھا جاتا ہے وہ ہے اُنَبِّهُ وَ اُشِيْرُ زَيْدًا حَالَ كَوْنِهٖ قَائِمًا لہٰذا یہاں زید بواسطہ حرف جر مفعول معنوی ہوا اسی سے قَائِمًا حال واقع ہے۔

تیسری بات حال کے عامل سے متعلق

حال کا عامل: حال میں عامل فعل ہوتا ہے خواہ وہ فعل لفظاً موجود ہو یا مقدر ہو یا وہ عامل معنیٰ فعل ہوتا ہے (معنی فعل سے مراد اسم فاعل،، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر وغیرہ ہے) جیسے هٰذَا رَجُلٌ قَائِمًا میں اُشِيْرُ یا اُنَبِّهُ فعل مقدر ہے جو قَائِمًا حال کا عامل ہے اسی طرح يَا زَيْدُ قَائِمًا میں اُدْعُوْ فعل مقدر ہے جو کہ قَائِمًا حال کا عامل ہے۔

وَالْحَالُ نَكِرَةٌ أَبَدًا وَ ذُو الْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْأَمْثِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فَإِنْ كَانَ ذُو الْحَالِ نَكِرَةً
اور حال میں عامل فعل ہوتا ہے یا معنیٰ فعل اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ پچھلی مثالوں میں دیکھ چکے
يَجِبُ تَقْدِيْمُ الْحَالِ عَلَيْهِ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ لِئَلَّا يَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِيْ حَالَةِ النَّصْبِ
ہیں پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ تاکہ حالت نصب میں حال کا صفت کے ساتھ
فِيْ مِثْلِ قَوْلِكَ رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا وَقَدْ تَكُوْنُ الْحَالُ جُمْلَةً خَبَرِيَّةً نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَ غُلَامُهٗ رَاكِبٌ
التباس اور مشابہت نہ ہوجائے جیسے آپ کا قول رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا اور کبھی کبھی حال جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَ غُلَامُهٗ

اَوْ یَرْکَبُ غُلَامُہٗ وَمِثَالُ مَاکَانَ عَامِلُہٗ مَعْنَی الْفِعْلِ نَحْوُ ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا مَعْنَاہُ اُنَبِّہُ وَ اُشِیْرُ
رَاکِبٌ (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا) اور مثال اس حال کی جس کا عامل معنیٰ فعل ہے یہ ہے جیسے ھٰذَا زَیْدٌ
وَقَدْ یُحْذَفُ الْعَامِلُ لِقَرِیْنَۃٍ کَمَا تَقُوْلُ لِلْمُسَافِرِ سَالِمًا غَانِمًا اَیْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا
قَائِمًا اس کا معنی ہے اُنَبِّہُ وَ اُشِیْرُ اور کبھی کبھی حال کا عامل قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے تو کہتا ہے مسافر کا سَالِمًا غَانِمًا (تو لوٹتا ہے اس حال میں کہ سلامتی والا ہے اور غنیمت حاصل کرنے والا ہے)

چوتھی بات حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

حال کے نکرہ اور ذوالحال کے معرفہ ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ حال حقیقت میں خبر ومحکوم بہ ہوتا ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہے، لہٰذا حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال کے معرفہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ذوالحال حقیقت میں محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ اصل میں معرفہ ہوتا ہے، البتہ کبھی ذوالحال بھی نکرہ ہوتا ہے۔

ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے: کیونکہ اس صورت میں حالت نصب میں حال کا صفت سے التباس ہو جائے گا، جیسے رَاَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا (دیکھا میں نے آدمی کو درانحالیکہ وہ سوار تھا) اس مثال میں رَاکِبًا رَجُلًا کے لیے حال واقع ہے اور رَاکِبًا رَجُلًا کی صفت بھی بن سکتی ہے پس راکب میں حال اور صفت دونوں بننے کی صلاحیت ہے۔ اب اگر ہم رَاکِبًا کو حال ہی بنانا چاہتے ہیں تو رَاکِبًا کو رَجُلًا پر مقدم کریں گے اور عبارت یوں ہوگی: رَاَیْتُ رَاکِبًا رَجُلًا اس صورت میں رَاکِبًا کا حال ہونا معین ہوگا اس لیے کہ حال ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے، لیکن صفت موصوف پر مقدم نہیں ہو سکتی ہے، لہٰذا حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہوگا۔

پانچویں بات حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

مثال: جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَغُلَامُہٗ رَاکِبٌ (آیا میرے پاس زید درانحالیکہ اس کا غلام سوار تھا) اس مثال میں زَیْدٌ ذوالحال ہے اور اس میں واو حالیہ ہے غُلَامُہٗ رَاکِبٌ جملہ خبریہ ہو کر زَیْدٌ ذوالحال سے حال واقع ہے۔

حال کا عامل معنوی فعل بھی ہوتا ہے

جس طرح حال کا عامل فعل ہوتا ہے اسی طرح حال کا عامل معنیٰ فعل بھی ہوتا ہے۔ جیسے ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا اس مثال میں قَائِمًا معنیٰ فعل سے حال واقع ہے جو کہ اُنَبِّہُ اور اُشِیْرُ ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

چھٹی بات حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

مثال: کوئی شخص سفر سے واپس آتا ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں: سَالِمًا غَانِمًا اصل عبارت یوں تھی: تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا چونکہ مسافر کی ظاہری حالت بتلا رہی ہے کہ وہ سفر سے واپس آیا ہے، اس لیے آپ نے تَرْجِعُ فعل کو حذف کر دیا

اور سَالِمًا غَانِمًا کوذکر کردیا اور یہ صورت جائز ہے۔

ترکیب: تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا اس مثال میں تَرْجِعُ فعل ہے اور ضمیر اَنْتَ ذوالحال ہے سَالِمًا اَنْتَ ضمیر سے حال واقع ہے اور غَانِمًا یا اَنْتَ ضمیر سے حال ثانی واقع ہے یا سَالِمًا کی صفت واقع ہے۔

منصوبات کی ساتویں قسم تمیز

فَصْلٌ :اَلتَّمْيِيْزُ هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ أَوْ كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مَسَاحَةٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا فِيْهِ إِبْهَامٌ
تمیز وہ اسم نکرہ ہے جوذکر کیا جاتا ہے مقدار کے بعد یعنی عدد یا کیل یا وزن یا مساحت یا ان کے علاوہ اس چیز کے بعد جس میں ابہام ہو
تَرْفَعُ ذٰلِكَ الْإِبْهَامَ نَحْوُ عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنَوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ
تمیز اس ابہام کو دور کرتا ہے جیسے عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنَوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ
مِثْلُهَا زُبْدًا وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ غَيْرِ مِقْدَارٍ نَحْوُ هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَسِوَارٌ ذَهَبًا وَفِيْهِ الْخَفْضُ أَكْثَرُ
مِثْلُهَا زُبْدًا اور کبھی تمیز غیر مقدار سے ہوتی ہے جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا (یہ انگوٹھی لوہے کی ہے) وَسِوَارٌ ذَهَبًا (اور کنگھن سونے کا ہے)
وَقَدْ يَقَعُ بَعْدَ الْجُمْلَةِ لِرَفْعِ الْإِبْهَامِ عَنْ نِسْبَتِهَا نَحْوُ طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا أَوْ عِلْمًا أَوْ أَبًا
اور اس میں کسرہ اکثر آتا ہے اور کبھی تمیز جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے اس جملے سے ابہام کو دور کرنے کے لیے جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا أَوْ عِلْمًا أَوْ أَبًا (زید خوش ہوا اپنے نفس کے لحاظ سے یا علم کے اعتبار سے یا باپ کے اعتبار سے)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ منصوبات کی ساتویں قسم تمیز کو بیان فرما رہے ہیں اس فصل میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : تمیز کی تعریف اور مثال

دوسری بات: تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ابہام دور کرتی ہے

تیسری بات: تمیز جملہ کی نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے

پہلی بات تمیز کی تعریف اور مثالیں

تمیز کی تعریف: تمیز وہ نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے خواہ وہ مقدار عدد ہو، کیل ہو، وزن ہو، مساحت ہو یا ان کے علاوہ ایسی چیز ہو جس میں ابہام ہو، یہ اس ابہام کو دور کرتا ہے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ جو چیز ابہام کو دور کرتی ہے اسے تمیز کہتے ہیں اور جس چیز سے ابہام دور کیا جاتا ہے اسے ممیِّز اور اسم تام کہتے ہیں۔

اسم تام ہونے کا مطلب: یہ ہے کہ وہ اسم مضاف نہ بن سکتا ہو یعنی کسی دوسرے اسم کی طرف اس کی اضافت نہ ہو سکتی ہو۔ مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی بھی اضافت دوسری چیز کی طرف نہیں ہو سکتی ہے لہٰذا یہ اسم تام کہلائے گا۔

اسم تام کا تمیز کو نصب دینے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ تام ہونے میں فعل کے مشابہ ہوتا ہے جس طرح فعل فاعل کے

ساتھ تام ہوجاتا ہے تو مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح جب اسم مذکورہ چیزوں سے تام ہوجاتا ہے تو وہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم چند چیزوں سے تام ہوتا ہے

۱)......تنوین لفظی سے۔جیسے عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا اس میں رطل میں تنوین ہے، اس لیے یہ اسم تام ہے۔

۲)......تنوین تقدیری سے۔جیسے عِنْدِيْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا اس میں اَحَدَ عَشَرَ اصل اَحَدٌ وَعَشَرُوْنَ تھا یہ بھی اسم تام ہے۔

۳)......نون تثنیہ سے۔جیسے عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا اس میں قفیزان میں نون تثنیہ کا ہے، اس لیے یہ تام ہے۔

۴)......نون جمع سے۔جیسے هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا اس میں أَخْسَرِيْنَ کا نون جمع کا ہے۔

۵)......مضاف ہونا۔جیسے عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا اس میں مِثْلُهَا مضاف ہے۔یہ اسم تام ہے اس لیے کہ یہ دوسری چیز کی طرف دوبارہ مضاف نہیں ہوسکتا ہے۔

تمیز کا مقدار والی صورتوں سے ابہام دور کرنے کی مثالیں

عدد سے ابہام دور کرنے کی مثال: عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا اس مثال میں عِشْرُوْنَ ممیّز اسم تام ہے اور دِرْهَمًا اس کی تمیز ہے جس نے عدد سے ابہام کو دور کردیا ہے یعنی میرے پاس بیس درہم ہیں۔

کیل سے ابہام دور کرنے کی مثال: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز گندم ہیں) اس مثال میں قَفِيْزَانِ ممیّز ہے جس نے کیل سے ابہام دور کردیا۔

مساحت (پیمائش) سے ابہام دور کرنے کی مثال: عِنْدِيْ جَرِيْبَانِ قُطْنًا (میرے پاس دو جریب کپاس ہیں) جریب زمین ناپنے کا ایک آلہ ہوتا ہے، اس مثال میں جَرِيْبَانِ ممیّز ہے اور اسم تام قُطْنًا اس کی تمیز ہے، جس نے مساحت سے ابہام کو دور کردیا۔

مقیاس سے ابہام دور کرنے کی مثال: عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا (کھجور پر اس کے مثل مکھن ہے) اس مثال میں مِثْلُهَا ممیّز ہے زُبْدًا اس کی تمیز ہے جس نے مِثْلُهَا کے اندر جو ابہام تھا اسے دور کردیا۔مقیاس سے مراد وہ چیز ہے جس سے کسی چیز کا اندازہ کریں اس میں کھجور پر جو مکھن ہے اندازہ سے اس کو کھجور کے مثل بتلایا گیا ہے۔

دوسری بات تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ابہام دور کرتی ہے

تمیز کبھی مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے۔جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا اس مثال میں خَاتَمٌ ممیّز ہے اس میں ابہام ہے کو انگوٹھی کس جنس کی ہے سونے کی یا چاندی کی یا لوہے کی تو حَدِيْدًا نے اس کے ابہام کو دور کردیا۔

اور جیسے هٰذَا سِوَارٌ ذَهَبًا اس مثال میں سِوَارٌ ممیّز میں ابہام ہے کہ کنگن کس جنس کا ہے؛ لوہے کا یا چاندی وغیرہ کا، ذَهَبًا نے اس ابہام کو دور کردیا۔

غیر مقدار والی صورت کا اعراب: اس تمیز میں اکثر جر آئے گا کیونکہ مفرد غیر مقدار مضاف ہوگا اور تمیز مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگی۔

تیسری بات — تمیز جملہ کی نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے

مثال: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا أَوْ أَبًا (اچھا ہے زید نفس کے لحاظ سے یا علم کے لحاظ سے یا باپ کے لحاظ سے) اس مثال میں طَابَ فعل کی جو نسبت زَيْدٌ فاعل کی طرف تھی اس میں ابہام تھا نَفْسًا نے جملہ کی نسبت میں جو ابہام تھا اس ابہام کو دور کر دیا ہے اسی طرح طَابَ زَيْدٌ عِلْمًا اور طَابَ زَيْدٌ أَبًا اس مثال میں عِلْمًا اور أَبًا نے نسبت سے ابہام کو دور کر دیا۔

منصوبات کی آٹھویں قسم مستثنیٰ

فَصْلٌ :اَلْمُسْتَثْنٰى لَفْظٌ يُذْكَرُ بَعْدَ إِلَّا وَ أَخَوَاتِهَا لِيُعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلٰى مَا قَبْلَهَا وَهُوَ عَلٰى
مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو إِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہوتا ہے تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے اور وہ (مستثنیٰ)
قِسْمَيْنِ: مُتَّصِلٌ وَهُوَ مَا أُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدِّدٍ بِإِلَّا وَ أَخَوَاتِهَا نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا وَ مُنْقَطِعٌ وَهُوَ الْمَذْكُوْرُ
دو قسم پر ہے متصل اور وہ ہے جو نکالا گیا ہو متعدد سے إِلَّا اور اس کے اخوات کے ذریعے جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا یا منقطع ہے اور وہ ہے جو مذکور ہو
بَعْدَ إِلَّا وَ أَخَوَاتِهَا غَيْرَ مُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدِّدٍ لِعَدَمِ دُخُوْلِهِ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا
إِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد در انحالیکہ نہ نکالا گیا ہو متعدد سے اس لیے وہ مستثنیٰ منہ میں پہلے ہی سے داخل نہیں تھا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ منصوبات کی آٹھویں قسم مستثنیٰ کو بیان فرما رہے ہیں اس فصل میں پانچ باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : مستثنیٰ کی تعریف

دوسری بات: مستثنیٰ کی اقسام

تیسری بات: مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چار اقسام کا ذکر

چوتھی بات : لفظ غَيْر کے اعراب سے متعلق

پانچویں بات: لفظ غَيْر اور إِلَّا کے ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

پہلی بات — مستثنیٰ کی تعریف

مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو إِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں کیا گیا جو إِلَّا اور اس کے اخوات کے ماقبل کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اخوات إِلَّا یہ ہیں: خَلَا، عَدَا، مَاخَلَا، مَاعَدَا، حَاشَا، لَيْسَ، لَايَكُوْنُ

دوسری بات — مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستثنیٰ متصل (۲) مستثنیٰ منقطع

مستثنیٰ متصل کی تعریف: مستثنیٰ متصل وہ ہے جو متعدد سے اِلَّا اور اس کے اخوات کے ذریعے سے نکالا گیا ہو۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

مستثنیٰ منقطع کی تعریف: مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو اِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو، اس حال میں کہ اسے متعدد سے نکالا نہ گیا ہو۔ کیونکہ وہ پہلے ہی متعدد میں شامل نہیں ہے۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

إِعْرَابُ الْمُسْتَثْنٰى عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ فَإِنْ كَانَ مُتَّصِلًا وَقَعَ بَعْدَ إِلَّا فِي كَلَامٍ مُوْجَبٍ أَوْ مُنْقَطِعًا كَمَا مَرَّ وَ مُقَدَّمًا عَلَى

جان لیجیے کہ مستثنیٰ کے اعراب چار اقسام پر ہیں پس اگر وہ مستثنیٰ متصل واقع ہے اِلَّا کے بعد کلام موجب میں یا منقطع ہو جیسے پہلے گذر چکا

الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ أَوْ كَانَ بَعْدَ عَدَا وَ خَلَا عِنْدَ الْأَكْثَرِ أَوْ بَعْدَ مَا خَلَا وَ مَا عَدَا وَ لَيْسَ

ہے اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ یا عَدَا اور خَلَا کے بعد اکثر کے ہاں مَا خَلَا اور مَا عَدَا اور لَيْسَ

وَ لَا يَكُوْنُ جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا اِلَخ مَنْصُوْبًا وَإِنْ كَانَ بَعْدَ إِلَّا فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَهُوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ

اور لَا يَكُوْنُ کے بعد جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا اِلَخ تو منصوب ہوگا اگر مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے (کلام غیر

نَفْيٌ وَ نَهْيٌ وَ اسْتِفْهَامٌ وَ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ مَذْكُوْرًا يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَ الْبَدَلُ عَمَّا قَبْلَهَا نَحْوُ مَا جَاءَ أَحَدٌ

موجب) وہ کلام ہے کہ اس میں نفی، نہی، استفہام ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس صورت میں دو وجہیں جائز ہیں ایک یہ کہ وہ منصوب ہوگا اور دوسری یہ کہ وہ اِلَّا کے ماقبل کے لیے بدل ہوگا۔ جیسے مَا جَاءَ أَحَدٌ

إِلَّا زَيْدًا وَ إِلَّا زَيْدٌ وَ إِنْ كَانَ مُفَرَّغًا بِأَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ إِلَّا فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ غَيْرَ مَذْكُوْرٍ كَانَ

إِلَّا زَيْدًا وَ إِلَّا زَيْدٌ (نہیں آیا میرے پاس کوئی مگر زید) اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اس طور پر کہ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ

إِعْرَابُهُ بِحَسَبِ الْعَوَامِلِ تَقُوْلُ: مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدٌ وَ مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا وَ مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ غَيْرَ

مذکور نہ ہو تو اس کے اعراب عوامل کے اعتبار سے ہونگے جیسے مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدٌ (میرے پاس نہیں آیا مگر زید) مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا (اور میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو) مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ (اور میں نہیں گذرا مگر زید کے ساتھ) اگر مستثنیٰ غَيْر کے

وَ سِوٰى وَ سَوَاءٍ وَ حَاشَا عِنْدَ الْأَكْثَرِ كَانَ مَجْرُوْرًا نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَ سِوٰى زَيْدٍ وَ سَوَاءَ زَيْدٍ وَ حَاشَا زَيْدٍ

اور سِوٰى کے اور سَوَاءٍ اور حَاشَا کے بعد واقع ہو تو اکثر کے ہاں مستثنیٰ مجرور ہوگا جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَ سِوٰى زَيْدٍ وَ سَوَاءَ زَيْدٍ وَ حَاشَا زَيْدٍ

تیسری بات مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چار اقسام کا ذکر

فائدہ: مستثنیٰ کے اعراب بیان کرنے سے پہلے چند اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے۔

کلام موجب: وہ کلام ہے، جس میں نفی نہی استفہام نہ وہ۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

کلام غیر موجب: وہ کلام ہے، جس میں نفی، نہی، استفہام ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا

مستثنیٰ مفرغ: وہ کلام جس میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدٌ

اعراب کے اعتبار سے مستثنیٰ کی چار قسمیں ہیں

پہلی قسم: مستثنیٰ منصوب پڑھا جائے گا اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: مستثنیٰ متصل إِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا اس مثال میں زید مستثنیٰ متصل ہے اور إِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہے لہٰذا اس کو منصوب پڑھا جائے گا۔

دوسری صورت: مستثنیٰ منقطع ہو خواہ کلام موجب میں ہو یا کلام غیر موجب میں۔

کلام موجب کی مثال: جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

کلام غیر موجب کی مثال: مَا جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا

تیسری صورت: مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو اور کلام غیر موجب میں ہو۔ جیسے مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ اس مثال میں زَيْدًا مستثنیٰ ہے جو کہ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں واقع ہے لہٰذا منصوب پڑھا جائے گا۔

ان تین صورتوں میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ ان تین صورتوں میں مستثنیٰ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے اور ان میں ماقبل سے بدل واقع ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے لہٰذا مستثنیٰ کو منصوب پڑھا جائے گا۔

چوتھی صورت: عَدَا اور خَلَا کے بعد اکثر مستثنیٰ منصوب پڑھا جائے گا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا

عَدَا اور خَلَا کے بعد اکثر کے ہاں مستثنیٰ پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ دونوں فعل ہیں۔ جیسے خَلَا يَخْلُوْ اور عَدَا يَعْدُوْ عَدَا اور خَلَا کا فاعل وہ ضمیر ہے جو ان میں مستتر ہے جو فعل کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے اور ان کے مابعد مستثنیٰ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے بنا پر منصوب ہوگا اصل عبارت یوں ہوگی جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا مَجِيئُهُم زَيْدًا (میرے پاس قوم اس حال میں آئی کہ ان کا آنا زید سے تجاوز کرنے والا تھا)

پانچویں صورت: مَا خَلَا اور مَا عَدَا اور لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ مَا خَلَا زَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ مَا عَدَا زَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ لَيْسَ زَيْدًا، جَاءَنِي الْقَوْمُ لَا يَكُوْنُ زَيْدًا

دوسری قسم: مستثنیٰ إِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو۔ اس میں اعراب کے اعتبار سے دو وجہیں پڑھنا جائز ہے۔ (۱) نصب (۲) ماقبل سے بدل

نصب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ مستثنیٰ متصل ہے جو کہ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے، لہٰذا منصوب پڑھیں گے۔

ماقبل سے بدل واقع ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ بدل کلام میں مقصود ہوتا ہے اور بدل کے لیے کوئی مانع بھی نہیں

ہے لہٰذا یہ بدل واقع ہوگا۔ مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدٌ

منصوب پڑھنے کی مثال: مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدًا

بدل پڑھنے کی مثال: مَا جَاءَ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدٌ اس میں زَيْدٌ أَحَدٌ مستثنیٰ منہ سے بدل واقع ہے۔

تیسری قسم: جب مستثنیٰ مفرغ إِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب بحسب العوامل ہوگا یعنی عامل اگر رافع ہو تو مستثنیٰ پر بھی رفع ہوگا جیسے مَا جَاءَنِي إِلَّا زَيْدٌ مستثنیٰ فاعل ہے جَاءَنِي فعل کے لیے لہٰذا مرفوع ہوگا۔

- ......اور اگر عامل ناصب ہوگا تو مستثنیٰ پر بھی نصب آئے گا، جیسے مَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا اس مثال میں زَيْدًا مستثنیٰ ہے اور مَا رَأَيْتُ فعل کے لیے مفعول واقع ہے۔
- ......اور اگر عامل جارہ ہوگا تو مستثنیٰ پر بھی جر آئے گا، جیسے مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ اس مثال میں زَيْدٍ مجرور ہے اس پر عامل حرف جر باء ہے۔

چوتھی قسم: مستثنیٰ اگر غَيْر یا سِوَى یا سَوَاء یا حَاشَا کے بعد آئے تو اکثر نحویوں کے ہاں مجرور ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَسِوَى زَيْدٍ وَسَوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ

غَيْر، سِوَى، سَوَاء، حَاشَا ان حروف کے بعد مستثنیٰ مجرور ہونے کی وجہ: اکثر نحوی حضرات فرماتے ہیں کہ ان حروف کے بعد مستثنیٰ مجرور اس لیے ہوگا کہ یہ مضاف ہوں گے اور مستثنیٰ مضاف الیہ ہوگا اور حَاشَا کے بعد مستثنیٰ اس لیے مجرور ہوگا کہ اکثر نحویوں کے ہاں یہ حرف جر ہے جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ بعض نحویوں کے ہاں حَاشَا فعل ہے اور اس صورت میں زید امستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدًا

وَاعْلَمْ أَنَّ إِعْرَابَ غَيْر كَإِعْرَابِ الْمُسْتَثْنٰى بِإِلَّا تَقُوْلُ جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَنِي
اور جان لو کہ غَيْر کا اعراب مستثنیٰ بہ إِلَّا کے اعراب کی طرح ہے جیسے تو کہے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَنِي
غَيْرُ زَيْدٍ الْقَوْمِ وَمَا جَاءَنِي أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ وَاعْلَمْ أَنَّ لَفْظَةَ
غَيْرُ زَيْدٍ الْقَوْمِ وَمَا جَاءَنِي أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ اور جان لو کہ بے شک لفظ
غَيْر مَوْضُوْعَةٌ لِلصِّفَةِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلْاِسْتِثْنَاءِ كَمَا أَنَّ لَفْظَةَ إِلَّا مَوْضُوْعَةٌ لِلْاِسْتِثْنَاءِ
غَيْر صفت کے واسطے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی استثناء کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بے شک لفظ إِلَّا استثناء کے واسطے وضع کیا گیا ہے
وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا أَيْ غَيْرُ اللّٰهِ كَذٰلِكَ قَوْلُكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
اور کبھی کبھی صفت کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین اور آسمان میں بہت معبود ہوتے سوائے اللہ کے تو البتہ زمین وآسمان میں فساد برپا ہوجاتا) اور اسی طرح تیرا قول لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے)

چوتھی بات لفظ غَیرَ کے اعراب سے متعلق

لفظ غَیرَ کے اعراب مستثنٰی کے اعراب کی طرح پانچ صورتوں پر ہیں۔

۱)...... مستثنٰی متصل إلّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو غیر منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ

۲)...... مستثنٰی منقطع ہو تو غَیرَ منصوب ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ حِمَارٍ

۳)...... کلام غیر موجب میں مستثنٰی مستثنٰی منہ پر مقدم ہو تو منصوب ہوگا۔ جیسے مَا جَاءَنِي غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمُ

۴)...... کلام غیر موجب میں مستثنٰی إلّا کے بعد واقع اور مستثنٰی منہ بھی مذکور ہو تو غَیرَ کو نصب پڑھنا بھی جائز ہے اور مستثنٰی ماقبل سے بدل واقع ہونے کی صورت میں رفع بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے مَا جَاءَنِي أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ، مَا جَاءَنِي أَحَدٌ غَيْرُ زَيْدٍ

۵)...... مستثنٰی مفرّغ إلّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنٰی منہ بھی مذکور نہ ہو تو غَیرَ کا اعراب بھی حسب العوامل ہوگا۔ رفع کی مثال: مَا جَاءَنِي غَيْرُ زَيْدٍ، نصب کی مثال: مَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ، جر کی مثال: مَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ

پانچویں بات لفظ غَیرَ اور الا کا ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

۞...... لفظ غَیرَ کبھی إلّا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ

۞...... کبھی غَیرَ کی جگہ إلّا صفت کے لیے آتا ہے۔ جیسے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا

یہاں إلّا کو استثناء کے لیے نہیں بنا سکتے، کیونکہ اس صورت میں دو خرابیاں لازم آئیں گی۔

پہلی خرابی: یہ لازم آئے گی کہ آلِهَةٌ جمع منکور (نکرہ) ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جمع منکور سے استثناء بنانا جائز نہیں ہے۔

دوسری خرابی: یہ لازم آئے گی کہ اس کے معنی میں خرابی لازم آئے گی کیونکہ إلّا کو استثناء کے لیے بنائیں گے تو مذکورہ آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اگر زمین وآسمان میں کوئی الٰہ ہوتا مگر اللہ تو فساد ہو جاتا۔ اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ اللہ ان الٰہ کے ساتھ ہے اس لیے فساد نہیں ہوا، لیکن اللہ ان کے ساتھ نہ ہوتا تو فساد ہو جاتا حالانکہ یہ آیت توحید کو بیان کر رہی ہے یعنی زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ ہوتا تو فساد پڑ جاتا۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ: اس مثال میں بھی إلّا استثناء کے لیے بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر استثناء کے لیے بنائیں گے تو مستثنٰی متصل بنائیں گے اور یا منقطع اگر مستثنٰی متصل بنائیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ معبود برحق اللہ کے سوا کوئی نہیں لازم آتا ہے کہ معبودان باطلہ ہیں اور اگر مستثنٰی منقطع بنائیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ معبودان باطلہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو لازم آتا ہے کہ معبودان برحق ہیں جب کہ دونوں معنی غلط ہیں۔ یہاں یہ إلّا غَیرَ کے معنی میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

منصوبات کی نویں قسم کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر

فَصلٌ: خبرُ کَانَ وَأَخوَاتِهَا هوَ المُسنَدُ بَعدَ دُخُولِهَا نَحوُ کَانَ زَیدٌ قَائِمًا وَحُکمُهٗ کَحُکمِ خَبرِ الْمُبتَدَإ إلّا
کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر وہ مسند ہوتی ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے کَانَ زَیدٌ قَائِمًا اور حکم اس کا مبتدا کی خبر کے حکم کی مانند
أَنَّهٗ یَجُوزُ تَقدِیمُهٗ عَلَی اسمَائِهَا مَعَ کَونِهٖ مَعرِفَةً بِخِلَافِ خَبرِ الْمُبتَدَإ نَحوُ کَانَ الْقَائِمَ زَیدٌ
ہے سوائے اس بات کے کہ کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ وہ تو ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہے جب کہ مبتدا کی خبر جب معرفہ ہے تو اسے مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے کَانَ الْقَائِمَ زَیدٌ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی نویں قسم کَانَ اور اس کے اخوات (یعنی افعال ناقصہ) کی خبر کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف

دوسری بات: کَانَ کی خبر اور مبتدا کی خبر میں فرق

پہلی بات — کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف

کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو۔ جیسے کَانَ زَیدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) اس میں قَائِمًا کَانَ کی خبر ہے جو کہ کان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم: مبتدا کی خبر کی طرح ہے۔ جیسے مبتدا کی خبر مفرد، جملہ، معرفہ، نکرہ، واحد اور متعدد ہوتی ہے اسی طرح کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر بھی سب احکام میں مبتدا کی خبر کے مثل ہے۔

دوسری بات — کَانَ کی خبر اور مبتدا کی خبر میں فرق

کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر اور مبتدا کی خبر میں صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ ہو تو اپنے اسم پر مقدم ہو سکتی ہے، یعنی اس کا اپنے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے، جیسے کَانَ الْقَائِمَ زَیدٌ کہنا درست ہے، برخلاف مبتدا کی خبر کے کہ اس کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے، جب وہ معرفہ ہو، کیونکہ اس صورت میں مبتدا اور خبر میں التباس ہو جائے گا جب کہ کَانَ اور اس کے اخوات کی خبر اور اسم کے اعراب مختلف ہونے کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں ہے۔

منصوبات کی دسویں قسم إِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم

فَصْلٌ: اِسْمُ إِنَّ وَأَخَوَاتِهَا وَهُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ
إِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو جیسے إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ (بے شک زید کھڑا ہے)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی دسویں قسم إِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم ذکر فرما رہے ہیں۔

إِنَّ اور اس کے اخوات کا اسم: وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو اور وہ اسم کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ (بیشک زید کھڑا ہے) اس مثال میں زَيْدًا إِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

منصوبات کی گیارہویں قسم لائے نفی جنس کا اسم

فَصْلٌ: اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ هُوَ الْمُسْنَدُ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا وَ يَلِيْهَا نَكِرَةٌ مُضَافَةٌ نَحْوُ
اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ وہ ہے جو مسند الیہ ہو اس کے داخل ہونے کے بعد درانحالیکہ اس کے ساتھ ملا ہو نکرہ مضاف جیسے
لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ أَوْ مُشَابِهٌ لَهَا نَحْوُ لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ فَإِنْ كَانَ بَعْدَ لَا نَكِرَةٌ مُفْرَدَةٌ تُبْنٰى عَلَى الْفَتْحِ
لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ یا مشابہ مضاف ہو جیسے لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ پس اگر لَا کے بعد نکرہ مفرد ہو تو وہ مبنی بر فتحہ ہوگا
نَحْوُ لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ وَإِنْ كَانَ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً مَفْصُوْلًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ لَا كَانَ مَرْفُوْعًا وَيَجِبُ تَكْرِيْرُ لَا مَعَ اسْمٍ
جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ اور اگر لَا کے بعد معرفہ ہو یا ایسا نکرہ ہو جس کے اور لَا کے درمیان فاصلہ ہو تو وہ نکرہ مرفوع ہوگا اور لَا کا مکرر لانا
أٰخَرَ تَقُوْلُ لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَ لَا عَمْرٌو وَ لَا فِيْهَا رَجُلٌ وَ لَا امْرَأَةٌ وَيَجُوْزُ فِي مِثْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ خَمْسَةُ
واجب دوسرے اسم کے ساتھ جیسے لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَ لَا عَمْرٌو وَ لَا فِيْهَا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ (اس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے أَزَيْدٌ فِي الدَّارِ أَمِ امْرَأَةٌ) اور جائز ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ جیسی مثالوں میں پانچ
أَوْجُهٍ فَتْحُهُمَا وَرَفْعُهُمَا وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَنَصْبُ الثَّانِي وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِي وَرَفْعُ الْأَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِي
وجہیں دونوں کا فتحہ، دونوں کا رفع، اول کا فتحہ اور ثانی کا نصب، اور اول کا فتحہ اور ثانی کا رفع اور اول کا رفع اور ثانی کا فتحہ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی گیارہویں قسم لائے نفی جنس کا اسم ذکر فرما رہے ہیں اس فصل میں چار باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: لائے نفی جنس کے اسم کی تعریف اور مثال

دوسری بات: لائے نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر

تیسری بات: لائے نفی جنس کے اسم کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی صورتیں

چوتھی بات: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ جیسی مثال کی اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں

پہلی بات　　　　لائے نفی جنس کے اسم کی تعریف اور مثال

لائے نفی جنس کا اسم وہ ہے جو مسند الیہ ہو، اس کے داخل ہونے کے بعد جب کہ اس لا کے ساتھ نکرہ مضاف ملا ہوا ہو یا شبہ مضاف ملا ہوا ہو۔

دوسری بات　　　　لائے نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر

(۱) لائے نفی کے درمیان فاصلہ نہ ہو　　　(۲) نکرہ مضاف ہو　　　(۳) نکرہ شبہ مضاف ہو۔

مثال: نکرہ مضاف ملا ہوا ہو۔ جیسے **لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ** (نہیں ہے کسی مرد کا کوئی غلام گھر میں) اس مثال میں **لَا** نفی جنس کا ہے **غُلَامَ** نکرہ مضاف ہے جو **لَا** کے ساتھ متصل ہے **رَجُلٍ** مضاف الیہ ہے اب **غُلَامَ** مضاف **رَجُلٍ** مضاف الیہ سے ملکر لائے نفی جنس کا اسم ہے **فِي الدَّارِ** ظرف مستقر اس کی خبر ہے۔ اس میں **غُلَامَ** کو نصب لائے نفی جنس نے دیا ہے۔

لا کے ساتھ مشابہ مضاف ملا ہوا ہو۔ جیسے **لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ** (نہیں ہیں بیس درہم تھیلی میں) اس مثال میں **لَا** نفی جنس کا ہے **عِشْرِيْنَ** نکرہ مشابہ مضاف ہے جو کہ لا کے ساتھ ملا ہوا ہے (**عِشْرِيْنَ** مشابہ مضاف اس لیے ہے کہ جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر نامکمل ہے اسی طرح **عِشْرِيْنَ** ممیز بھی تمیز کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے) **دِرْهَمًا** اس کی تمیز ہے ممیز تمیز ملکر لا کا اسم **فِي الْكِيْسِ** ظرف مستقر اس کی خبر بنے گی۔

تیسری بات　　　　لائے نفی جنس کے اسم کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی صورتیں

پہلی صورت: اگر **لَا** نفی جنس کے بعد اس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو اس کا اسم مبنی بر فتحہ ہوگا جیسے **لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ** اس مثال میں **رَجُلَ** نکرہ ہے اور مفرد ہے، لہٰذا مبنی بر فتحہ ہوگا۔

نکرہ مفرد مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ: لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ اس لیے ہوگا کہ اس صورت میں نکرہ مفرد من کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو تو وہ اسم مبنی ہوتا ہے جس طرح حرف مبنی ہوتا ہے کیونکہ تمام حروف مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے **لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ** کا معنی ہے **لَا مِنْ رَجُلٍ فِي الدَّارِ** کیونکہ یہ جملہ اس شخص کے جواب میں ہے جس نے کہا: **هَلْ مِنْ رَجُلٍ فِي الدَّارِ؟** تو جواب دیا گیا: **لَا مِنْ رَجُلٍ فِي الدَّارِ** پھر تخفیف کے لیے **مِنْ** کو حذف کر دیا اور مبنی پر فتحہ اس لیے کہ اخف الحرکات ہے یعنی خفیف اور ہلکا ہے۔ یہاں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہو لہٰذا یہ حکم تثنیہ اور جمع کو بھی شامل ہوگا۔

دوسری صورت: اگر لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو وہ مرفوع ہوگا اور وہ **لَا** مکرر آئے گا دوسرے اسم کے ساتھ۔ جیسے **لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَ لَا عَمْرٌو** اس مثال میں زید معرفہ ہے لہٰذا یہ مرفوع ہوگا اور **لَا** دوسرے اسم کے ساتھ مکرر ہوگا۔

مثال: **لَا فِيْهَا رَجُلٌ وَ لَا امْرَأَةٌ** اس مثال میں **رَجُلٌ** نکرہ ہے اس کے اور **لَا** کے درمیان **فِيْهَا** کا فصل ہے لہٰذا **رَجُلٌ** مرفوع پڑھا جائے گا اور **لَا** دوسرے اسم کے ساتھ مکرر بھی لایا گیا ہے جیسے **وَ لَا امْرَأَةٌ**

مذکورہ دونوں صورتوں میں لائے نفی جنس کے اسم کو مرفوع پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ پہلی صورت میں لَا نفی جنس کا اسم ہے اس لیے مرفوع ہوگا کہ لَا کو واضع نے نکرہ کی صفت کی نفی کے لیے وضع کیا ہے لہٰذا اس کا اثر معرفہ پر نہیں ہوگا اس کا عمل لغو ہو جائے گا لہذا اسم نکرہ مفصول ہو تو بھی لَا عمل نہیں کرے گا لہٰذا بعد والا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

لَا کو دوسرے اسم کے ساتھ مکرر لانے کی وجہ: یہ ہے کہ تا کہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے چونکہ لَا زَیْدٌ فِي الدَّارِ وَ لَا عَمْرٌو تاکید نفی کے لیے اور قوۃ کا عطف حول کے محل پر ہے اور حول حقیقت میں مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے لہٰذا قوۃ بھی مرفوع ہوگا معطوف ہونے کی وجہ سے اس صورت میں بھی دو وجہیں جائز ہیں مفرد کا عطف مفرد پر یا جملہ کا عطف جملہ پر۔

چوتھی بات لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ جیسے مثال کی اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ جیسی مثال میں اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں جائز ہیں۔

پہلی صورت: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ دونوں اسم مبنی بر فتحہ پڑھنا۔ اس صورت میں دونوں لائے جنس ہوں گے اور حَوْلَ اور قُوَّةَ ان کا اسم ہوگا اور لائے نفی جنس کا اسم جب نکرہ مفرد ہو تو وہ مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں ترکیب کے اعتبار سے دو احتمالات جائز ہیں۔

پہلا احتمال: مفرد کا عطف مفرد پر ہو اور دونوں کی خبر ایک ہو اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَ لَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتَانِ بِاَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ اس مثال میں لَا قُوَّةَ مفرد کا عطف لَا حَوْلَ مفرد پر ہوگا اور ثَابِتَانِ بِاَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ دونوں کی خبر ہوگی۔

دوسرا احتمال: یہ ہے کہ جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ وَ لَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ اس صورت میں لَا قُوَّةَ جملہ کا عطف لَا حَوْلَ جملہ پر ہوا ہے ان دونوں جملوں کی خبر الگ الگ ہے۔

دوسری صورت: لَا حَوْلٌ وَ لَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللهِ دونوں اسموں کو مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھیں گے اس صورت میں دونوں جگہ لَا زائد ہوگا۔ اس وقت یہ جملہ ایک سوال کے جواب میں واقع ہوگا سوال یہ ہے: أَبِغَيْرِ اللهِ حَوْلٌ وَ قُوَّةٌ؟ (کیا اللہ کے بغیر گناہ سے پھرنا اور عبادت پر طاقت ہے) پس سوال کے مطابقت کی وجہ سے حَوْلٌ وَ قُوَّةٌ مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہیں۔ اس میں بھی دو وجہیں ہیں: جملہ کا عطف جملہ پر اور مفرد کا عطف مفرد پر ہو سکتا ہے۔

تیسری صورت: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةً إِلَّا بِاللهِ پہلا اسم مبنی بر فتحہ ہوگا اور دوسرے اسم پر نصب آئے گا تنوین کے ساتھ

اس صورت میں اول لَا نفی جنس کا ہوگا اور دوسرا لَا زائد نفی تاکید ہے اور قُوَّۃَ کا عطف حَوْلَ کے لفظ پر ہوگا، اس صورت میں مفرد کا عطف مفرد اور جملہ کا عطف جملہ پر جائز ہے۔

چوتھی صورت: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ اول کا فتحہ اور ثانی کا رفع۔ اول کا لَا نفی جنس کا ہوگا دوسرا تنوین کے ساتھ مرفوع ہوگا۔ اس میں دوسرے اسم کا لَا زائد ہے۔

پانچویں صورت: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اول اسم کا رفع مع التنوین اور دوسرے اسم کا فتحہ۔ اول قسم کو رفع اس بنا پر کہ یہ لَا مشبہ بلیس ہے دوسرے کا اس بنا پر کہ یہ لَا نفی جنس کا ہے لیکن اول اسم کا رفع ضعیف ہے کیونکہ لَا بمعنی لَیْسَ کم استعمال ہوتا ہے۔

اس صورت میں عطف الجملة علی الجملة والی صورت جائز ہے لیکن عطف المفرد علی المفرد والی صورت جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں دونوں کی خبر ایک ہوتی ہے جب کہ لائے نفی جنس کی خبر منصوب اور مشبہ بلیس کی خبر مرفوع ہوتی ہے لہٰذا ایک خبر دونوں کی نہیں ہو سکتی ہے۔

وَقَدْ يُحْذَفُ اِسْمُ لَا لِقَرِيْنَةٍ نَحْوُ لَا عَلَيْکَ أَيْ لَا بَأْسَ عَلَيْکَ
اور کبھی کبھی لائے نفی جنس کا اسم کسی قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے لَا عَلَيْکَ یعنی لَا بَأْسَ عَلَيْکَ (تجھ پر کوئی حرج نہیں)

کبھی لائے نفی جنس کا اسم قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے۔

قرینہ: یہ ہے کہ لَا عَلَيْکَ اصل میں لَا بَأْسَ عَلَيْکَ تھا بأس کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ لَا حرف ہے اور عَلَيْکَ میں بھی عَلٰي حرف جارہ ہے تو حرف داخل ہوا ہے جب کہ حرف پر حرف داخل نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے جو کہ بَأْسَ ہے۔

خَبَرُ مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ

فَصْلٌ: خَبَرُ مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَازَيْدٌ قَائِمًا
مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر وہ ہے جو مسند ہو ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد جیسے مَازَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے)
وَ لَا رَجُلٌ حَاضِرًا اِنْ وَقَعَ الْخَبَرُ بَعْدَ اِلَّا نَحْوُ مَا زَيْدٌ اِلَّا قَائِمٌ اَوْ تَقَدَّمَ الْخَبَرُ
لَا رَجُلٌ حَاضِرًا (آدمی حاضر نہیں ہے) اور اگر خبر اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے مَا زَيْدٌ اِلَّا قَائِمٌ (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا) یا خبر اسم
عَلَى الْاِسْمِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ زِيْدَتْ اِنْ بَعْدَ مَا نَحْوُ مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ بَطَلَ الْعَمَلُ كَمَا رَأَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ
پر مقدم ہو جائے جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ یا زیادہ کیا جائے اِنْ کو مَا کے بعد جیسے مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ تو مَا اور لَا کا عمل باطل ہو جائے گا جیسے کہ آپ نے

وَ هٰذِهٖ لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ وَ اَمَّا بَنُوْ تَمِيْمٍ فَلَا يُعْمِلُوْنَهُمَا اَصْلًا قَالَ الشَّاعِرُ عَنْ لِسَانِ بَنِيْ تَمِيْمٍ شِعْرٌ
مثالوں میں دیکھ لیا اور یہ لغت اہل حجاز کی ہے لیکن بنو تمیم پس وہ اب دونوں کو عمل نہیں دیتے ہیں شاعر نے شعر بنی تمیم کی زبان میں کہا ہے:
وَ مُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ بِرَفْعِ حَرَامٍ
بعض پتلی کمر والے اپنی نزاکت میں شاخ کی طرح ہوتے ہیں میں نے ان سے کہا اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔ حَرَامٌ کے رفع کے ساتھ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی بارہویں قسم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر کو ذکر فرمارہے ہیں، اس فصل میں تین باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات : مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر اور مثال

دوسری بات: مَا اور لَا کے عمل کے باطل ہونے کی تین صورتیں

تیسری بات: مَا اور لَا کے عامل بننے اور نہ بننے سے متعلق اہل حجاز اور بنی تمیم کے مسلک کا اظہار اور زہیر شاعر کا شعر

پہلی بات مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر کی تعریف اور مثال

مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر وہ ہے جو مسند ہے ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا اس میں قَائِمًا، مَا کی خبر ہے اور مسند ہے مَا کے داخل ہونے کے بعد، لہٰذا یہ منصوب ہوگی۔ لَا رَجُلٌ حَاضِرًا اس مثال میں حَاضِرًا لَا کی خبر ہے جو کہ لَا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے اور منصوب ہے۔

دوسری بات مَا اور لَا کے عمل کے باطل ہونے کی تین صورتیں

پہلی صورت: مَا اور لَا کے اسم اور خبر کے درمیان لفظ اِلَّا ہو تو مَا اور لَا کا عمل باطل ہوجاتا ہے۔ جیسے مَا زَيْدٌ اِلَّا قَائِمٌ اس مثال میں اِلَّا اسم اور خبر کے درمیان میں آنے کی وجہ سے مَا نے قَائِمٌ میں عمل نہیں کیا۔ اس صورت میں اس کا عمل باطل ہوجاتا ہے۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ مَا اور لَا لَيْسَ کی مشابہت کی وجہ سے عمل کررہے ہیں اور مشابہت نفی میں ہے لَيْسَ کے ساتھ۔ اب جب اس کے بعد اِلَّا آگیا تو نفی والا معنی ختم ہوگیا اور اثبات والا معنی آگیا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نفی پر داخل ہوجائے تو اثبات پیدا ہوجاتا ہے اور نفی والا معنی ختم ہوجاتا ہے۔ اب جب نفی والا معنی ختم ہوجائے تو لَيْسَ کے ساتھ مشابہت بھی ختم ہوجائے گی تو ان کا عمل بھی ختم اور باطل ہوجائے گا۔

دوسری صورت: مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہوجائے تو بھی ان کا عمل باطل ہوجائے گا۔

جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ اس میں قَائِمٌ جو مَا کی خبر ہے وہ اسم پر مقدم کی گئی ہے لہٰذا مَا کا عمل باطل ہو گا اور مَا عمل نہیں کرے گا۔ پس مَا قَائِمٌ زَیْدٌ مبتدا خبر ہوں گے۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: مَا کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت میں مَا کا عمل باطل ہو گا کیونکہ مَا اور لَا عمل میں ضعیف ہیں اور کمزور ہیں اور صرف اسی وقت عمل کرتے ہیں جب تک اسم اور خبر کی ترتیب باقی رہے۔ خبر کو مقدم کرنے کی صورت مین ترتیب ختم ہو جاتی ہے تو ان کا عمل بھی باطل ہو جائے گا۔

تیسری صورت: مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ اور ان کے اسم کے درمیان لفظ ان کا فصل آجائے تو پھر بھی إِنْ کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور یہ عمل نہیں کرتے ہیں۔ جیسے مَا إِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ اس مثال میں مَا اور اس کے اس کے اسم کے درمیان إِنْ کا فصل آ گیا ہے، لہٰذا مَا کا عمل باطل ہو جائے گا۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ اور اس کے اسم کے درمیان لفظ إِنْ آجائے تو اس لیے إِنْ کا عمل باطل ہو جاتا ہے کہ چونکہ مَا اور لَا عمل کرنے میں کمزور ہوتے ہیں لہٰذا یہ اتصال والی صورت میں تو عمل کرتے ہیں یعنی وہ اپنے اسم کے ساتھ ملے ہوئے ہوں تو اگر ان کے بیچ میں فصل آجائے تو عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے لہٰذا یہاں بھی إِنْ کی وجہ سے فصل آ گیا ہے جس کی وجہ سے ما کا عمل باطل ہو جائے گا۔

تیسری بات: مَا اور لَا کے عامل بننے اور نہ بننے سے متعلق اہل حجاز اور بنی تمیم کے مسلک کا اظہار اور زہیر شاعر کا شعر

اہل حجاز کا موقف: یہ ہے کہ وہ مَا اور لَا کو عمل دیتے ہیں چونکہ ان کی مشابہت لیس کے ساتھ ہے جس طرح لیس عمل کرتا ہے، یہ بھی عمل کریں گے۔ اہل حجاز کی لغت میں قرآن اترا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے مَا هٰذَا بَشَرًا اس میں بَشَرًا میں مَا نے عمل کیا ہے۔

بنو تمیم کا موقف: بنو تمیم والے حضرات مَا وَ لَا کو عمل نہیں دیتے ہیں بلکہ مَا اور لَا داخل ہونے سے پہلے وہ اسم مبتدا اور خبر تھے تو مَا اور لَا کے داخل ہونے کے بعد بھی مبتدا و خبر ہوں گے۔ مصنف بنو تمیم کے موقف کے لیے بنو تمیم کے زہیر نامی شاعر کا شعر پیش فرما رہے ہیں کہ اس نے بھی مَا اور لَا کو عمل نہیں دیا ہے۔

ترجیح: ترجیح اہل حجاز کو ہے، کیونکہ ان کا استدلال قرآن مجید کی آیت کریم ہے۔ مختصر اً مَا مشبّہ بلیس عمل کرتا ہے۔

شعر

وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ

ترجمہ: بعض پتلی کمر والے اپنی نزاکت میں شاخ کی طرح ہوتے ہیں، میں نے ان سے کہا: اپنا نسب بیان کر، تو

اس نے جواب دیا کہ: عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔

شعر کی وضاحت: یہ ہے کہ بعض پتلی کمر والے نزاکت میں مثل شاخ کے تھے میں نے ان سے کہا کہ تو اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب میں کہا کہ میرے نزدیک محبوب کا محب و عاشق کو قتل کرنا حرام نہیں ہے یعنی میں ان محبوبوں اور معشوقوں میں سے ہوں جن کے ہاں عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں تھا۔

محل استشہاد: اس شاعر نے ضمناً اپنا نسب بیان کیا ہے کہ میں بنو تمیم قبیلہ سے ہوں اس طرح کہ حَرَامٌ مرفوع پڑھا حالانکہ پیچھے مَامُشْبَهٌ بِلَيْسَ ہے مگر اس نے اس کو عمل نہیں دیا۔

ترکیب شعر: واو بمعنی حرف جار، مُهَفْهَفٌ موصوف، كَالْغُصْنِ بطریقہ كَ بمعنی مثل مضاف الْغُصْنِ مضاف الیہ ہوا اب مضاف مع مضاف الیہ ملکر صفت ہوا مُهَفْهَفٌ موصوف کے لیے، اب موصوف مع صفت لفظاً مجرور محلاً مرفوع مبتدا، قُلْتُ فعل تُ ضمیر بارز فاعل، لَهُ قُلْتُ سے متعلق ہوا، اب قُلْتُ فعل مع فاعل اور مع متعلق ملکر قول ہوا، انْتَسِبْ فعل أَنْتَ ضمیر مستتر ہو کر فاعل ہوا، اب انْتَسِبْ فعل مع فاعل ملکر مقولہ ہوا، اب قول مع المقولہ ملکر خبر ہوا اب مبتدا مع الخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، فَاءُ عاطفہ أَجَابَ فعل ضمیر أَنَا مستتر فاعل، مَا مشبہ بلیس، قَتْلُ الْمُحِبِّ مضاف مع مضاف الیہ ملکر ما کے لیے اسم ہوا، حَرَامٌ خبر ما کے لیے، ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول بہ أَجَابَ کا، اب أَجَابَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

تمارین

سوال نمبر۱: حال کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر۲: حال میں عامل کیا ہوتا ہے ان کی اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۳: حال کا جملے پر مقدم کرنا کب واجب ہوتا ہے؟

سوال نمبر۴: حال کے عامل کو حذف کیا جاتا ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر۵: تمیز کی تعریف کریں اور اس کی مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۶: تمیز کس چیز کے بعد ذکر کی جاتی ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۷: کیا تمیز جملہ کے بعد ذکر کی جاتی ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۸: تمیز کی اقسام کتنی ہیں مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر۹: مستثنیٰ کی تعریف کریں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۰: مستثنیٰ کی کتنی اقسام ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۱: مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے اقسام بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۲: استثناء مفرغ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۳: کلام موجب اور کلام غیر موجب کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۱۴: لفظ غَیرَ کا اعراب کیا ہے مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۵: إلَّا اور غَیرَ میں کیا فرق ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۶: مستثنیٰ کا اعراب خَلَا، عَدَا اور حَاشَا اور سِوٰی کی صورت میں کیا ہوگا مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۷: مستثنیٰ کو مرفوع پڑھنا کب جائز ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۸: مستثنیٰ میں نصب کب متعین ہوتا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۹: خبر کَانَ کا حکم کیا ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۲۰: اسم إنَّ اور اس کے اخوات کیا ہیں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۲۱: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاللهِ میں اعراب کے اعتبار سے کتنی توجیہات بنتی ہیں تفصیل سے ذکر کریں؟

سوال نمبر۲۲: مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ کو عمل دینے میں اہل حجاز کی کیا دلیل ہے اور عمل نہ دینے میں بنی تمیم کی کیا دلیل ہے؟

سوال نمبر ۲۳: مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْس میں عمل کب لغو ہو جاتا ہے مثال سے واضح کریں؟

اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِي الْمَجْرُوْرَاتِ

اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِي الْمَجْرُوْرَاتِ اَلْأَسْمَاءُ الْمَجْرُوْرَةُ هِيَ الْمُضَافُ إِلَيْهِ فَقَطْ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ إِلَيْهِ شَيْءٌ
مقصد ثالث مجرورات میں ہے اسمائے مجرور فقط مضاف الیہ ہی ہے اور مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو
بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَ يُعَبَّرُ عَنْ هٰذَا التَّرْكِيْبِ فِي الْاِصْطِلَاحِ بِأَنَّهُ الْجَارُّ وَ الْمَجْرُوْرُ أَوْ
بواسطہ حرف جر کے خواہ حرف جر لفظاً موجود ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور اصطلاح میں اس کی ترکیب کو تعبیر کیا جاتا ہے جار و مجرور کے طور پر یا
تَقْدِيْرًا نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ فَإِنَّهُ تَقْدِيْرُهُ غُلَامٌ لِزَيْدٍ وَيُعَبَّرُ عَنْهُ فِي الْاِصْطِلَاحِ بِأَنَّهُ مُضَافٌ وَمُضَافٌ إِلَيْهِ وَيَجِبُ
وہ حرف جر مقدر ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اس کی تقدیری عبارت غُلَامٌ لِزَيْدٍ ہے اور اصطلاح میں اس کو مضاف اور مضاف الیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور واجب
تَجْرِيْدُ الْمُضَافِ عَنِ التَّنْوِيْنِ وَمَا يَقُوْمُ مَقَامَهُ وَهُوَ نُوْنُ التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ وَ غُلَامَا زَيْدٍ وَ مُسْلِمُوْ مِصْرٍ
ہے مضاف کو خالی کرنا تنوین سے اور اس چیز سے جو تنوین کے قائم مقام ہے اور وہ نون تثنیہ اور جمع ہیں جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اور غُلَامَا زَيْدٍ اور مُسْلِمُوْ مِصْرٍ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مقاصد ثلاثہ میں سے مرفوعات اور منصوبات کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے مقصد ثالث مجرورات کی بحث کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس میں مصنف نے پانچ باتیں ذکر فرمائیں ہیں۔

پہلی بات : مضاف الیہ کی تعریف

دوسری بات: مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کا ذکر

تیسری بات: اضافت کی اقسام اور اضافت معنویہ کی تعریف، اقسام اور اس کے فائدے

چوتھی بات : اضافت لفظیہ کی تعریف اور اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا ذکر اور اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

پانچویں بات: مضاف سے متعلق چند قاعدے

پہلی بات مضاف الیہ کی تعریف

مضاف الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف نسبت کی گئی ہو کسی شے کی (خواہ وہ شے فعل ہو یا اسم) بواسطہ حرف جر کے خواہ حرف لفظاً موجود ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور اس کا اصطلاح میں جار مجرور کہتے ہیں خواہ تقدیراً موجود ہو۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَيْدٍ تھا اس میں لام حرف جر تقدیراً موجود ہے اور اسے نحوی اصطلاح میں مضاف مضاف الیہ کہتے ہیں۔

دوسری بات مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کا ذکر

مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین (یعنی نون تثنیہ اور نون جمع سالم) سے خالی ہونا واجب ہے۔

مضاف پر تنوین اور قائم مقام تنوین نہ آنے کی وجہ: یہ ہے کہ تنوین اور قائم مقام تنوین کلمہ کے تام ہونے کی علامت ہیں بخلاف اضافت کے وہ مضاف کا مضاف الیہ کے ساتھ اتصال پیدا کرتی ہے اور اضافت کی وجہ سے مضاف مضاف الیہ کے بغیر ناتمام رہتا ہے لہٰذا مضاف کا تنوین و قائم مقام تنوین سے خالی ہونا ضروری ہے۔

مضاف کا تنوین سے خالی ہونے کی مثال: جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ اس مثال میں غلام مضاف ہے جو کہ تنوین سے خالی ہے۔

مضاف کا قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کی مثال: جیسے جَاءَنِیْ غُلَامَا زَیْدٍ اور مُسْلِمُوْ مِصْرٍ ان دونوں میں اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ و جمع گر گیا۔

مضاف کے شروع میں الف لام بھی نہیں ہوتا ہے: کیونکہ یہ بھی کلمہ تام ہونے پر دلالت کرتا ہے جو اضافت کے منافی ہے جیسے اَلْغُلَامُ کی اضافت جب زَیْد کی طرف کریں گے تو الف لام گر جائے گا غُلَامُ زَیْدٍ پڑھا جائے گا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِضَافَةَ عَلٰی قِسْمَیْنِ مَعْنَوِیَّةٍ وَلَفْظِیَّةٍ اَمَّا الْمَعْنَوِیَّةُ وَهِيَ أَنْ یَکُوْنَ الْمُضَافُ غَیْرَ صِفَةٍ مُضَافَةٍ إِلٰی
اور جان لیجیے کہ بے شک اضافت دو قسم پر ہے معنویہ اور لفظیہ بہر حال معنویہ یہ ہے کہ مضاف الیہ ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی
مَعْمُوْلِهَا وَهِيَ إِمَّا بِمَعْنَی اللَّامِ نَحْوُ غُلَامُ زَیْدٍ اَوْ بِمَعْنٰی مِنْ نَحْوُ خَاتَمُ فِضَّةٍ اَوْ بِمَعْنٰی فِیْ نَحْوُ صَلَاةُ اللَّیْلِ
طرف مضاف ہو اور یہ کبھی بمعنی لام ہوگی۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ یا بمعنی مِنْ ہوگی جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ یا بمعنی فِیْ ہوگی جیسے صَلَاةُ اللَّیْلِ
وَفَائِدَةُ هٰذِهِ الْاِضَافَةِ تَعْرِیْفُ الْمُضَافِ إِنْ أُضِیْفَ إِلٰی مَعْرِفَةٍ کَمَا مَرَّ وَتَخْصِیْصُهٗ إِنْ أُضِیْفَ إِلٰی نَکِرَةٍ کَغُلَامِ رَجُلٍ
اور اس کی اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف معرفہ بنانا ہے اگر اس کی اضافت معرفہ کی طرف ہو، جیسے گزر چکا ہے یا اس کو مخصص بنانا ہے اگر اس کی اضافت کی جائے نکرہ کی طرف جیسے غُلَامُ رَجُلٍ
وَاَمَّا اللَّفْظِیَّةُ فَهِيَ أَنْ یَکُوْنَ الْمُضَافُ صِفَةً مُضَافَةً إِلٰی مَعْمُوْلِهَا وَهِيَ فِيْ تَقْدِیْرِ الْاِنْفِصَالِ فِي اللَّفْظِ
اور اضافت لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہ اضافت لفظیہ معنی کے لحاظ سے تقدیر انفصال میں ہے
نَحْوُ ضَارِبُ زَیْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْهِ وَفَائِدَتُهَا تَخْفِیْفٌ فِي اللَّفْظِ فَقَطْ
جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْهِ اور اس کا فائدہ صرف لفظوں میں تخفیف پیدا کرنا ہے۔

تیسری بات اضافت کی اقسام اور اضافت معنویہ کی تعریف، اقسام اور اس کے فائدے

اضافت کی دو اقسام ہیں: (۱) اضافت معنوی (۲) اضافت لفظیہ

اضافت معنویہ کی تعریف: اضافت معنویہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔

یہاں صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل ہیں اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول

بہ ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ مضاف صفت نہیں ہوگا بلکہ اسم جامد ہوگا۔
جس کے مستعمل ہونے کی تین صورتیں ہیں:

۱)......مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اس مثال میں غلام نہ صیغہ صفت ہے اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہے (یعنی فاعل یا مفعول کی طرف بلکہ غلام اسم جامد ہے)

۲)......مضاف صیغہ صفت ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو۔ کَرِیْمُ الْبَلَدِ اس مثال میں کَرِیْم صیغہ صفت ہے جو کہ اَلْبَلَدِ کی طرف مضاف ہے معمول کی طرف مضاف نہیں اس لیے کہ اَلْبَلَد نہ تو اس کا فاعل ہے اور نہ ہی مفعول بہ ہے بلکہ اس کا ظرف ہے چنانچہ کَرِیْمُ الْبَلَدِ کہنا درست نہیں کیونکہ شہر کَرِیْم نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ اَلْبَلَدُ کَرِیْمٌ کے لیے فاعل نہیں بن سکتا ہے۔

۳)......مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے ضَرْبُ الْیَوْمِ

اضافت معنویہ کی اقسام

پہلی قسم : اضافت لامیہ
دوسری قسم: اضافت منیہ
تیسری قسم: اضافت فویہ

اضافت لامیہ: سے مراد یہ ہے کہ جہاں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے نہ ہو بلکہ مبائن ہو اور مضاف کے لیے ظرف بھی نہ بنے۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ

اضافت منیہ: سے مراد یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہو، یعنی جس پر مضاف صادق آئے اس پر مضاف الیہ بھی صادق آئے۔ جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ اصل میں خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ تھا چونکہ اس میں مِنْ مقدر ہے اس لیے اس کو اضافت منیہ اور بیانیہ کہتے ہیں۔

اضافت فویہ: سے مراد یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کے لیے ظرف ہو خواہ ظرف زمان ہو یا ظرف مکان۔ جیسے صَلَاةُ اللَّیْلِ یہ اصل میں تھا صَلَاةٌ فِی اللَّیْلِ چونکہ اس میں فِی مقدر ہے اس لیے اس کو اضافت فویہ اور ظرفیہ بھی کہتے ہیں۔

اضافت معنویہ کے فائدے

فائدہ ۱: اضافت معنویہ تعریف کا فائدہ دیتی ہے چنانچہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو مضاف بھی معرفہ ہو جائے گا اگر چہ وہ نکرہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اس مثال میں غُلَام نکرہ تھا یعنی کسی بھی غُلَام کی زَیْد معرفہ کی طرف اضافت کی جائے تو وہ غُلَام جو نکرہ تھا اس اضافت کی وجہ سے وہ بھی معرفہ بن گیا۔

فائدہ ۲: اضافت معنویہ تخصیص کا فائدہ دیتی ہے اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو مضاف میں تخصیص پیدا ہو

جائے گی پس مضاف پہلے بہت سے افراد کو شامل تھا اب تھوڑے افراد کو شامل ہوگا۔ جیسے غُلَامُ رَجُلٍ اس مثال میں غُلَامُ نکرہ تھا مرد کا غلام ہو یا عورت کا آگے رَجُلٍ کی طرف اضافت کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوئی یعنی عورت کا غلام نہیں ہے بلکہ مرد کا غلام ہے اس میں تخصیص آگئی اور افراد کم ہو گئے اب صرف مرد کے غلام کو شامل ہے۔

چوتھی بات اضافت لفظیہ کی تعریف اور اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا ذکر اور اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

اضافت لفظیہ کی تعریف: اضافت لفظیہ وہ صیغہ صفت ہے جو اپنے معمول (یعنی فاعل یا مفعول) کی طرف مضاف ہو۔

اضافت لفظیہ کا تقدیرًا انفصال پر ہونے کا ذکر

اضافت لفظیہ میں بظاہر تو مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہے لیکن حقیقت میں انفصال ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ باعتبار معنی فاعل ہو کر مرفوع ہے یا مفعول بہ ہو کر منصوب ہے حقیقت میں مجرور نہیں ہے جیسے ضَارِبُ زَيْدٍ اصل میں معنی کے اعتبار سے ضَارِبٌ زَيْدًا تھا اب مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہوتا ہے لیکن اس مثال میں زَيْدٌ معنی کے اعتبار سے مفعول واقع ہے، لہٰذا معنی کے اعتبار سے انفصال ہے اب اضافت کے بعد ضَارِبُ زَيْدٍ ہوا یہی مطلب ہے اضافت لفظیہ معنی کے اعتبار سے تقدیرًا انفصال میں ہونے کا اگرچہ لفظًا اتصال لگ رہا ہے۔

اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

اضافت لفظی کا فائدہ یہ ہے کہ وہ صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) مضاف میں تخفیف (۲) مضاف الیہ میں تخفیف (۳) مضاف مضاف الیہ دونوں میں تخفیف

۱)...... صرف مضاف میں تخفیف کرے گی جس سے تنوین اور نون تثنیہ وجمع گر جاتے ہیں۔ جیسے ضَارِبُ زَيْدٍ اصل میں ضَارِبٌ تنوین کے ساتھ تھا، اسی طرح ضَارِبَا زَيْدٍ اور ضَارِبُوْ زَيْدٍ مضاف سے نون اعرابی گرا کر تخفیف کا فائدہ دیا۔

۲)...... صرف مضاف الیہ میں تخفیف ہوگی، اس طور پر کہ مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہو کر صیغہ صفت مضاف میں مستتر ہو جائے گی۔ جیسے اَلْقَائِمُ الْغُلَامِ اصل میں تھا اَلْقَائِمُ غُلَامُهُ پس غُلَامُهُ سے ہ ضمیر کو تخفیف کے لیے حذف کر کے قائم کو اس کی طرف مضاف کر دیا۔

۳)...... تخفیف مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں ہوں۔ جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ یہ اصل میں تھا حَسَنٌ وَجْهُهُ تھا تو مضاف سے تنوین حذف کی اور مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کیا۔

فائدہ: صیغہ صفت مضاف اس وقت ہوتا ہے جب وہ الف لام پر تکیہ پکڑا ہو لہٰذا اَلْقَائِمُ میں الف لام آیا۔

وَاعْلَمْ اَنَّکَ إِذَا أَضَفْتَ الْاِسْمَ الصَّحِيْحَ أَوِ الْجَارِيَ مَجْرَى الصَّحِيْحِ إِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ كَسَرْتَ اٰخِرَهٗ

اور جان لیجیے کہ بے شک جب تو اضافت کرے اسم صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کی یاءِ متکلم کی طرف تو کسرہ دے اس کے آخر کو
وَأَسْكَنْتَ الْيَاءَ أَوْ فَتَحْتَهَا كَغُلَامِيْ وَ دَلْوِيْ وَظَبْيِيْ وَإِنْ كَانَ اٰخِرُ الْإِسْمِ اَلِفًا تَثْبُتُ كَعَصَايَ وَرَحَايَ خِلَافًا
اور ساکن کردے یاء کو یا فتحہ دے جیسے غُلَامِيْ اور دَلْوِيْ اور ظَبْيِيْ اور اگر اسم کا آخر الف ہو تو ثابت رکھا جائے گا جیسے عَصَايَ اور رَحَايَ
لِهُذَيْلٍ كَعَصِيَّ وَرَحِيَّ وَإِنْ كَانَ اٰخِرُ الْإِسْمِ يَاءً مَكْسُوْرًا مَا قَبْلَهَا أَدْغَمْتَ الْيَاءَ فِي الْيَاءِ
اس میں ہذیل کا اختلاف ہے جیسے عَصِيَّ اور رَحِيَّ اور اگر اسم کے آخر میں یاء ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو یاء کو یاء میں مدغم کرے گا
وَفَتَحْتَ الْيَاءَ الثَّانِيَةَ لِئَلَّا يَلْتَقِيَ السَّاكِنَانِ تَقُوْلُ فِي الْقَاضِيْ قَاضِيَّ وَإِنْ كَانَ اٰخِرُهٗ وَاوًا مَضْمُوْمًا مَا قَبْلَهَا
اور دوسری یاء کو فتحہ دے گا تا کہ وہ ساکن اکٹھے نہ ہوں جیسے تو کہے اَلْقَاضِيْ کو قَاضِيَّ اور اگر اسم کے آخر میں ایسا واو ہو جس کا ماقبل مضموم ہو
قَلَبْتَهَا يَاءً وَعَمِلْتَ كَمَا عَمِلْتَ الْاٰنَ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ وَفِي الْأَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُضَافَةً إِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ
تو تبدیل کرے گا واو یاء کے ساتھ اور یاء کو یاء میں مدغم کرے گا تو کہے گا جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ اور اسماء ستہ مکبرہ جب وہ مضاف ہوں یاءِ متکلم
تَقُوْلُ أَخِيْ وَ أَبِيْ وَ حَمِيْ وَ هَنِيْ وَ فِيَّ عِنْدَ الْأَكْثَرِ وَفَمِيْ عِنْدَ قَوْمٍ وَذُوْ لَا يُضَافُ إِلٰى مُضْمَرٍ أَصْلًا
کی طرف تو کہے گا أَخِيْ اور أَبِيْ اور حَمِيْ اور هَنِيْ اور فِيَّ اکثر کے ہاں اور فَمِيْ ایک قوم کے ہاں اور ذُوْ کو ضمیر کی طرف بالکل مضاف
وَقَوْلُ الْقَائِلِ الشَّاعِرِ: إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ شَاذٌّ وَإِذَا قَطَعْتَ هٰذِهِ الْأَسْمَاءَ عَنِ الْإِضَافَةِ قُلْتَ
نہیں کیا جاتا ہے اور قائل کا قول شعر إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ (بے شک لوگوں سے فضیلت والے آدمی کو فضیلت والا ہی جانتا ہے) شاذ ہے جب ان اسماء کو اضافت سے کاٹا جائے گا تو کہے گا
أَخٌ وَ أَبٌ وَ حَمٌ وَ هَنٌ وَ فَمٌ وَ ذُوْ لَا يُقْطَعُ عَنِ الْإِضَافَةِ أَلْبَتَّةَ هٰذَا كُلُّهٗ بِتَقْدِيْرِ حَرْفِ الْجَرِّ
أَخٌ اور أَبٌ اور حَمٌ اور هَنٌ اور فَمٌ اور ذُوْ مَقْطُوْعٌ عَنِ الْإِضَافَةِ نہیں ہوتا ہے قطعاً یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر کے ساتھ ہے
أَمَّا مَا يُذْكَرُ فِيْهِ حَرْفُ الْجَرِّ لَفْظًا فَسَيَأْتِيْكَ فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر کا ذکر کیا جائے لفظاً بس عنقریب اس کی تفصیل قسم ثالث میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

پانچویں بات — مضاف سے متعلق چند قاعدے

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مضاف کے چند قاعدے ذکر فرما رہے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱: جس وقت اسم صحیح اور جاری مجریٰ صحیح کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف کی جائے تو یا کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیا جائے گا اور یا کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے اور یا پر فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ ساکن تو اس لیے کہ سکون تخفیف ہے اور فتحہ اس لیے کہ فتحہ پڑھنا بھی خفیف ہے کیونکہ یہ اخف الحرکات ہے۔

اسم صحیح کی مثال: غُلَامِيْ اب اس مثال میں یاء سکون اور فتحہ دونوں پڑھنا جائز ہے۔

جاری مجریٰ صحیح کی مثال: دَلْوِيْ اور ظَبْيِيْ ان دونوں مثالوں میں بھی یاء کو سکون اور فتحہ دونوں اعراب دے سکتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۲: اگر اسم مضاف کے آخر میں الف ہو خواہ تثنیہ کا ہو یا الف مقصورہ وغیرہ کا ہو جب اس کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو اس میں دو قول ہیں: (۱) جمہور کا (۲) امام ہذیل کا

جمہور: کہتے ہیں کہ الف کو اپنے حال پر باقی رکھ کر یاء پر فتحہ پڑھیں گے، کیونکہ یاء کو ساکن رکھیں تو الف اور یاء کے درمیان التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء گر جائے گی جو کہ صحیح نہیں ہے، جیسے **عَصَایَ** اور **رَحَایَ**

امام ہذیل: کہتے ہیں کہ الف کو یاء سے تبدیل کریں گے اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کریں گے اور یاء پر فتحہ پڑھیں گے، کیوں کہ اگر ساکن رکھیں تو التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء گر جائے گی، جو کہ صحیح نہیں ہے، جیسے **عَصَیَّ** اور **رَحَیَّ**

قاعدہ نمبر ۳: اگر مضاف کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو یعنی اسم منقوص ہو تو اس کو جب یاء متکلم کی طرف مضاف کریں تو دو حرف ایک جنس کے جمع ہونے کی وجہ سے یاء کو یاء میں ادغام کریں گے اور دوسری یاء پر فتحہ پڑھیں گے تاکہ التقائے ساکنین نہ آئے۔ جیسے **اَلْقَاضِيْ** سے **قَاضِيَّ**

قاعدہ نمبر ۴: اگر مضاف کے آخر میں واو ماقبل مضموم ہو جب اس کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو اس میں واو کو یا سے بدل دیں گے اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیں گے اور یاء پر فتحہ پڑھیں گے اور یاء سے پہلے والے حرف کو کسرہ کر دیں گے کیونکہ یاء اپنے ماقبل کسرہ چاہتا ہے۔ جیسے **جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ**

قاعدہ ۵: اگر اسمائے ستہ مکبرہ مضاف ہوں یاء متکلم کی طرف تو ان میں سے پہلے چار اسماء **أَخٌ، أَبٌ، حَمٌ، هَنٌ** کو بالاتفاق **أَخِيْ** اور **أَبِيْ** اور **حَمِيْ** اور **هَنِيْ** پڑھیں گے یعنی یاء کی تخفیف کے ساتھ پڑھیں گے ان کے آخر میں جو واو تھی وہ مضاف ہونے کے بعد واپس نہیں آئے گی کیونکہ کثرت استعمال تخفیف کو چاہتا ہے اور **فَمٌ** کو اکثر حضرات کے ہاں **فِيَّ** پڑھا جاتا ہے ایک قوم کے ہاں **فَمِيْ** پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: **فَمٌ** اصل میں **فُوْهٌ** تھا کیونکہ اس کی جمع مکسر **اَفْوَاهٌ** ہے اور قاعدہ ہے کہ جمع تکسیر اور تصغیر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹا دیتی ہے پھر ھاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا تو فو ہو گیا پھر واو کو خلاف قیاس میم سے تبدیل کیا گیا کیونکہ واو اور میم دونوں **قَرِيْبُ الْمَخْرَجِ** ہیں۔ اگر واو کو میم میں نہ بدلیں اور اس واو پر اعراب جاری کر دیں تو واو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واو الف سے تبدیل ہو جائے گا پھر جب اس کی اضافت غیر یاء متکلم کی طرف کی جائے تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جائے گا تو اسم معرب ایک حرف پر باقی رہ جائے گا اور ایک حرف والا معرب نہیں ہوتا ہے، لہٰذا یہ ناجائز ہے، پس واو کو میم سے تبدیل کریں گے تو عدم اضافت کی صورت میں فم پڑھا جائے گا لیکن جب اس کی اضافت کی جائے یاء متکلم کی طرف تو واو جو میم سے بدلی تھی پھر واپس آ جائے گی پھر اس واو کو یاء سے تبدیل کر کے یاء متکلم میں مدغم کر دیں گے پھر یا کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیں گے تو **فِيَّ** ہو جائے گا۔ اکثر حضرات کے ہاں اضافت کی صورت میں واو کو واپس اس لیے لایا جاتا ہے کہ اس کے محذوف ہونے کا سبب التقائے ساکنین ہے اور وہ سبب اب باقی نہیں رہا لہٰذا یہ

اصل کی طرف لوٹ آئے گی۔

لیکن ایک قوم کے ہاں واو کو واپس نہیں لایا جائے گا بلکہ موجودہ حالت کو دیکھ کر فَمِیْ پڑھیں گے دوسرے اسماء کی طرح۔

ذُوْ: اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ذُوْ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا کیونکہ ذُوْ اس لیے وضع کیا گیا ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس اسم جنس کی نکرہ کی صفت بنائے۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ ذُوْ مَالٍ چونکہ ضمیر اسم جنس نہیں لہٰذا اگر ضمیر کی طرف مضاف ہوگا تو خلاف وضع لازم آئے گا۔

قَوْلُ الْقَائِلِ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ قَوْلُ الْقَائِلِ سے ایک شعر پیش کر کے ایک سوال مقدر جواب دے رہے ہیں۔

سوال: یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ شاعر کے ایک شعر کے مصرعہ میں ذو کی اضافت ضمیر کی طرف ہو رہی ہے جیسے اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ شاذ ہے یعنی ایسا کرنا قلیل ہے کہ اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

شعر کا ترجمہ: بیشک لوگوں میں سے فضیلت والے آدمی کو فضیلت والا آدمی ہی جانتا ہے۔

ذُوْ اور باقی ستہ مکبرہ میں دو فرق ہیں۔

۱)...... ذُوْ صرف اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے ضمیر کی طرف نہیں جب کہ دیگر اسماء کی طرف بھی مضاف ہوتی ہیں۔

۲)...... یہ ہے کہ ذُوْ بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ہے۔

اسمائے ستہ مکبرہ سے اضافت ختم کی جائے تو پڑھنے کا طریقہ

جب اسمائے ستہ مکبرہ سے اضافت ختم کر دی جائے یعنی ان اسماء کو کسی کی طرف مضاف نہ کیا جائے تو أَخٌ، أَبٌ، حَمٌ وغیرہ کہا جائے گا لیکن ذُوْ سے اضافت ختم نہیں ہوتی ہے، اس لیے کہ ذُوْ بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کی وضع ہی اسی لیے کی گئی ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس کو نکرہ کی صفت بنائے۔

هٰذَا كُلُّهُ...... الخ: یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر کی صورت تھی لیکن وہ اضافت جس میں حرف جو لفظوں میں مذکور ہو اس کی تفصیل عنقریب قسم ثالث میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

تمارین

سوال نمبر۱: مجرورات کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر۲: مضاف الیہ کسے کہتے ہیں مضاف الیہ میں جر آنے کی وجہ بتائیں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۳: مضاف الیہ میں کیا کیا چیز لازمی ہے مثال سے ذکر کریں؟

سوال نمبر۴: اضافت کی اقسام ذکر کریں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۵: اضافت معنویہ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ٦: اضافت لفظیہ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ٧: صحیح اور جاری مجریٰ صحیح کی جب اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو اس کا حکم کیا ہوگا مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ٨: اسم منقوص کی اضافت جب یاء متکلم کی طرف کی جائے تو یاء کا اعراب کیا ہوگا مثال سے واضح کریں؟

خاتمہ توابع کی بحث میں

اَلْخَاتِمَةُ فِي التَّوَابِعِ: اِعْلَمْ أَنَّ الَّتِي مَرَّتْ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمُعْرَبَةِ كَانَ إِعْرَابُهَا بِالْأَصَالَةِ بِأَنْ دَخَلَتْهَا الْعَوَامِلُ مِنَ
جان لو کہ بے شک وہ اسمائے معربہ جو پہلے گذر چکے ہیں ان کا اعراب بالاصالۃ تھا اس طور پر کہ ان پر عوامل داخل ہوتے ہیں کہ جو کہ
الْمَرْفُوْعَاتِ وَالْمَنْصُوْبَاتِ وَ الْمَجْرُوْرَاتِ فَقَدْ يَكُونُ إِعْرَابُ الْاِسْمِ بِتَبَعِيَّةِ مَا قَبْلَهُ وَ يُسَمَّى التَّابِعَ
مرفوعات، منصوبات اور مجرورات میں سے ہیں اور کبھی کبھی اسم کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کا نام تابع
لِأَنَّهُ يَتْبَعُ مَا قَبْلَهُ فِي الْإِعْرَابِ وَهُوَ كُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِإِعْرَابِ سَابِقِهِ مِنْ
رکھا جاتا ہے اس لیے کہ وہ اسم اعراب میں اپنے ماقبل والے کا تابع ہوتا ہے اور وہ (تابع) ہر وہ دوسرا ہے جو سابق کے اعراب کے ساتھ
جِهَةٍ وَاحِدَةٍ وَالتَّوَابِعُ خَمْسَةُ أَقْسَامٍ اَلنَّعْتُ وَالْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ وَ التَّأْكِيْدُ وَ الْبَدَلُ وَ عَطْفُ الْبَيَانِ
معرب ہو ایک جہت سے اور توابع کی پانچ قسمیں ہیں نعت اور عطف بالحرف اور تاکید اور بدل اور عطف بیان

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مقاصد ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے خاتمہ کو ذکر فرمارہے ہیں اور خاتمہ میں توابع کی بحث کو ذکر فرمارہے ہیں۔ مقاصد ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات چونکہ معربات اصلیہ ہیں، یعنی ان پر عامل داخل ہوتا ہے اور وہ رفع یا نصب یا جر دیتا ہے اس لیے ان کو پہلے ذکر فرمایا اور معربات تبعیہ یعنی جس پر اعراب عامل کے داخل ہونے سے نہیں آتا، بلکہ وہ اپنے سے پہلے والے اسم کے تابع ہوتے ہیں اور جو اعراب پہلے والے اسم پر آتا ہے تو تابع پر بھی وہی اعراب آتا ہے، اسی لیے اس کا نام تابع رکھا تو ان کو بعد میں ذکر فرمارہے ہیں۔ کیونکہ اصل تابع پر مقدم ہوتا ہے اس لیے مرفوعات، منصوبات، مجرورات کو توابع پر مقدم کر دیا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے کل سات باتیں ذکر فرمارہے ہیں۔

پہلی بات: تابع کی تعریف اور توابع کی اقسام

دوسری بات: نعت کی تعریف، اس کی وضاحت اور مثالیں

تیسری بات: صفت بحال متبوع میں صفت اور موصوف کے درمیان دو چیزوں میں مطابقت کا ذکر

چوتھی بات : صفت بحال متعلق موصوف میں صفت اور موصوف میں پانچ چیزوں کی مطابقت کا ذکر

پانچویں بات: صفت کے فائدے

چھٹی بات : موصوف جب نکرہ تو اس کی صفت جملہ خبریہ لانے کا ذکر

ساتویں بات : ضمیر کا موصوف اور صفت نہ بننے کا ذکر

پہلی بات تابع کی تعریف اور توابع کی اقسام

تابع کی تعریف: تابع ہر وہ اسم ہے جو اعراب میں اپنے سے پہلے والے اسم کے موافق ہو ایک ہی جہت سے۔
اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اسموں کا اعراب ایک جہت سے ہو، اس طور پر کہ اگر پہلے اسم پر رفع فاعل ہونے کی جہت سے آیا ہے تو دوسرے اسم میں بھی جو کہ تابع ہے فاعل ہونے کی جہت سے رفع آئے گا اگر پہلے والے اسم میں نصب مفعولیت کی جہت سے ہے تو دوسرے اسم پر بھی اسی جہت سے نصب آئے گا۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ الْعَالِمُ اس مثال میں زَيْدٌ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور اَلْعَالِمُ تابع ہے تو یہ بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

توابع کی اقسام: توابع کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) نعت (۲) عطف بالحرف (۳) تاکید (۴) بدل (۵) عطف بیان

توابع کی پہلی قسم نعت

فَصْلٌ :اَلنَّعْتُ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ مَتْبُوْعِهٖ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَوْ فِيْ مُتَعَلِّقٍ بِمَتْبُوْعِهٖ نَحْوُ جَاءَنِيْ
نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے تو متبوع میں ہو۔ جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جو کہ عالم ہے) یا
رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ وَيُسَمّٰى صِفَةً أَيْضًا وَالْقِسْمُ الْأَوَّلُ يَتْبَعُ مَتْبُوْعَهٗ فِيْ عَشَرَةِ أَشْيَاءَ فِي الْإِعْرَابِ وَ التَّعْرِيْفِ
ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کا باپ عالم ہے) اور اس کا نام صفت بھی رکھا جاتا ہے اور قسم اول (صفت بحال موصوف) اپنے متبوع کے تابع ہوتا ہے دس چیزوں میں: اعراب میں، تعریف
وَالتَّنْكِيْرِ وَ الْأَفْرَادِ وَالتَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ وَ التَّذْكِيْرِ وَالتَّأْنِيْثِ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ
تنکیر میں ، افراد ، تثنیہ، جمع میں اور تذکیر و تانیث میں جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ
وَ رِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَزَيْدُ الْعَالِمُ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ إِنَّمَا يَتْبَعُ مَتْبُوْعَهٗ فِي الْخَمْسَةِ الْأُوَلِ فَقَطْ
وَ رِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَ وَزَيْدُ الْعَالِمُ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ اور قسم ثانی (صفت بحال متعلق موصوف) اپنے متبوع کے تابع ہوتا ہے اول پانچ میں
أَعْنِي الْإِعْرَابَ وَ التَّعْرِيْفَ وَ التَّنْكِيْرَ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا
یعنی میری مراد اعراب میں اور تعریف و تنکیر میں۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا

دوسری بات نعت کی تعریف، اس کی وضاحت اور مثالیں

نعت کی تعریف: نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں ہو یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو۔ بعد کو صفت بھی کہتے ہیں۔

اب صفت کی دو صورتیں ہیں: (۱) صفت بحالہٖ (۲) صفت بحال متعلقہٖ

صفت بحالہٖ کی مثال: جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ (آیا میرے پاس ایسا شخص آیا جو کہ عالم ہے) اس مثال میں رَجُلٌ موصوف ہے اور عَالِمٌ اس کی صفت ہے اب یہاں عَالِمٌ صفت اس معنی پر دلالت کر رہا ہے جو اسکے متبوع رَجُلٌ میں ہے۔ یعنی آدمی کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عالم ہے۔

صفت بحال متعلق موصوف کی مثال: جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ (آیا میرے پاس ایسا شخص جس کا باپ عالم ہے) اس مثال میں عَالِمٌ صفت ہے جو رَجُلٌ متبوع کا متعلق أَبُوْهُ پر دلالت کر رہا ہے یعنی میرے پاس جو شخص آیا اس کا باپ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عالم ہے۔

تیسری بات صفت بحال متبوع میں صفت اور موصوف کے درمیان دو چیزوں میں مطابقت کا ذکر

صفت بحالہٖ میں موصوف اور صفت درمیان دس چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اعراب میں یعنی رفع، نصب، جر میں، تعریف و تنکیر میں، تذکیر و تانیث میں، افراد، تثنیہ اور جمع میں۔

مثالیں رفع میں مطابقت کی مثال: قَامَ رَجُلٌ عَالِمٌ نصب میں مطابقت کی مثال: رَأَيْتُ رَجُلاً عَالِماً

جر میں مطابقت کی مثال: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ

افراد، تثنیہ، جمع میں مطابقت کی مثالیں

مفرد میں مطابقت کی مثال: جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ اس میں رَجُلٌ اور عَالِمٌ دونوں مفرد ہیں۔

تثنیہ میں مطابقت کی مثال: جَاءَنِي رَجُلَانِ عَالِمَانِ اس میں رَجُلَانِ اور عَالِمَانِ دونوں تثنیہ ہیں۔

جمع میں مطابقت کی مثال: جَاءَنِي رِجَالٌ عَالِمُوْنَ اس میں رِجَالٌ اور عَالِمُوْنَ دونوں جمع ہیں۔

تعریف و تذکیر میں مطابقت کی مثال: زَيْدُ نِ الْعَالِمُ یہاں زَيْدٌ بھی معرفہ ہے اور مذکر ہے اور اَلْعَالِمُ صفت مُعَرَّف بِاللَّامِ کی وجہ سے معرفہ ہے اور مذکر ہے۔

تنکیر و تانیث میں مطابقت کی مثال: اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ (ایک عالمہ عورت) اس مثال میں اِمْرَأَةٌ نکرہ ہے اور مؤنث ہے اور عَالِمَةٌ بھی نکرہ اور مؤنث ہے۔

چوتھی بات صفت بحال متعلق موصوف میں صفت اور موصوف میں پانچ چیزوں کی مطابقت کا ذکر

دوسری قسم صفت بحال متعلق موصوف (یعنی جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں موجود ہو)

میں موصوف اور صفت کے درمیان پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: اعراب میں یعنی رفع، نصب، جر میں اور تعریف وتنکیر میں۔

مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا (اس قریہ سے کہ اس کے رہنے والے ظالم ہیں) اس مثال میں الْقَرْيَةِ موصوف اور الظَّالِمِ صفت ہے اور أَهْلُهَا اس کا فاعل ہے اب یہاں اعراب میں مطابقت ہے کہ الْقَرْيَةِ اور الظَّالِمِ دونوں پر جر ہے اور دونوں معرفہ ہیں۔ پس پانچ میں سے دو میں مطابقت پائی گئی۔

وَفَائِدَةُ النَّعْتِ تَخْصِيصُ الْمَنْعُوْتِ إِنْ كَانَا نَكِرَتَيْنِ مِثْلُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَتَوْضِيحُهُ إِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ
اور نعت کا فائدہ منعوت (یعنی متبوع) کی تخصیص ہے بشرطیکہ موصوف و صفت دونوں نکرہ ہوں جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو متبوع کو واضح کرنا ہے
نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدُ الْفَاضِلُ وَقَدْ يَكُوْنُ لِمُجَرَّدِ الثَّنَاءِ وَالْمَدْحِ نَحْوُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلذَّمِّ
جیسے جَاءَنِيْ زَيْدُ الْفَاضِلُ اور صفت کبھی محض ثناء ومدح کے لیے آتی ہے جیسے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور کبھی محض ذم کے لیے آتی ہے
نَحْوُ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّأْكِيْدِ نَحْوُ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ وَاعْلَمْ أَنَّ النَّكِرَةَ تُوْصَفُ
جیسے أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور کبھی محض تاکید آتی ہے جیسے نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ اور جان لو کہ بے شک نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کے
بِالْجُمْلَةِ الْخَبَرِيَّةِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبُوْهُ عَالِمٌ أَوْ قَامَ أَبُوْهُ وَالضَّمِيْرُ لَا يُوْصَفُ وَلَا يُوْصَفُ بِهٖ
ساتھ لائی جاسکتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبُوْهُ عَالِمٌ أَوْ قَامَ أَبُوْهُ اور ضمیر موصوف نہیں ہوتی اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے۔

پانچویں بات صفت کے فائدے

فائدہ ۱: صفت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جب موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہوں تو صفت کی وجہ سے موصوف میں تخصیص پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اس مثال میں موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہیں پس رَجُلٌ موصوف میں عموم تھا (یعنی ایک آدمی) عَالِمٌ اس کی صفت نکرہ لانے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی یعنی میرے پاس کوئی عالم آدمی نہیں آیا ہے بلکہ ایسا آدمی ہے جو عالم ہے۔

فائدہ ۲: صفت کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں تو صفت کی وجہ سے موصوف کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدُ الْفَاضِلُ اس مثال میں زَيْدُ موصوف ہے اور معرفہ ہے اور الْفَاضِلُ صفت ہے اور معرفہ ہے اب یہاں صفت موصوف کی وضاحت کر رہی ہے وہ اس طرح کہ زَيْدُ میں پہلے اجمال تھا کہ زَيْدُ سے مراد کونسا زَيْدُ ہے الْفَاضِلُ صفت کی وجہ سے اس کی وضاحت ہوگئی کہ وہ زید جو فاضل ہے۔

فائدہ ۳: صفت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کبھی صفت محض موصوف کی ثناء وحمد کے لیے آتی ہے ور کوئی دوسرا مقصد نہیں ہوتا ہے جیسے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس مثال میں لفظ اللهِ موصوف ہے اور الرَّحْمٰنِ صفت اول اور الرَّحِيْمِ صفت ثانی ہے اب یہاں صفت صرف ثناء وحمد کا فائدہ دے رہی ہے۔

فائدہ ۴: صفت کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ صفت بسا اوقات محض ذم یعنی مذمت کے لیے آتی ہے۔ جیسے أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اب اس مثال میں اَلشَّیْطَان موصوف ہے اور الرَّجِیْم صفت ہے جو موصوف کے ذم کے لیے لائی گئی ہے۔

فائدہ ۵: صفت کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ صفت کبھی محض تاکید کے لیے لائی جاتی ہے اور اس کا فائدہ موصوف کی تاکید ہوتی ہے جیسے نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (ایک بر پھونکنا) اس مثال میں وحدت والی صفت نَفْخَةٌ کی ۃ سے سمجھی جارہی ہے پس نَفْخَةٌ کا معنی ہوا ایک نَفْخَةٌ اب وَاحِدَةٌ اس کی صفت لائی گئی یہ اس کی تاکید کے لیے ہوگی۔

چھٹی بات موصوف جب نکرہ ہو تو اس کی صفت جملہ خبریہ ہوگی

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں تین باتیں سمجھ میں آرہی ہیں۔

پہلی بات: نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے

دوسری بات: نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ وغیرہ نہیں آسکتی ہے

تیسری بات: معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے

پہلی بات نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے

نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ جملہ خبریہ صفت نہ بنے کیونکہ موصوف کا صفت کے ساتھ ربط ضروری ہے مگر پھر بھی خلاف قیاس جملہ خبریہ کو صفت بنانا درست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ خبریہ بھی مفرد کی طرح ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں پایا جاتا ہے چونکہ جملہ خبریہ صدق و کذب کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور ہر وہ جملہ صفت بن سکتا ہے جو صدق و کذب کی صفت کے ساتھ متصف ہو۔

دوسری بات نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ وغیرہ نہیں آسکتی ہے

نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ نہیں بن سکتی کیونکہ وہ صدق و کذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ نکرہ کی صفت نہیں بن سکتا ہے۔

تیسری بات معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے

معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے اس کی وجہ وہی ہے کہ جملہ خبریہ بحیثیت جملہ ہونے کے نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے اب اگر معرفہ کی صفت بنائیں گے تو موصوف صفت کے درمیان تعریف و تنکیر میں مطابقت نہیں رہے گی۔

نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے اور جملہ خبریہ اسمیہ اور فعلیہ پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جملہ خبریہ اسمیہ کی بھی مثال ذکر کی ہے اور جملہ خبریہ فعلیہ کی مثال بھی ذکر کی ہے۔

نکرہ کی صفت جملہ اسمیہ خبریہ کی مثال: جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَبُوْهُ عَالِمٌ (میں گزرا ایسے آدمی کے پاس سے کہ اس

کا باپ عالم ہے) اس مثال میں أَبُوْهُ مبتدا اور عَالِمٌ خبر ہے مبتدا خبر ملکر جملہ خبریہ ہوکر رَجُل موصوف کے لیے صفت بن رہی ہے۔

نکرہ صفت جملہ فعلیہ خبریہ کی مثال: جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ قَامَ أَبُوْهُ (میں گزرا ایسے آدمی کے پاس سے کہ کھڑا ہے اس کا باپ) اس مثال میں رجل موصوف ہے قَامَ فعل ہے أَبُوْ اس کا فاعل ہے۔ فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ صفت واقع ہے رَجُل موصوف کے لیے۔

ساتویں بات ضمیر کا موصوف اور صفت نہ بننے کا ذکر

وضاحت: ضمیر نہ تو موصوف واقع ہوسکتی ہے اور نہ ہی کسی کی صفت۔ موصوف اس لیے نہیں ہوتی کہ ضمیر متکلم مخاطب اعرف المعارف ہیں یعنی معرفہ کی قسموں میں سے سب سے زیادہ واضح ہیں پس جب ضمیر خود واضح ہے تو یہ اپنی توضیح کے لیے صفت کی محتاج نہیں ہے۔ جب یہ صفت کی محتاج نہیں تو یہ موصوف بھی نہیں بن سکتی ہے۔

اور ضمیر نہ صفت واقع ہوسکتی ہے اس لیے کہ ضمیر معنی متبوع پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے اور وصف کے لیے ضروری ہے کہ اس معنی پر جو متبوع میں پایا جاتا ہے دلالت کرے۔

توابع کی دوسری قسم اَلعَطْفُ بِالحُرُوْفِ

فَصْلٌ: اَلْمَعْطُوْفُ بِالْحُرُوْفِ تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلٰى مَتْبُوْعِهِ وَ كِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ
عطف بالحروف وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیزیں منسوب کی جائیں جو اس کے متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہیں اور دونوں اس نسبت
وَيُسَمّٰى عَطْفَ النَّسَقِ أَيْضًا وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَتْبُوْعِهِ أَحَدُ حُرُوْفِ الْعَطْفِ
سے مقصود ہوتے ہیں اور اس کا نام عطف نسق رکھا گیا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے
وَ سَيَأْتِيْ ذِكْرُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو وَإِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ
کوئی ایک حرف مذکور ہو اور اس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں آئے گا۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا
الْمُتَّصِلِ يَجِبُ تَأْكِيْدُهُ بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتُ أَنَا وَ زَيْدٌ إِلَّا إِذَا فُصِلَ نَحْوُ ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَ زَيْدٌ
جائے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ذریعہ لانا واجب ہے جیسے ضَرَبْتُ أَنَا وَ زَيْدٌ لیکن جب کہ دونوں کے درمیان فصل کیا جائے (تو ضمیر منفصل کا لانا ضروری نہیں ہے) جیسے ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَ زَيْدٌ
وَإِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَجْرُوْرِ يَجِبُ إِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ نَحْوُ مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ
اور جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو وہاں معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ توابع میں سے نعت کو ذکر فرمانے کے بعد اب یہاں سے توابع کی دوسری قسم کو بیان فرما رہے ہیں اور وہ ہے عطف بالحروف۔ اس فصل میں کل پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات :	عطف بالحروف کی تعریف
دوسری بات:	عطف بالحروف کی شرط
تیسری بات:	ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مجرور متصل پر کسی چیز کا عطف کرنے کا قاعدہ
چوتھی بات :	معطوف کا حکم اور عطف کے جائز ہونے کے لیے قاعدہ
پانچویں بات:	دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر عطف جائز ہونے کا ذکر

پہلی بات عطف بالحروف کی تعریف

عطف بالحرو وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب کی جائے جو اس متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے۔
تابع اور متبوع دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں اور اس کا نام نسق بھی رکھا جاتا ہے۔

دوسری بات عطف بالحروف کی شرط

تابع معطوف بالحروف کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے ایک حرف ضرور ہو اور ان حروف عاطفہ کا بیان انشاء اللہ تیسری قسم میں آئے گا۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو کھڑے ہیں) اس مثال میں عَمْرٌو کا عطف زَیْدٌ پر ہے۔

پس زَیْدٌ متبوع و معطوف علیہ ہے، واو حرف عطف ہے اور عَمْرٌو تابع معطوف ہے اور قیام ایک شئی ہے جس کی نسبت زَیْدٌ متبوع کی طرف کی گئی ہے اور اسی کی نسبت عَمْرٌو تابع کی طرف بھی کی گئی ہے اور زَیْدٌ اور عَمْرٌو دونوں کا قیام یعنی کھڑا ہونا مقصود ہے۔

تیسری بات ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مجرور متصل پر کسی چیز کا عطف کرنے کا قاعدہ

ضمیر مرفوع متصل پر عطف کے جائز ہونے کا قاعدہ: جب ضمیر مرفوع متصل اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو اس ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ ضروری ہے خواہ وہ ضمیر متصل مستتر ہو یا بارز۔

ضمیر مرفوع متصل بارز کی مثال: ضَرَبْتُ أَنَا وَزَیْدٌ (مارا ہے میں نے اور زید نے) اس مثال میں تُ ضمیر مرفوع متصل بارز پر زَیْدٌ اسم ظاہر کا عطف ہے۔ اب یہاں عطف کرنے سے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ لائی گئی ہے جو کہ أَنَا ہے۔

ضمیر مرفوع متصل مستتر کی مثال: اسْکُنْ أَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ (تو اور تیری بیوی جنت میں رہو) اس مثال میں اسْکُنْ فعل میں أَنْتَ ضمیر مرفوع مستتر ہے اس پر اسم ظاہر وَزَوْجُکَ کا عطف کیا گیا ہے لیکن عطف سے پہلے ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ تاکید لائی گئی ہے جو کہ أَنْتَ ہے۔

ضمیر مرفوع متصل پر اسم ظاہر کے عطف کے لیے ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانے کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل کا فعل کے ساتھ شدید اتصال ہوتا ہے اس شدید اتصال کی وجہ سے ضمیر فعل کا جزو بنتی ہے اور جزو غیر مستقل ہوتا ہے اور معطوف مستقل ہے اب اگر یہاں بغیر تاکید کے عطف کریں تو مستقل کا غیر مستقل پر عطف کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے چونکہ مستقل اقوی ہوتا ہے اور غیر مستقل اضعف اور اقوی کا عطف اضعف جائز نہیں ہے۔

إِلَّا إِذَا فُصِلَ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضمیر مرفوع متصل اور اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو پھر تاکید لانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ فاصلہ تاکید کے قائم مقام ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ الیومَ وَ زَیْدًا اس مثال میں ضَرَبْتُ کی تُ پر زَیْدًا کا عطف جائز ہے کیونکہ ان کے مابین الیومَ کا فاصلہ آگیا ہے یہ فاصلہ ہی بمنزلہ تاکید کے ہے۔

ضمیر مجرور متصل پر عطف جائز ہونے کا قاعدہ

جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو وہاں معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِکَ وَبِزَیْدٍ

حرف جر کے اعادہ کی وجہ: حرف جر کے ساتھ اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مجرور متصل حرف جر کے ساتھ شدید اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جزو کے ہے اور بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہے اور جزو وغیرہ مستقل ہوتا ہے اب اگر بغیر اعادہ حرف جر کے عطف کریں گے تو مستقل کا غیر مستقل پر عطف کرنا لازم آئے گا اور قوی کا ضعیف پر عطف کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْطُوفَ فِي حُكْمِ الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ أَعْنِيْ إِذَا كَانَ الْأَوَّلُ صِفَةً لِشَيْءٍ أَوْ خَبَرًا
بے شک معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے میری مراد یہ ہے کہ جب اول (معطوف علیہ) صفت ہوگا کسی چیز کے لیے یا خبر ہو کسی
لِاَمْرٍ أَوْ صِلَةً أَوْ حَالًا فَالثَّانِيْ كَذٰلِكَ اَيْضًا وَ الضَّابِطَةُ فِيهِ أَنَّهُ حَيْثُ يَجُوْزُ أَنْ يُقَامَ الْمَعْطُوْفُ مَقَامَ الْمَعْطُوْفِ
چیز کی یا صلہ ہو یا حال ہو تو دوسرا (معطوف) بھی اسی طرح ہوگا اور ضابطہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ جس جگہ پر معطوف علیہ کا قائم مقام بنانا
عَلَيْهِ جَازَ الْعَطْفُ وَ حَيْثُ لَا فَلَا وَ الْعَطْفُ عَلٰى مَعْمُوْلَيْ عَامِلَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ جَائِزٌ إِنْ كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ
جائز ہوگا وہاں عطف جائز ہوگا اور جس جگہ پر معطوف علیہ کا قائم مقام بنانا جائز نہیں ہوگا وہاں عطف جائز نہیں ہوگا دو مختلف عاملوں کے دو
مَجْرُوْرًا وَ مُقَدَّمًا وَ الْمَعْطُوْفُ كَذٰلِكَ نَحْوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَ الْحُجْرَةِ عَمْرٌو وَ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ مَذْهَبَانِ
معمولوں پر عطف جائز ہے اور اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی اسی طرح ہو جیسے فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَ الْحُجْرَةِ عَمْرٌو (گھر
اٰخَرَانِ وَهُمَا اَنْ يَجُوْزَ مُطْلَقًا عِنْدَ الْفَرَّاءِ وَ لَا يَجُوْزُ مُطْلَقًا عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ
میں زید ہے اور حجرہ میں عمرو) اور اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یہ عطف جائز ہے فراء کے نزدیک خواہ مجرور مرفوع منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر اور امام سیبویہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں۔

چوتھی بات معطوف کا حکم اور عطف کے جائز ہونے کے لیے ایک قاعدہ

معطوف کا حکم: یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے اگر معطوف علیہ کسی چیز کی صفت ہو یا خبر ہو یا صلہ ہو یا حال ہو تو معطوف بھی اسی طرح صفت بنے گا یا خبر بنے گا یا صلہ بنے گا یا حال بنے گا۔

مثالیں صفت کی مثال: جَاءَنِي زَيْدٌ الْعَالِمُ وَ الْعَاقِلُ اس مثال میں اَلْعَالِمُ جو کہ معطوف علیہ ہے یہ زَیْدٌ کی صفت ہے اَلْعَاقِلُ جو کہ معطوف ہے یہ بھی زید کی صفت ثانی ہے۔

خبر کی مثال: زَيْدٌ عَالِمٌ وَ شَاعِرٌ اس مثال میں عالم جو کہ معطوف علیہ ہے یہ زَیْدٌ کی پہلی خبر ہے تو شاعر جو کہ معطوف ہے یہ زَیْدٌ کی دوسری خبر ہے۔

صلہ کی مثال: قَامَ الَّذِي صَامَ وَ صَلّٰى اس مثال میں صَامَ جو کہ معطوف علیہ ہے اور اَلَّذِی اسم موصول کا صلہ ہے تو صَلّٰی جو کہ معطوف ہے وہ بھی اَلَّذِی کا صلہ ہے۔

حال کی مثال: قَعَدَ زَيْدٌ مَشْدُوْدًا وَ مَضْرُوْبًا (بیٹھا ہے زید اس حال میں وہ بندھا ہوا اور مارا ہوا ہے) اس مثال میں زَیْدٌ ذوالحال ہے اور مَشْدُوْدًا جو کہ معطوف علیہ ہے وہ اس کا حال ہے تو مَضْرُوْبًا جو کہ معطوف ہے وہ بھی زَیْدٌ کا حال ہوگا۔

عطف جائز ہونے کا ضابطہ: یہ ہے کہ عطف وہاں جائز ہوگا جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ میں رکھنا جائز ہو اور جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھنا جائز نہ ہو وہاں عطف بھی جائز نہ ہوگا اس لیے کہ جو چیز کسی کے قائم مقام ہوتی ہے تو اس کا حکم اصل والا ہوتا ہے۔

مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ أَوْ قَائِمًا وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا اور نہیں ہے عمرو جانے والا) اس مثال میں مَا زَيْدٌ قَائِمًا ایک جملہ ہے اور وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو دوسرا جملہ ہے اب یہاں وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو کا عطف مَا زَيْدٌ قَائِمًا پر جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہاں معطوف معطوف علیہ کے قائم مقام نہیں بن سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ جملہ ثانی وَ لَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو میں لَا ذَاهِبٌ خبر مقدم ہے عَمْرٌو مبتدا مؤخر ہے اور اسی لیے ذَاهِبٌ مرفوع ہے اب اگر ہم اس جملہ کا عطف پہلے جملے پر کرتے ہیں تو اس صورت میں لَا ذَاهِبٌ کا عطف قَائِمٌ پر ہوگا جو کہ مَا مشبہ بلیس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو اب عطف کی وجہ سے وَ لَا ذَاهِبٌ کو بھی منصوب پڑھا جائے گا اور خبر کے سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ خبر میں ایک ضمیر کا ہونا لازمی ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے اب یہاں قَائِمًا جو کہ جملہ اولیٰ میں خبر واقع ہے اس میں هُوَ ضمیر ہے جو زَیْدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے لیکن وَ لَا ذَاهِبٌ میں ضمیر موجود نہیں ہے جو کہ معطوف ہے لہذا معطوف معطوف علیہ کے قائم مقام نہ ہونے کی وجہ سے جملہ ثانیہ کا عطف جملہ اولیٰ پر جائز نہ ہوگا کیونکہ لَا ذَاهِبٌ کا فاعل اسم ظاہر عَمْرٌو کی شکل میں ہے۔

پانچویں بات　　دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر عطف جائز ہونے کا ذکر

ایک حرف عطف کے ذریعے سے دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ معطوف علیہ میں معمول مجرور مقدم ہو مرفوع یا منصوب پر اور معطوف میں بھی اسی طرح مجرور مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو۔

مثال: فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو اس میں اَلْحُجْرَة کا عطف ہے اَلدَّار پر اور اَلدَّار مجرور ہے فِي عامل کی وجہ سے اور عَمْرٌو کا عطف ہے زَيْدٌ پر اور زَيْدٌ مرفوع ہے اس کا عامل ابتدا ہے۔ یہاں دو عامل ہیں: ایک فِي اور دوسرا ابتداء، ان کے دو معمول ہیں فِي کا معمول اَلدَّار اور ابتدا کا معمول زَيْدٌ ہے۔ ان دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر دو اسموں یعنی اَلْحُجْرَة اور عَمْرٌو کا عطف جائز ہے اور یہ عطف ایک حرف واو کے ذریعے کیا جا رہا ہے عطف کی شرائط موجود ہونے کی وجہ سے عطف جائز ہے۔

اس مثال میں معطوف علیہ اور معطوف میں مجرور معمول مقدم ہے مرفوع پر، لہٰذا یہ عطف جائز ہے۔

اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں: امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً عطف جائز ہے خواہ مجرور، مرفوع اور منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر، وہ اسے پہلی صورت پر قیاس کرتے ہیں۔

اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عطف مطلقاً ناجائز ہے معمول مجرور مقدم ہو یا مؤخر کیونکہ حرف عطف ایک عامل کے قائم مقام ہوسکتا ہے دو عاملوں کے قائم مقام نہیں ہوسکتا ہے اپنے ضعف کی وجہ سے چنانچہ سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو میں واو عاطفہ کے بعد فِي مقدر ہے اصل میں عبارت یوں ہے وَفِي الْحُجْرَةِ عَمْرٌو اب جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا۔ دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف نہیں ہوگا۔

توابع کی تیسری قسم اَلتَّأْكِيْدُ

فَصْلٌ: اَلتَّأْكِيْدُ هُوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى تَقْرِيْرِ الْمَتْبُوْعِ فِي مَا نُسِبَ أَوْ يَدُلُّ عَلٰى شُمُوْلِ الْحُكْمِ لِكُلِّ أَفْرَادِ
فصل: تاکید وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی تقریر و تائید پر دلالت کرتا ہے اس چیز میں جو متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہے یا حکم کی شمولیت
الْمَتْبُوْعِ وَالتَّأْكِيْدُ عَلٰى قِسْمَيْنِ لَفْظِيٌّ وَهُوَ تَكْرِيْرُ اللَّفْظِ الْأَوَّلِ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ وَ جَاءَنِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ
پر متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کے لیے اور تاکید کی دو قسمیں ہیں: اول تاکید لفظی وہ پہلے لفظ کو مکرر لانا ہے جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ اور
وَمَعْنَوِيٌّ وَهُوَ بِأَلْفَاظٍ مَعْدُوْدَةٍ وَهِيَ النَّفْسُ وَ الْعَيْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْمُثَنّٰى وَالْمَجْمُوْعِ بِاخْتِلَافِ الصِّيْغَةِ
جَاءَنِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ دوسری قسم تاکید معنوی ہے تاکید معنوی وہ تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے ذریعے لائی جاتی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں اَلنَّفْس و اَلْعَيْن واحد، تثنیہ، جمع کے لیے ان کے صیغوں
وَالضَّمِيْرِ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ وَ كَذٰلِكَ عَيْنُهٗ
اور ضمیروں کی تبدیلی کے ساتھ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا یا نَفْسَاهُمَا اور جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ اسی طرح عَيْنُهٗ

وَ أَعْيُنُهُمَا أَوْ عَيْنَاهُمَا وَأَعْيُنُهُمْ نَحْوُ جَاءَتْنِي هِنْدٌ نَفْسُهَا وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا أَوْ نَفْسَاهُمَا
وَأَعْيُنُهُمَا أَوْ عَيْنَاهُمَا وَ أَعْيُنُهُمْ بھی ہے اور مؤنث کی مثال: جَاءَتْنِي هِنْدٌ نَفْسُهَا وَ جَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا یا نَفْسَاهُمَا اور
وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ كِلَا وَ كِلْتَا لِلْمُثَنَّى خَاصَّةً نَحْوُ قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَقَامَتِ الْمَرْأَتَانِ
جَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ اور كِلَا وَ كِلْتَا خاص کر تثنیہ کے لیے آتے ہیں جیسے قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا اور قَامَتِ الْمَرْأَتَانِ
كِلْتَاهُمَا وَ كُلٌّ وَ أَجْمَعُ وَ أَكْتَعُ وَ أَبْتَعُ وَ أَبْصَعُ لِغَيْرِ الْمُثَنَّى بِاخْتِلَافِ الضَّمِيرِ فِي كُلٍّ وَالصِّيغَةِ فِي الْبَوَاقِي
كِلْتَاهُمَا اور كُلٌّ اور أَجْمَعُ اور أَكْتَعُ اور أَبْتَعُ اور أَبْصَعُ یہ الفاظ غیر مثنّٰی (یعنی مفرد اور جمع) کے لیے آتے ہیں كُلٌّ کی ضمیر کی تبدیلی اور باقی چار الفاظ کے صیغوں کی تبدیلی کے ساتھ
تَقُوْلُ: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ
جیسے تو کہے گا جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ توابع میں سے دو قسموں یعنی صفت اور عطف بالحرف سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں تابع کی تیسری قسم تاکید کو ذکر فرما رہے ہیں۔اس فصل میں مصنف چھ باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : تاکید کی تعریف

دوسری بات: تاکید کی اقسام اور مثالیں

تیسری بات: الفاظ تاکید کا ذکر اور ان کا مفرد، تثنیہ، جمع ہونے کے اعتبار سے استعمال

چوتھی بات : ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النَّفْسُ اور الْعَيْنُ کے ذریعے سے لانے کا طریقہ

پانچویں بات: لفظ كُلٌّ اور أَجْمَعُ کو بطور تاکید لانے کا قاعدہ

چھٹی بات : أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ سے متعلق ایک قاعدہ

پہلی بات تاکید کی تعریف

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کو پکا اور ثابت کرنے پر دلالت کرے اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے یا متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کے لیے حکم شامل ہونے پر دلالت کرے۔

دوسری بات تاکید کی اقسام اور مثالیں

تاکید کی اقسام: تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی: وہ ہوتی ہے کہ پہلے لفظ کو تکرار کے ساتھ ذکر کریں چاہے وہ لفظ اسم ہو یا فعل یا حرف

اسم کی مثال: جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ **فعل کی مثال:** جَاءَنِي جَاءَنِي زَيْدٌ **حرف کی مثال:** اِنَّ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

تاکید معنوی: تاکید معنوی وہ ہوتی ہے جو مفہوم و معنی کے اعتبار سے متبوع کی تاکید کرے۔اور وہ چند مخصوص

الفاظ ہیں جن کی تعداد نو ہے اور وہ یہ ہیں

(۱) اَلنَّفْسُ (۲) اَلعَیْنُ (۳) کِلَا (۴) کِلْتَا (۵) أَجْمَعُ

(۶) أَکْتَعُ (۷) أَبْتَعُ (۸) أَبْصَعُ (۹) کُلُّ

تیسری بات الفاظ تاکید کا ذکر اور ان کا مفرد، تثنیہ، جمع ہونے کے اعتبار سے استعمال

اَلنَّفْسُ اور اَلْعَیْنُ کا استعمال: یہ دونوں لفظ واحد، تثنیہ اور جمع تینوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے متبوع کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی (یعنی اَلنَّفْس اور اَلْعَیْنُ) تبدیل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ضمیر بھی تبدیل ہوتی ہے۔

اگر متبوع مذکر مفرد ہو تو یہ بھی مفرد ہوتے ہیں اور ان کی ضمیر بھی مفرد ہوتی ہے اور اگر متبوع تثنیہ ہو تو یہ بھی تثنیہ ہوں گے اور ان کی ضمیریں بھی تثنیہ ہوں گی اور اگر متبوع جمع ہو تو یہ خود بھی جمع ہوں گے اور ان کی ضمیریں بھی جمع ہوں گے۔

متبوع مذکر کی مثالیں **متبوع مفرد کی مثال:** جَاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهُ (آیا میرے پاس زید بذات خود) اس مثال میں زَیْدٌ متبوع مفرد ہے لہٰذا لفظ نَفْس کو مفرد لایا گیا اور ہ ضمیر بھی اسی کے مطابق مفرد لائی گئی ہے جَاءَنِي زَيْدٌ عَيْنُهُ اس مثال کو پہلی مثال پر قیاس کریں۔

متبوع تثنیہ کی مثال: تثنیہ میں نحویوں کا اختلاف ہے جمہور کے ہاں تثنیہ کی تاکید کے لیے نفس اور عین کا صیغہ جمع ہو ہوگا البتہ ضمیر تثنیہ کی ہوگی۔ جمہور کے مذہب کے اعتبار سے مثال یوں ہوگی جَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا یا جَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَعْيُنُهُمَا اس میں أَنْفُس اور اَعْيُن جمع کا صیغہ ہے جب کہ متبوع تثنیہ اور ضمیر تثنیہ ہے۔

اس میں بعض نحوی حضرات کے ہاں صیغہ بھی تثنیہ کا ہوگا اور ضمیر بھی تثنیہ کی ہوگی۔

مثال: جَاءَنِي الزَّيْدَانِ نَفْسَاهُمَا یا جَاءَنِي الزَّيْدَانِ عَيْنَاهُمَا یہ اصل میں نَفْسَانِ اور عَيْنَانِ تھا تو اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو نَفْسَاهُمَا اور عَيْنَاهُمَا ہو گیا۔

متبوع جمع کی مثال: جمع کے لیے بالاتفاق صیغہ بھی جمع کا ہوگا اور ضمیر بھی جمع کی ہوگی۔

جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ یا جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَعْيُنُهُمْ

متبوع مؤنث کی مثالیں: مذکر کے لیے ضمیر بھی مذکر اور مؤنث کے لیے ضمیر بھی مؤنث کی ہوگی صیغہ میں تبدیلی نہیں آتی ہے۔

مفرد مؤنث کی مثالیں: جیسے جَاءَتْنِيْ هِنْدٌ نَفْسُهَا اور (آئی هندہ بذات خود) اس میں نَفْس اپنے حال پر ہے باقی جَاءَتْ فعل اور هَا ضمیر مؤنث لائی گئی۔

تثنیہ کی مثالیں: جَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ أَنْفُسُهُمَا یا جَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ نَفْسَاهُمَا

جمع کی مثال: جَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ أَنْفُسُهُنَّ

نوٹ: لفظ عَین کی مثالوں کو نَفْس کی مثالوں پر قیاس کریں۔

كِلَا اور كِلْتَا کا استعمال: كِلَا اور كِلْتَا یہ دونوں تثنیہ کے لیے خاص ہیں کیونکہ ان کا معنی ہی تثنیہ والا ہے كِلَا مذکر کے لیے آتا ہے اور كِلْتَا مؤنث کے لیے آتا ہے۔

مذکر کی مثال: قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا **مؤنث کی مثال:** قَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا

فائدہ: كِلَا اور كِلْتَا بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتے ہیں۔

كُلّ، أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ کا استعمال: ان الفاظ کا استعمال تثنیہ کے لیے نہیں ہوتا ہے بلکہ مفرد کے لیے یا جمع کے لیے ہوتا ہے۔

كُلّ اور أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ میں فرق: لفظ كُلّ اور باقی چار الفاظ میں فرق یہ ہے کہ کل متبوع کے تبدیل ہونے سے نہیں بدلتا، یعنی متبوع مفرد ہو یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث لفظ كُلّ میں کوئی تبدیلی اور اختلاف پیدا نہیں ہوتا بلکہ متبوع کے اعتبار سے ضمیر میں تبدیلی آئے گی اگر متبوع مذکر ہے تو ضمیر بھی مذکر اور متبوع اگر مؤنث ہے تو ضمیر بھی مؤنث لائی جائے گی اسی طرح متبوع اگر مفرد ہو تو ضمیر مفرد اور متبوع جمع ہو تو ضمیر بھی جمع لائی جائے گی۔

مثالیں متبوع مفرد مذکر کی مثال: قَرَأْتُ الْكِتَابَ كُلَّهُ

متبوع مفرد مؤنث کی مثال: قَرَأْتُ الصَّحِيفَةَ كُلَّهَا

متبوع جمع مذکر کی مثال: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ

متبوع جمع مؤنث کی مثال: قَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ ان تمام مثالوں میں لفظ كُلّ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ متبوع کے اعتبار سے ضمیریں بدلتی رہی ہیں۔

اور أَجْمَعُ، أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ یہ چار الفاظ متبوع کے تبدیل ہونے سے یہ بھی تبدیل ہو جاتے ہیں جب کہ ان کی ضمیروں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے یہی فرق ہے لفظ کل اور ان چار الفاظ کے مابین ہے۔

مثالیں متبوع مذکر مفرد کی مثال: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ أَجْمَعَ أَكْتَعَ أَبْتَعَ أَبْصَعَ

متبوع مؤنث مفرد کی مثال: اِشْتَرَيْتُ الْجَارِيَةَ جَمْعَاءَ كَتْعَاءَ بَتْعَاءَ بَصْعَاءَ

متبوع جمع مذکر کی مثال: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ أَكْتَعُونَ أَبْتَعُونَ أَبْصَعُونَ

متبوع جمع مؤنث کی مثال: قَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ

وَإِذَا أَرَدْتَ تَأْكِيدَ الضَّمِيرِ الْمَرْفُوعِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ يَجِبُ تَأْكِيدُهُ بِالضَّمِيرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ
اور جب تو ارادہ کرے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النَّفْس اور الْعَين کے ساتھ تو واجب ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل سے جیسے ضَرَبْتَ
ضَرَبْتَ أَنْتَ نَفْسَكَ وَلَا يُؤَكِّدُ بِكُلٍّ وَ أَجْمَعَ إِلَّا مَا لَهُ أَجْزَاءٌ وَ أَبْعَاضٌ يَصِحُّ افْتِرَاقُهَا حِسًّا كَالْقَوْمِ أَوْ
أَنْتَ نَفْسَكَ (تونے خود اپنے آپ کو مارا) اور تاکید نہیں لائی جاتی لفظ كُلّ اور أَجْمَع کے ذریعہ لیکن اس چیز کی جس میں اجزاء پائے جاتے ہوں اور ایسے بعض ہوں جن بعض کا ایک دوسرے سے جدا ہونا حسی طور پر صحیح ہو جیسے الْقَوْم یا حکماً جدا ہونا صحیح ہو جیسے
حُكْمًا كَمَا تَقُولُ : اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ وَلَا تَقُولُ أَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ وَاعْلَمْ أَنَّ أَكْتَعَ وَأَبْتَعَ وَأَبْصَعَ أَتْبَاعٌ
اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ مگر أَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ نہیں کہہ سکتے اور جان لو کہ بے شک أَكْتَع، أَبْتَع، أَبْصَع سب کے سب أَجْمَع کے تابع ہیں
لِأَجْمَعَ وَلَيْسَ لَهَا مَعْنًى هٰهُنَا دُوْنَهَا فَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلٰى أَجْمَعَ وَلَا ذِكْرُهَا بِدُوْنِهِ
ان کے یہاں کوئی علیحدہ معنی نہیں ہیں، سوائے أَجْمَع کے معنیٰ کے لہٰذا ان سب کا مقدم ہونا أَجْمَع پر جائز نہیں اور نہ ان کا ذکر کرنا أَجْمَع کے بغیر درست ہے۔

چوتھی بات ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النَّفْس اور الْعَيْن کے ذریعے لانے کا قاعدہ

قاعدہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لفظ النَّفْس اور الْعَيْن کے ساتھ لانی ہو تو اس ضمیر کی تاکید مرفوع منفصل کے ساتھ لانا واجب ہے جیسے ضَرَبْتَ أَنْتَ نَفْسَكَ اس میں نَفْس تاکید ہے ضَرَبْتَ کی ضمیر مرفوع متصل کے لیے لہٰذا اس ضمیر کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائی گئی ہے جو کہ أَنْتَ ہے۔

ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر ضمیر متصل کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ نہ لائی جائے تو بعض جگہوں میں تاکید کا فاعل کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے زَيْدٌ أَكْرَمَنِيْ نَفْسُهُ اس میں معلوم نہیں ہوتا کہ أَكْرَمَنِيْ کا فاعل نَفْسُهُ ہے یا ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور نَفْسُهُ اس کی تاکید ہے لہٰذا اس التباس سے بچنے کے لیے ضمیر متصل کے ساتھ منفصل کی تاکید لانا ضروری ہے جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ هُوَ نَفْسُهُ اس میں هُوَ ضمیر مستتر کی تاکید پہلے هُوَ ضمیر منفصل سے لائے اور پھر اس کی تاکید نَفْسُهُ سے لائے۔

پانچویں بات لفظ كُلّ اور أَجْمَعُ کو بطور تاکید لانے کا قاعدہ

لفظ كُلّ اور أَجْمَع کے ساتھ صرف اس چیز کی تاکید لائی جاسکتی ہے جس کے ایسے اجزاء اور ابعاض (یعنی حصے) ہوں جو باعتبار حس (یعنی مشاہدہ) کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے الْقَوْمُ اب قوم ایسی چیز ہے جس کے ابعاض اور افراد ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ لہٰذا قوم کی تاکید كُلّ اور أَجْمَع کے ساتھ لانا صحیح ہو جائے گا یا وہ اجزاء اور ابعاض باعتبار حکم کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ (میں نے غلام خریدا پورا) اب الْعَبْد ایسی چیز ہے جس کے اجزاء اور ابعاض حسًّا یعنی بطور مشاہدہ کے تو نہیں ہو سکتے ہیں لیکن

حکماً اس کے اجزاء ابعاض ہو سکتے ہیں اس لیے کہ یہ ممکن ہے ایک غلام کا نصف ایک خریدا ہو اور دوسرے نصف کو دوسرے شخص نے خریدا ہو۔ لہٰذا اَلعَبدَ کی تاکید کُلّ اور أَجمَعُ کے ساتھ لانا درست ہوگا پس یہ درست ہوگا کہ میں نے پورا غلام خریدا۔

احترازی مثال: اور یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ کوئی کہے أَکرَمتُ العَبدَ کُلَّهٗ (میں نے پورے غلام کا اکرام کیا) اس مثال کے درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکرام کرنے والے کے حکم کے اعتبار سے اَلعَبدَ یعنی غلام کے اجزاء نہیں ہو سکتے ہیں اس طور پر کہ آدھے غلام کا اکرام کیا ہو اور آدھے کا نہ کیا ہو۔ لہٰذا اس حکم کے اعتبار سے کُلّ اور أَجمَعُ کے ساتھ تاکید کا لانا درست نہیں ہے۔

چھٹی بات أَکتَعُ، أَبتَعُ، أَبصَعُ سے متعلق ایک قاعدہ

أَکتَعُ، أَبتَعُ، أَبصَعُ یہ تینوں لفظ استعمال میں أَجمَعُ کے تابع ہیں جب یہ تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو أَجمَعُ کے بغیر استعمال نہیں ہوتے ہیں اور ان کا وہی معنی ہے جو أَجمَعُ کا ہے لہٰذا ان تینوں الفاظ کو أَجمَعُ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح بغیر أَجمَعُ کے ان کا ذکر بھی جائز نہیں ہے۔

توابع کی چوتھی قسم اَلبَدَلُ

فَصلٌ: اَلبَدَلُ تَابِعٌ یُنسَبُ إِلَیهِ مَا نُسِبَ إِلٰی مَتبُوعِهٖ وَهُوَ المَقصُودُ بِالنِّسبَةِ دُونَ مَتبُوعِهٖ

فصل بدل وہ تابع ہے کہ جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور وہی مقصود بنسبت ہو نہ کہ اس کا متبوع

وَأَقسَامُ البَدَلِ أَربَعَةٌ بَدَلُ الکُلِّ مِنَ الکُلِّ وَهُوَ مَا مَدلُولُهٗ مَدلُولُ المَتبُوعِ نَحوُ جَاءَنِي زَیدٌ أَخُوکَ

اور بدل کی اقسام چار ہیں بَدَلُ الکُلِّ مِنَ الکُلِّ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول اور متبوع کا مدلول ایک ہو جیسے جَاءَنِي زَیدٌ أَخُوکَ (آیا

وَبَدَلُ البَعضِ مِنَ الکُلِّ وَهُوَ مَا مَدلُولُهٗ جُزءُ مَدلُولِ المَتبُوعِ نَحوُ ضَرَبتُ زَیدًا رَأسَهٗ وَبَدَلُ الاِشتِمَالِ

میرے پاس زید یعنی تیرا بھائی) اور بَدَلُ البَعضِ مِنَ الکُلِّ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جز ہو جیسے ضَرَبتُ زَیدًا رَأسَهٗ

وَهُوَ مَا مَدلُولُهٗ مُتَعَلِّقًا بِالمَتبُوعِ کَسُلِبَ زَیدٌ ثَوبُهٗ وَبَدَلُ الغَلَطِ وَهُوَ مَا یُذکَرُ بَعدَ الغَلَطِ نَحوُ جَاءَنِي زَیدٌ جَعفَرٌ

(میں نے زید یعنی اس کے سر کو مارا) اور بَدَلُ الاِشتِمَالِ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیدٌ ثَوبُهٗ (چھینا گیا ہے زید اس کا کپڑا) اور بَدَلُ الغَلَطِ اور وہ وہ ہے کہ ذکر کیا جائے غلطی کے بعد جیسے جَاءَنِي زَیدٌ جَعفَرٌ (میرے پاس زید آیا نہیں، بلکہ جعفر

وَرَأَیتُ رَجُلًا حِمَارًا وَالبَدَلُ إِن کَانَ نَکِرَةً مِن مَعرِفَةٍ یَجِبُ نَعتُهٗ کَقَولِهٖ تَعَالٰی بِالنَّاصِیَةِ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ

آیا) رَأَیتُ رَجُلًا حِمَارًا (میں نے آدمی کو دیکھا نہیں بلکہ گدھے کو دیکھا) اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ سے تو واجب ہے اس کی صفت لانا

وَلَا یَجِبُ ذٰلِکَ فِي عَکسِهٖ وَلَا فِي المُتَجَانِسَینِ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بِالنَّاصِیَةِ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ اور واجب نہیں ہے اس کے برعکس میں اور نہ ہی متجانسین میں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں توابع کی اقسام میں سے چوتھی قسم بدل کو بیان فرمارہے ہیں۔ اس فصل میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : بدل کی تعریف

دوسری بات: بدل کی اقسام

تیسری بات: بدل اور مبدل منہ کی معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے صورتیں

پہلی بات — بدل کی تعریف

بدل وہ تابع ہے جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جو نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہو اور وہی تابع ہی مقصودِ نسبت ہو نہ کہ اس کا متبوع۔

دوسری بات — بدل کی اقسام

بدل کے چار اقسام ہیں: (۱) بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ (۲) بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ

(۳) بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ (۴) بَدَلُ الْغَلَطِ

پہلی قسم بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ: بدل اور مبدل منہ کا مصداق مدلول ایک ہو۔ جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ أَخُوكَ (آیا میرے پاس زید جو کہ تیرا بھائی ہے) اس مثال میں زَيْدٌ اور أَخُوكَ دونوں سے ایک ہی شخص مراد ہے۔

دوسری قسم بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ: بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزو ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهُ (میں نے زید کا اس کے سر پر مارا) اس مثال میں رَأْس یعنی سر زَيْد کا بعض اور جزو ہے۔

تیسری قسم بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ: بدل کا مدلول مبدل منہ کے متعلقات میں سے ہو یعنی اس سے کوئی تعلق رکھتا ہو۔ جیسے سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ (چھینا گیا زید یعنی اس کا کپڑا) اس مثال میں ثَوْب کا زَيْدٌ سے تعلق ہے کہ اس کی ملک میں ہے۔

چوتھی قسم بَدَلُ الْغَلَطِ: مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کرنے کے بعد اس غلطی کے تدارک اور تلافی کے لیے تلافی کے لیے بدل کو ذکر کیا جائے۔ جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ جَعْفَرٌ (آیا میرے پاس زید نہیں بلکہ جعفر آیا ہے) اس مثال میں زَيْدٌ مبدل منہ ہے اور جَعْفَرٌ بدل الغلط ہے۔

اسی طرح رَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا (میں نے ایک آدمی دیکھا نہیں ایک گدھا دیکھا) اس مثال میں رَجُلًا مبدل منہ حِمَارًا بدل الغلط ہے ان دونوں مثالوں میں متکلم نے غلطی سے زَيْدٌ اور رَجُل کا ذکر کیا ہے۔

تیسری بات　　بدل اور مبدل منہ کی معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے صورتیں

مصنف رحمۃ اللہ علیہ بدل اور مبدل منہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں ایک صورت ذکر فرمائی ہے جب کہ اس کی چار صورتیں بنتی ہیں یہاں وہ چاروں صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بدل اور مبدل منہ کے لیے چار صورتیں جائز ہیں اور وہ یہ ہیں:　　(۱) دونوں معرفہ ہوں

(۲) دونوں نکرہ ہوں　　(۳) مبدل منہ معرفہ بدل نکرہ　　(۴) مبدل منہ نکرہ بدل معرفہ

مذکورہ صورتوں میں سے تیسری صورت یعنی بدل نکرہ اور مبدل منہ معرفہ ہو تو اس صورت میں بدل کی صفت لانا ضروری ہے کیونکہ نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اگر بدل نکرہ کی صفت نہ لائیں تو مقصود غیر مقصود سے انقص اور کمتر ہونا لازم آئے گا لیکن جب بدل نکرہ کی صفت لائی جائے تو نکرہ مخصصہ ہو کر معرفہ کے قریب ہو جائے گا۔

مثال: بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ اس مثال میں پہلے والا نَاصِيَة مبدل منہ معرفہ ہے اور دوسرا نَاصِيَة بدل نکرہ ہے پس اسی وجہ سے اسکی صفت كَاذِبَة کے ساتھ لائی گئی ہے اب یہ نکرہ مخصص ہو کر معرفہ کے قریب تر ہوگئی۔

اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو یا دونوں اسم ہم جنس ہوں یعنی یا تو بدل اور مبدل منہ دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

برعکس یعنی بدل معرفہ ہو اور مبدل منہ نکرہ ہونے کی مثال: جَاءَنِي رَجُلٌ أَخُوكَ اس مثال میں رَجُل نکرہ ہے جو کہ مبدل منہ ہے اور أَخُوكَ بدل ہے جو کہ بدل اور معرفہ ہے لہٰذا بدل کے لیے صفت لانا ضروری نہیں۔

متجانسین ہوں　دونوں معرفہ ہونے کی مثال: جَاءَنِي زَيْدٌ أَخُوكَ اس مثال میں زَيْدٌ مبدل منہ بھی معرفہ ہے اور أَخُوكَ بدل بھی معرفہ ہے لہٰذا نکرہ کی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح دونوں نکرہ کی مثال: جَاءَنِي رَجُلٌ أَخٌ لَكَ اس مثال میں رَجُلٌ مبدل منہ ہے اور نکرہ ہے أَخٌ لَكَ بدل ہے اور لہٰذا اس کی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

توابع کی پانچویں قسم عطف بیان

عَطْفُ الْبَيَانِ تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوَضِّحُ مَتْبُوعَهُ وَهُوَ أَشْهَرُ اسْمَيْ شَيْءٍ نَحْوُ قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ (رضی اللہ عنہ) وَ قَامَ
عطف بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو (اور) اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ کسی شی ء کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہوتا ہے جیسے قَامَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ (رضی اللہ عنہما) وَ لَا يَلْتَبِسُ لَفْظًا فِي مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ
أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ اور قَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اور وہ بدل سے لفظوں میں التباس نہیں کرتا ہے شاعر کا قول : میں اس شخص کا بیٹا
أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ　　عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوعًا
ہوں جا تارک بکری، جو بشر کے نام سے مشہور ہے کو (قتل کر کے) اس حال میں چھوڑنے والا ہے کہ اس پر پرندے گرنے کا انتظار کرتے ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ توابع کی پانچویں قسم عطف بیان فرمار ہے ہیں اس میں دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : عطف بیان کی تعریف

دوسری بات: عطف بیان اور بدل میں شعر کے ذریعے فرق

پہلی بات — عطف بیان کی تعریف

عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور کسی چیز کے دو ناموں میں سے جو زیادہ مشہور نام ہوگا اس کو عطف بیان کہا جائے گا۔

پہلی مثال: قَامَ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اس مثال میں أَبُو حَفْصٍ متبوع ہے اور مبین ہے اور عمر تابع اور بیان ہے أَبُو حَفْص کنیت ہے حضرت عمر کی۔ اب أَبُو حَفْصٍ زیادہ مشہور تھا جب عمر کہا تو متبوع أَبُو حَفْصٍ کی وضاحت ہوگئی کہ أَبُو حَفْص سے مراد حضرت عمر ہیں۔

دوسری مثال: قَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اس مثال میں عبداللہ متبوع ہے اور مبیَّن ہے اور بن عمر تابع اور بیان ہے اور اب یہاں عبداللہ زیادہ مشہور نہیں تھا جب آگے ابن عمر ذکر کیا تو متبوع کی وضاحت ہوگئی۔ اب یہاں ابن عمر عبداللہ کے لیے بیان واقع ہے۔

دوسری بات — عطف بیان اور بدل میں شعر کے ذریعے فرق

یہاں سے عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق بیان فرمار ہے ہیں۔ بعض نحات کا مسلک یہ ہے کہ توابع صرف چار ہیں اور عطف بیان کوئی علیحدہ تابع نہیں ہے بلکہ وہ بدل ہے اور وہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں، جب کہ ان دونوں میں لفظی فرق بھی ہے اور معنوی فرق بھی۔

لفظی فرق: شاعر کے شعر سے لفظی فرق واضح ہو رہا ہے۔

اس مثال سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں عطف بیان کا متبوع وہ معرّف باللّام ہو، جو صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہو۔

صفت کا صیغہ اس وقت مضاف ہوتا ہے جب وہ الف لام پر تکیہ پکڑا ہو۔ جیسے اَلضَّارِب میں ضَارِب صفت کا صیغہ ہے جو کہ الف لام پر تکیہ پکڑ کر اضافت کا معنی دے رہا ہے۔ جیسے اَلضَّارِب الرَّجُلِ زَيْدٌ پس ایسی صورت میں عطف بیان جائز ہے اور بدل جائز نہیں۔

شعر

أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ   عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوعًا

محل استشہاد: پس مذکورہ شعر میں **بِشْر** عطف بیان ہے **الْبِكْرِيِّ** کا اور **الْبِكْرِيِّ** جو متبوع ہے وہ **التَّارِك** صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہے اور اس وقت اس میں کوئی فرق خرابی نہیں ہے لیکن اگر **بِشْر** کو **الْبِكْرِيِّ** سے بدل قرار دیں تو خرابی لازم آتی ہے، وہ اس طرح کہ بدل تکرارِ عامل کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جو عامل مبدل منہ کا ہوتا ہے وہی عامل بدل کا بھی ہوتا ہے اب اگر **الْبِكْرِيِّ** کا عامل **التَّارِك** ہے تو **بِشْر** کا عامل بھی **التَّارِك** بنانا پڑے گا اور تقدیری عبارت اس طرح ہوگی **التَّارِك بِشْر** اور یہ ممتنع ہے جس طرح **اَلضَّارِبُ زَيْدٍ** ممتنع ہے کیونکہ یہاں **التَّارِك** اور **بِشْر** کے درمیان اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی تخفیف کا فائدہ بھی نہیں دے رہی ہے کیونکہ یہاں **التَّارِك** کی تخفیف پہلے ہی ہو چکی ہے لہٰذا اب اضافت لغو ہو جائے گی لہٰذا **الْبِكْرِيِّ** کو مبدل منہ اور **بِشْر** کو بدل بنانا جائز ہے۔

معنوی فرق: وہ ظاہر ہے کہ بدل میں نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اور عطف بیان میں نسبت سے مقصود عطف بیان نہیں ہوتا ہے بلکہ متبوع ہوتا ہے اور عطف بیان میں نسبت او مقصود عطف بیان نہیں ہوتا ہے بلکہ متبوع مبین ہوتا ہے اور عطف بیان کا ذکر محض متبوع کی وضاحت کے لیے ہوتا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے عطف بیان اور بدل کے درمیان لفظی فرق کو بیان کیا اور معنوی فرق کو نہیں، اس لیے کہ لفظی فرق مخفی تھا اور معنوی فرق واضح تھا۔

لغات: **اَلتَّارِك** (بمعنی قاتل) اور **مَصِير** (بمعنی بچھاڑنا) کے ہیں **الْبِكْر** شہر کا نام ہے اور یاء اس کی نسبت کے لیے ہے **اَلْبِكْرِيُّ** سے مراد پہلوان ہے جو کہ اس کا لقب ہے، **بِشْر** اس کا نام ہے۔

ترکیب: **أَنَا** مبتدا، **ابْن** خبر مضاف، **التَّارِك** مضاف الیہ، **الْبِكْرِيِّ** مضاف الیہ مبین، **بِشْر** عطف بیان، مبین اور عطف بیان ملکر ذوالحال، **عَلَيْهِ** جار مجرور ملکر کائن سے متعلق ہو کر خبر مقدم اور **الطَّيْرُ** مبتدا مؤخر ذوالحال، **تَرْقُبُ** فعل **هِيَ** ضمیر فاعل ذوالحال، **وُقُوْعاً** حال واقع ہوا **هِيَ** ضمیر سے **تَرْقُبُ** فعل فاعل اور مفعول سے ملکر **الطَّيْر** سے حال واقع اب ذوالحال حال ملکر مبتدا مؤخر ہوا **عَلَيْهِ** خبر مقدم سے پھر یہ مضاف الیہ ہوا **التَّارِك** سے پھر خبر ہوگی **أَنَا** مبتدا کے لیے، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس نے قبیلہ بکر کے بشر نامی شخص کو قتل کر کے اس حال میں چھوڑ دیا کہ پرندے اس کے گرنے کے منتظر ہیں۔

شعر کا مطلب: مذکورہ شعر کا مطلب اس انداز سے بیان فرمایا ہے کہ اس میں شاعر اپنی اور اپنے باپ کی تعریف کر رہا ہے کہ میں ایسے نوجوان اور بہادر شخص کا فرزند ہوں جس نے بشر نامی شخص جو بہت طاقتور تھا کو اس حال میں قتل کر کے چھوڑ دیا کہ پرندے اس کے گرنے کے منتظر ہیں۔ یعنی جب بھی روح جسم سے نکلے اور ہم اسے کھائیں اس لیے کہ انسان کے بدن میں جب تک روح ہوا کرتی ہے پرندے اس کے پاس نہیں جاتے۔

تمارین

سوال نمبر ۱: تابع کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲: توابع کی اقسام ذکر کریں۔

سوال نمبر ۳: صفت کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں۔

سوال نمبر ۴: وصف اور نعت کی اقسام ذکر کریں اور مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۵: کتنی چیزوں میں صفت موصوف کا تابع ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۶: صفت کے فوائد مثالوں کے ساتھ ذکر کریں۔

سوال نمبر ۷: کیا ضمیر موصوف یا صفت بن سکتا ہے؟

سوال نمبر ۸: عطف نسق کی تعریف کریں۔

سوال نمبر ۹: حروف عطف میں سے بعض ذکر کریں۔

سوال نمبر ۱۰: ضمیر متصل پر عطف کرنے کے لیے کیا چیز لازم ہے؟

سوال نمبر ۱۱: کیا معطوف اور معطوف علیہ میں اعراب کے اعتبار سے مطابقت ہوگی؟

سوال نمبر ۱۲: دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر عطف کے مسئلہ میں امام فراء رحمہ اللہ علیہ کی رائے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۳: تاکید کی تعریف کریں۔

سوال نمبر ۱۴: تاکید کی اقسام ذکر کریں۔

سوال نمبر ۱۵: تاکید لفظی کس طرح ہوگی مثال کے ساتھ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۶: وہ کونسے الفاظ ہیں جس کے ذریعے تاکید معنوی ہوتی ہے بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۷: ضمیر متصل کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ کس طرح ہوگی؟

سوال نمبر ۱۸: بدل کی تعریف کریں۔

سوال نمبر ۱۹: عطف بیان کیا ہے؟ وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۰: بدل کی کتنی اقسام ہیں؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال نمبر ۲۱: کیا نکرہ معرفہ کا بدل بن سکتا ہے؟

دوسرا باب اسم مبنی کی بحث میں

اَلْبابُ الثَّانِي فِي الْاِسمِ الْمَبْنِيِّ وَهُوَ اسمٌ وَقَعَ غَيرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيرِهٖ مِثْلُ اَلِفْ ، بَاءْ ، تَاءْ ، ثَاءْ وَمِثْلُ أَحَدْ ،
مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے اَلِفْ ، بَاءْ ، تَاءْ ، ثَاءْ اور جیسے أَحَدْ،
اِثْنَانِ ، ثَلَاثَةْ وَكَلَفْظِ زَيْدْ فَاِنَّهٗ مَبْنِيٌّ بِالْفِعلِ عَلَى السُّكُوْنِ وَمُعْرَبٌ بِالْقُوَّةِ اَوْ شَابَهَ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ بِأَنْ يَكُوْنَ
اِثْنَانِ ، ثَلَاثَةْ اور جیسے لفظ زَيْدْ پس وہ بالفعل مبنی بر سکون ہے اور بالقوۃ معرب ہے یا مبنی اصل کے مشابہ ہو اس طور پر کہ اپنے دلالت
فِي الدَّلَالَةِ عَلَى مَعْنَاهُ مُحْتَاجًا إِلَى قَرِينَةٍ كَالْإِشَارَةِ نَحْوُ هٰؤُلَاءِ وَنَحْوِهَا اَوْ يَكُوْنَ عَلَى أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ
کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اشارہ هٰؤُلَاءِ اور اس جیسے دوسرے اسمائے اشارات یا وہ تین حروف سے کم ہو
اَوْ تَضَمَّنَ مَعْنَى الْحُرُوْفِ نَحْوُ ذَا وَمَنْ وَأَحَدَ عَشَرَ إِلَى تِسْعَةَ عَشَرَ وَهٰذَا الْقِسْمُ لَا يَصِيرُ مُعْرَبًا اَصْلًا
یا حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے ذَا اور مَنْ اور أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک اور یہ قسم معرب بالکل نہیں ہوتی ہے
وَحُكْمُهٗ اَنْ لَا يَخْتَلِفَ اٰخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ وَحَرَكَاتُهٗ تُسَمّٰى ضَمًّا وَفَتْحًا وَكَسْرًا وَسُكُوْنُهٗ وَقْفًا
اور اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر نہ مختلف ہو اور ان کی حرکتوں کا نام ضمہ فتحہ کسرہ سکون اور وقف رکھا جاتا ہے
وَهُوَ عَلٰى ثَمَانِيَةِ اَنْوَاعٍ اَلْمُضْمَرَاتُ وَأَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ وَالْمَوْصُوْلَاتُ وَأَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ وَأَسْمَاءُ الْأَصْوَاتِ
اس کی آٹھ اقسام ہیں اول مضمرات دوم اشارات سوم اسماء موصولہ چہارم اسماء افعال پنجم اسماء اصوات
وَالْمُرَكَّبَاتُ وَالْكِنَايَاتُ وَبَعْضُ الظُّرُوْفِ
ششم مرکبات ہفتم کنایات ہشتم بعض ظروف

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے شروع میں کلمہ کی پہلی قسم یعنی اسم کی دو قسمیں بیان کی تھیں: پہلی قسم اسم معرب، دوسری قسم اسم مبنی، پس اسم معرب کے بیان کو ایک مقدمہ تین مقاصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل کیا تھا، جن کو بیان فرمانے کے بعد اب یہاں سے اسم کی دوسری قسم اسم مبنی کو بیان فرما رہے ہیں اور آخر میں خاتمہ کو ذکر فرمانے کے بعد اس بحث کو مکمل کردیں گے۔

اس باب میں کل تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم مبنی کی تعریف

دوسری بات: اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے دو قسمیں اور اس وضاحت

تیسری بات: اسم مبنی کا حکم اور اس کی حرکات اور اقسام کا ذکر

پہلی بات اسم مبنی کی تعریف

اسم مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔

دوسری بات اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے دو قسمیں اور اس وضاحت

پہلی قسم: وہ اسم اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ غیر سے مراد عامل ہے، یعنی اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔

پہلی مثال: اَلِف، باء، تاء، ثاء ان سے مراد حروف ہجاء اور مبنیات نہیں، بلکہ ان کے اسم ہیں کیونکہ یہ بحث اسم مبنی کے بارے میں ہے نہ کہ حروف مبنی کے بارے میں۔ حروف ہجا تو حروف ہو کر مبنی الاصل ہیں۔

دوسری مثال: اسمائے عدد: وَاحِد، اِثْنَان، ثَلَاثَۃ

تیسری مثال: اسمائے معدود: زَیْد وعَمْرو وغیرہ

جب یہ اسماء اکیلے ہوں تو یہ سب مبنی الاصل ہیں، سکون پر یہ بالفعل مبنی ہیں اور بالقوۃ معرب ہیں۔

بالفعل مبنی سے مراد: یعنی موجودہ حالت میں عامل کے ساتھ واقع نہیں ہو رہے تو ہی مبنی بر سکون ہیں۔

بالقوۃ مبنی سے مراد: یعنی ان میں اعراب کی صلاحیت ہے کہ جب یہ عامل کے ساتھ واقع ہوں گے تو ان پر اعراب آجائے گا۔ جیسے جَاءَ اَلِفٌ، جَاءَ وَاحِدٌ، جَاءَ زَیْدٌ حالت رفعی کی مثالیں ہیں۔

دوسری قسم: یہ ہے کہ وہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ مشابہت سے مراد وہ مبنی الاصل کے ساتھ ایسی مناسبت رکھتا ہو کہ اسم کے مبنی ہونے میں مؤثر ہو اس طور پر کہ یا تو وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو یا وہ تین حرف سے کم ہو یا وہ معنی حرف کو متضمن ہو، پس جب اسم میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے گی تو اس میں مبنی الاصل کے ساتھ مناسبت پائی جائے گی اور اس مناسبت کی وجہ سے وہ مبنی ہوگا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اسم کے مبنی الاصل کے مشابہت کی تین صورتیں بیان کی ہیں، جب کہ نحویوں نے استقراء اور تتبع کے بعد سات صورتیں بیان کی ہیں، جن کو ہم فائدہ میں ذکر کریں گے۔

اسم کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی تین صورتیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسم اشارہ هٰذَا، هٰؤُلَاءِ یہ

اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ یعنی اشارہ حسیہ کا محتاج ہوتا ہے یہ اپنے معنی پر دلالت نہیں کر سکتے جب تک ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ حسیہ نہ کیا جائے تو اسم اشارہ اپنے معنی دلالت کرنے میں اس قرینہ اشارہ حسیہ کا محتاج ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم تین حروف سے کم ہو۔ جیسے **ذَا** اور **مَنْ** یہ مشابہ ہیں **فِیْ** اور **مِنْ** حروف جارہ کے۔ لہٰذا یہ بھی مبنی ہوں گے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے **أَحَدَ عَشَرَ** سے لے کر **تِسْعَةَ عَشَرَ** تک یہ اصل میں **وَاحِدٌ وَ عَشَرٌ، اِثْنَانِ وَ عَشَرٌ، ثَلَاثَةٌ وَ عَشَرٌ** تھے پھر درمیان میں واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو بمنزلہ کلمہ واحدہ کے کر دیا لہٰذا اب دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے لیکن **اِثْنَا عَشَرَ** میں نون اور واو کو حذف کیا گیا ہے لہٰذا اس میں صرف دوسرا جز مبنی بر فتحہ ہوگا اور پہلا جز معرب ہوگا۔

فائدہ: نحویوں نے مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی سات صورتیں بیان کی ہیں جنہیں بسیار تلاش کے بعد حاصل کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

پہلی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے **أَیْنَ** اسم ہے ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسم اشارہ اسم موصول وغیرہ یہ اشارہ حسیہ اور صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہو۔ جیسے **نَزَالِ** اسم فعل **اِنْزِلْ** امر حاضر کی جگہ پر واقع ہوتا ہے۔

چوتھی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اس اسم کے مشابہ ہو جو مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہے۔ جیسے **فَجَارِ** **نَزَالِ** کے مشابہ ہے اور **نَزَالِ** **فَجَارِ** کی جگہ واقع ہوتا ہے۔

پانچویں صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اس اسم کی جگہ میں واقع ہو جو اسم مبنی الاصل کے مشابہ ہے۔ جیسے منادی مضموم **یَا زَیْدُ، یَا رَجُلُ** وغیرہ میں زید اور رجل کاف خطاب اسمی جو کہ ادعو میں مفعول بہ ہے اس کی جگہ مین واقع ہے اور کاف ضمیر خطاب جو کہ اسم ہے یہ مشابہ ہے کاف حرفی کے جو کہ حروف جارہ میں سے ہو کر مبنی الاصل ہے۔

چھٹی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کی طرف مضاف ہو خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ ہو۔ جیسے **یَوْ مَئِذٍ** میں کہ اصل میں **یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا** تھا اس میں **یَوْمَ** بواسطہ **اِذْ** جملہ **کَانَ** کی طرف مضاف ہے اور مبنی ہے۔

ساتویں صورت: یہ ہے کہ اس اسم کی بناء تین حروف سے کم ہو۔ جیسے **ذَا** اور **مَنْ**

تیسری بات　　اسم مبنی کا حکم اور اس کی حرکات اور اقسام کا ذکر

اسم مبنی کا حکم یہ ہے کہ اس کے شروع میں عوامل کے اختلاف سے اس کا آخر نہیں بدلتا ہے۔

مبنی کی حرکات: مبنی کی حرکات ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون ہیں جب کہ معرب کی حرکات کا رفع، نصب، جر کہا جاتا ہے۔

مبنی کی آٹھ اقسام: (۱) مضمرات　(۲) اسمائے اشارات　(۳) اسمائے موصولات

(۴) اسمائے افعال　(۵) اسمائے اصوات　(۶) مرکبات

(۷) کنایات　(۸) بعض ظروف

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ظرف کہا کیونکہ تمام ظروف مبنی نہیں، بلکہ بہت سے ظروف معرب بھی ہیں۔

اسم مبنی کی پہلی قسم اَلْمُضْمَرَاتُ

فَصْلٌ: اَلْمُضْمَرُ اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ أَوْ مُخَاطَبٍ أَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ لَفْظًا أَوْ مَعْنًى أَوْ حُكْمًا وَهُوَ
مضمر وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہوتا کہ دلالت کرے متکلم، مخاطب، غائب پر جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہو لفظاً یا معنیً یا حکماً اور وہ ضمیر
عَلٰى قِسْمَيْنِ مُتَّصِلٌ: وَهُوَ مَا لَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ إِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ ضَرَبْتُ إِلٰى ضَرَبْنَ أَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ
دو قسم پر ہے: اول قسم متصل ہے متصل وہ ضمیر ہے جو اکیلے استعمال نہ کی جاتی ہو (اس کی تین قسمیں ہیں) (اول) یا مرفوع ہوگی
ضَرَبَنِيْ إِلٰى ضَرَبَهُنَّ وَإِنَّنِيْ إِلٰى إِنَّهُنَّ أَوْ مَجْرُوْرٌ نَحْوُ غُلَامِيْ وَلِيْ إِلٰى غُلَامِهِنَّ وَلَهُنَّ وَمُنْفَصِلٌ
جیسے ضَرَبْتُ سے ضَرَبْنَ تک یا منصوب ہوگی جیسے ضَرَبَنِيْ سے ضَرَبَهُنَّ تک اور إِنَّنِيْ سے إِنَّهُنَّ تک یا مجرور ہوگی جیسے غُلَامِيْ اور لِيْ سے غُلَامِهِنَّ اور لَهُنَّ تک اور (ضمیر کی دوسری قسم) منفصل ہے ضمیر منفصل وہ ضمیر ہے
وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ إِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ أَنَا إِلٰى هُنَّ وَإِمَّا مَنْصُوْبٌ نَحْوُ إِيَّايَ إِلٰى إِيَّاهُنَّ فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا
جو اکیلے استعمال کی جاتی ہو یا مرفوع ہوگی جیسے أَنَا سے هُنَّ تک یا منصوب ہوگی جیسے إِيَّايَ سے إِيَّاهُنَّ تک پس یہ ساٹھ ضمیریں ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اسم مبنی کی آٹھ اقسام میں سے پہلی قسم مضمرات کو ذکر فرما رہے ہیں، اس بحث میں بنیادی طور پر پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: ضمیر کی تعریف

دوسری بات: ضمیر کی دو قسموں ضمیر متصل اور منفصل اور ان کی اقسام کا ذکر

تیسری بات: ضمیر کے احکام کا ذکر

چوتھی بات: ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا ذکر

پانچویں بات: مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل لانے کا قاعدہ

پہلی بات ضمیر کی تعریف

ضمیر کا لغوی معنیٰ: پوشیدہ کیا ہوا، اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

اصطلاحی تعریف: ضمیر وہ اسم ہے جسے وضع کیا گیا ہے تا کہ دلالت کرے متکلم، مخاطب اور غائب پر، جن کا ذکر پہلے لفظاً، معناً یا حکماً گزر چکا ہو۔

دوسری بات ضمیر کی دو قسموں ضمیر متصل اور منفصل اور ان کی اقسام کا ذکر

مضمر کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصل (۲) منفصل

ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں: (۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

اور ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

ضمیر مجرور منفصل استعمال نہیں ہوتی ہے۔ ہر ایک کی چودہ ضمیریں ہیں پانچ کو چودہ سے ضرب دینے 60 ساٹھ ضمیریں حاصل ہوتی ہیں۔

ضمیر متصل کی اقسام: ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں:

(۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

ضمیر مرفوع متصل کی مثالیں: ضَرَبَ سے ضَرَبْنَ تک

متکلم کی دو ضمیریں: ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا

حاضر کی چھ ضمیریں: ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ

غائب کی چھ ضمیریں: ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ

ضمیر منصوب متصل کی مثالیں: ضَرَبَنِي سے ضَرَبَهُنَّ تک اور اِنَّنِی سے اِنَّهُنَّ تک

متکلم کی ضمیریں: ضَرَبَنِي، ضَرَبَنَا

حاضر کی چھ ضمیریں: ضَرَبَکَ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُمْ، ضَرَبَکِ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُنَّ

غائب کی چھ ضمیریں: ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ

ضمیر مجرور متصل: ضمیر مجرور متصل کی دو قسمیں ہیں (۱) مجرور باضافت (۲) مجرور بحرف جر

مجرور باضافت کی مثالیں: غُلَامِيْ سے غُلَامِهِنَّ تک اور لِيْ سے لَهُنَّ تک

متکلم کی دو ضمیریں: غُلَامِيْ، غُلَامُنَا

چھ ضمیریں حاضر کی: غُلَامُکَ، غُلَامُکُمَا، غُلَامُکُمْ، غُلَامُکِ، غُلَامُکُمَا، غُلَامُکُنَّ

چھ ضمیریں غائب کی: غُلَامُهٗ، غُلَامُهُمَا، غُلَامُهُمْ، غُلَامُهَا، غُلَامُهُمَا، غُلَامُهُنَّ

مجرور بحرف جر کی مثالیں: لِيْ سے لَهُنَّ تک مذکورہ ضمیروں سے قیاس کریں۔

ضمیر منفصل کی اقسام: ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

ضمیر مرفوع منفصل: فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے جدا ہو، جیسے أَنَا سے هُنَّ تک

متکلم کی ضمیریں: أَنَا، نَحْنُ

چھ حاضر کی ضمیریں: أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ

چھ غائب کی ضمیریں: هُوَ، هُمَا، هُمْ، هَا، هُمَا، هُنَّ

ضمیر منصوب منفصل: مفعول کی دو ضمیریں جو فعل سے جدا ہوں، جیسے إِيَّايَ سے إِيَّاهُنَّ تک

متکلم کی دو ضمیریں: إِيَّايَ، إِيَّانَا

چھ ضمیریں حاضر کی: إِيَّاكَ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُمْ، إِيَّاكِ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُنَّ

چھ ضمیریں غائب کی: إِيَّاهُ، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُنَّ

ملاحظہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا جب کہ ضمیریں ستر ہیں کیونکہ ضمائر کی پانچ اقسام ہیں اور ہر قسم چودہ ضمائر پر مشتمل ہے، پس پانچ کو چودہ سے ضرب دیں تو یہ ستر ضمیریں بنتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ ضمیریں تو کل ساٹھ ہیں، جو ستر معانی کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے کہ بارہ برائے مرفوع متصل، بارہ برائے منصوب متصل، بارہ برائے مجرور متصل، بارہ برائے مرفوع منفصل، بارہ برائے منصوب منفصل اس طرح مجموعی تعداد ساٹھ ہوتی ہے۔ اس میں تثنیہ مذکر مؤنث کا ایک صیغہ شمار کیا گیا ہے خواہ حاضر ہو یا غائب ہو اس طرح ہر گردان میں مصنف نے بجائے چودہ کے بارہ صیغے شمار کیے ہیں۔ باقی کو ان میں ضم کر دیا ہے، اسی واسطے فرمایا فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَرْفُوْعَ الْمُتَّصِلَ يَكُوْنُ مُسْتَتِرًا فِي الْمَاضِيْ لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَضَرَبَ أَيْ هُوَ ضَرَبَتْ اَيْ هِيَ
اور جان لو کہ بے شک ضمیر مرفوع متصل خاص طور پر ماضی غائب اور غائبہ میں پوشیدہ ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ میں هُوَ اور ضَرَبَتْ میں هِيَ
وَفِي الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ مُطْلَقًا نَحْوُ أَضْرِبُ أَيْ اَنَا وَنَضْرِبُ أَيْ نَحْنُ لِلْمُخَاطَبِ نَحْوُ تَضْرِبُ اَيْ اَنْتَ
اور مضارع متکلم میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے جیسے أَضْرِبُ میں اَنَا اور نَضْرِبُ میں نَحْنُ مستتر ہیں اور مخاطب کے لیے (جب کہ وہ مذکور
لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَيَضْرِبُ أَيْ هُوَ وَتَضْرِبُ أَيْ هِيَ وَفِي الصِّفَةِ اَعْنِيْ اِسْمَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَغَيْرِهِمَا مُطْلَقًا
ہو) جیسے تَضْرِبُ میں اَنْتَ اور مذکر غائب يَضْرِبُ میں هُوَ اور مؤنث غائب تَضْرِبُ میں هِيَ ضمیر مستتر ہے اور صیغہ صفت میں یعنی اسم فاعل اور اسم مفعول اور ان دو کے علاوہ میں (مثلاً صفت مشبہ اور افعل التفضیل) میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے

وَلَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُ الْمُنْفَصِلِ اِلَّاعِنْدَ تَعَذُّرِ الْمُتَّصِلِ كَاِيَّاكَ نَعْبُدُ وَمَاضَرَبَكَ اِلَّااَنَاوَ اَنَازَيْدٌ وَمَااَنْتَ اِلَّاقَائِمًا
اور جائز نہیں ہے ضمیر منفصل کا استعمال کرنا مگر متصل کے متعذر ہونے کے وقت جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور مَاضَرَبَکَ اِلَّااَنَا اور اَنَازَیْدٌ اور مَااَنْتَ اِلَّاقَائِمًا میں ضمیروں کو منفصل لایا گیا ہے۔

تیسری بات ضمیر کو متصل اور منفصل لانے کے احکام کا ذکر

ضمیر مرفوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) ضمیر بارز (۲) ضمیر مستتر

ضمیر بارز: وہ ضمیر ہے جس کا حقیقۃً تلفظ ہو اور جو ظاہر ہو۔

ضمیر مستتر: وہ ضمیر ہے جو پوشیدہ ہو اور اس کا تلفظ نہ ہو۔

ضمیر مستتر کے صیغے: ضمیر مرفوع متصل، ماضی کے دو اور مضارع کے پانچ صیغوں میں مستتر ہوتی ہے۔

ماضی کے دو صیغے یہ ہیں: (۱) واحد مذکر غائب کا صیغہ جیسے ضَرَبَ، اس میں ھُوَ ضمیر مستتر ہے۔
(۲) واحدہ مؤنثہ غائبہ جیسے ضَرَبَتْ، اس میں ھِیَ ضمیر مستتر ہے۔

مضارع کے پانچ صیغے یہ ہیں: (۱) واحد متکلم جیسے أَضْرِبُ اس میں اَنَا ضمیر مستتر ہے
(۲) جمع متکلم کا صیغہ جیسے نَضْرِبُ اس میں نَحْنُ ضمیر مستتر ہے۔
(۳) واحد مذکر حاضر کا صیغہ جیسے تَضْرِبُ اس میں اَنْتَ ضمیر مستتر ہے۔
(۴) واحد مذکر غائب کا صیغہ جیسے یَضْرِبُ اس میں ھُوَ ضمیر مستتر ہے۔
(۵) واحدہ مؤنثہ کا صیغہ جیسے تَضْرِبُ اس میں ھِیَ ضمیر مستتر ہے۔

وَفِی الصِّفَۃِ اَعْنِی اِسْمَ الْفَاعِلِ.....الخ: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے یہ فرما رہے ہیں کہ صفت میں مطلقا ضمیر مستتر ہوتی ہے (صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، افعل التفضیل ہیں) یہاں مطلقا سے مراد خواہ مفرد ہو یا مثنیٰ ہو یا جمع ہو اور خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو۔ اس وقت جب کہ یہ اسم ظاہر کی جانب مسند نہ ہوں تو ان میں ضمیر مستتر ہوتی ہیں اسم ظاہر کی جانب مسند ہونے کی صورت میں ان کے اندر ضمیریں پوشیدہ نہ ہوں گی۔ جیسے ضَارِبٌ میں ھُوَ ضمیر، ضَارِبَانِ میں ھُمَا ضمیر، ضَارِبُوْنَ میں ھُمْ ضمیر مستتر ہے ضَارِبَۃٌ میں ھِیَ ضمیر مستتر ہے۔

ضمیر منفصل کا استعمال ضمیر متصل کے متعذر رہوئے بغیر جائز نہیں

ضمیر مرفوع منفصل ہو یا منصوب منفصل ہو ان کا کلام میں استعمال جائز نہیں ہے مگر اس وقت جب کہ ضمیر متصل کا استعمال کرنا متعذر ہو اور مشکل ہو کیونکہ کلام عرب میں اصل اختصار اور ایجاز ہے اور ضمیریں ایجاز کے لیے وضع کی گئی ہیں اور ضمیر متصل حروف کے کم ہونے کی وجہ سے منفصل سے کم ہیں اسی لیے جب تک ضمیر متصل لائی جا سکتی ہو متصل ہی

لائی جائے گی ہاں اگر ضمیر متصل کا لانا متعذر اور ممتنع ہو تو اس وقت ضمیر منفصل لائی جائے گی۔

ضمیر متصل کے متعذر رہونے کی چند جگہیں

پہلی جگہ: ضمیر متصل اپنے عامل پر مقدم ہو۔ جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) اس میں اِیَّاکَ ضمیر اپنے عامل پر مقدم ہے جو کہ نَعْبُدُ ہے یہاں مقصود حصر کا معنی پیدا کرنا ہے اور حصر ضمیر کو عامل پر مقدم کر کے پیدا کیا جا سکتا ہے، لہٰذا یہاں ضمیر متصل لانا متعذر رہے جس کی وجہ سے ضمیر منفصل لائی گئی۔

دوسری جگہ: ضمیر اور عامل کے درمیان فاصلہ واقع ہو تو ضمیر متصل لانا متعذر رہوتا ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی جائے گی۔ جیسے مَا ضَرَبَکَ اِلَّا اَنَا (نہیں مارا میں تجھے مگر میں نے) اس مثال میں اَنَا اور اس کے عامل ضَرَبَ کے درمیان الا کا فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ ضروری ہے ورنہ حصر کا معنی حاصل نہ ہوگا۔

تیسری جگہ: جب ضمیر کا عامل معنوی ہو یعنی ضمیر مبتدا اور خبر پر واقع ہو ہو تو اس صورت میں ضمیر کو متصل لانا متعذر رہے اس لیے ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے اَنَا زَیْدٌ (میں زید ہوں) اس میں اَنَا مبتدا ہے اس کا عامل معنوی ہے ضمیر عامل معنوی کے ساتھ متصل نہیں ہو سکتی، لہٰذا منفصل لانا ضروری ہے۔

چوتھی جگہ: جب ضمیر کا عامل حرف ہو اور ضمیر مرفوع ہو تو بھی ضمیر متصل کا لانا متعذر رہوگا ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے مَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا نہیں ہے (نہیں ہے تو مگر کھڑا ہونے والا)

ضمیر مرفوع متصل حرف کے ساتھ متصل نہیں ہوتی چنانچہ اس مثال میں ضمیر کا عامل حرف ہے اور ضمیر مرفوع بھی ہے لہٰذا اس کا متصل لانا متعذر رہے اس لیے ضمیر منفصل لائی گئی۔

وَاعْلَمْ أَنَّ لَهُمْ ضَمِيْرًا غَائِبًا يَأْتِيْ بَعْدَهٗ جُمْلَةٌ تُفَسِّرُهٗ وَيُسَمّٰى ضَمِيْرَ الشَّانِ فِي الْمُذَكَّرِ وَ ضَمِيْرَ الْقِصَّةِ فِي
جان لو کہ نحویوں کے لیے ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے ضمیر شان مذکر میں اور ضمیر قصہ
الْمُؤَنَّثِ نَحْوُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَ إِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ وَيَدْخُلُ بَيْنَ الْمُبْتَدَإِ وَ الْخَبَرِ صِيغَةُ مَرْفُوعٍ
مؤنث میں۔ جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ضمیر شان کی مثال اور اِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ یہ ضمیر قصہ کی مثال ہے۔ اور داخل ہوتا ہے مبتدا اور خبر کے
مُنْفَصِلٍ مُطَابِقٍ لِلْمُبْتَدَإِ إِذَا كَانَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً أَوْ أَفْعَلَ مِنْ كَذَا وَيُسَمّٰى فَصْلًا لِأَنَّهٗ يَفْصِلُ بَيْنَ
درمیان صیغہ مرفوع منفصل جو مطابق ہوتا ہے مبتدا کے جب ہو خبر معرفہ یا اسم تفضیل مستعمل بمن ہو اور اس کا نام رکھا جاتا ہے فصل
الْخَبَرِ وَالصِّفَةِ نَحْوُ زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ وَ كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلَ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ
کیونکہ یہ جدائی کرتا ہے خبر اور صفت کے درمیان جیسے زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ (زید وہ کھڑا ہونے والا ہے) كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلَ مِنْ عَمْرٍو (زید افضل ہے عمرو سے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ (آپ تھے ان پر نگہبان)

چوتھی بات — ضَمِيْرُ الشَّانِ اور ضَمِيْرُ الْقِصَّةِ کا ذکر

نحویوں کے نزدیک ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔ اگر ضمیر مذکر کی ہوتو اسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر ضمیر مؤنث کی ہوتو اسے ضمیر قصہ کہتے ہیں۔

ضمیر شان کی مثال جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور ضمیر قصہ کی مثال جیسے إِنَّهَا زَيْنَبُ قائِمَةٌ

پانچویں بات مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر منفصل لانے کا قاعدہ

جب مبتدا کی خبر معرفہ یا وہ اسم تفضیل ہو جو مِن کے ساتھ مستعمل ہو پھر مبتدا اور خبر کے درمیان مبتدا کے مطابق ضمیر منفصل لاتے ہیں اس کو ضمیر فصل کہتے ہیں۔ مبتدا کے مطابق ضمیر لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مبتدا مفرد ہے تو ضمیر بھی مفرد لائیں گے اور اگر مبتدا تثنیہ ہے یا جمع ہے۔ غائب ہے یا متکلم ہے یا مخاطب ہے یا مذکر ہے یا مؤنث ہے تو اس صورت میں ضمیر بھی اس کے مطابق لائیں گے۔

ضمیر فصل لانے کی وجہ: یہ ہے کہ جب مبتدا کی خبر معرفہ ہے تو صفت موصوف اور مبتدا خبر کے درمیان التباس آجاتا ہے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ مبتدا خبر ہے یا موصوف صفت تو التباس سے بچنے کے لیے مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر فصل لاتے ہیں جیسے زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ دونوں کا عامل معنوی ہونے کی مثال ہے اس میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور الْقَائِمُ خبر دونوں معرفہ ہیں اس لیے درمیان میں ضمیر فصل لائیں گے تاکہ التباس سے بچ سکیں کیونکہ موصوف صفت کے درمیان فصل ممتنع ہے تو یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ الْقَائِمُ زَيْدٌ کی خبر ہے۔

یا خبر اسم تفضیل مُسْتَعْمَلٌ بِمِنْ ہو تو اس صورت میں مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر فصل لائیں گے کیونکہ یہ بھی معرفہ کے حکم میں ہے۔ اگر صیغہ متصل نہ لائیں گے تو التباس ہوگا صفت کے ساتھ جیسے زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ لفظ أَفْضَلُ زَيْدٌ کی خبر ہے یا صفت ہے اور خبر محذوف ہے لہٰذا ضمیر فصل لائی جائے گی، جیسے كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلَ مِنْ عَمْرٍو

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مثالیں پیش فرمائی ہیں۔ ان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صیغہ منفصل کا آنا دو طرح پر ہے؛ ایک عوامل لفظیہ کے داخل ہونے سے پہلے، جیسے زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ اور دوسرا عوامل لفظیہ کے داخل ہونے کے بعد۔ اس کی دو مثالیں دیں؛ ایک اسم تفضیل کی اور دوسری اسم معرفہ کی۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلَ مِنْ عَمْرٍو اس میں کان عامل لفظی ہے اس کے داخل ہونے کے بعد صیغہ منفصل آیا ہے اور خبر اس میں تفضیل ہے۔ دوسری مثال جس میں عامل لفظی ہے اور خبر معرفہ اس میں صیغہ فصل لایا گیا جیسے كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ اس میں كُنْتَ عامل ہے ت ضمیر اسم ہے الرَّقِيبَ خبر معرفہ ہے اور أَنْتَ ضمیر فصل ہے۔

اسم مبنی کی دوسری قسم أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُشَارٍ إِلَيْهِ وَهِيَ خَمْسَةُ أَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ وَ ذَالِكَ ذَا لِلْمُذَكَّرِ وَ

اسمائے اشارات وہ اسماء ہیں جو مشار الیہ پر دلالت کے لیے وضع کیے گئے ہیں وہ پانچ الفاظ ہیں جو چھ معانی کے لیے آتے ہیں اور یہ ذَا اور مذکر کے لیے
ذَانِ وَذَيْنِ لِلْمُثَنّٰی وَتَا وَتِيْ وَذِيْ وَتِهْ وَذِهْ وَتِهِيْ وَذِهِيْ لِلْمُؤَنَّثِ وَتَانِ وَتَيْنِ لِلْمُثَنّٰی وَ أُوْلَاءِ بِالْمَدِّ
ذَانِ اور ذَيْنِ تثنیہ مذکر کے لیے اور تَا اور تِيْ اور ذِيْ اور تِهْ اور ذِهْ اور تِهِيْ مؤنث کے لیے اور تَانِ اور تَيْنِ تثنیہ مؤنث کے لیے اور أُوْلَاءِ مد
وَالْقَصْرِ لِجَمْعِهِمَا وَ قَدْ يَلْحَقُ بِأَوَائِلِهَا هَاءُ التَّنْبِيْهِ نَحْوُ هٰذَا وَهٰذَانِ وَ هٰؤُلَاءِ وَ
اور قصر کے ساتھ جمع مذکر و مؤنث کے لیے اور کبھی کبھی ان اسما اشارہ کے شروع میں ھا تنبیہ لائی جاتی ہے جیسے هٰذَا اور هٰذَانِ اور هٰؤُلَاءِ اور
قَدْ يَتَّصِلُ بِأَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ وَهُوَ أَيْضًا خَمْسَةُ أَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ نَحْوُ كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ
کبھی ان اسماء اشارت کے آخر میں کَ خطاب آتا ہے یہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے کَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ
فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَعِشْرُوْنَ اَلْحَاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَةٍ فِيْ خَمْسَةٍ وَهِيَ ذَاكَ إِلٰى ذَاكُنَّ وَذَانِكَ إِلٰى
یہ پچیس اسماء اشارات ہیں جو پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ ذَاكَ سے ذَاكُنَّ تک اور ذَانِكَ سے
ذَانِكُنَّ وَكَذٰكَ الْبَوَاقِيْ وَاعْلَمْ اَنَّ ذَا لِلْقَرِيْبِ وَ ذٰلِكَ لِلْبَعِيْدِ وَ ذَاكَ لِلْمُتَوَسِّطِ
ذَانِكُنَّ تک اور اسی طرح باقی۔ اور جان لیجیے کہ ذَا قریب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ذٰلِكَ دور کے لیے اور ذَاكَ متوسط کے لیے

وضاحت: اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : اسم اشارہ کی تعریف

دوسری بات: اسم اشارہ کا استعمال

تیسری بات: اسم اشارہ کے شروع میں ھا تنبیہ اور آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر

چوتھی بات : ذَا، ذٰلِكَ اور ذَاكَ میں فرق

پہلی بات — اسم اشارہ کی تعریف

اسم اشارہ وہ اسم ہے جس کو وضع کیا گیا ہے مشار الیہ پر دلالت کے لیے۔

دوسری بات — اسم اشارہ کا استعمال

اسماء اشارہ پانچ ہیں: (۱) ذَا (۲) ذَانِ، ذَيْنِ (۳) تَا، تِيْ، ذِيْ

(۴) تِهْ، ذِهْ، تِهِيْ (۵) أُوْلَاءِ

اسماء اشارہ کے پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے، کیونکہ مشار الیہ دو حال سے خالی نہیں؛ مذکر ہوگا یا مؤنث ہوگا، پھر ان میں سے ہر ایک مفرد ہوگا یا تثنیہ ہوگا یا جمع اس سے یہ کل چھ صورتیں بنتی ہیں۔ اس میں سے ہر ایک کے لیے اسم اشارہ ہونا چاہیے تھا مگر جمع مذکر و مؤنث کے لیے ایک ہی اسم اشارہ وضع کیا گیا ہے۔

تفصیل یہ ہے: ذَا واحد مذکر کے لیے

ذَانِ حالت رفعی میں اور ذَیْنِ حالت نصبی و جری میں تثنیہ مذکر کے لیے۔

تَا ،تِيْ، ذِيْ ،تِهٖ ،ذِهٖ ،تِهِيْ واحدہ مؤنث کے لیے

تَانِ حالت رفعی میں اور تَيْنِ حالت نصبی میں وجری میں تثنیہ کے لیے

أُوْلَاءِ مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ دونوں حالت رفعی ،نصب ، جر میں جمع مذکر وجمع مؤنث کے لیے آتے ہیں خواہ جمع مذکر ومؤنث ذوی العقول میں سے ہوں یا غیر ذوی العقول میں سے ہوں۔

تیسری بات اسم اشارہ کے شروع میں ھاءتنبیہ اور آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر

شروع میں ھاءتنبیہ لانے کا ذکر: اسم اشارہ کے شروع میں ھاءضمیر تنبیہ آتی ہے جس سے مخاطب کو مشار الیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے، تا کہ مخاطب اس سے غافل نہ ہو، جیسے ھٰذَا اور ھٰذَانِ اور ھٰؤُلَاءِ

آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر: اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حرف خطاب لاحق ہوتا ہے تا کہ مخاطر کے مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث ہونے پر دلالت کرے اور یہ حرف خطاب کَ ہے اور یہ حروف خطاب بھی پانچ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے کَ ، کُمَا ، کُمْ، کِ ، کُنَّ ویسے تو چھ معانی کے لیے چھ الفاظ ہونے چاہیے مگر لفظ کُمَا جو تثنیہ مخاطب کے لیے ہے یہ مذکر ومؤنث میں مشترک ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ کَ ضمیر مفرد مذکر کے لیے ہے کُمَا تثنیہ مذکر ومؤنث کے لیے

کُمْ جمع کے لیے کِ مفرد مؤنث کے لیے اور کُنَّ جمع مؤنث کے لیے۔

پس یہ اشارات حروف خطاب سمیت کل پچیس ہوئے۔ ان میں سے پانچ اسماء اشارہ اور پانچ حروف خطاب اب پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے پچیس اسمائے اشارات بنتے ہیں اور وہ اسمائے اشارات حروف خطاب سمیت ذَاکَ سے لے کر ذَاکُنَّ تک ذَانِکَ سے لے کر ذَانِکُنَّ تک اسی طرح باقی اسماء اشارہ ہیں۔

چوتھی بات ذَا ،ذٰلِکَ اور ذَاکَ میں فرق

پس ذَا قریب کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذا کے الفاظ کم ہیں۔ قلتِ حروف، قلتِ مسافت پر دلالت کرتے ہیں اور ذٰلِکَ دور کی مسافت کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذٰلِکَ کے الفاظ زیادہ ہیں اور کثرتِ حروف، کثرتِ مسافت پر دلالت کرتے ہیں اور ذَاکَ درمیانی مسافت کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذَاکَ کے الفاظ متوسط ہیں اور حروفِ متوسط مسافتِ متوسط پر دلالت کرتے ہیں۔

اسم مبنی کی تیسری قسم اَسْمَاءُ الْمَوْصُوْلَاتِ

فَصْلٌ: اَلْمَوْصُوْلُ اِسْمٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُوْنَ جُزْءًا تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ إِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهٗ وَ الصِّلَةُ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ وَ لَا بُدَّ
اسم موصول وہ اسم ہے جو صلاحیت نہ رکھتا ہو جملہ کا جزء تام بننے کی مگر اس کے ساتھ جو اس کے بعد ہے اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری

مِنْ عَائِدٍ فِيهَا يَعُوْدُ إِلَى الْمَوْصُوْلِ مِثَالُهُ الَّذِيْ فِيْ قَوْلِنَا جَاءَنِي الَّذِيْ
ہے اس جملہ میں ایک عائد (ضمیر) کا ہونا جو لوٹے گا موصول کی طرف اس کی مثال اَلَّذِيْ ہے جیسے ہمارے قول میں ہے جَاءَنِي الَّذِيْ
أَبُوْهُ عَالِمٌ أَوْ قَامَ أَبُوْهُ وَ الَّذِيْ لِلْمُذَكَّرِ وَاللَّذَانِ وَاللَّذَيْنِ لِمُثَنَّاهُ وَ الَّتِيْ لِلْمُؤَنَّثِ وَاللَّتَانِ
أَبُوْهُ عَالِمٌ یا جَاءَنِي الَّذِيْ قَامَ أَبُوْهُ اور وہ اَلَّذِيْ ہے مذکر کے لیے اَللَّذَانِ اور اَللَّذَيْنِ تثنیہ مذکر کے لیے اور اَلَّتِي مؤنث کے لیے اور اَللَّتَانِ
وَاللَّتَيْنِ لِمُثَنَّاهَا وَالَّذِيْنَ وَ الْأُلٰى لِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَ اللَّاتِيْ وَاللَّوَاتِيْ وَ اللَّائِيْ لِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَ مَنْ
اور اللَّتَيْنِ تثنیہ مؤنث کے لیے اور اَلَّذِيْنَ اور اَلْأُلٰى جمع مذکر کے لیے اور اَللَّاتِيْ اور اَللَّوَاتِيْ اور اَللَّائِيْ جمع مؤنث کے لیے اور مَنْ
وَمَا وَ أَيٌّ وَ أَيَّةٌ وَ ذُوْ بِمَعْنَى الَّذِيْ فِيْ لُغَةِ بَنِيْ طَيٍّ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ: فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِيْ وَ جَدِّيْ،
اور مَا اور أَيٌّ اور أَيَّةٌ اور ذُوْ جو اَلَّذِيْ کے معنی میں ہو بنی طی کی لغت میں۔ شاعر کا قول شعر: پس بے شک پانی میرے باپ دادا کا پانی ہے
وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَ ذُوْ طَوَيْتُ أَيْ اَلَّذِيْ حَفَرْتُهُ وَ الَّذِيْ طَوَيْتُهُ
اور میرا کنواں جس کو میں نے کھودا اور برابر کیا ہے یہاں ذُوْ حَفَرْتُ اور ذُوْ طَوَيْتُ اَلَّذِيْ حَفَرْتُهُ اور اَلَّذِيْ طَوَيْتُهُ کے معنی میں ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے پانچ باتیں ذکر فرما رہے ہیں

پہلی بات: اسم موصول کی تعریف

دوسری بات: صلہ کے لیے تین شرائط کا ذکر

تیسری بات: اسماء موصولہ اور ان کا استعمال

چوتھی بات: قرینہ ہو تو عائد کا حذف جائز ہے

پانچویں بات: أَيٌّ اور أَيَّةٌ کی معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے چار حالتیں

پہلی بات — اسم موصول کی تعریف

اسم موصول وہ اسم ہے جو بغیر صلہ کے جملے کا جز تام نہ بن سکے۔

دوسری بات — صلہ کے لیے تین شرائط کا ذکر

پہلی شرط: یہ ہے کہ صلہ جملہ ہوگا اس کی شرط اس لیے لگائی کہ موصول مبہم ہوتا ہے اور صلہ موصول کو بیان کرتا ہے، پس جملہ موصول کو بیان کر سکتا ہے نہ کہ مفرد کو، اس لیے صلہ کے لیے جملہ ہونے کی شرط لگا دی۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ جملہ خبریہ ہوگا جملہ خبریہ ہونے کی شرط اس لیے لگائی کہ موصول اور صلہ میں ربط ہوتا ہے اور جملہ ثانیہ ماقبل کے تھ ربط کو قبول نہیں کرتا اور جملہ خبریہ ربط کو قبول کرتا ہے اس لیے جملہ خبریہ کی شرط لگا دی۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ اس جملہ میں ایک عائد ہو جو موصول کی طرف لوٹے، عائد کی شرط اس لیے لگا دی کہ صلہ جملہ ہوتا ہے اور جملہ مستقل بنفسہ ہوتا ہے اور جو مستقل بنفسہ ہو اس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے جب کہ صلہ کا موصول کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یعنی دونوں مل کر جملے کے جز تام بنتے ہیں لہٰذا صلہ میں عائد ہونے کی شرط لگا دی جو موصول

کی طرف لوٹے۔

صلہ جملہ فعلیہ کی مثال: جَاءَنِي الَّذِي قَامَ أَبُوْهُ اس میں قَامَ أَبُوْهُ جملہ فعلیہ اور اس میں ہٗ ضمیر عائد ہے جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تیسری بات　　اسماء موصولہ اور ان کا استعمال

اسم موصول چھ معنی کے لیے آتا ہے اور اس کے لیے چھ قسم کے الفاظ ہیں:

(۱) واحد مذکر کے لیے اَلَّذِيْ　　(۲) تثنیہ مذکر کے لیے اَللَّذَانِ اور اَللَّذَيْنِ

(۳) جمع مذکر کے لیے اَلَّذِيْنَ اور اَلْأُلٰی　　(۴) واحد مؤنث کے لیے اَلَّتِيْ

(۵) تثنیہ مؤنث کے لیے اَللَّتَانِ اور اَللَّتَيْنِ　　(۶) جمع مؤنث کے لیے اَللَّاتِيْ اور اَللَّوَاتِيْ اور اَللَّائِيْ

مَنْ اور مَا اور أَيٌّ اور أَيَّةٌ بمعنی اَلَّذِيْ کے ہیں اور ذُوْ بھی بنی طی کی لغت میں بمعنی اَلَّذِيْ ہے۔ شاعر کے شعر میں

شعر

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِيْ وَجَدِّيْ　　وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ

ترجمہ: پس بے شک پانی میرے باپ دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں (جس کے بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے) جس کو میں نے ہی کھودا اور میں نے ہی اس کی منڈھیر بنائی ہے (یعنی کنویں کے اوپر پتھر لگا کر منڈھیر بنائی ہے) اس میں ذُوْ بمعنی اَلَّذِيْ کے ہے اصل میں تھا اَلَّذِيْ حفرتہ اور اَلَّذِيْ طَوَيْتُه

شعر کا مطلب: لوگ جس پانی پر دست وگریباں ہیں وہ تو مجھے باپ دادا کی جاگیر میں ملے ہیں اور جس کنویں پر لوگ تنازع کر رہے ہیں اس کی کھدائی میں نے کی ہے اور اس کے اردگرد میں نے منڈھیر بنائی ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کے اردگرد میں نے پتھر رکھ کر اس کو برابر گول کیا ہے اس کنویں کو باضابطہ شکل میں نے دی ہے لہٰذا اس لحاظ سے بھی یہ کنواں میرا ہے۔

محل استشہاد: یہاں ذُوْ حَفَرْتُ اور ذُوْ طَوَيْتُ اَلَّذِيْ حَفَرْتُه اور اَلَّذِيْ طَوَيْتُه کے معنی میں ہیں۔

ترکیب: إِنَّ حرف مشبہ بالفعل، الْمَاءَ إِنَّ کے لیے اسم ہوا، مَاءُ مضاف، أَبِيْ وَجَدِّيْ ایک دوسرے سے پر عطف ہو کر مَاءُ کے لیے مضاف ہوا، اب مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ، بِئْرِيْ مبتدا ذُوْ حَفَرْتُ موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، ذُوْ طَوَيْتُ موصول صلہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر خبر ہوا بِئْرِيْ مبتدا کے لیے، مبتدا خبر ملکر پھر معطوف ہوئے، معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر إِنَّ کی خبر، إِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: مَنْ اور مَا میں فرق یہ ہے کہ مَنْ ذوالعقول کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مَا غیر ذوالعقول کے لیے استعمال

ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ أَيٌ مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور أَيَةٌ مؤنث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور ذُوْ کے لیے لغت بنوطی کی تخصیص اس لیے کی کہ ذُوْ کا استعمال کلام عرب میں دوطرح ہوتا ہے ایک ذُوْ بمعنی صاحب کے ہو تو یہ معرب ہے اور ذُوْ بمعنی اَلَّذِي ہو تو یہ مبنی ہے اور یہ بنی طی کی لغت میں ہے اس لیے کہ اس کو ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

وَالْأَلِفُ وَاللَّامُ بِمَعْنَى اَلَّذِيْ وَصِلَتُهُ اِسْمُ الْفَاعِلِ أَوِ الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ اَلضَّارِبُ زَيْدًا أَيْ اَلَّذِيْ يَضْرِبُ زَيْدًا
اور الف ، لام بمعنی اَلَّذِيْ ہے اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے۔جیسے اَلضَّارِبُ زَيْدًا بمعنی اَلَّذِيْ يَضْرِبُ زَيْدًا (آیا میرے پاس شخص جو مارنے والا ہے زید کو)
اَوْ جَاءَنِي الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهُ وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْعَائِدِ مِنَ اللَّفْظِ اِنْ كَانَ مَفْعُوْلًا نَحْوُ قَامَ الَّذِيْ ضَرَبْتُ أَيْ اَلَّذِيْ ضَرَبْتُهُ
یا جَاءَنِي الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهُ یعنی جَاءَنِي الَّذِيْ ضُرِبَ غُلَامُهُ (آیا میرے پاس وہ شخص جس کے غلام کو مارا گیا) اور جائز ہے حذف کرنا عائد کو لفظ سے اگر ہو وہ عائد مفعول جیسے قَامَ الَّذِيْ ضَرَبْتُ یعنی اَلَّذِيْ ضَرَبْتُهُ (کھڑا ہے وہ شخص جس کو میں نے مارا ہے)
وَاعْلَمْ أَنَّ أَيًّا وَ أَيَّةً مُعْرَبَانِ إِلَّا إِذَا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ
اور جان لو کہ بے شک أَيٌ اور أَيَّةٌ معرب ہیں مگر جب حذف کیا جائے اس کے صلہ کا اول جز جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (پھر ہم کھینچیں
شِيْعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا أَيْ أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ
گے ہر گروہ میں سے اس کو جوان میں سے رحمٰن پر ازروئے نافرمانی کے زیادہ سخت ہے)

وضاحت: الف لام بمعنی الذی اسم موصول کے لیے ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہو۔مثال: صلہ اسم فاعل ہو۔ جیسے اَلضَّارِبُ زَيْدًا یعنی اَلَّذِيْ يَضْرِبُ زَيْدًا ، اسی طرح صلہ اسم مفعول ہو۔ جیسے جَاءَنِي الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهُ یعنی جَاءَنِي الَّذِيْ ضُرِبَ غُلَامُهُ

چوتھی بات — قرینہ ہو تو عائد کو حذف کرنا جائز ہے

صلہ میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہو لیکن اس عائد کو کبھی لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے جب عائد ضمیر مفعول کی ہو لیکن معنی کے اعتبار سے ملحوظ ہو۔

مثال: قَامَ الَّذِيْ ضَرَبْتُ یہ اصل میں قَامَ الَّذِيْ ضَرَبْتُهُ تھا اس میں ہ ضمیر جو کہ مفعول ہے حذف کیا گیا لیکن معنی میں باقی ہے۔ أَيٌ اور أَيَّةٌ

پانچویں بات — أَيٌ اور أَيَّةٌ کی معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے چار حالتیں

أَيٌ اور أَيَّةٌ ایک حالت میں مبنی ہیں، اسی لیے اس کو مبنیات میں ذکر کیا، اور تین حالتوں میں معرب ہیں۔

۱)......أَيٌ اور أَيَّةٌ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور نہ ہو، یہ صرف اس ایک حالت میں مبنی ہے۔ جیسے جَاءَ أَيُّهُمْ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيُّهُمْ قَائِمٌ، اسی طرح قرآن کریم میں اللہ کا فرمان ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا، اس میں لفظ أَيٌ ضمیر کی طرف مضاف ہے اور أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا اس کا صلہ ہے اور اس صلہ کا مصدر جو هُوَ ضمیر ہے، أَيٌ اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے وہ محذوف ہے اصل میں یوں تھا أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ یہ مبنی برضمہ ہے۔

۲)......أَيٌ اور أَيَّةٌ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو اس حالت میں معرب ہے۔ جیسے

جَاءَ أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيَّهُمْ هُوَ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيِّهِمْ هُوَ قَائِمٌ،

جَاءَتْ أَيَّتُهُنَّ هِيَ قَائِمَةٌ، رَأَيْتُ أَيَّتَهُنَّ هِيَ قَائِمَةٌ، مَرَرْتُ بِأَيَّتِهِنَّ هِيَ قَائِمَةٌ

اس حالت میں یہ معرب ہے۔

۳)......أَيٌ اور أَيَّةٌ مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے جَاءَ أَيٌّ هُوَ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيًّا هُوَ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ هُوَ قَائِمٌ اس حالت میں معرب ہے۔

۴)......أَيٌ اور أَيَّةٌ مضاف ہو اور نہ صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے جَاءَ أَيٌّ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيًّا قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ قَائِمٌ اس حالت میں بھی معرب ہے۔

اسم مبنی کی چوتھی قسم أَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْأَفْعَالِ هُوَ كُلُّ اسْمٍ بِمَعْنَى الْأَمْرِ وَالْمَاضِي نَحْوُ رُوَيْدَ زَيْدًا أَيْ أَمْهِلْهُ
یہ فصل اسماء افعال کے بیان میں ہے اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو بمعنی امر اور بمعنی ماضی ہو۔ جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا بمعنی أَمْهِلْهُ (تو اس کو مہلت دے)
وَهَيْهَاتَ زَيْدٌ أَيْ بَعُدَ أَوْ عَلَى وَزْنِ فَعَالِ بِمَعْنَى الْأَمْرِ مِنَ الثُّلَاثِيِّ قِيَاسٌ كَنَزَالِ بِمَعْنَى اِنْزِلْ وَتَرَاكِ بِمَعْنَى
اور هَيْهَاتَ زَيْدٌ یعنی بَعُدَ (دور ہوا زید) اسی طرح وہ اسم جو بروزن فَعَالِ ہو وہ بھی امر کے معنی میں ہوتا ہے اور فَعَالِ کا وزن ثلاثی سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے نَزَالِ اِنْزِلْ امر کے معنی میں ہے (یعنی تو اتر جا) اسی طرح تَرَاكِ یعنی اُتْرُكْ (امر حاضر کے معنی میں ہے
اُتْرُكْ وَيُلْحَقُ بِهِ فَعَالِ مَصْدَرًا مَعْرِفَةً كَفَجَارِ بِمَعْنَى الْفُجُوْرِ أَوْ صِفَةً لِلْمُؤَنَّثِ نَحْوُ يَا فَسَاقِ بِمَعْنَى فَاسِقَةِ
یعنی تو چھوڑ دے) اور اس کے ساتھ فَعَالِ بھی لاحق کیا گیا ہے درانحالیکہ وہ مصدر معرفہ ہو۔ جیسے فَجَارِ، الْفُجُوْرِ کے معنی میں ہے یا مؤنث کی صفت واقع ہو جیسے يَا فَسَاقِ فَاسِقَةُ کے معنی میں ہے (فسق کرنے والی)
وَيَا لَكَاعِ بِمَعْنَى لَاكِعَةِ أَوْ عَلَمًا لِلْأَعْيَانِ الْمُؤَنَّثَةِ كَقَطَامِ وَغَلَابِ وَحَضَارِ وَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ لَيْسَتْ مِنْ أَسْمَاءِ
اور يَا لَكَاعِ لَاكِعَةُ کے معنی میں ہے (یعنی عورت جو نفس پرست اور کمینی ہو) یا ذوات مؤنثہ کا علم ہو۔ جیسے قَطَامِ (مؤنث کا نام ہے) غَلَابِ مؤنث کا نام ہے اور حَضَارِ (ایک ستارہ کا نام ہے) اور یہ تینوں اسماء افعال میں سے نہیں ہیں
الْأَفْعَالِ وَإِنَّمَا ذُكِرَتْ هٰهُنَا لِلْمُنَاسَبَةِ

صرف مناسبت کی وجہ سے یہاں ذکر کیے گئے ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم فعل کی تعریف

دوسری بات: وہ اسم جو فَعَالِ کے وزن پر امر کے معنی میں ہو وہ بھی مبنی ہوگا

تیسری بات: فَعَالِ مصدری، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی کا ذکر

پہلی بات اسم فعل کی تعریف

اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو باعتبار وضع کے امر حاضر معروف یا فعل ماضی کے معنی میں ہو۔

مثال: رُوَيْدَ زَيْدًا بمعنی أَمْهِلْهُ (تو اس کو مہلت دے) اور هَيْهَاتَ زَيْدٌ یعنی بَعُدَ (دور ہوا زید)

ان مثالوں میں رُوَيْدَ اور هَيْهَاتَ اسم ہیں لیکن فعل کے معنی میں ہیں۔

دوسری بات وہ اسم جو فَعَالِ کے وزن پر امر کے معنی میں ہو وہ بھی مبنی ہوگا

اسمائے افعال میں سے ایک صیغہ فَعَالِ کا ہے جو بمعنی امر ہے اور فَعَالِ کا وزن ثلاثی مجرد سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے نَزَالِ بمعنی اِنْزِلْ اور تَرَاکِ بمعنی اُتْرُکْ، ضَرَابِ بمعنی اِضْرِبْ اور کَتَابِ بمعنی اُکْتُبْ وغیرہ ہے۔

تیسری بات فَعَالِ مصدری، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی کا ذکر

فَعَالِ مصدری: جس طرح فَعَالِ بمعنی امر حاضر مبنی ہے اسی طرح فَعَالِ مصدر معرفہ بھی مبنی ہوگا۔ جیسے فَجَارِ بروزن فَعَالِ یہ اَلْفُجُوْرُ مصدر معرفہ کے معنی میں ہے (بمعنی نافرمانی کرنا)۔

فَعَالِ صفتی: اسی طرح وہ فَعَالِ جو کسی مؤنث کی صفت ہو وہ بھی فَعَالِ بمعنی امر کے ساتھ لاحق ہو کر مبنی ہوگا۔ جیسے یَا فَسَاقِ یہ بروزن فَعَالِ ہے اور فَاسِقَةُ کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی نافرمان عورت) اور اسی طرح یَا لَکَاعِ بروزن فَعَالِ ہے اور لَا کِعَةُ کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی کمینی عورت)

فَعَالِ علمی: جو کسی معین مؤنث کا علم ہو وہ بھی فَعَالِ کے ساتھ لاحق ہو کر مبنی ہوگا۔ جیسے قَطَامِ (ایک عورت کا نام ہے) غَلَابِ (یہ بھی ایک عورت کا نام ہے) حَضَارِ (یہ ایک ستارہ کا نام ہے) یہ سب مبنی ہوں گے اور یہ تینوں فَعَالِ مصدری، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی اسمائے افعال میں سے نہیں ہیں۔

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فَعَالِ مصدر، فَعَالِ صفتی اور فَعَالِ علمی کو اسماء افعال کی فصل میں کیوں ذکر کیا ہے جب کہ یہ سارے اسماء افعال میں سے نہیں ہیں؟

جواب: ان تینوں کو اسماء افعال کی فصل میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان تینوں افعال کو فَعَالِ بمعنی امر کے ساتھ مناسبت ہے مناسبت وزن او عدل میں ہے وزن میں مناسبت تو یہ ہے کہ بظاہر وزن ان کا ایک طرح کا ہے اور عدل مناسبت یہ

ہے فَعَالِ بمعنی امر مبالغہ کے لیے امر سے معدول ہیں اسی طرح یہ تینوں بھی معدول ہیں چنانچہ فَجَارِ الْفُجُوْرُ سے معدول ہے اور فَسَاقِ فَاسِقَۃٌ سے معدول ہے اور قَطَامِ قَاطِمَۃٌ سے معدول ہے غَلَابِ غَالِبَۃٌ سے معدول ہے۔

اسم مبنی کی پانچویں قسم أَسْمَاءُ الْأَصْوَاتِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْأَصْوَاتِ كُلُّ اسْمٍ حُكِيَ بِهٖ صَوْتٌ كَغَاقٍ لِصَوْتِ الْغُرَابِ أَوْ صَوْتٍ بِهِ الْبَهَائِمُ كَنَخٍ لِإِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ
اسماء اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعہ کسی آواز کی حکایت کی گئی ہو۔ جیسے غَاقٍ کوے کی آواز کے لیے یا وہ الفاظ جن کے ذریعہ جانوروں کو آواز دی جاتی ہو۔ جیسے نَخٍ اونٹ کو بٹھاتے وقت اس لفظ کو بولتے ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مبنیات کی پانچویں قسم کو بیان فرما رہے ہیں اور وہ ہے اسماء اصوات، اصوات صوت کی جمع ہے بمعنی آواز۔

اسماء اصوات کی تعریف: اسماء اصوات وہ ہیں جو کسی جانور کی آواز نقل کرتے ہوئے منہ سے نکلیں۔ جیسے نَخٍ اونٹ کا بٹھانے کے لیے یہ آواز نکالی جاتی ہے۔

اسماء اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ غیر کے ساتھ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اور اگر ترکیب میں واقع ہو جائے تو ترکیب ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ بطور حکایت کے ان کو ذکر کیا جاتا ہے۔

اسم مبنی کی چھٹی قسم أَسْمَاءُ الْمُرَكَّبَاتِ

فَصْلٌ: اَلْمُرَكَّبَاتُ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ فَإِنْ تَضَمَّنَ الثَّانِيْ مِنَ الْمُرَكَّبِ حَرْفاً
مرکب ہر وہ اسم ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب کیا گیا ہو جن دو کلموں کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا کلمہ متضمن ہو حرف کو
يَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الْفَتْحِ كَأَحَدَ عَشَرَ إِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ إِلَّا اِثْنَيْ عَشَرَ فَإِنَّهَا مُعْرَبٌ كَالْمُثَنّٰى
تو ان دونوں کلموں کا مبنی بر فتحہ ہونا واجب ہے۔ جیسے أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک مگر اِثْنَا عَشَرَ کیونکہ وہ معرب ہے جیسے مثنی معرب ہے
وَإِنْ لَمْ يَتَضَمَّنْ ذٰلِكَ فَفِيْهَا ثَلَاثُ لُغَاتٍ أَفْصَحُهَا بِنَاءُ الْأَوَّلِ عَلَى الْفَتْحِ وَإِعْرَابُ الثَّانِيْ غَيْرَ مُنْصَرِفٍ
اور اگر دوسرا کلمہ حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں کئی لغات ہیں زیادہ فصیح یہ ہے کہ پہلا کلمہ مبنی بر فتحہ ہے اور دوسرے کلمہ کا اعراب غیر منصرف کا ہوگا
كَبَعْلَبَكَّ نَحْوُ جَاءَنِيْ بَعْلَبَكُّ وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ
جیسے جَاءَنِيْ بَعْلَبَكُّ وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مبنیات کی چھٹی قسم مرکبات کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات: مرکب کی تعریف

دوسری بات: مرکبات کا حکم باعتبار اعراب

پہلی بات　　　مرکب کی تعریف

مرکب ہر وہ اسم ہے جو دو کلموں سے مرکب ہو ان دونوں کلموں کے درمیان بغیر کسی نسبت کے (خواہ نسبت اضافی ہو یا اسنادی)

دوسری بات　　　مرکبات کا حکم باعتبار اعراب

مرکب دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا دوسرا کلمہ کسی حرف کو متضمن ہوگا یا نہیں، اگر حرف کو متضمن ہو تو مرکب بنائی ہوگا اور اس کا اعراب یہ ہوگا کہ اس کے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے۔ جیسے أَحَدَ عَشَرَ سے لیکر تِسعَةَ عَشَرَ میں ہر دو جز مبنی بر فتحہ ہیں۔

مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ: اس میں پہلے جز کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ترکیب کی وجہ سے وسط کلام (درمیان کلام) میں آجاتا ہے اور وسط کلام محل اعراب نہیں ہوتا ہے محل اعراب کلمے کا آخری حرف ہوتا ہے اور دوسرا مبنی اس لیے ہے کہ وہ متضمن حرف ہے اور قاعدہ ہے جو کلمہ حرف کو متضمن ہو وہ مبنی ہوتا ہے۔

سوائے اثْنَا عَشَرَ کے کہ اس میں پہلا جز معرب ہے اور دوسرا جز مبنی ہے اور اگر دوسرا کلمہ متضمن حرف نہ ہو تو یہ مرکب منع صرف ہوگا۔

مرکب منع صرف کے مبنی ہونے میں مختلف لغتیں ہیں۔ سب سے فصیح لغت جس کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا پہلا جز مبنی بر فتحہ اور دوسرا جز معرب ہوگا اور دوسرے جز کا اعراب غیر منصرف والا ہوگا۔ جیسے جَاءَنِي بَعلَبَكُّ وَرَأَيتُ بَعلَبَكَّ وَمَرَرتُ بِبَعلَبَكَّ

اسم مبنی کی ساتویں قسم اسماء کنایات

فَصلٌ: اَلْكِنَايَاتُ هِيَ أَسماءٌ تَدُلُّ عَلٰى عَدَدٍ مُبهَمٍ وَهِيَ كَمْ وَكَذَا أَو حَدِيثٍ مُبهَمٍ وَهُوَ كَيتَ وَذَيتَ
کنایات وہ اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کَمْ وَكَذَا ہیں یا وہ مبہم بات پر دلالت کرتے ہوں اور وہ كَيتَ وَذَيتَ ہیں
وَاعلَمْ اَنَّ كَمْ عَلٰى قِسمَينِ اِستِفهَامِيَّةٌ وَ مَا بَعدَهَا مَنصُوبٌ مُفرَدٌ عَلَى التَّمِييزِ نَحوُ كَمْ رَجُلًا عِندَكَ
اور جان لو کہ بے شک كَمْ دو قسم پر ہے اول استفہامیہ ہے اور اس کے مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے بر بنائے تمیز جیسے كَمْ رَجُلًا عِندَكَ
وَخَبَرِيَّةٌ وَ مَا بَعدَهَا مَجرُورٌ مُفرَدٌ نَحوُ كَمْ مَالٍ أَنفَقتُهُ أَو مَجمُوعٌ نَحوُ كَمْ رِجَالٍ لَقِيتُهُمْ وَمَعنَاهُ
اور دوسری قسم كَمْ خبریہ ہے اس کا مابعد مجرور مفرد ہوتا ہے جیسے كَمْ مَالٍ أَنفَقتُهُ اور یا مجموع ہوتا ہے جیسے كَمْ رِجَالٍ لَقِيتُهُمْ اور اس کے معنی
التَّكثِيرُ وَتَدخُلُ مِنْ فِيهِمَا تَقُولُ كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتُهُ وَكَمْ مِنْ مَالٍ أَنفَقتُهُ وَقَدْ يُحذَفُ التَّمِيزُ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ
کثرت بیان کرنے کے ہیں اور مِنْ ان دونوں میں داخل ہوتا ہے جیسے تو کہے كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتُهُ (کتنے ہی آدمی ہیں میں نے ان سے ملاقات کی) اور كَمْ مِنْ مَالٍ أَنفَقتُهُ (کتنا ہی مال ہے کہ میں نے اس کو خرچ کر دیا) اور کبھی تمیز کو قرینہ موجود ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا

نَحْوَ كَمْ مَالُكَ؟ أَيْ كَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ؟ وَ كَمْ ضَرَبْتُ أَيْ كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ
جاتا ہے جیسے كَمْ مَالُكَ یعنی كَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ اور كَمْ ضَرَبْتُ یعنی كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اب یہاں سے مبنیات کی ساتویں قسم کنایات کو بیان فرمارہے ہیں اس فصل میں پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم کنایہ کی تعریف

دوسری بات: كَمْ کی دواقسام اور كَمْ استفہامیہ اور كَمْ خبریہ کے مابعد کا حکم باعتبار اعراب کے

تیسری بات: كَمْ خبریہ اور كَمْ استفہامیہ میں مِنْ بیانیہ آنے کا ذکر

چوتھی بات : تمیز کو قرینے کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

پانچویں بات: كَمْ استفہامیہ اور كَمْ خبریہ کے اعراب کے اعتبار سے صورتیں

پہلی بات اسم کنایہ کی تعریف

اسم کنایہ وہ اسم ہے جو عدد مبہم یا حدیث مبہم پر دلالت کرے، عدد مبہم پر دلالت کرے جیسے كَمْ وَ كَذَا یا حدث مبہم پر دلالت کرے جیسے كَيْتَ وَ ذَيْتَ یہ دونوں تکرار کے ساتھ آتے ہیں اور ان کے درمیان حرف عطف لانا ضروری ہوتا ہے۔

دوسری بات كَمْ کی دواقسام اور كَمْ استفہامیہ اور كَمْ خبریہ کے مابعد کا حکم باعتبار اعراب کے

كَمْ کی اقسام: كَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) كَمْ استفہامیہ (۲) كَمْ خبریہ

کم استفہامیہ کے مابعد کا حکم: كَمْ استفہامیہ کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے بنا بر تمیز جیسے كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) اس میں كَمْ مبہم ممیز ہے اور رَجُلًا تمیز ہے جو کہ مفرد منصوب ہے ممیز تمیز ملکر مبتدا اور عِنْدَكَ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہوئی۔

كَمْ خبریہ کے مابعد کا حکم: كَمْ خبریہ کا مابعد مفرد مجرو ہوگا یا جمع مجرور۔

مفرد مجرور کی مثال: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) اس میں مَالٍ مفرد مجرور ہے اور کم کی تمیز ہے۔

جمع مجرور کی مثال: كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ (میں نے بہت سے آدمیوں سے ملاقات کی) اس میں رِجَالٍ جمع مجرور ہے اور كَمْ کی تمیز ہے۔

كَمْ خبریہ کا ترجمہ تکثیر والا ہوتا ہے یعنی كَمْ خبریہ کے معنی انشاء تکثیر کے ہیں۔

كَمْ خبریہ کے مدخول مفرد کے مجرور ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ جب كَمْ خبریہ تکثیر کے لیے ہوتی ہے تو وہ عدد کثیر کے مشابہ ہوگئی۔ جیسے کثرت کے معنی مِأَةٌ و اَلْفٌ دیتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ عدد کثیر مفرد کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے۔

تیسری بات كَمْ خبریہ اور كَمْ استفہامیہ میں مِنْ بیانیہ آنے کا ذکر

کبھی کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ بیانیہ داخل ہوتا ہے۔

کَمْ استفہامیہ کی تمیز پر مِنْ بیانیہ داخل ہونے کی مثال: کَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتَهٗ (کتنے آدمیوں سے تو نے ملاقات کی)

کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِن کے داخل ہونے کی مثال: کَمْ مِنْ مَالٍ أَنْفَقْتَهٗ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا)

چوتھی بات تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

کبھی کبھی کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کی تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کی جاتی ہے۔

کَمْ استفہامیہ کی تمیز قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کی وجہ: کَمْ مَالُکَ اصل میں تھا کَمْ دِيْنَارًا مَالُکَ (تیرا مال کتنے دینار ہیں) اس میں دِيْنَارًا کَمْ استفہامیہ کی تمیز ہے جس کو حذف کیا گیا ہے اس میں قرینہ یہ ہے کہ کَمْ معرفہ پر داخل نہیں ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اس میں دِيْنَارًا تمیز محذوف ہے۔

کَمْ خبریہ کی تمیز قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کی مثال: کَمْ ضَرَبْتُ اصل میں کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ (بہت مارا میں نے مارنا) اس میں ضَرْبَةً تمیز کو حذف کیا گیا ہے اور حذف پر قرینہ یہ ہے کہ کَمْ فعل پر داخل نہیں ہوتا لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں ضَرْبَةً فعل محذوف ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ كَمْ فِي الْوَجْهَيْنِ يَقَعُ مَنْصُوْبًا إِذَا كَانَ بَعْدَهٗ فِعْلٌ غَيْرُ مُشْتَغِلٍ عَنْهُ بِضَمِيْرِهٖ نَحْوُ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ
اور جان لو کہ بے شک کَمْ دوصورتوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جب کہ اس کے بعد ایسا فعل ہو کہ جو ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کررہا ہو اور جیسے کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ
وَكَمْ غُلَامٍ مَلَكْتَ مَفْعُوْلًا بِهٖ وَنَحْوُ كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ وَكَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ مَصْدَرًا وَ نَحْوُ كَمْ
اور کَمْ غُلَامٍ مَلَكْتَ درانحالیکہ مفعول بہ ہے اور جیسے کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ اور کَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ درانحالیکہ مفعول مطلق ہے اور جیسے کَمْ
يَوْمًا سِرْتَ وَكَمْ صَوْمٍ صُمْتُ مَفْعُوْلًا فِيْهِ وَ مَجْرُوْرًا إِذَا كَانَ قَبْلَهٗ حَرْفُ جَرٍّ أَوْ مُضَافٌ نَحْوُ بِكَمْ رَجُلٍ
يَوْمًا سِرْتَ اور كَمْ صَوْمٍ صُمْتُ درانحالیکہ مفعول فیہ ہے اور کَمْ مجرور ہوگا جب اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے بِكَمْ رَجُلٍ
مَرَرْتَ وَعَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ وَ غُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ وَمَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ وَ مَرْفُوْعًا إِذَا لَمْ يَكُنْ شَيْئًا
مَرَرْتَ اور عَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ اور غُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ اور مَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ اور کَمْ مرفوع ہوگا جب دونوں میں سے
مِنَ الْأَمْرَيْنِ مُبْتَدَأً إِذَا لَمْ يَكُنْ ظَرْفًا نَحْوُ كَمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ وَكَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتَهٗ وَخَبَرًا إِنْ كَانَ ظَرْفًا
کوئی نہ ہو یعنی منصوب مجرور میں سے کوئی نہ ہو مبتدا ہونے کی بنا پر اگر ظرف نہ ہو جیسے کَمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ اور كَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتَهٗ اور کَمْ
نَحْوُ كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ وَ كَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ
خبریہ واقع ہوگا اگر ظرف ہو، جیسے كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ اور كَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ

پانچویں بات کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کے اعراب کے اعتبار سے صورتیں

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کا اعراب ذکر فرمارہے ہیں کہ کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ

کب منصوب ہوگا اور کب مجرور ہوگا اور کب مرفوع ہوگا۔

کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ کا اعراب: کَمْ پر تینوں اعراب آسکتے ہیں کبھی یہ منصوب ہوگا اور کبھی مجرور ہوگا اور کبھی مرفوع ہوگا مصنف کَمْ کی دونوں صورتوں یعنی استفہامیہ اور خبریہ میں سے ہر ایک کا موقع بتلاتے ہیں کہ کہاں منصوب ہوگا کہاں مجرور اور کہاں مرفوع ہوگا۔

کَمْ محلا منصوب ہونے کی تین صورتیں ہیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا جب اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل اس کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اعراض کرنے والا نہ ہو یعنی اس فعل میں عمل کی استعداد ہو تو یہ کَمْ ہمیشہ محلا منصوب ہوگا۔

کَمْ خبریہ کی مثال: کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ (بہت سے آدمیوں کو میں نے مارا) اس میں کَمْ ممیّز رَجُلًا تمیز ملکر مفعول بہ مقدم ضَرَبْتُ فعل با فاعل۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال: کَمْ غلامٍ مَلَکْتَ (تو کتنے غلاموں کا مالک بنا) یہ کَمْ خبریہ مفعول بہ ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیّز مضاف غلام تمیز مضاف الیہ، ممیّز مضاف اپنے تمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم ملکت فعل با فاعل۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ کبھی مفعول مطلق ہونے کی بنا پر کَمْ محلاً منصوب ہوگا جب اس میں مفعول مطلق ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال: کَمْ ضَرْبَۃً ضَرَبْتَ (کتنی مار تو نے ماری) یہ کَمْ استفہامیہ مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیّز ہے اور ضَرْبَۃً تمیز ہے ممیّز تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم اور ضَرَبْتَ فعل با فاعل۔

کَمْ خبریہ کی مثال: کَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتُ (بہت ہی مار میں نے ماری ہے) یہ کَمْ خبریہ مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیّز ہے اور ضَرْبَۃٍ تمیز، ممیّز تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم اور ضَرَبْتُ فعل با فاعل

تیسری صورت: کَمْ کبھی مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلا منصوب ہوگا جب اس میں مفعول فیہ ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال: کَمْ یَوْمًا سِرْتَ (کتنے دن تو نے سیر کی) یہ کَمْ استفہامیہ مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیّز ہے یَوْمًا تمیز ہے ممیّز تمیز ملکر مفعول فیہ مقدم سِرْتَ فعل با فاعل۔

کَمْ خبریہ کی مثال: کَمْ صَوْمٍ صُمْتُ (بہت دنوں میں نے روزہ رکھا) یہ کَمْ خبریہ مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کَمْ ممیّز مضاف ہے اور صَوْمٍ تمیز مضاف الیہ ہے ممیّز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم صُمْتُ فعل با فاعل۔

کَمْ محلاً مجرور ہونے کی صورتیں: کَمْ خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ یہ کبھی محلاً مجرور ہوتا ہے جب اس سے پہلے حرف جر ہو یا مضاف ہو۔

کَمْ استفہامیہ مجرور بحرف جر کی مثال: بِكَمْ رَجُلٍ مَرَرْتَ (کتنے آدمیوں کے پاس سے تو گذرا) اس میں باء حرف جر ہے کَمْ ممیز اور رَجُلٍ تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر محلاً مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مقدم مررت فعل کے لیے۔

کَمْ خبریہ بحرف جر کی مثال: عَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ (بہت سے آدمیوں پر میں نے حکم کیا) اس کی ترکیب پہلے والی ترکیب کے مطابق ہے۔

کَمْ استفہامیہ مجرور باضافت کی مثال: غُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ (کتنے آدمیوں کے غلاموں کو تو نے مارا) اس میں غُلَامَ مضاف کَمْ ممیز رَجُلًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ہوا ضَرَبْتَ فعل کا۔

کَمْ خبریہ مجرور باضافت: مَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ (بہت سے آدمیوں کا مال میں نے چھین لیا) ترکیب حسب سابق ہے۔

کَمْ محلاً مرفوع کی صورتیں: کَمْ استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں صورتوں میں مرفوع ہوگا جب منصوب اور مجرور ہونے کا کوئی سبب نہ پایا جائے۔

پہلی صورت: مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہو جب کَمْ ظرف نہ ہو کیونکہ کَمْ ظرف ہوا تو ظرف جملہ بن جاتا ہے اور جملہ مبتدا نہیں بن سکتا ہے۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال جب مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہو: كَمْ رَجُلًا إِخْوَتُكَ (کتنے مرد تیرے بھائی ہیں) اس میں کَمْ ممیز رَجُلًا تمیز، ممیز تمیز ملکر مبتدا إِخْوَتُكَ خبر ہے۔

کَمْ خبریہ کی مثال جب مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہو: كَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ (بہت سے مردوں کو میں نے مارا) اس میں کَمْ ممیز مضاف رَجُلٍ تمیز مضاف الیہ ممیز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر مبتدا ضَرَبْتُهُ فعل بافاعل۔

دوسری صورت: کَمْ خبر واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اگر تمیز ظرف ہو تو کَمْ اپنی تمیز سے ملکر خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور مابعد مبتدا ہوگا اس لیے کہ ظرف مبتدا نہیں بن سکتا ہے۔

کَمْ استفہامیہ کی مثال جب خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور خبر ظرف ہو: كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ (کتنے دن تیرا سفر رہا) اس میں کَمْ استفہامیہ ممیز مضاف يَوْمًا مضاف الیہ اس کی تمیز، ممیز تمیز سے ملکر خبر مقدم سَفَرُكَ مبتدا موخر ہے۔

کَمْ خبریہ کی مثال جب خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور خبر ظرف ہو: كَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ (میرا روزہ رکھنا بہت مہینوں میں ہوا) اس میں کَمْ ممیز مضاف شَهْرٍ تمیز مضاف الیہ ہے ممیز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم صَوْمِيْ مبتدا موخر ہے۔

اسم مبنی کی آٹھویں قسم ظروف

فَصلٌ: اَلظُّرُوفُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى أَقْسامٍ مِنْهَا مَا قُطِعَ عَنِ الْإِضَافَةِ بِأَنْ حُذِفَ الْمُضَافُ إِلَيْهِ كَقَبْلُ وَ بَعْدُ وَ فَوْقُ وَ تَحْتُ
یہ فصل ظروف مبنیہ کی بحث میں ہے ظروف مبنیات وہ چند قسموں پر ہے بعض ان میں سے وہ ہیں جو اضافت سے کاٹ دیئے گئے ہوں اس طور پر کہ مضاف الیہ حذف کیا گیا ہو جیسے قَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَ تَحْتُ
قَالَ اللهُ تَعَالٰى لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ أَيْ مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَ مِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ وَ تُسَمَّى الْغَايَاتِ وَ مِنْهَا حَيْثُ
جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ (اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں سارے امور پہلے کے اور بعد کے) یعنی ہر شئی کے پہلے اور ہر شئی کے بعد کے امور سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اور اس کو غایت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ان میں سے حیث ہے
بُنِيَتْ تَشْبِيهاً بِالْغَايَاتِ لِمُلَازِمَتِهَا الْإِضَافَةَ إِلَى الْجُمْلَةِ عِنْدَ الْأَكْثَرِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا
اس کو مبنی کیا گیا ہے غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کے لازم ہونے کی وجہ سے اضافت الی الجملہ کی طرف اکثر صورتوں میں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (ہم ان کو ڈھیل دیتے رہیں گے اس طور پر کہ وہ جانتے نہ ہوں گے)
يَعْلَمُوْنَ وَقَدْ تُضَافُ إِلَى الْمُفْرَدِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ: أَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعاً نَجْمٌ يُضِيْءُ كَالشِّهَابِ سَاطِعاً
اور کبھی وہ (حیث) مضاف کردیا جاتا ہے مفرد کی طرف جیسے شاعر کا قول: شعر کا ترجمہ: دیکھتا نہیں تو سہیل ستارے کی جگہ کو اس حالمیں کہ وہ بلند ہونے والا ہے وہ ستارہ ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکنے والا ہے۔
أَيْ مَكَانَ سُهَيْلٍ فَحَيْثُ هٰذَا بِمَعْنَى مَكَانٍ وَ شَرْطُهُ أَنْ يُضَافَ إِلَى الْجُمْلَةِ نَحْوُ إِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ
یعنی سہیل کے طلوع ہونے کی جگہ کی طرف پس یہ حیث اس جگہ مکان کے معنی میں ہے۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مضاف ہو جملہ کی طرف جیسے إِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ (زید کے بیٹھنے کی جگہ میں بیٹھ)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مبنیات کی آٹھویں قسم ظروف کو بیان فرمارہے ہیں اور یہاں ظروف سے مراد وہ ظروف ہیں جو مبنی ہیں۔ اس لیے کہ بعض ظروف معرب بھی ہوتے ہیں۔ پھر ظروف مبنیہ کئی قسموں پر مشتمل ہیں۔

ظروف مبنیہ کی اقسام: وہ ظروف جو مَقْطُوعٌ عَنِ الْإِضَافَةِ ہوتے ہیں یعنی ان کا مضاف الیہ حذف کرلیا جاتا ہے۔ جیسے قبل، بعد، فوق، تحت باری تعالیٰ کا فرمان ہے لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ یہاں قبل اور بعد کے مضاف الیہ حذف کیے گئے ہیں اصل میں تھا مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَ مِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ ان کا نام ظروف غایات رکھا جاتا ہے اس لیے کہ کلام کی غایت وہ ہوتی ہے جو ان کا مضاف الیہ ہوتا ہے لیکن جب مضاف الیہ حذف ہوگیا تو کلام کی غایت یہی بن گئی اسی وجہ سے ان کا نام ظروف غایات رکھا جائے گا۔

فائدہ: ان ظروف غایات کی چار حالتیں ہیں۔

۱)......ان کا مضاف الیہ مذکور ہو۔

۲)......مضاف الیہ محذوف ہو،نسیا منسیا ہو۔

۳)......مضاف الیہ محذوف ہولیکن نیت میں معنی اور لفظ دونوں باقی ہوان تینوں صورتوں میں یہ ظروف غایات معرب ہوتے ہیں۔

۴)......مضاف الیہ محذوف ہواور نیت میں فقط لفظ معنی باقی ہواس وقت یہ مبنی ہوتے ہیں مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں حرف جیسے احتیاج پائی جاتی ہے اور مبنی برضم اس لیے کہ نقصان کی تلافی ہوجائے۔

مضاف الیہ متکلم کے ذہن میں نہ ہو: رُبَّ بَعْدُ کَانَ خَیْرًا مِّنْ قَبْلٍ (بہت سی بعد والی چیزیں بہتر ہیں پہلے والی چیزوں سے) اس میں مضاف الیہ متکلم نسیا منسیا ہے یعنی متکلم کے ذہن میں نہیں ہے اس لیے یہ معرب ہے۔

مضاف الیہ محذوف منوی ہو: اللہ کا فرمان ہے لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ یہ اصل میں تھا لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ وَّمِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ اس میں کل شیء مضاف الیہ کو حذف کیا گیا ہے لیکن نیت میں موجود ہے یعنی مضاف الیہ محذوف منوی ہے یہ صورت مبنی برضمہ ہے۔

ظروف مبنیہ کو غایات کہنے کی وجہ تسمیہ: غایات، غایۃ کی جمع ہے غایت انتہا کو کہتے ہیں ان اسماء کو غایات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ متکلم جب کلام کر رہا ہوتو اس وقت توقع یہی ہوتی ہے کہ وہ کلام کو مضاف الیہ پر ختم کرے گا پس جب مضاف الیہ کو حذف کیا جائے تو خلاف توقع متکلم کلام کو ان اسماء پر ختم کرتا ہے اس لیے ان اسماء کو غایات کہتے ہیں کہ ان پر کلام کی انتہا ہوجاتی ہے۔

وضاحت: وَمِنْهَا حَيْثُ ....الخ مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ظروف کی دوسری قسم کو بیان فرمار ہے ہیں۔

ظروف مبنیہ کی دوسری قسم حیث

ظروف مبنیہ میں سے دوسری قسم حیث کے مبنی ہونے کی وجہ: حیث کا لفظ مبنی اس لیے ہے کہ یہ جملہ مضاف ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ جملہ اس کا مضاف الیہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مضاف الیہ حقیقتاً وہ مصدر ہے جس کو وہ جملہ متضمن ہوتا ہے جملہ بحیثیت جملہ نہ مضاف ہوتا ہے نہ مضاف الیہ، بلکہ بتاویل مصدر مضاف الیہ ہوتا ہے۔

اب یہاں دیکھنے میں تو جملہ مضاف الیہ لگ رہا ہے حالانکہ مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو کہ عبارت میں مذکور نہیں، بلکہ محذوف منوی ہے تو اب مضاف الیہ محذوف ہونے کی وجہ سے یہ مشابہ ہوگیا حروف غایات کے، اور حروف غایات مبنی ہیں تو حیث بھی ان کی مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگیا۔

مثال: اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ (بیٹھ جہاں زید بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں حیث کی اضافت زَيْدٌ جَالِسٌ کی طرف ہورہی ہے زَيْدٌ جَالِسٌ بظاہر مضاف الیہ لگ رہا ہے حَيْثُ کا لیکن حقیقت میں مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو جملہ کو

متضمن ہے گویا اصل میں تھا اِجْلِسْ حَیْثُ جُلُوْسِ زَیْدٍ یعنی مَکَانَ جُلُوْسِ زَیْدٍ یہاں حَیْثُ بمعنی مَکَانَ مضاف اور جُلُوْسِ زَیْدٍ مضاف الیہ (بیٹھ زید کے بیٹھنے کی جگہ پر)

مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ (عنقریب ہم مہلت دیں گے ان کو ایسی جگہ سے کہ وہ نہیں جانتے ہوں گے) اس مثال میں بظاہر دیکھنے میں لَا یَعْلَمُوْنَ مضاف الیہ ہے حیث کے لیے لیکن حقیقت میں مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو لَا یَعْلَمُوْنَ میں متضمن ہے اصل میں یوں تھا حَیْثُ عَدْمِ عِلْمِهِمْ اس میں عَدْمِ عِلْمِهِمْ مصدر ہے جو لَا یَعْلَمُوْنَ سے سمجھا جا رہا ہے۔

کبھی کبھی حیث مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے: حیث کی اضافت اکثر جملہ کی طرف ہوتی ہے البتہ کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے اس صورت میں بعض کے ہاں مبنی اور بعض کے نزدیک معرب ہوگا۔

حیث مفرد کی طرف مضاف ہونے کی مثال

شعر

أَمَا تَرٰی حَیْثُ سُهَیْلٍ طَالِعًا نَجْمٌ یُضِیْءُ كَالشِّهَابِ سَاطِعًا

ترجمہ: دیکھتا نہیں تو سہیل ستارے کی جگہ کو اس حال میں کہ وہ بلند ہونے والا ہے وہ ستارہ ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکنے والا ہے۔

محل استشہاد: اس مثال میں حَیْثُ مضاف اور سُهَیْلٍ مضاف الیہ ہے جو کہ مفرد ہے۔

شعر کی ترکیب: ہمزہ استفہامیہ یا نافیہ، تَرٰی فعل، ضمیر انت فاعل، حَیْثُ مضاف، سُهَیْلٍ ذوالحال، طَالِعًا حال، ذوالحال حال سے ملکر مضاف الیہ حَیْثُ مضاف کے لیے، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا تَرٰی فعل کا، نَجْمٌ موصوف، یُضِیْءُ فعل، هُوَ ضمیر مستتر فاعل، كَ حرف جر، الشِّهَابِ ذوالحال، سَاطِعًا حال، ذوالحال حال سے ملکر مجرور ہوا كَ حرف جر کے لیے، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُضِیْءُ فعل سے، یُضِیْءُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی نَجْمٌ موصوف کے لیے، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ ہوا تَرٰی فعل کے لیے، تَرٰی فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَمِنْهَا إِذَا وَهِيَ لِلْمُسْتَقْبَلِ وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ صَارَ مُسْتَقْبَلًا نَحْوُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَفِيْهَا مَعْنَى الشَّرْطِ
اور ظروف مبنیہ میں سے إِذَا ہے اور یہ مستقبل کے لیے آتا ہے اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو تو وہ ماضی مستقبل کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ (جب آئے گی اللہ کی مدد) اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں اور جائز ہے کہ اس کے بعد
وَيَجُوْزُ أَنْ تَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ نَحْوُ أٰتِيْكَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَالْمُخْتَارُ الْفِعْلِيَّةُ
جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے أٰتِيْكَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ (میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا) اور جملہ فعلیہ لانا پسندیدہ ہے

نَحْوُ اٰتِیۡکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ قَدْ تَکُوْنُ لِلْمُفَاجَاۃِ فَیُخْتَارُ بَعْدَھَا الْمُبْتَدَأُ نَحْوُ خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ
جیسے اٰتِیۡکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (آؤنگا میں تیرے پاس جب سورج طلوع ہوگا) اور کبھی کبھی مُفَاجَاۃ کے لیے بھی آتا ہے پس اس کے بعد مبتدا لانا مختار اور پسندیدہ ہے جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (نکلا میں پس اچانک درندہ کھڑا تھا)

ظروف مبنی کی تیسری قسم اِذَا

وضاحت: وَمِنْهَا اِذَا وَهِيَ ... الخ مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں ظروف مبنیہ کی تیسری قسم بیان فرمارہے ہیں اور وہ ہے اِذَا مبنی اس لیے ہے کہ یہ حرف شرط کو متضمن ہوتا ہے اور حروف شرط مبنی ہیں تو یہ بھی مبنی ہوگا۔

اِذَا کا عمل: مستقبل کے معنی کے لیے آتا ہے اور جب یہ ماضی کے صیغہ پر داخل ہو تو اسے مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے۔ جیسے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللہِ (جب آئے گی اللہ کی مدد)

اِذَا میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں: اور اِذَا جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال: اٰتِیۡکَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ

جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال: اٰتِیۡکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

پس اِذَا کا فعل پر داخل ہونا اولی اور مختار ہے کیونکہ یہ حرف شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔

کبھی کبھی اِذَا مفاجاۃ کے لیے بھی آتا ہے: مُفَاجَاۃ کے معنی کسی کام کا ہونا یا اچانک کسی سے ملاقات ہونا، جب اِذَا مفاجاۃ کے لیے آئے تو پسندیدہ یہ ہے کہ اس کے بعد مبتدا مذکور ہو۔

مثال: خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا اچانک درندہ کھڑا تھا)

وَمِنْهَا اِذْ وَهِيَ لِلْمَاضِيْ وَتَقَعُ بَعْدَهَا الْجُمْلَتَانِ الْاِسْمِیَّۃُ وَالْفِعْلِیَّۃُ نَحْوُ جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِذِ الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ
اور ظروف مبنیہ میں سے ایک اِذْ ہے اور وہ ماضی کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد دونوں قسموں کے جملے یعنی جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ واقع ہوتے ہیں جیسے جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور اِذِ الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ

ظروف مبنیہ کی چوتھی قسم اِذْ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ ظروف مبنیہ میں سے اِذْ کو بیان فرمارہے ہیں یہ مبنی اس لیے ہے کہ اس کی وضع اور بنا حروف کی طرح ہے حروف مبنی ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی مبنی ہوگا۔

اِذْ فعل ماضی کے لیے آتا ہے اگر فعل مستقبل پر داخل ہو تو اسے بھی ماضی کے معنی میں کردیتا ہے اِذْ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ پر بھی۔

جملہ فعلیہ کی مثال: جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ جملہ اسمیہ کی مثال: جِئْتُکَ اِذِ الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ

ظروف مبنیہ کی پانچویں قسم أَيْنَ وَ أَنّٰى

وَ مِنْهَا أَيْنَ وَ أَنّٰى لِلْمَكَانِ بِمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ أَيْنَ تَمْشِيْ وَ أَنّٰى تَقْعُدُ
اور ظروف مبنیہ میں سے أَيْنَ اور أَنّٰى ہیں یہ ظروف مکان کے لیے آتے ہیں کبھی استفہام کے معنی میں آتے ہیں جیسے أَيْنَ تَمْشِيْ (توکہاں جارہا ہے)اور أَنّٰى تَقْعُدُ (تو کہاں بیٹھا ہے) اور کبھی شرط کے معنی کے لیے آتے ہیں
وَ بِمَعْنَى الشَّرْطِ نَحْوُ أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ وَ أَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ
جیسے أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا) أَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہوں گا)

وضاحت: أَيْنَ وَ أَنّٰى ظروف مکان کے لیے آتے ہیں کبھی استفہام کے معنی میں اور کبھی شرط کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ مبنی برفتحہ ہوتے ہیں ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہی حرف شرط اور حروف استفہام کے معنی کو متضمن ہیں۔

استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: أَيْنَ تَمْشِيْ (توکہاں جارہا ہے)اور أَنّٰى تَقْعُدُ (تو کہاں بیٹھا ہے)

شرط کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا۔)

أَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہوں گا۔)

ظروف مبنیہ کی چھٹی قسم مَتٰى

وَ مِنْهَا مَتٰى لِلزَّمَانِ شَرْطًا اَوْ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ مَتٰى تَصُمْ أَصُمْ وَ مَتٰى تُسَافِرُ
ظروف مبنیہ میں سے ایک مَتٰى ہے جو زمان کے لیے آتا ہے شرط اور استفہام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے مَتٰى تَصُمْ أَصُمْ اور مَتٰى تُسَافِرُ

وضاحت: ظروف مبنیہ میں سے ایک مَتٰى ہے جو زمانہ کے ساتھ مختص ہے اور شرط و استفہام کے لیے آتا ہے اور اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں شبہ معنوی پائی جاتی ہے کہ ہی استفہام اور شرط کے معنی کو متضمن ہوا کرتے ہیں۔

شرط کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: مَتٰى تَصُمْ أَصُمْ (جب تو روزہ رکھے گا میں بھی روزہ رکھوں گا)

استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: مَتٰى تُسَافِرُ (تو کب سفر کرے گا)

ظروف مبنی کی ساتویں قسم كَيْفَ

وَ مِنْهَا كَيْفَ لِلْاِسْتِفْهَامِ حَالًا نَحْوُ كَيْفَ أَنْتَ أَيْ فِيْ أَيِّ حَالٍ أَنْتَ
اور ظروف مبنیہ میں سے ایک كَيْفَ ہے جو حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے كَيْفَ أَنْتَ یعنی تو کس حالت میں ہے۔

وضاحت: ظروف مبنیہ میں سے ساتویں قسم کیف ہے اور کیف حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے

کَیفَ أَنتَ سے اگر استفہام کرے تو اس کا مطلب اس کی حالت دریافت کرنا ہوتا ہے یعنی فِي أَيِّ حَالٍ أَنتَ کے معنی میں ہے یہ مبنی اس لیے ہے کہ یہ حروف استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور حروف تمام مبنی ہوتے ہیں لہٰذا یہ بھی مبنی ہوگا۔

ظروف مبنیہ کی آٹھویں قسم أَیَّانَ

وَمِنهَا أَيَّانَ لِلزَّمَانِ اِستِفهَامًا نَحوُ أَيَّانَ يَومُ الدِّينِ
ظروف مبنیہ میں سے ایک أَیَّانَ ہے یہ استفہام زمانی کے لیے آتا ہے جیسے أَیَّانَ یَومُ الدِّینِ (کب ہوگا جزا کا دن)

وضاحت: ظروف مبنیہ میں آٹھویں قسم أَیَّانَ ہے یہ استفہام زمانی کے لیے آتا ہے جیسے أَیَّانَ یَومُ الدِّینِ (کب ہوگا جزا کا دن) اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔

ظروف مبنیہ کی نویں قسم مُذْ وَ مُنذُ

وَمِنهَا مُذْ وَمُنذُ بِمَعنَى أَوَّلِ المُدَّةِ إِن صَلُحَ جَوَابًا لِمَتَى نَحوُ مَا رَأَيتُهُ مُذْ أَو مُنذُ يَومُ الجُمُعَةِ فِي جَوَابِ مَن قَالَ
ظروف مبنیہ میں سے مُذْ اور مُنذُ ہیں جو اول مدت کو بیان کرتے ہیں اگر مَتٰی کے جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے مَا رَأَیتُہُ مُذْ أَو مُنذُ یَومُ الجُمُعَۃِ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا ہے) اس شخص کے جواب میں جو کہے
مَتٰى مَا رَأَيتَ زَيدًا أَي أَوَّلُ مُدَّةِ انقِطَاعِ رُؤيَتِي إِيَّاهُ يَومُ الجُمُعَةِ وَبِمَعنَى جَمِيعِ المُدَّةِ إِن صَلُحَ جَوَابًا لِكَم
مَتٰی مَا رَأَیتَ زَیدًا (کب سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) یعنی اس کو میری رؤیت کے انقطاع کی اول مدت یوم جمعہ ہے اور یہ جمیع مدت کے معنی میں بھی آتا ہے اگر وہ کَم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو
نَحوُ مَا رَأَيتُهُ مُذْ أَو مُنذُ يَومَانِ فِي جَوَابِ مَن قَالَ: كَم مُدَّةً مَا رَأَيتَ زَيدًا أَي جَمِيعُ مُدَّةِ مَا رَأَيتُهُ يَومَانِ
جیسے مَا رَأَیتُہُ مُذْ أَو مُنذُ یَومَانِ (میں نے اس کو دو دنوں سے نہیں دیکھا) اس شخص کے جواب میں جس نے کہا کَم مُدَّۃً مَا رَأَیتَ زَیدًا (کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) یعنی تمام مدت جس میں میں نے اس کو نہیں دیکھا دو دن ہیں۔

وضاحت: مُذْ اور مُنذُ یہ دونوں کبھی ابتدائے مدت کے لیے آتے ہیں اور کبھی جمیع مدت کے لیے آتے ہیں اب اگر مَتٰی کے جواب میں واقع ہونے کی صلاحیت رکھیں تو ابتدائے مدت کے لیے ہوں گے جیسے جب کوئی سوال کرے مَتٰی مَا رَأَیتَ زَیدًا (تو نے کب سے زید کو نہیں دیکھا ہے) اس کے جواب میں واقع ہوگا مَا رَأَیتُہُ مُذْ أَو مُنذُ یَومُ الجُمُعَۃِ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے اور اگر مُذْ اور مُنذُ کَم کے جواب میں واقع ہونے کی صلاحیت رکھیں تو جمیع مدت کے لیے آئیں گے، جیسے کوئی سوال کرے: کَم مُدَّۃً مَا رَأَیتَ زَیدًا (کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) تو اس کے جواب میں کہا جائے گا: مَا رَأَیتُہُ مُذْ أَو مُنذُ یَومَانِ (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا) یعنی اس کو نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

ظروف مبنیہ کی دسویں قسم لَدٰی وَ لَدُنْ

وَمِنهَا لَدٰی وَلَدُنْ بِمَعْنٰی عِنْدَ نَحْوُ اَلْمَالُ لَدَیْکَ وَالْفَرْقُ بَیْنَهُمَا اَنَّ عِنْدَ لَا یُشْتَرَطُ فِیْهِ الْحُضُوْرُ وَیُشْتَرَطُ
اور ظروف مبنیہ میں سے لَدٰی اور لَدُنْ ہیں جو عِنْدَ کے معنی دیتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لَدَیْکَ (مال تیرے پاس ہے) عِنْدَ اور لَدٰی وَ لَدُنْ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ عِنْدَ کے لیے شئی کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اور شئی کا حاضر ہونا
ذٰلِکَ فِی لَدٰی وَلَدُنْ وَجَاءَ فِیهِ لُغَاتٌ اُخَرُ لَدُنِ، لُدْنَ، لُدْنِ، لَدْنَ، لَدْ، لُدْ، لِدْ
لَدٰی اور لَدُنْ میں ضروری ہے اور لَدٰی اور لَدُنْ کی اور بھی لغات آئی ہیں جیسے لَدُنِ، لُدْنَ، لُدْنِ، لَدْنَ، لَدْ، لُدْ، لِدْ

وضاحت: **لَدٰی وَ لَدُنْ اور عِنْدَ کے درمیان فرق**

لَدٰی وَ لَدُنْ اور عِنْدَ کے دمیان فرق یہ ہے کہ لَدٰی وَ لَدُنْ کے لیے شئی کا موجود ہونا شرط ہے جب کہ عِنْدَ کے لیے شئی کا موجود اور پاس ہونا شرط اور ضروری نہیں ہے۔

لَدٰی اور لَدُنْ کی دوسری لغات بھی منقول ہیں جیسے لَدُنِ، لُدْنَ، لُدْنِ، لَدْنِ، لَدْ، لُدْ، لِدْ

ظروف مبنیہ کی گیارہویں قسم قَطُّ

وَمِنهَا قَطُّ لِلْمَاضِی الْمَنْفِیِّ نَحْوُ مَارَاَیْتُهٗ قَطُّ
ظروف مبنیہ میں سے قَطُّ بھی ہے جو ماضی منفی کے لیے آتا ہے جیسے مَارَاَیْتُهٗ قَطُّ (میں نے اس کو ہرگز نہیں دیکھا)

وضاحت: قَطُّ مبنی اس لیے ہے کہ اس میں ایک لغت قَطْ بسکون الطاء بھی آتی ہے اور قَطْ کی بنا اور وضع حروف کی طرح ہے اور حروف تمام مبنی ہوتے ہیں لہٰذا قَطُّ بھی مبنی ہوگا اور اسی پر قَطُّ کو بھی محمول کیا گیا ہے۔

ظروف مبنیہ کی بارہویں قسم عَوْضُ

وَمِنهَا عَوْضُ لِلْمُسْتَقْبَلِ الْمَنْفِیِّ نَحْوُ لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ
ظروف مبنیہ میں سے عَوْضُ بھی ہے یہ مستقبل کی نفی کے لیے آتا ہے جیسے لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ (میں اس کو ہرگز نہ ماروں گا)

وضاحت: اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مضاف الیہ ظروف غایات یعنی قبل اور بعد وغیرہ کی طرح محذوف معنوی ہوتا ہے لہٰذا مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حرف کے مشابہ ہے لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ کے معنی ہیں لَا اَضْرِبُهٗ دَهْرًا (میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا)

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا اُضِیْفَ الظُّرُوْفُ اِلَی الْجُمْلَةِ اَوْ اِلٰی اِذْ جَازَ بِنَاؤُهَا عَلَی الْفَتْحِ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی
اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب ظروف کی اضافت کی جائے جملہ کی یا اِذْ کی طرف تو ان کا مبنی برفتحہ ہونا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
هٰذَا یَوْمَ یَنفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ وَکَیَوْمَئِذٍ وَ حِیْنَئِذٍ وَکَذٰلِکَ مِثْلُ وَغَیْرُ مَعَ مَا وَاَنْ وَ اَنَّ

هٰذَا يَوْمَ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ (آج کا دن وہ ہے کہ صادقین کو ان کی سچائی نفع دے گی) اور جیسے يَوْمَئِذٍ اور حِينَئِذٍ اور اسی طرح کلمہ مِثْلَ اور غَيْرَ بھی مَا اور أَنْ مصدریہ اور أَنَّ کے ساتھ (یعنی جب ان کی طرف مضاف ہوں تو یہ بھی مبنی برفتحہ ہوں گے)
تَقُولُ: ضَرَبْتُهُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ وَغَيْرَ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ
جیسے تو کہے گا: (میں نے اس کو مارا مثل مارنے زید کے) اور جیسے (میں نے اس کو مارا بغیر مارنے زید کے)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بیان فرمارہے ہیں کہ بعض ظروف مبنی نہیں ہوتے ہیں بلکہ معرب ہوتے ہیں لیکن جب ان کو جملہ کی طرف مضاف کریں یا إِذْ کی طرف مضاف کریں اور إِذْ آگے جملہ کی طرف مضاف ہو تو یہ ظروف بھی مبنی برفتحہ ہوں گے هٰذَا يَوْمَ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ اس میں يَوْمَ کا مبنی برفتحہ ہونا جائز ہے اس میں يَوْمَ ظرف کی اضافت يَنفَعُ الصَّادِقِينَ جملہ کی طرف ہورہی ہے۔

اسی طرح يَوْمَئِذٍ اور حِينَئِذٍ میں يَوْمَ اور حِينَ إِذْ کی طرف مضاف ہیں اور إِذْ آگے جملہ کی طرف مضاف ہے جس کو محذوف کرکے اس کے عوض میں إِذْ پر تنوین لے آئے ہیں اصل میں تھا يَوْمَ إِذْ كَانَ كَذَا، حِينَ إِذْ كَانَ كَذَا اس میں يَوْمَ اور حِينَ جملے کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔

لفظ مِثْلَ اور غَيْرَ کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے لفظ مِثْلَ اور غَيْرَ کو مبنی برفتحہ پڑھنا اس وقت جائز ہے جب مضاف ہوں لفظ مَا کی طرف یا أَنْ مصدریہ کی طرف یا أَنَّ مشقلۃ کی طرف جیسے ضَرَبْتُهُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ اس مثال میں لفظ مِثْلَ کی اضافت مَا کی طرف ہورہی ہے لہٰذا اس کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح غَيْرَ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ اس مثال میں غَيْرَ کی اضافت أَنْ مصدریہ کی طرف ہے لہٰذا غَيْرَ کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے۔

ظروف مبنیہ میں سے ایک أَمْسِ بھی ہے اہل حجاز کے نزدیک

وَمِنْهَا أَمْسِ بِالْكَسْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ
اور ظروف مبنیہ میں سے ایک أَمْسِ ہے سین کے کسرہ کے ساتھ اہل حجاز کے نزدیک

وضاحت: لفظ أَمْسِ اہل حجاز کے نزدیک مبنی برکسرہ ہے اور معرفہ ہے (بمعنی گذشتہ کل) اور بعض کے ہاں أَمْسُ معرب معرفہ ہے لیکن جب یہ مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو یا نکرہ کیا جائے تو بالاتفاق معرب ہوگا جیسے مَضٰى أَمْسُنَا (گذرگیا ہمارا کل) اسی طرح مَضَى الْأَمْسُ الْمُبَارَكُ (گذرگیا کل گذشتہ مبارک) اسی طرح كُلُّ غَدٍ صَارَ أَمْسًا (ہر آنیوالا کل ہوجاتا ہے کل گذشتہ) اس میں پہلی مثال أَمْس کے مضاف ہونے کی ہے اور دوسری مثال اس پر الف لام داخل ہونے کی ہے اور تیسری مثال نکرہ ہونے کی ہے لہٰذا ان تینوں مثالوں میں بالاتفاق أَمْس معرب ہوگا۔

تمارین

سوال نمبر۱: اسم مبنی کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ مبنی الاصل کے مشابہ ہونے سے کیا مراد ہے اور اس کی صورتیں کتنی ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر۲: اسماء مبنیات کتنے اور کون کون سے ہیں بمع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر۳: اسم ضمیر کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟ نیز تقدم لفظی ومعنوی اور حکمی کی تعریف اور ان کی مثالیں لکھئے؟

سوال نمبر۴: ضمیر شان اور قصہ کی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۵: ضمیر منفصل اور متصل کیا ہے؟ ہر ایک کی مثال بھی لکھیں؟ نیز ضمیر منفصل کا استعمال کب جائز نہیں ہے مثال سے واضح کریں؟ نیز ضمیر منفصل کب استعمال ہوتی ہے بمع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر۶: اسم اشارہ کی تعریف اور مثال ذکر کرنے کے بعد اسم اشارہ مؤنث اور اسم اشارہ مذکر کی مثالوں سے وضاحت کریں؟ نیز اسماء اشارات کون کون سے ہیں اور ان کا استعمال کیسے ہوتا ہے بمع امثلہ وضاحت سے تحریر کریں؟

سوال نمبر۷: اسم موصول کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر۸: وہ اسماء موصولہ جو مؤنث مفرد اور مذکر مفرد کے ساتھ خاص ہیں تحریر کریں؟

سوال نمبر۹: وہ اسماء موصولہ لکھیں تو تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر۱۰: وہ اسماء موصولہ لکھیں جو جمع مذکر اور جمع مؤنث کے ساتھ خاص ہیں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر۱۱: اَیٌ اور اَیَّۃٌ کب مبنی ہوتے ہیں اور کب معرب ہوتے ہیں تمام صورتیں بمع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم موصول کے عائد سے کیا مراد ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۳: من اور ما کیسے استعمال ہوتے ہیں بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۴: اسم موصول کے عائد کو حذف کرنا کب جائز ہے؟

سوال نمبر ۱۵: کیا الف لام بمعنی الذی اسم موصول استعمال ہوتا ہے؟ اس کی شرط اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۶: کیا ذو بمعنی الذی اسم موصول استعمال ہوتا ہے مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۷: فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءُ أَبِي وَجَدِّيْ　　وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ

اس بیت کا سلیس ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس کی مثال ہے؟

سوال نمبر ۱۸: اسم فعل کی تعریف اور اس کے احکام لکھیں اور بتائیں کہ قطام، غلاب اور حضار اسماء افعال میں سے ہیں یا نہیں؟ نیز اسماء افعال کے اوزان بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: اسم صوت کیا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۰: اسم مرکب کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز اسم مرکب مبنی بر فتحہ کب ہوتا ہے اور کس صورت میں اسم مرکب کا پہلا اسم مبنی بر فتحہ ہوتا اور دوسرا اسم غیر منصرف ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۱: اسم کنایہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز اسماء کنایات کتنے ہیں بمع امثلہ لکھنے کے بعد کم کی کتنی اقسام ہیں بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: کم کی تمیز کو کب حذف کر دیا جاتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: کم کی تمیز کب مرفوع، منصوب اور مجرور ہوتی ہے مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۴: کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز کے اعراب تحریر کریں؟ نیز کم کے اعراب لکھیں؟

سوال نمبر ۲۵: ظروف مبنیہ کتنے اور کون کون سے ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۲۶: غایات کسے کہتے ہے؟ اور غایت والے حروف کون کون سے ہیں؟ اور ان سے اضافت منقطع کب ہوتی ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۷: حیث کے مبنی ہونے کی وجہ اور شرط بمع مثال تحریر کریں؟ نیز کیا حیث مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۲۸: کیا اذا شرط کا فائدہ دیتا ہے اور مثال سے واضح کریں؟ نیز اذا مفاجات کے لیے کب استعمال ہوتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۹: کیا اذ مفاجات کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ اور یہ کب مفاجات کے لیے آتا ہے مثال کے ساتھ

وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۰: این اورانّی کس معنی میں استعمال ہوتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۱: کیف، ایان، مذ، منذکس معنی میں استعمال ہوتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۲: مذاور منذبمعنی جمیع المدۃ کے لیے استعمال ہونے کی مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۳: لدی اورلدن کا معنی کیا ہے؟ اور ان میں کتنی لغات ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۴: لدی اورلدن اورعند میں فرق کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۵: قط اورعوض کس لیے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۳۶: ظروف مبنی برفتحہ کب ہوتے ہیں؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۷: مثل اورغیر کا ما اوراَنْ اوراَنَّ کے ساتھ استعمال ہونے کا کیا حکم ہے؟

اَلْخَاتِمَةُ

اَلْخَاتِمَةُ فِي سَائِرِ أَحْكَامِ الْإِسْمِ وَلَوَاحِقِهِ غَيْرِ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَفِيهِ فُصُوْلٌ

ترجمہ وضاحت: خاتمہ اسم کے تمام احکام اوراس کے ملحقات کے بیان میں مشتمل ہے علاوہ معرب ومبنی کے اوراس میں چند فصلیں ہیں۔

فَصْلٌ: اِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْمَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مَعْرِفَةٌ وَنَكِرَةٌ اَلْمَعْرِفَةُ اِسْمٌ وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ وَهِيَ سِتَّةُ أَقْسَامٍ اَلْمُضْمَرَاتُ
اور جان لو کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو شئی معین کے لیے اور اس کی چھ اقسام ہیں اول مضمرات،
وَالْأَعْلَامُ وَالْمُبْهَمَاتُ أَعْنِيْ أَسْمَاءَ الْإِشَارَاتِ وَالْمَوْصُوْلَاتِ وَالْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ وَالْمُضَافُ إِلٰى أَحَدِهَا
دوم اعلام، سوم مبہمات (یعنی اسماء اشارات و اسماء موصولات) چہارم معرف باللام، پنجم ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہونا
اِضَافَةً مَعْنَوِيَّةً وَ الْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَالْعَلَمُ مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ لَا يَتَنَاوَلُ غَيْرَهُ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ وَ
اضافت معنوی کے ساتھ، ششم معرف بالنداء، اور علم وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو شئی معین کے لیے جو ایک وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو اور
أَعْرَفُ الْمَعَارِفِ الْمُضْمَرُ الْمُتَكَلِّمِ نَحْوُ أَنَا وَنَحْنُ ثُمَّ الْمُخَاطَبُ نَحْوُ أَنْتَ ثُمَّ الْغَائِبُ نَحْوُ هُوَ ثُمَّ الْعَلَمُ ثُمَّ
سب سے أَعْرَفُ الْمَعَارِفِ ضمیر متکلم ہے جیسے أَنَا ، نَحْنُ پھر ضمیر مخاطب ہے جیسے أَنْتَ پھر ضمیر غائب ہے جیسے هُوَ پھر علم ہے پھر
الْمُبْهَمَاتُ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَ الْمُضَافُ وَهُوَ فِيْ قُوَّةِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ وَالنَّكِرَةُ مَا وُضِعَ
مبہمات ہیں پھر الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ ہے پھر الْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ ہے اور مضاف دراصل مضاف الیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو شئی
لِشَيْءٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ
غیر معین کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُل، فَرَس

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسم مبنی کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے ایک خاتمہ ذکر فرما رہے

ہیں۔اس خاتمے میں معرب اور مبنی کے علاوہ اسم کے باقی سارے احکام اور ملحقات ہوں گے اور خاتمے میں دس فصلیں ذکر کی ہیں۔ چنانچہ فصل اول میں اسم کی دو قسمیں معرفہ اور نکرہ کو بیان فرمارہے ہیں۔

اسم کی دو قسمیں معرفہ اور نکرہ

معرفہ کی تعریف: معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو چاہے ذات کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے زَیْدٌ، اَلرَّجُلُ وغیرہ اور چاہے جنس کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اُسَامَۃُ (اسد کی جنس کا علم ہے)

معرفہ کی اقسام: معرفہ کی چھ قسمیں ہیں: (۱) مضمرات (۲) اعلام (۳) مبہمات (یعنی اسماء اشارات و اسماء موصولات) (۴) اَلْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ (۵) وہ اسم جو ان چاروں قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو اضافت معنی کے ساتھ (۶) اَلْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ

علم کی تعریف: علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اس حال میں کہ ایک ہی وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو۔

أَعْرَفُ الْمَعَارِفِ: معرفہ میں سب سے کامل و اکمل تعریف کے اعتبار سے ضمیر متکلم ہے خواہ واحد کی ہو یا جمع کی جیسے أَنَا، نَحْنُ اس کے بعد درجہ ضمیر مخاطب أَنْتَ کا ہے، پھر اس کے بعد ضمیر غائب هُوَ أَعْرَفُ الْمَعَارِفِ ہوتی ہے اس کے بعد علم پھر مبہمات کا درجہ ہے اس کے بعد اَلْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ کا ہے پھر اَلْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ ہے۔

اور مضاف تعریف کے مذکورہ مراتب کے اعتبار سے اور قوت کے اعتبار سے اپنے مضاف الیہ کی قوت کے مساوی ہوتا ہے کیونکہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے تعریف کا فیض حاصل کرتا ہے لہٰذا اسی کے مرتبہ میں ہوگا۔

نکرہ کی تعریف: نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ، فَرَسٌ

أَسْمَاءُ الْعَدَدِ

فَصْلٌ: أَسْمَاءُ الْعَدَدِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى كَمِّيَّةِ آحَادِ الْأَشْيَاءِ وَأُصُوْلُ الْعَدَدِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ كَلِمَةً وَاحِدَةٌ إِلٰى
اسماء عدد وہ اسماء ہیں جنہیں وضع کیا گیا ہے تاکہ دلالت کریں اشیا کے افراد کی مقدار پر اور اصول عدد بارہ ہیں وَاحِدٌ سے عَشَرَةٌ
عَشَرَةٍ وَمِائَةٌ وَأَلْفٌ وَاسْتِعْمَالُهُ مِنْ وَاحِدٍ وَ اثْنَيْنِ عَلَى الْقِيَاسِ أَعْنِيْ لِلْمُذَكَّرِ بِدُوْنِ التَّاءِ وَلِلْمُؤَنَّثِ
اور مِائَةٌ (سو) اور أَلْفٌ (ہزار) اور ان کا استعمال وَاحِدٌ سے اِثْنَيْنِ تک قیاس کے مطابق ہے یعنی مذکر کے لیے بغیر تاء کے اور مؤنث کے لیے
بِالتَّاءِ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ وَاحِدٌ وَفِيْ رَجُلَيْنِ اِثْنَانِ وَفِيْ اِمْرَأَةٍ وَاحِدَةٌ وَفِيْ اِمْرَأَتَيْنِ اِثْنَتَانِ وَمِنْ ثَلَاثَةٍ إِلٰى
تاء کے ساتھ جیسے تو کہے گا ایک مرد میں وَاحِدٌ اور دو مردوں میں اِثْنَانِ اور ایک عورت میں وَاحِدَةٌ اور دو عورتوں میں اِثْنَتَانِ اور ثَلَاثَةٌ

عَشَرَةٍ عَلٰی خِلَافِ الْقِيَاسِ أَعْنِي لِلْمُذَكَّرِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ إِلٰی عَشَرَةِ رِجَالٍ وَلِلْمُؤَنَّثِ
سے عَشَرَةٌ تک خلاف قیاس آئے گا یعنی مذکر کے لیے تاء کے ساتھ جیسے تم کہو گے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ سے عَشَرَةِ رِجَالٍ تک اور مؤنث کے لیے
بِدُوْنِهَا تَقُوْلُ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ إِلٰی عَشْرِ نِسْوَةٍ
بغیر تاء کے ساتھ جیسے تو کہے گا ثَلَاثُ نِسْوَةٍ سے عَشْرِ نِسْوَةٍ تک

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں اسماء عدد کا قاعدہ ذکر فرمارہے ہیں اس میں اسم عدد کی تعریف اور اصول عدد اور اسماء عدد کا قاعدہ ذکر کریں گے۔

اسم عدد کی تعریف: اسم عدد وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہے تاکہ چیزوں کے افراد کی مقدار کو بیان کرے۔

اصول عدد بارہ ہیں: یعنی اصل عدد کل بارہ کلمے ہیں اور وہ یہ ہیں وَاحِدٌ سے عَشَرَةٌ تک دس ہوئے اور مِائَةٌ (سو) اور أَلْفٌ (ہزار) یہ کل بارہ ہوئے، باقی جتنے اعداد ہیں ان ہی سے بنائے جاتے ہیں، چاہے بواسطہ حرف عطف ہوں یا بواسطہ حرف عطف نہ ہوں۔

اسماء عدد کا قاعدہ

ایک اور دو کا قاعدہ: ایک اور دو میں عدد ہمیشہ قیاس کے موافق ہوتا ہے یعنی مذکر میں بغیر تاء اور مؤنث میں تاء کے ساتھ۔ جیسے واحد مذکر کے لیے وَاحِدٌ اور تثنیہ مذکر کے لیے اِثْنَانِ اور واحد مؤنث کے لیے وَاحِدَةٌ اور تثنیہ مؤنث کے لیے اِثْنَتَانِ، ثِنْتَانِ آتا ہے۔

فائدہ: عام طور پر ایک اور دو کا عدد استعمال نہیں ہوتا بلکہ معدود ہی مفرد اور تثنیہ کی شکل میں عدد کو بیان کرتی ہے جیسے رَجُلٌ (ایک مرد) رَجُلَانِ (دو مرد) البتہ یہ عدد میں تاکید کے لیے استعمال ہو سکتی ہے جیسے

مذکر میں :	عِنْدِيْ رَجُلٌ وَاحِدٌ،	عِنْدِيْ رَجُلَانِ اِثْنَانِ اور
مؤنث میں:	عِنْدِيْ اِمْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ،	عِنْدِيْ اِمْرَأَتَانِ اِثْنَتَانِ

تین سے دس تک کا قاعدہ: تین سے دس تک عدد ہمیشہ مخالف قیاس آتا ہے یعنی اگر تمیز مذکر ہو تو عدد مؤنث آتا ہے اور تمیز اگر مؤنث ہو تو عدد مذکر آتا ہے۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:	ثَلَاثَةُ رِجَالٍ،	أَرْبَعَةُ رِجَالٍ،	خَمْسَةُ رِجَالٍ،	سِتَّةُ رِجَالٍ،
	سَبْعَةُ رِجَالٍ،	ثَمَانِيَةُ رِجَالٍ،	تِسْعَةُ رِجَالٍ،	عَشَرَةُ رِجَالٍ
جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:	ثَلَاثُ اِمْرَأَةٍ،	أَرْبَعُ اِمْرَأَةٍ،	خَمْسُ اِمْرَأَةٍ،	سِتُّ اِمْرَأَةٍ،
	سَبْعُ اِمْرَأَةٍ،	ثَمَانِيْ اِمْرَأَةٍ،	تِسْعُ اِمْرَأَةٍ،	عَشْرُ اِمْرَأَةٍ

گیارہ سے انیس تک کا قاعدہ

وبَعْدَ الْعَشَرَةِ تَقُولُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا إلى تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا
اور عَشَرَةٌ کے بعد تم کہو (مذکر کے لیے) أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا اور ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا سے لیکر تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا تک
وَإِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَاثْنَتَا عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَثَلَاثَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً إلى تِسْعَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً
اور (مؤنث کے لیے) إِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً اور اِثْنَتَا عَشَرَةَ اِمْرَأَةً اور ثَلَاثَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً سے لیکر تِسْعَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً تک

گیارہ اور بارہ کا قاعدہ: گیارہ اور بارہ میں عدد کے دونوں جز تمیز کے موافق ہوں گے۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: إِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً اور اِثْنَتَا عَشَرَةَ اِمْرَأَةً

تیرہ سے انیس تک کا قاعدہ: تیرہ سے لیکر انیس تک تمیز مذکر ہونے کی صورت میں عدد کے پہلے جز کو مؤنث اور دوسرے جز کو مذکر لایا جائے گا اور تمیز اگر مؤنث ہو تو عدد کا پہلا جز مذکر اور دوسرا جز مؤنث لایا جائے گا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا، سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا، سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا، تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثَلَاثَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً، أَرْبَعَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً، خَمْسَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً، سِتَّ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً، سَبْعَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً، ثَمَانِيَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً، تِسْعَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً

وَبَعْدَ ذٰلِكَ تَقُولُ: عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ إِلٰى تِسْعِيْنَ رَجُلًا وَامْرَأَةً
اور (انیس) کے بعد تو کہے گا عِشْرُوْنَ رَجُلًا اور عِشْرُوْنَ امْرَأَةً مذکر اور مؤنث میں فرق کے بغیر تِسْعِيْنَ رَجُلًا تک اور تِسْعِيْنَ امْرَأَةً
وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَإِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً وَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَاِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً
تک وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا (اکیس مرد) اور إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً (اکیس عورتیں) اور اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا (بائیس مرد) اور اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً (بائیس عورتیں)
وَثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَثَلَاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً إِلٰى تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ رَجُلًا وَتِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ امْرَأَةً
اور ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا (تیئیس مرد) اور ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً (تیئیس عورتیں) سے لیکر تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا (ننانوے مرد) اور تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً (ننانوے عورتیں) تک

بیس سے نوے تک عقود (دہائیوں) کا قاعدہ: بیس سے لیکر نوے تک عقود ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں تمیز چاہے مذکر ہو چاہے مؤنث جیسے عِشْرُوْنَ رَجُلًا، عِشْرُوْنَ امْرَأَةً، ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا، ثَلَاثُوْنَ امْرَأَةً

أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا، أَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً،	خَمْسُوْنَ رَجُلًا، خَمْسُوْنَ اِمْرَأَةً،
سِتُّوْنَ رَجُلًا، سِتُّوْنَ اِمْرَأَةً،	سَبْعُوْنَ رَجُلًا، سَبْعُوْنَ اِمْرَأَةً،
ثَمَانُوْنَ رَجُلًا، ثَمَانُوْنَ اِمْرَأَةً،	تِسْعُوْنَ رَجُلًا، تِسْعُوْنَ اِمْرَأَةً

بیس سے ننانوے تک ہر دہائی کے پہلے اور دوسرے عدد کا قاعدہ: یہ ہے کہ عدد کا جز اول تمیز کے موافق اور دوسرا جز ہمیشہ مذکر ہوگا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً، اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً

بیس کے بعد ہر دہائی میں تین سے لیکر نو تک کا قاعدہ: یہ ہے کہ عدد کا پہلا جز تمیز کے خلاف ہوگا یعنی اگر تمیز مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مؤنث اور تمیز اگر مؤنث ہے تو عدد کا پہلا جز مذکر آئے گا جب کہ عدد کا دوسرا جز ہمیشہ یعنی ننانوے تک مذکر ہی رہے گا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا....الخ

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً، أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً....الخ

ثُمَّ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ امْرَأَةٍ وَأَلْفُ رَجُلٍ وَأَلْفُ امْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا امْرَأَةٍ وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا امْرَأَةٍ
پھر تو کہے گا مِائَةُ رَجُلٍ اور مِائَةُ امْرَأَةٍ اور أَلْفُ رَجُلٍ اور أَلْفُ امْرَأَةٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ اور مِائَتَا امْرَأَةٍ اور أَلْفَا رَجُلٍ اور أَلْفَا امْرَأَةٍ
بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ فَإِذَا زَادَ عَلَى الْأَلْفِ وَالْمِائَةِ يُسْتَعْمَلُ عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ
مؤنث ومذکر کے درمیان فرق کے بغیر پھر جب أَلْف اور مِائَة پر زائد ہو جائے تو اسی طریقہ پر استعمال کیا جائے گا جو آپ پہچان چکے ہیں۔

سو، دوسو اور ہزار کا قاعدہ: سو اور دوسو اور ہزار میں مذکر اور مؤنث کا عدد یکساں ہوگا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: مِائَةُ رَجُلٍ (سومرد)، مِائَتَا رَجُلٍ (دوسو مرد)

أَلْفُ رَجُلٍ (ہزار مرد)، أَلْفَا رَجُلٍ (دو ہزار مرد)

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: مِائَةُ امْرَأَةٍ (سوعورتیں)، مِائَتَا امْرَأَةٍ (دوسو عورتیں)

أَلْفُ امْرَأَةٍ (ہزار عورتیں)، أَلْفَا امْرَأَةٍ (دو ہزار عورتیں)

وَيُقَدَّمُ الْأَلْفُ عَلَى الْمِائَةِ وَالْآحَادُ وَالْآحَادُ عَلَى الْعَشَرَاتِ تَقُوْلُ عِنْدِيْ أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا
اور (بڑے اعداد کی ترتیب اس طرح ہوگی) أَلْف کو مقدم کیا جائے گا مِائَة پر اور آحاد کو مقدم کیا جائے گا عَشَرَات پر جیسے تو کہے عِنْدِيْ أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا

وَ أَلْفَانِ وَ مِائَتَانِ وَ اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَ تِسْعُ مِائَةٍ وَ خَمْسَةٌ وَ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً وَ عَلَيْكَ بِالْقِيَاسِ
وَ أَلْفَانِ وَ مِائَتَانِ وَ اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد اور میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد) أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَ تِسْعُ مِائَةٍ وَ خَمْسَةٌ وَ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً (اور چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)

کئی اعداد جمع ہوں تو بڑے عدد کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے فرما رہے ہیں کہ عدد جب مِائَةٌ اور أَلْفٌ سے آگے بڑھ جائے تو اس کا ذکر کرنے کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو آپ پہلے پہچان چکے ہیں یعنی جو کچھ طریقہ عدد کے ذکر کرنے کا ایک سے لیکر ننانوے تک ہے اسی طریقہ سے یہاں بھی ذکر کیا جائے صرف مِائَةٌ یا أَلْفٌ کا اضافہ ہوگا۔

بہت سارے اعداد جمع ہونے کی صورت: جب بہت سارے اعداد جمع ہو جائیں تو ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہوگا کہ سب سے بڑے عدد کو پہلے ذکر کیا جائے گا اس کے بعد اس سے چھوٹا عدد اس کے بعد سے چھوٹا عدد ذکر کیا جائے گا أَلْفٌ پر مثلاً مِائَةٌ پر اور مِائَةٌ کا أحاد پر اور احاد کو عشرات پر مقدم کیا جائے گا۔

چند مختلف مثالیں: عِنْدِيْ أَلْفٌ وَ مِائَةٌ وَ احِدٌ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد ہیں)

عِنْدِیْ أَلْفَانِ وَ مِائَتَانِ وَ اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا (میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد ہیں)

عِنْدِیْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَ تِسْعُ مِائَةٍ وَ خَمْسٌ وَ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً (میرے پاس چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)

تمیز کے لیے قاعدہ

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِدَ وَ الْاِثْنَيْنِ لَا مُمَيِّزَ لَهُمَا لِاَنَّ لَفْظَ الْمُمَيِّزِ يُغْنِيْ عَنْ ذِكْرِ الْعَدَدِ فِيْهِمَا تَقُوْلُ عِنْدِيْ رَجُلٌ
اور جان لو کہ بے شک وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ دونوں کے لیے کوئی ممیز نہیں ہے اس لیے کہ ممیز کا لفظ ان میں عدد کے ذکر سے بے نیاز کرتا ہے جیسے تو کہے عِنْدِيْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ (میرے پاس ایک مرد ہے اور دو مرد ہیں)
وَرَجُلَانِ وَ اَمَّا سَائِرُ الْأَعْدَادِ فَلَابُدَّ لَهَا مِنْ مُمَيِّزٍ فَتَقُوْلُ مُمَيِّزُ الثَّلَاثَةِ إِلَى الْعَشَرَةِ مَخْفُوْضٌ وَ
اور ان کے علاوہ باقی جتنے اعداد بھی ہیں تو ان کے لیے کسی تمیز دینے والے کی ضرورت ہے پس تین سے لیکر دس تک تمیز دینے والا مجرور اور
مَجْمُوْعٌ تَقُوْلُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ إِلَّا إِذَا كَانَ الْمُمَيِّزُ لَفْظَ الْمِائَةِ فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ مَخْفُوْضاً مُفْرَدًا
جمع کا صیغہ ہوگا جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ لیکن جب تمیز دینے والا لفظ مِائَةٌ ہو تو اس وقت وہ مفرد اور مجرور ہوگا
تَقُوْلُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَ تِسْعُ مِائَةٍ وَ الْقِيَاسُ ثَلَاثُ مِئَاتٍ أَوْ مِئِيْنَ
جیسے تو کہے گا ثَلَاثُ مِائَةٍ اور تِسْعُ مِائَةٍ اور قیاس کا تقاضا ہے ثَلَاثُ مِئَاتٍ یا ثَلَاثُ مِئِيْنَ آئے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے تمیز کے سلسلے میں ایک قاعدہ ذکر فرما رہے ہیں۔

ایک اور دو کے عدد کی تمیز کے سلسلے میں قاعدہ: ایک اور دو معدود خواہ مذکر ہو یا مؤنث عدد (ممیز) سے مستغنی کر دیتا ہے اس لیے کہ ایک اور دو میں معدود کے لفظوں ہی سے عدد کا معنی حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا اب الگ عدد لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب معدود مذکر ہو، مثالیں: عِنْدِيْ رَجُلٌ عِنْدِيْ رَجُلَانِ

جب معدود مؤنث ہو، مثالیں: عِنْدِيْ امْرَأَةٌ عِنْدِيْ امْرَأَتَانِ

وَأَمَّا سَائِرُ الْأَعْدَادِ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے فرمارہے ہیں کہ ایک اور دو کے عدد کے علاوہ باقی تمام اعداد کے لیے تمیز کو ہونا ضروری ہے۔

تین سے دس تک کی تمیز کا قاعدہ: تین سے دس تک عدد کی تمیز کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کی تمیز جمع مجرور ہوگی۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثَلَاثَةُ رِجَالٍ، أَرْبَعَةُ رِجَالٍ

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثَلَاثُ امْرَأَةٍ، أَرْبَعُ امْرَأَةٍ

لفظ مِائَة جب تمیز واقع ہو تو اس کا قاعدہ: لفظ مِائَة جب تمیز واقع ہو تو مفرد مجرور ہوگی۔

مثالیں: ثَلَاثُ مِائَةٍ اور تِسْعُ مِائَةٍ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ثَلَاثُ مِئَاتٍ یا ثَلَاثُ مِئِيْنَ آئے۔

وَمُمَيِّزُ أَحَدَ عَشَرَ إِلٰى تِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَإِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً
اور گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز منصوب مجرور ہوگی جیسے تو کہے گا أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا (گیارہ مرد) إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً (گیارہ عورتیں)
وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً وَمُمَيِّزُ مِائَةٍ وَأَلْفٍ وَتَثْنِيَتِهِمَا وَجَمْعِ الْأَلْفِ مَخْفُوْضٌ مُفْرَدٌ
اور تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا (ننانوے مرد) تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً (ننانوے عورتیں) اور مِائَةٌ اور أَلْفٌ کی تمیز اور ان دونوں کے تثنیہ (یعنی مِائَةٌ اور أَلْفٌ) کی تمیز ہے أَلْفٌ کی جمع (یعنی آلاف یا أُلُوْف) کی تمیز مجرور اور مفرد ہوتی ہے
تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ امْرَأَةٍ وَأَلْفُ رَجُلٍ وَأَلْفُ امْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا امْرَأَةٍ وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا
جیسے تو کہے گا مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ امْرَأَةٍ وَأَلْفُ رَجُلٍ أَلْفُ امْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا امْرَأَةٍ وَأَلْفَا رَجُلٍ وَأَلْفَا
امْرَأَةٍ وَثَلَاثَةُ آلَافِ رَجُلٍ وَثَلَاثُ آلَافِ امْرَأَةٍ وَقِسْ عَلٰى هٰذَا
امْرَأَةٍ وَثَلَاثَةُ آلَافِ رَجُلٍ وَثَلَاثُ آلَافِ امْرَأَةٍ اس پر دیگر کو قیاس کریں (ان تمام مثالوں میں تمیز مفرد مجرور ہے)

وضاحت: گیارہ سے ننانوے تک اعداد کی تمیز منصوب مفرد ہوگی جیسے تو کہے گا:

مذکر کے لیے: أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا

مؤنث کے لیے: إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَأَةً

ان میں رَجُلًا اور امْرَأَةً مفرد بھی ہے اور منصوب بھی ہے۔

مِائَةٌ اور أَلْفٌ اور ان دونوں کی تثنیہ اور أَلْفٌ کی جمع کی تمیز کا قاعدہ: مِائَةٌ اور أَلْفٌ اور ان کے تثنیہ مِائَتَانِ اور أَلْفَانِ اور أَلْفٌ کی جمع آلَافٌ، أُلُوفٌ ان سب کی تمیز مفرد اور مجرور ہوگی۔

مثالیں: مذکر کے لیے تو کہے: مِائَةُ رَجُلٍ، مِائَتَا رَجُلٍ، أَلْفُ رَجُلٍ، أَلْفَا رَجُلٍ، ثَلَاثَةُ آلَافِ رَجُلٍ

مؤنث کے لیے تو کہے: مِائَةُ امْرَأَةٍ، مِائَتَا امْرَأَةٍ، أَلْفُ امْرَأَةٍ، أَلْفَا امْرَأَةٍ، ثَلَاثُ آلَافِ امْرَأَةٍ

ان تمام مثالوں میں تمیز مفرد اور مجرور ہے۔ باقی کو ان پر قیاس کریں۔

نقشہ اسماء عدد

برائے مذکر		برائے مؤنث	
رَجُلٌ	أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا	اِمْرَأَةٌ	إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً
رَجُلَانِ	اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا	اِمْرَأَتَانِ	اِثْنَتَا عَشْرَةَ امْرَأَةً
ثَلَاثَةُ رِجَالٍ	ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا	ثَلَاثُ نِسْوَةٍ	ثَلَاثَ عَشْرَةَ امْرَأَةً
أَرْبَعَةُ رِجَالٍ	أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا	أَرْبَعُ نِسْوَةٍ	أَرْبَعَ عَشْرَةَ امْرَأَةً
خَمْسَةُ رِجَالٍ	خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا	خَمْسُ نِسْوَةٍ	خَمْسَ عَشْرَةَ امْرَأَةً
سِتَّةُ رِجَالٍ	سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا	سِتُّ نِسْوَةٍ	سِتَّ عَشْرَةَ امْرَأَةً
سَبْعَةُ رِجَالٍ	سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا	سَبْعُ نِسْوَةٍ	سَبْعَ عَشْرَةَ امْرَأَةً
ثَمَانِيَةُ رِجَالٍ	ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا	ثَمَانِيْ نِسْوَةٍ	ثَمَانِيْ عَشْرَةَ امْرَأَةً
تِسْعَةُ رِجَالٍ	تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا	تِسْعُ نِسْوَةٍ	تِسْعَ عَشْرَةَ امْرَأَةً
عَشَرَةُ رِجَالٍ	عِشْرُوْنَ رَجُلًا	عَشْرُ نِسْوَةٍ	عِشْرُوْنَ امْرَأَةً

برائے مذکر	برائے مؤنث
اَحَدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	إِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً
اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً
ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً
أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً
خَمْسَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً
سِتَّةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	سِتٌّ وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً

سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	سَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً
ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	ثَمَانِيْ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً
تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا	تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً
ثَلاثُوْنَ رَجُلًا	ثَلاثُوْنَ اِمْرَأَةً
أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا	أَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً
خَمْسُوْنَ رَجُلًا	خَمْسُوْنَ اِمْرَأَةً
سِتُّوْنَ رَجُلًا	سِتُّوْنَ اِمْرَأَةً
سَبْعُوْنَ رَجُلًا	سَبْعُوْنَ اِمْرَأَةً
ثَمَانُوْنَ رَجُلًا	ثَمَانُوْنَ اِمْرَأَةً
تِسْعُوْنَ رَجُلًا	تِسْعُوْنَ اِمْرَأَةً
تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا	تِسْعٌ وتِسْعُوْنَ اِمْرَأَةً
مِائَةُ رَجُلٍ	مِائَةُ اِمْرَأَةٍ
مِائَةُ رَجُلٍ وَرَجُلَانِ	مِائَةُ اِمْرَأَةٍ وَاِمْرَأَتَانِ
مِائَةٌ وَثَلاثَةُ رِجَالٍ	مِائَةٌ وَثَلاثُ نِسْوَةٍ
مِائَةٌ وَأَرْبَعَةُ رِجَالٍ	مِائَةٌ وَأَرْبَعُ نِسْوَةٍ
مِائَةٌ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلاً	مِائَةٌ وَتِسْعٌ وتِسْعُوْنَ اِمْرَأَةً
مِائَتَا رَجُلٍ	مِائَتَا اِمْرَأَةٍ
ثَلاثَةُ مِائَةِ رَجُلٍ	ثَلاثُ مِائَةِ اِمْرَأَةٍ
أَلْفُ رَجُلٍ	أَلْفُ امْرَأَةٍ
أَلْفَا رَجُلٍ	أَلْفَا امْرَأَةٍ
ثَلاثَةُ آلافِ رَجُلٍ	ثَلاثُ آلافِ امْرَأَةٍ

بڑے اعداد کو یوں ذکر کریں گے: أَلْفٌ وَمِائَةٌ وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا (ایک ہزار ایک سو اکیس مرد)
أَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا (دو ہزار دو سو بائیس مرد)

اسم مذکر و مؤنث

فَصْلٌ: اَلْاِسْمُ اِمَّا مُذَكَّرٌ وَاِمَّا مُؤَنَّثٌ فَالْمُؤَنَّثُ مَا فِيهِ عَلَامَةُ التَّأْنِيْثِ لَفْظًا أَوْ تَقْدِيْرًا وَالْمُذَكَّرُ بِخِلَافِهِ
تیسری فصل اسم یا تو مذکر ہوگا یا مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو یا تقدیرًا اور مذکر وہ اسم ہے جو اس کے برخلاف ہو
وَعَلَامَاتُ التَّأْنِيْثِ ثَلَاثَةٌ: اَلتَّاءُ كَطَلْحَةَ وَالْأَلِفُ الْمَقْصُوْرَةُ كَحُبْلٰى وَالْأَلِفُ الْمَمْدُوْدَةُ كَحَمْرَاءَ
اور علامت تانیث تین ہیں اول تاء جیسے طَلْحَة دوم الف مقصورہ جیسے حُبْلٰى (حاملہ عورت) سوم الف ممدودہ جیسے حَمْرَاء (سرخ رنگ والی)
وَالْمُقَدَّرَةُ هُوَ التَّاءُ فَقَطْ كَأَرْضٍ وَدَارٍ بِدَلِيْلِ أُرَيْضَةٍ وَدُوَيْرَةٍ وَالْمُؤَنَّثُ عَلٰى قِسْمَيْنِ: حَقِيْقِيٌّ وَهُوَ بِإِزَائِهِ
اور علامت تانیث مقدرہ صرف تاء ہوتی ہے جیسے أَرْض اور دَار میں اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کی تصغیر أُرَيْضَة اور دُوَيْرَة آتی ہے پھر مؤنث دو قسم پر ہے ایک مؤنث حقیقی ہے اور وہ وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں
مُذَكَّرٌ مِنَ الْحَيَوَانِ كَامْرَأَةٍ وَنَاقَةٍ وَلَفْظِيٌّ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهِ كَظُلْمَةٍ وَعَيْنٍ وَقَدْ عَرَفْتَ أَحْكَامَ الْفِعْلِ
حیوان مذکر ہو جیسے اِمْرَأَة اور نَاقَة اور مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظُلْمَة ، عَيْن اور تحقیق فعل کے احکام کو
إِذَا أُسْنِدَ إِلَى الْمُؤَنَّثِ فَلَا نُعِيْدُهَا
جب اس کی نسبت مؤنث کی طرف کی جائے آپ جان چکے ہیں ہم یہاں دوبارہ نہیں دہرائیں گے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خاتمہ کی اس تیسری فصل میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم کی دو اقسام مذکر اور مؤنث کی تعریفات

دوسری بات: مؤنث کی علامات

تیسری بات: مؤنث کی دو قسمیں حقیقی اور لفظی کا ذکر

پہلی بات — اسم کی دو اقسام مذکر اور مؤنث کی تعریفات

اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث

مذکر کی تعریف: مذکر وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث موجود نہ ہو۔

مؤنث کی تعریف: مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً یا تقدیرًا موجود ہو۔

دوسری بات — مؤنث کی علامات

علاماتِ تانیث تین ہیں۔

۱)..... تاء تانیث خواہ ظاہرہ جیسے طَلْحَة یا مقدرہ ہو جیسے أَرْض

تاء تانیث ظاہرہ: جو اسماء کے آخر میں آتی ہے اور وقف کی حالت میں ہ بن جاتی ہے جیسے طَلْحَة

تاء تانیث مقدرہ: جو اسم میں ظاہر نہ ہو بلکہ اس کی تصغیر نکالنے سے ظاہر ہوتی ہے

جیسے أَرْض کی تصغیر أُرَيْضَة اور دَار کی تصغیر دُوَيْرَة آتی ہے

کیونکہ تصغیر میں صیغہ کے حروف اصلی سب واپس آجاتے ہیں۔

۲)......الف مقصورہ جیسے حُبلٰی

۳)......الف ممدودہ جیسے حَمرَاءُ

تیسری بات — مؤنث کی دو قسمیں حقیقی اور لفظی کا ذکر

مؤنث کی دو قسمیں ہیں: (۱) مؤنث حقیقی (۲) مؤنث لفظی

مؤنث حقیقی کی تعریف: مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابل کوئی حیوان مذکر ہو۔ جیسے اِمرَأَۃٌ اور نَاقَۃٌ

مؤنث لفظی کی تعریف: مؤنث لفظی وہ ہے جس کے مقابلے میں حیوان مذکر نہ ہو۔ جیسے ظُلمَۃٌ اور عَینٌ کہ ان کے مقابلے میں حیوان مذکر نہیں ہے۔

وَقَدْ عَرَفْتَ....الخ: فعل کی اسناد مؤنث کی طرف کرنے کے احکام گزر چکے ہیں، لہٰذا انہیں دوبارہ ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

اسم کی ایک قسم اَلْمُثَنّٰی

فَصلٌ: اَلْمُثَنّٰی اِسمٌ اُلْحِقَ بِآخِرِهٖ اَلِفٌ اَوْ یَاءٌ مَفتُوحٌ مَا قَبلَهَا وَنُوْنٌ مَکسُوْرَۃٌ لِیَدُلَّ عَلٰی اَنَّ مَعَهٗ اٰخَرَ مِثلَهٗ نَحوُ

فصل: مثنّٰی کی بحث میں مثنّٰی وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور لاحق کیا گیا ہوتا کہ یہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے مثل میں ایک اور (مفرد) بھی ہے جیسے رَجُلَانِ وَرَجُلَینِ یہ الحاق صحیح میں ہے، بہر حال اسم مقصورہ میں تو اگر اس کا الف

رَجُلَانِ وَ رَجُلَینِ هٰذَا فِی الصَّحِیحِ اَمَّا الْمَقصُوْرُ فَاِنْ کَانَتْ اَلِفُهٗ مُنْقَلِبَۃً عَنْ وَاوٍ وَ کَانَ ثُلَاثِیًّا رُدَّ اِلٰی اَصلِهٖ

واو سے بدلا ہوا ہے یا ثلاثی تھا جو بعد میں اپنے اصل کی جانب لوٹا دیا گیا ہے جیسے عَصَوَانِ عَصَا میں اور اگر وہ الف یاء سے بدلا ہوا ہے یا

کَعَصَوَانِ فِیْ عَصًا وَاِنْ کَانَتْ عَنْ یَاءٍ اَوْ وَاوٍ وَهُوَ اَکثَرُ مِنَ الثُّلَاثِیِّ اَوْ لَیسَتْ مُنْقَلِبَۃً عَنْ شَیْءٍ تُقْلَبُ یَاءً

واؤ سے بدلا ہوا ہے، مگر حال یہ ہے کہ یہ ثلاثی سے زائد (یعنی رباعی ہے) یا کسی چیز سے بدلا ہوا نہیں ہے تو الف یاء سے بدل دیا جائے گا۔

کَرَحَیَانِ فِیْ رَحٰی وَمَلْهَیَانِ فِیْ مَلْهٰی وَحُبَارَیَانِ فِیْ حُبَارٰی وَحُبْلَیَانِ فِیْ حُبْلٰی وَاَمَّا الْمَمْدُوْدُ فَاِنْ کَانَتْ

جیسے رَحَیَان میں رَحٰی، مَلْهَیَان میں مَلْهٰی، حُبَارَیَان میں حُبَارٰی اور حُبْلَیَان میں حُبْلٰی اور بہر حال الف ممدودہ پس اگر اس کا ہمزہ

هَمزَتُهٗ اَصلِیَّۃً تَثْبُتُ کَقُرَّاءَانِ فِیْ قُرَّاءٍ وَاِنْ کَانَتْ لِلتَّانِیثِ تُقْلَبُ وَاوًا کَحَمرَاوَانِ فِیْ حَمرَاءٍ

اصلی ہو تو باقی رکھا جائے گا جیسے قُرَّاءَان قُرَّاء میں اور اگر تانیث کے لیے تھا تو وہ الف واو سے بدل دیا جائے گا جیسے حَمرَاوَان حَمرَاء میں

وَاِنْ کَانَتْ بَدَلًا مِنْ اَصلٍ وَاوًا اَوْ یَاءً جَازَ فِیهِ الْوَجهَانِ کَکِسَاوَانِ وَ کِسَاءَانِ وَیَجِبُ حَذفُ نُوْنِهٖ عِنْدَ

اور اگر اصل سے ہی واو یا یاء سے بدلا ہوا تھا تو اب تثنیہ میں یہ دونوں وجہ جائز ہیں جیسے کِسَاوَان اور کِسَاءَان اور اس کے نون کو حذف

الْاِضَافَۃِ تَقُوْلُ جَاءَنِیْ غُلَامَا زَیدٍ وَمُسلِمَا مِصرٍ وَکَذٰلِکَ تُحْذَفُ تَاءُ التَّانِیثِ فِیْ تَثْنِیَۃِ الْخُصیَۃِ وَالْاَلیَۃِ

کرنا اضافت کے وقت واجب ہے تو کہے گا جَاءَنِي غُلَامَا زَيْدٍ (میرے پاس زید کے دو غلام آئے) اور جَاءَنِي مُسْلِمَا مِصْرٍ (میرے پاس شہر کے دو مسلمان آئے) اسی طرح تا، تانیث حذف کر دی جائے گی الْخُصْيَة اور الْأَلْيَة کی تثنیہ میں خاص کر کے جیسے تو

خَاصَّةً تَقُوْلُ خُصْيَانِ وَ اِلْيَانِ لِأَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ ، فَكَأَنَّهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ

کہے گا خُصْيَانِ (دو خصیے) اِلْيَانِ (دو سرین) کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم ہیں پس گویا وہ دونوں شئی واحد ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ چوتھی فصل مثنّٰی کے متعلق ذکر فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چھ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: مثنّٰی کی تعریف اور اقسام

دوسری بات: اسم مقصورہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں

تیسری بات: الف ممدودہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں

چوتھی بات: مثنّٰی سے اضافت کے وقت نون اعرابی گرنے کا ذکر

پانچویں بات: الْخُصْيَة اور الْأَلْيَة کو مثنّٰی بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر

چھٹی بات: مثنّٰی کی اضافت مثنّٰی کی طرف کرنے کا قاعدہ

پہلی بات — مثنّٰی کی تعریف اور اقسام

مثنّٰی کی تعریف: تثنیہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف و نون مکسورہ (حالت رفعی) میں اور یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (حالت نصبی و جری) میں لاحق کیا گیا ہوتا کہ لحوق اس بات پر دلالت کرے کہ اس مفرد کی مثل اس کے ساتھ ایک اور (مفرد) بھی ہے، جیسے رَجُلَانِ (دو مرد) حالت رفعی میں اور رَجُلَيْنِ حالت نصبی و جری میں۔

مثنّٰی کی تین اقسام: (۱) مثنّٰی صحیح (۲) مثنّٰی اسم مقصورہ (۳) مثنّٰی اسم ممدودہ

مثنّٰی صحیح: وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے رَجُلَانِ

مثنّٰی اسم مقصورہ: وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے حُبْلٰی

مثنّٰی اسم ممدودہ: وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف ممدودہ ہو۔ جیسے حَمْرَاء

مثنّٰی صحیح: اس صورت میں حالت رفعی میں اسم کے آخر میں الف و نون مکسور ہوگا جیسے رَجُلَانِ اور حالت نصبی و جری میں یا ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لاحق ہوگا جیسے رَجُلَيْنِ اسم صحیح کے آخر میں الحاق اور زیادتی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسم اس بات پر دلالت کرے کہ اس میں اس کے مثل ایک اور مفرد بھی ہے۔

دوسری بات — اسم مقصورہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں

اسم مقصورہ کو مثنّٰی بنانے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: جب الف مقصورہ واو سے تبدیل ہوکر آیا ہو اور وہ ثلاثی ہو تو اس کو مثنّٰی بناتے وقت وہ واو لوٹ آئے گا۔ جیسے عَصَا سے عَصَوانِ یہ ثلاثی بھی ہے اور اس کا الف واو سے تبدیل ہوکر آیا ہے، لہٰذا اس کو مثنّٰی بناتے وقت واو لوٹ آیا۔

دوسری صورت: اور اگر الف مقصورہ یاء سے تبدیل ہوکر آیا ہو یا واو سے تبدیل ہوکر آیا ہو، مگر وہ ثلاثی نہ ہو یا ان میں سے کسی سے تبدیل نہ ہوکر آیا ہو تو اس کو مثنّٰی بناتے وقت الف کو یاء سے تبدیل کیا جائے گا جیسے رَحٰی سے رَحَیانِ، مَلْهٰی سے مَلْهَيانِ، حُبَارٰى سے حُبَارَيانِ، حَبَلٰی سے حَبَلَيانِ

تیسری بات الف ممدودہ کو مثنّٰی بنانے کی چند صورتیں

۱)......الف ممدودہ کا ہمزہ اصلی ہو تو اس کو تثنیہ بناتے وقت اصلی حالت پر برقرار رکھیں گے جیسے قُرَّاءُ سے قُرَّاءَانِ

۲)......اگر الف ممدودہ کا ہمزہ تانیث ہو تو تثنیہ بناتے وقت اسے واو سے تبدیل کیا جائے گا جیسے حَمْرَاءُ کی تثنیہ حَمْرَاوَانِ آئے گی۔

۳)......اور اگر وہ ہمزہ اصل واو یا یاء سے تبدیل ہوکر آیا ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں:

(۱) ہمزہ اصلی حالت میں برقرار رکھیں۔

(۲) اسے واو سے تبدیل کردیں۔ جیسے کِسَاءٌ کی تثنیہ کِسَاوَانِ اور کِسَاءَانِ دونوں جائز ہیں۔

چوتھی بات مثنّٰی سے اضافت کے وقت نون اعرابی گرنے کا ذکر

اضافت کے وقت نون تثنیہ کو حذف کرنا واجب ہے، کیونکہ نون تنوین کی طرح نون تثنیہ بھی موجبِ انفصال ہے اور اضافت موجب اتصال ہے، لہٰذا ان دونوں میں منافات کی وجہ سے نون اعرابی کو اضافت کے وقت حذف کردیا جاتا ہے جیسے غُلَامَا زَيْدٍ (زید کے دو غلام) غُلَامَا اصل میں غُلَامَانِ تھا اور جیسے مُسْلِمَا مِصْرٍ (شہر کے دو مسلمان) مُسْلِمَا اصل میں مُسْلِمَانِ تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔

پانچویں بات اَلْخُصْيَة اور اَلْاِلْيَة کو مثنّٰی بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر

جس طرح مثنّٰی کے نون کو تثنیہ بناتے وقت حذف کیا جاتا ہے اسی طرح اَلْخُصْيَة اور اَلْاِلْيَة کی تاء کو تثنیہ بناتے وقت حذف کردیا جاتا ہے جیسے اَلْخُصْيَة کی تثنیہ خُصْيَانِ اور اَلْاِلْيَة کی تثنیہ اَلْيَانِ پڑھی جائے گی۔

پانچویں بات اَلْخُصْيَة اور اَلْاِلْيَة کو مثنّٰی بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر

اس کی تاء کو حذف کرنا خلاف قیاس ہے اس لیے کہ قیاس یہ تھا کہ تاء حذف نہ کی جاتی جیسے شَجَرَةٌ کی تثنیہ

شَجَرَتَانِ آتی ہے اوران دونوں میں حذف تاء کا سبب یہ ہے کہ خُصْیَانِ اگرچہ دو چیزیں ہیں لیکن دونوں خصیوں میں سے ہر ایک دوسرے کولازم ہے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں اسی طرح اِلْیَتَانِ (دونوں سرین) میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں، پس دونوں خُصْیَة اور دونوں اِلْیَة شدت اتصال کی وجہ سے شئ واحد ہیں لہٰذا اس شدت اتصال کی وجہ سے اس کا تثنیہ بمنزلہ کلمہ مفردہ کے کرلیا گیا، پس اگر تاء تانیث کو ثابت رکھا جائے گا تو اس کا مفرد حکمی کے درمیان میں واقع ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے کیونکہ علامت تانیث کلمہ مفردہ کے وسط میں نہیں آتی۔

وَاعْلَمْ إِذَا أُرِيْدَ اِضَافَةُ الْمُثَنّٰى إِلَى الْمُثَنّٰى يُعَبَّرُ عَنِ الْأَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَ
اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب کسی تثنیہ کی تثنیہ کی طرف اضافت کی جائے تو اول تثنیہ کو لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا اور فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا
فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا وَ ذٰلِكَ لِكَرَاهَةِ اجْتِمَاعِ التَّثْنِيَتَيْنِ فِيْمَا تَأَكَّدَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَهُمَا لَفْظًا وَ مَعْنًى
اور یہ اس لیے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ناپسند سمجھا جاتا ہے اُس جگہ میں جہاں دونوں میں اتصال مؤکد ہو، خواہ لفظاً، خواہ معناً۔

چھٹی بات — مثنّٰی کی اضافت مثنّٰی کی طرف کرنے کا قاعدہ

وضاحت: جب ایک مثنّٰی کی اضافت دوسرے مثنّٰی کی طرف کی جائے تو پہلے والے مثنّٰی کو لفظ جمع کے ساتھ ذکر کریں گے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (پس تحقیق تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے) یہ اصل میں قَلْبَانِ تھا اس کو جمع کا صیغہ بنا کر قُلُوْبُكُمَا کر دیا گیا۔ اسی طرح فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا (تم ان کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالو) میں لفظ أَيْدِيَهُمَا اصل میں يَدَاهُمَا تھا يَدَانِ کو جمع کا صیغہ کے ساتھ ذکر کر کے أَيْدِيَهُمَا ذکر کیا گیا۔

وجہ: یہ ہے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ایسے مقام پر ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے جب دونوں میں اتصال مؤکد پایا جائے لفظاً یا معنیً چنانچہ اضافت میں مضاف مضاف الیہ کے جز ہونے کی وجہ سے اتصال مؤکد ہونے کی وجہ سے ان دونوں کا تثنیہ ہونا ناپسندیدہ ہے۔

اسم کی ایک قسم جمع

فَصْلٌ: اَلْمَجْمُوْعُ: اِسْمٌ يَدُلُّ عَلٰى آحَادٍ مَقْصُوْدَةٍ بِحُرُوْفِ مُفْرَدِهٖ بِتَغْيِيْرٍ اِمَّا لَفْظِيٍّ كَرِجَالٍ فِيْ رَجُلٍ
پانچویں فصل مجموع کی بحث میں ہے مجموع وہ اسم ہے جو ایسے آحاد (افراد) پر دلالت کرے جو حروف مفردہ سے مقصود ہوں معمولی تغیر کے
اَوْ تَقْدِيْرِيٍّ كَفُلْكٍ عَلٰى وَزْنِ أُسْدٍ فَإِنَّ مُفْرَدَهٗ أَيْضاً فُلْكٌ لٰكِنَّهٗ عَلٰى وَزْنِ قُفْلٍ فَقَوْمٌ وَ رَهْطٌ وَ
ساتھ یا لفظی تغیر ہو۔ جیسے رِجَالٌ رَجُلٌ میں یا تقدیری تغیر ہو جیسے فُلْكٌ أُسْدٌ کے وزن پر اس لیے کہ اس کا مفرد فُلْكٌ ہے لیکن وہ مفرد

نَحْوُ هٗ وَ اِنْ دَلَّ عَلٰی اٰحَادٍ لٰکِنَّہٗ لَیْسَ بِجَمْعٍ اِذْ لَا مُفْرَدَ لَہٗ ثُمَّ الْجَمْعُ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُصَحَّحٌ وَ هُوَ لَا یَتَغَیَّرُ بِنَاءُ وَاحِدِہٖ
فُعْل کے وزن پر ہے پس قَوْمٌ اور رَھْطٌ اوراس کے مانند اگر چہ وہ افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن وہ جمع کے صیغے نہیں ہیں اس لیے کہ ان کا کوئی مفرد نہیں ہے پس جمع دو قسم پر ہے جمع صحیح وہ جمع ہے جس کے واحد کا وزن تغیر نہ ہو
وَ مُکَسَّرٌ وَ هُوَ مَا تَغَیَّرَ بِنَاءُ وَاحِدِہٖ
اور دوسری قسم جمع مکسّر ہے وہ وہ جمع ہے کہ جس میں اس کے واحد کا وزن بدل گیا ہو۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں چھ باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : جمع کی تعریف اور جمع کی دو قسمیں جمع سالم اور جمع مکسّر کا ذکر

دوسری بات: جمع سالم کی دو قسموں کا ذکر اور جمع مذکر سالم صحیح بنانے کا طریقہ

تیسری بات: اسم منقوص اور اسم مقصورہ سے جمع سالم بنانے کا طریقہ

چوتھی بات : اسم ذات اور اسم صفت سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ اور اس کی شرائط

پانچویں بات: جمع کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم اور اس کی شرائط

چھٹی بات : جمع مکسّر اور جمع قلّت وکثرت کے اوزان

پہلی بات — جمع کی تعریف اور جمع کی دو قسمیں جمع سالم اور جمع مکسّر کا ذکر

جمع کی تعریف: وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو حروف مفردہ سے مقصود ہوتے ہیں مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ خواہ لفظی ہو یا تقدیری۔ تغیر لفظی جیسے رَجُلٌ واحد کی جمع رِجَالٌ یا تغیر تقدیری جیسے فُلْکٌ أُسْدٌ کے وزن پر جمع ہے اس کا مفرد بروزن قُفْل ہے۔

جمع کی اقسام: جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع صحیح یعنی جمع سالم (۲) جمع مکسّر

جمع صحیح کی تعریف: جمع صحیح وہ جمع ہے جس کی جمع بناتے ہوئے اس کے واحد کا وزن تبدیل نہ ہوا ہو۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ اس کا مفرد مُسْلِمٌ ہے۔

جمع مکسّر کی تعریف: وہ جمع ہے جس کی جمع بناتے ہوئے اس کے واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ

بِحُرُوْفِ مُفْرَدِہٖ: اس فصل سے قَوْمٌ اور رَھْطٌ نکل گئے اس لیے کہ یہ قَوْمٌ اور رَھْطٌ اور اس کے جیسے دوسرے اسماء اگرچہ جمع والے معنی پر دلالت کرتے ہیں مگر وہ جمع نہیں ہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں ہے۔

وَالْمُصَحَّحُ عَلٰی قِسْمَیْنِ: مُذَکَّرٌ وَ هُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِہٖ وَاوٌ مَضْمُوْمٌ مَا قَبْلَهَا وَ نُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ کَمُسْلِمُوْنَ اَوْ
جمع صحیح دو قسم پر ہے اول مذکر ہے اور جمع مذکر وہ ہے جس کے آخر میں واو ماقبل میں مضموم اور نون مفتوح لاحق کیا گیا ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ اور

يَاءُ مَكْسُوْرٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ كَذَالِكَ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْهُ نَحْوُ مُسْلِمِيْنَ وَهٰذَا فِي الصَّحِيْحِ
یاء ماقبل مکسوراور نون مفتوح لایا گیا ہوتا کہ یہ لاحق کرنا اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھی افراد اس سے زائد ہیں جیسے مُسْلِمِيْن اور یہ الحاق (جمع بنانے کے لیے) صحیح میں ہے۔

دوسری بات جمع صحیح کی دوقسموں کا ذکراور جمع مذکر سالم صحیح بنانے کا طریقہ

جمع صحیح کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم

جمع صحیح کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: یہ ہے کہ اس کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ لگایا جائے جیسے مُسْلِمُوْنَ یا اس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ لگایا جائے جیسے مُسْلِمِيْنَ تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اور افراد بھی ہیں جو ایک سے زائد ہیں۔

اَمَّا الْمَنْقُوْصُ فَتُحْذَفُ يَاؤُهُ مِثْلُ قَاضُوْنَ وَدَاعُوْنَ وَالْمَقْصُوْرُ يُحْذَفُ اَلِفُهُ وَيَبْقٰى مَا قَبْلَهَا مَفْتُوْحًا لِيَدُلَّ
بہر حال اسم منقوص تو اس میں یاء کو حذف کردی جاتی ہے جیسے قَاضُوْنَ اور دَاعُوْنَ اور اسم مقصورہ میں اس کا الف حذف کردیا جاتا ہے اور باقی رکھا جائے گا اس سے ماقبل مفتوح تا کہ دلالت کرے الف محذوفہ پر۔
عَلَى الْاَلِفِ مَحْذُوْفَةِ مِثْلُ مُصْطَفَوْنَ وَيَخْتَصُّ بِاُوْلِي الْعِلْمِ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ سِنُوْنَ وَاَرَضُوْنَ وَثُبُوْنَ وَقُلُوْنَ فَشَاذٌّ
جیسے مُصْطَفَوْنَ اور یہ جمع ذوی العقول کے لیے خاص ہے اور بہر حال ان کا قول سِنُوْنَ اور اَرَضُوْنَ اور ثُبُوْنَ اور قُلُوْنَ پس یہ شاذ ہیں۔

تیسری بات اسم منقوص اور اسم مقصورہ سے جمع سالم بنانے کا طریقہ

اسم منقوص کی جمع بنانے کا طریقہ: اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ساکن ماقبل مکسور ہو جیسے قَاضِيْ اس کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ واو نون اور یاء نون اس کے آخر میں لانے کے ساتھ اس کے آخر کی یاء کو حذف کردیا جائے جیسے قَاضِيْ سے قَاضُوْنَ اس میں قَاضُوْنَ اصل میں قَاضِيُوْنَ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس لیے ماقبل کو دے دیا ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد اب قاعدہ پایا گیا کہ یاء اور واو ایک کلمہ میں جمع ہیں اس لیے تخفیف کے لیے یاء کو حذف کردیا گیا تو قَاضُوْنَ ہوا۔

دوسرا دَاعُوْنَ ہے یہ بھی دَاعِيُوْنَ تھا اس کی یاء کو مذکورہ قاعدہ کے تحت حذف کردیا تو دَاعُوْنَ ہو گیا۔

اسم مقصورہ کی جمع بنانے کا طریقہ: اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے مُصْطَفٰى اس کی جمع بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے الف کو حذف کردیں اور آخر میں واو نون کا اضافہ کیا جائے گا جیسے مُصْطَفٰى سے مُصْطَفَوْنَ ہو گیا۔

وَيَخْتَصُّ بِاُوْلِي الْعِلْمِ: اس عبارت رحمۃ اللہ علیہ سے مصنف فرمارہے ہیں کہ مذکورہ جمع صحیح بنانے کا طریقہ جو ذکر

کیا گیا یعنی واو ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ کے ساتھ یہ وزن أُوْلُو الْعِلْمِ یعنی ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: مذکورہ قاعدہ پر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ قانون سِنُوْنَ اور أَرَضُوْنَ اور ثُبُوْنَ اور قُلُوْنَ میں ٹوٹ گیا اس لیے کہ یہ جمع ہیں اور واو نون کے ساتھ لائی گئی ہیں اور غیر ذوالعقول ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ سِنُوْنَ سَنَۃٌ کی جمع بمعنی سال اور أَرَضُوْنَ أَرْضٌ کی جمع بمعنی زمین اور ثُبُوْنَ ثُبَۃٌ کی جمع بمعنی جماعت اور قُلُوْنَ قُلَۃٌ کی جمع بمعنی چھڑی (گلی ڈنڈا) یہ سب الفاظ نہ تو مذکر اور نہ ہی ذوی العقول ہیں حالانکہ ان کی جمع واونون کے ساتھ آتی ہے یہ چند الفاظ قاعدہ کے خلاف ضرور ہیں لیکن یہ شاذ ہیں اور نادر الوقوع ہیں۔ بہر حال قاعدہ وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

وَيَجِبُ أَنْ لَا يَكُوْنَ أَفْعَلَ مُؤَنَّثُهٗ فَعْلَاءُ كَأَحْمَرَ وَحَمْرَاءَ وَلَا فَعْلَانَ مُؤَنَّثُهٗ فَعْلٰى كَسَكْرَانَ وَ سَكْرٰى
اور واجب ہے کہ وہ (اسم جس کی جمع لانے کا ارادہ کیا گیا ہے) اس أَفْعَلَ کے وزن پر نہ ہو کہ جس کی مؤنث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتی ہے جیسے أَحْمَرَ کی مؤنث حَمْرَاءَ آتی ہے اور نہ اس فَعْلَانَ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلٰى آتی ہو جیسے سَكْرَانَ کی مؤنث سَكْرٰى آتی ہے
وَلَا فَعِيْلًا بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ كَجَرِيْحٍ بِمَعْنٰى مَجْرُوْحٍ وَلَا فَعُوْلًا بِمَعْنٰى فَاعِلٍ كَصَبُوْرٍ بِمَعْنٰى صَابِرٍ
اور نہ وہ اسم اس فَعِيْلٌ کے وزن پر ہو جو مَفْعُوْلٌ کے وزن پر ہو جیسے جَرِيْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ کے ہے اور نہ وہ ایسا فَعُوْلٌ کے وزن پر جو بمعنی فَاعِلٌ ہو جیسے صَبُوْرٌ صَابِرٌ کے معنی میں ہے اور جمع سالم کے نون کو اضافت کی وجہ سے حذف کرنا واجب ہے جیسے مُسْلِمُوْ مِصْرَ
وَيَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهٖ بِالْإِضَافَةِ نَحْوُ مُسْلِمُوْ مِصْرَ

چوتھی بات — اسم ذات اور اسم صفت سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ اور اس کی شرائط

وضاحت: قاعدے کی وضاحت سے پہلے تمہید کے طور پر اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ وہ اسم جس کی جمع سالم بنائیں گے یا تو اسم ذات ہوگا جیسے زَيْدٌ یا اسم صفت ہوگا یعنی وہ اسم جو ذات کے علاوہ کسی صفت پر دلالت کرے جیسے ضَارِبٌ، قَائِمٌ وغیرہ

اگر اسم ذات ہو تو اس کی جمع سالم بنانے کے لیے تین شرطیں ہیں

پہلی شرط: وہ اسم مذکر ہو، یعنی اس میں تاء تانیث نہ ملفوظ ہو اور نہ مقدر ہو، پس طَلْحَۃ اور عَيْن کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

دوسری شرط: وہ اسم ذات علَم ہو اگر علَم نہ ہو تو اس کی جمع سالم واونون کے ساتھ نہیں آئے گی۔ جیسے رَجُلٌ اس کی جمع نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

تیسری شرط: وہ اسم ذات ذوی العقول کا علَم ہو اگر ذوی العقول کا علَم نہ ہو تو اس کی جمع واو اور نون کے ساتھ نہیں

آئے گی جیسے اَعْوَج یہ گھوڑے کا نام ہے اور گھوڑا ذوی العقول نہیں ہے، لہٰذا اس کی جمع سالم واونون کے ساتھ نہیں آئے گی اور یہ تمام قیود اس وجہ سے اختیار کی گئی ہیں کہ جمع سالم تمام جمعوں میں اشرف ہے اور وہ اسم جو مذکر ہو اور عاقل کا علم ہو وہ تمام اسموں میں اشرف ہے لہٰذا اشرف کے لیے اشرف کو خاص کیا۔ جیسے زَیْدٌ کی جمع سالم زَیْدُوْنَ آتی ہے۔

اگر اسم صفت ہو تو اس کی جمع سالم بنانے کی پانچ شرطیں

اسم صفت سے مراد اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ ہیں۔

پہلی شرط: وہ مذکر عاقل ہو۔

دوسری شرط: وہ صفت مذکر ہو پس عَلَّامَۃٌ مذکر ہے لہٰذا اس کی جمع نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

تیسری شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے أَفْعَلَ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتی ہے جیسے أَحْمَرَ اس کی مؤنث حَمْرَاءُ آتی ہے۔ لہٰذا اس کی جمع واونون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

چوتھی شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے فَعْلَانَ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلٰی آتی ہے جیسے سَكْرَانَ اس کی مؤنث سَكْرٰی آتی ہے۔ لہٰذا اس کی جمع واونون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

پانچویں شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے فَعِيْلَ کے وزن پر نہ ہو جو مَفْعُوْلَ کے معنی میں ہو جیسے جَرِيْحٌ یہ مَجْرُوْحٌ کے معنی میں ہے اور نہ ایسے فَعُوْلَ کے وزن پر ہو جو فَاعِلَ کے معنی میں آتا ہو جیسے صَبُوْرٌ یہ صَابِرٌ کے معنی میں ہے۔ لہٰذا ان کی جمع واونون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

قاعدہ: جمع مذکر سالم کے نون کو اضافت کے وقت حذف کرنا واجب ہے، جیسے مُسْلِمُو مِصْرَ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا اس کی اضافت جب مِصْر کی طرف کی گئی تو نون حذف ہو گیا۔

وَمُؤَنَّثٌ وَهُوَ مَا أُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ أَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ وَشَرْطُهٗ إِنْ كَانَ صِفَةً وَلَهٗ مُذَكَّرٌ أَنْ يَكُوْنَ مُذَكَّرُهٗ
(جمع صحیح کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم) اور جمع مؤنث وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء کو لایا گیا ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ اس کی شرط یہ
قَدْ جُمِعَ بِالْوَاوِ وَالنُّوْنِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مُذَكَّرٌ فَشَرْطُهٗ أَنْ لَا يَكُوْنَ مُؤَنَّثًا
ہے کہ اگر صفت کا صیغہ ہو اور اس کے لیے مذکر ہو اور اس مذکر کی جمع واونون کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ اور اگر اس کے لیے مذکر
مُجَرَّدًا عَنِ التَّاءِ كَالْحَائِضِ وَالْحَامِلِ وَإِنْ كَانَ اِسْمًا غَيْرَ صِفَةٍ جُمِعَ بِالْأَلِفِ وَالتَّاءِ بِلَا شَرْطٍ كَهِنْدَاتٍ
نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ اسم ایسا مؤنث کا صیغہ نہ ہو جو تاء سے خالی ہو جیسے الْحَائِضُ اور الْحَامِلُ اور اگر ایسا اسم ہو جو صفت کا صیغہ نہ ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لائی جائے گی بغیر کسی شرط کے جیسے هِنْدَاتٌ

پانچویں بات جمع کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم اور اس کی شرائط

جمع مؤنث سالم کی تعریف: وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء لائی جائے جیسے مُسْلِمَاتٌ

جمع مؤنث سالم بنانے کی شرائط

پہلی شرط: الف یا تاء کے ساتھ جمع لانے کی شرط یہ ہے کہ اگر صیغہ صفت کا ہو اور اس کے لیے مذکر بھی ہو تو شرط یہ ہے کہ اس کے مذکر کی جمع واو نون کے ساتھ آتی ہو جیسے مُسْلِمَةٌ اس کا مذکر مُسْلِمٌ ہے اور اس کی جمع مُسْلِمُوْنَ واو نون کے ساتھ آتی ہے۔

دوسری شرط: اگر اس اسم کا مذکر نہیں آتا ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا مؤنث کا صیغہ تاء سے خالی نہ ہو پس اَلْحَائِضُ اور اَلْحَامِلُ کی جمع حَائِضَاتٌ اور حَامِلَاتٌ نہیں آئے گی اس لیے کہ ان کی مؤنث تاء سے خالی ہے۔

تیسری شرط: اگر وہ صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ آئے گی بغیر کسی شرط کے۔ جیسے هِنْدٌ کی جمع هِنْدَاتٌ الف تاء کے ساتھ آتی ہے۔

وَ الْمُكَسَّرُ صِيغَتُه فِي الثُّلَاثِيِّ كَثِيرَةٌ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ كَرِجَالٍ وَأَفْرَاسٍ وَفُلُوْسٍ وَفِي غَيْرِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى
اور جمع مکسّر کے صیغے ثلاثی میں زیادہ ہیں جو سماع سے معلوم ہوتے ہیں جیسے رِجَالٌ اور أَفْرَاسٌ اور فُلُوْسٌ اور غیر ثلاثی میں
وَزْنِ فَعَالِلَ وَفَعَالِيلَ نَحْوُ قِيَاسًا كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصْرِيفِ ثُمَّ الْجَمْعُ أَيْضاً عَلٰى قِسْمَيْنِ جَمْعُ قِلَّةٍ وَهُوَ مَا
فَعَالِلُ اور فَعَالِيلُ کے وزن پر آتے ہیں قیاسًا جیسا کہ آپ نے ان کی گردان پڑھ لی ہے پھر جمع بھی دو قسم پر ہے اول جمع قلت اور جمع
يُطْلَقُ عَلَى الْعَشَرَةِ فَمَا دُوْنَهَا وَأَبْنِيَتُه أَفْعُلٌ وَأَفْعَالٌ وَفِعْلَةٌ وَأَفْعِلَةٌ وَ جَمْعَا الصَّحِيحِ بِدُوْنِ اللَّامِ
قلّت وہ جمع ہے جو دس اور اس سے کم پر بولی جاتی ہو اور اس کے اوزان یہ ہیں أَفْعُلٌ، أَفْعَالٌ، فِعْلَةٌ، أَفْعِلَةٌ اور صحیح کی دونوں جمع بغیر لام کے
كَزَيْدُوْنَ وَ مُسْلِمَاتٍ وَجَمْعُ كَثْرَةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلٰى مَا فَوْقَ الْعَشَرَةِ وَأَبْنِيَتُه مَا عَدَا هٰذِهِ الْأَبْنِيَةِ
جیسے زَيْدُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ دوسری قسم جمع کثرت ہے یہ وہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جاتی ہے اور ان کے اوزان جمع قلّت کے اوزان کے علاوہ ہیں جو ابھی ذکر کیے گئے ہیں۔

چھٹی بات — جمع مکسّر اور جمع قلّت و کثرت کے اوزان

جمع مکسّر کے اوزان: جمع مکسّر کے اوزان ثلاثی اور غیر ثلاثی کے مختلف ہیں چنانچہ مصنف نے فرمایا کہ جمع مکسّر کے صیغے ثلاثی میں سماع سے تعلق رکھتے ہیں ان کا قیاس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ ان کے لیے کوئی قاعدہ مقرر ہو جیسے رِجَالٌ جمع رَجُلٍ، أَفْرَاسٌ جمع فَرَسٌ، فُلُوْسٌ جمع فَلْسٌ

جمع مکسّر کے اوزان غیر ثلاثی یعنی رباعی اور خماسی میں فَعَالِلُ اور فَعَالِيلُ کے وزن پر آتے ہیں اور یہ اوزان قیاس کے موافق ہیں جیسا کہ آپ علم صرف میں معلوم کر چکے ہیں۔

جمع کی باعتبار معنی کے دو قسمیں ہیں: (۱) جمع قلّت (۲) جمع کثرت

جمع قلّت اور اس کے اوزان

جمع قلّت: وہ ہے کہ جو دس اور دس سے کم پر بولی جاتی ہو اور جمع قلّت کے اوزان یہ ہیں

(۱) أَفْعُلٌ جیسے أَفْلُسٌ فَلْسٌ کی جمع ہے (۲) أَفْعَالٌ جیسے أَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جمع ہے

(۳) فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ غُلَامٌ کی جمع ہے (۴) أَفْعِلَةٌ جیسے أَرْغِفَةٌ رَغِيفٌ کی جمع ہے

(۵) جمع مذکر سالم (۶) جمع مؤنث سالم جب کہ یہ دونوں الف لام سے خالی ہوں جیسے زَيْدُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ

فائدہ: جمع مؤنث سالم اور جمع مذکر سالم جب الف لام کے ساتھ ہوں وہ بھی جمع کثرت میں داخل ہیں۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جائے۔ جمع کثرت کے اوزان جمع قلّت کے اوزان کے علاوہ ہیں۔

فَصْلٌ: اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَطْ وَيُشْتَقُّ مِنْهُ الْأَفْعَالُ كَالضَّرْبِ وَالنَّصْرِ مَثَلًا وَأَبْنِيَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ
مصدر وہ اسم ہے جو حدوث پر دلالت کرے فقط (جیسے ہونا، کرنا وغیرہ) اور اس کے افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے الضَّرْب (مارنا) اور
الْمُجَرَّدِ غَيْرُ مَضْبُوْطَةٍ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ وَمِنْ غَيْرِهٖ قِيَاسِيَّةٌ كَالْإِفْعَالِ وَالْاِنْفِعَالِ وَالْاِسْتِفْعَالِ وَالْفَعْلَلَةِ وَ
النَّصر (مدد کرنا) اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے منضبط نہیں ہیں (یعنی کوئی طے شدہ قانون کے مطابق نہیں ہیں) سماع سے پہچانے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ (یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ) قیاسی ہیں جیسے إِفْعَالٌ، اِنْفِعَالٌ، اِسْتِفْعَالٌ، فَعْلَلَةٌ،
التَّفَعُّلِ مَثَلًا فَالْمَصْدَرُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهٖ أَعْنِيْ يَرْفَعُ الْفَاعِلَ إِنْ كَانَ لَازِمًا نَحْوُ
تَفَعُّلٌ وغیرہ پس مصدر اگر مفعول مطلق واقع نہ ہو تو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اگر وہ لازم ہو جیسے
أَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ وَيَنْصِبُ مَفْعُوْلًا أَيْضًا إِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا نَحْوُ أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا وَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ
أَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ اور مفعول کو نصب دیتا ہے اگر وہ متعدی ہو جیسے أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا اور جائز نہیں ہے مصدر کے معمول کو
مَعْمُوْلِ الْمَصْدَرِ عَلَيْهِ فَلَا يُقَالُ أَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبُ عَمْرٍو وَلَا عَمْرًوا ضَرْبُ زَيْدٍ وَيَجُوْزُ إِضَافَتُهٗ إِلَى الْفَاعِلِ
مصدر پر مقدم کرنا پس یہ نہ کہا جائے گا أَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبُ عَمْرٍو اور نہ ہی عَمْرًوا ضَرْبُ زَيْدٍ کہنا درست ہوگا اور مصدر کی اضافت
نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًوا وَإِلَى الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَيْدٌ وَأَمَّا إِنْ كَانَ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا
فاعل کی طرف جائز ہے جیسے كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًوا یا مفعول بہ کی جانب جیسے كَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَيْدٌ اور بہر حال مصدر اگر مفعول
فَالْعَمَلُ لِلْفِعْلِ الَّذِيْ قَبْلَهٗ نَحْوُ ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا فَعَمْرًو مَنْصُوْبٌ بِضَرَبْتُ
مطلق واقع ہو تو اس وقت عمل اس فعل کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا (مارا میں نے مارنا عمر کو) پس منصوب ہے ضَرَبْتُ کی وجہ سے

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی دس فصلوں میں سے چھٹی فصل یہاں سے بیان فرمارہے ہیں اور وہ ہے مصدر۔اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چھ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات :	مصدر کی تعریف
دوسری بات:	مصدر کےاوزان
تیسری بات:	مصدر جب مفعول مطلق واقع نہ ہوتواس کاعمل کیاہوگا
چوتھی بات :	مصدر کے معمول کومصدر پر مقدم کرنادرست نہیں
پانچویں بات:	مصدر کی اضافت فاعل اورمفعول کی طرف درست ہے
چھٹی بات :	مصدر جب مفعول مطلق واقع ہوتواس کاعمل کیاہوگا

پہلی بات مصدر کی تعریف

مصدر ہر وہ اسم ہے جو صرف حدوث پر دلالت کرے (یعنی کسی کام کا کرنا، ہونا، کھانا، پڑھنا وغیرہ) اور مصدر سے افعال نکلتے ہیں جیسے الضَرْب اور النَصْر وغیرہ (کسی اور چیز پر دلالت نہ کرے یعنی زمانہ اور نسبت الی الفاعل پر دلالت نہ کرے)

دوسری بات مصدر کےاوزان

ثلاثی مجرد سے مصدر کے اوزان مقرر اور طے شدہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی قاعدہ ایسا ہے جس کی بنیاد پر دوسرے اوزان کو قیاس کیا جاسکے صرف سماعی ہیں سننے پر موقوف ہیں۔

غیر ثلاثی مجرد (یعنی رباعی اور خماسی وغیرہ) سے مصدر کے اوزان قیاسی ہیں مثلا

إِفْعَالٌ، اِنْفِعَالٌ، اِسْتِفْعَالٌ، فَعْلَلَةٌ، تَفَعُّلٌ وغیرہ

تیسری بات مصدر جب مفعول مطلق واقع نہ ہوتواس کاعمل کیاہوگا

مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہوتو یہ وہی عمل کرتا ہے جو اس سے مشتق ہونے والا فعل کرتا ہے (یعنی فعل اگر لازمی ہے تو فاعل کو رفع دیتا ہے اور اگر فعل متعدی ہے تو مفعول کو نصب دیتا ہے) پس مصدر بھی اگر لازم ہوتو فاعل کو رفع دے گا جیسے أَعْجَبَنِي قِيَامُ زَيْدٍ اور مصدر اگر متعدی ہوتو مفعول کو نصب دے گا جیسے أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا

چوتھی بات مصدر کے معمول کومصدر پر مقدم کرنادرست نہیں

مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ مصدر ضعیف عامل ہے اس کا معمول اس سے مؤخر ہوتو اس پر عمل کرے گا ورنہ نہیں لہذا أَعْجَبَنِي زَيْدٌ ضَرْبُ عَمْرًوا کہنا اور أَعْجَبَنِي عَمْرًوا ضَرْبُ زَيْدٍ کہنا جائز نہیں ہے اس میں پہلی مثال میں زَيْدٌ فاعل کو ضَرْب مصدر پر مقدم کیا گیا ہے اور دوسری مثال میں ضَرْب مصدر پر اس کے

مفعول عَمْرًوا کو مقدم کیا گیا ہے۔ یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

پانچویں بات مصدر کی اضافت فاعل اور مفعول کی طرف درست ہے

مصدر بھی چونکہ دیگر اسما کی طرح ایک اسم ہے، اس لیے جس طرح دوسرے اسماء کی اضافت فاعل اور مفعول کی طرف جائز ہے، اسی طرح مصدر کی بھی اضافت فاعل کی طرف اور مفعول کی طرف جائز ہے۔

فاعل کی طرف مصدر کی اضافت کی مثال جیسے کَرِهتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًوا

مفعول کی طرف مصدر کی اضافت کی مثال جیسے کَرِهتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَيْدٌ

اس میں عَمْرٍو ضَرْب مصدر کا مفعول اور زَيْدٌ اس کا فاعل ہے۔

چھٹی بات مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

مصدر اگر مفعول مطلق ہو تو یہ عمل نہیں کرے گا بلکہ اس سے پہلے جو فعل ہے وہ اس میں عمل کرے گا اور یہ مصدر اس کا معمول بنے گا کیونکہ عامل قوی کے ہوتے ہوئے عامل ضعیف عمل نہیں کرسکتا کیونکہ یہ خود معمول بن رہا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا اس میں عَمْرًوا اضَرَبْتُ کی وجہ سے منصوب ہے۔

اسم کی ایک قسم اسم فاعل

فَصْلٌ: اِسْمُ الفاعِلِ اِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ وَصِيغَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ
فصل اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے بطور حدوث کے اور اس کا صیغہ
الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ الْفَاعِلِ كَضَارِبٍ وَنَاصِرٍ وَمِنْ غَيْرِهِ عَلٰى صِيغَةِ الْمُضَارِعِ مِنْ ذٰلِكَ الْفِعْلِ بِمِيمٍ
ثلاثی مجرد سے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَارِبٌ (مارنے والا) نَاصِرٌ (مدد کرنے والا) اور اس کے علاوہ یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ اس فعل کے مضارع کے صیغہ کے مطابق ہوتا ہے (تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ) وہ یہ کہ
مَضْمُومَةٍ مَكَانَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ وَ كَسْرِ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ كَمُدْخِلٍ وَمُسْتَخْرِجٍ
علامت مضارع کی جگہ میم مضموم شروع میں ہوتی ہے اور آخر سے ماقبل کسرہ ہوتا ہے جیسے مُدْخِلٌ (داخل کرنے والا) مُسْتَخْرِجٌ (خروج کرنے والا)
وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَعْرُوْفِ إِنْ كَانَ فِيهِ مَعْنَى الْحَالِ وَ الْاِسْتِقْبَالِ وَمُعْتَمِدًا عَلَى الْمُبْتَدَإِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ
اور یہ وہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو تو (چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر سہارا لیکر عمل کرتا
أَوْ ذِي الْحَالِ نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًوا أَوْ مَوْصُوْلٍ نَحْوُ مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًوا أَوْ
ہے) مبتدا پر سہارا لیکر عمل کرتا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ یا ذوالحال پر جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًوا یا موصول پر جیسے مَرَرْتُ
مَوْصُوْفٍ نَحْوُ عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا أَوْ هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ أَوْ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ
بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًوا یا موصوف پر جیسے عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا یا ہمزہ استفہام اس کے شروع میں ہو جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟

مَا قَائِمٌ زَيْدٌ فَإِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْمَاضِيْ وَجَبَتِ الْإِضَافَةُ نَحْوُ زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ هٰذَا إِذَا كَانَ مُنَكَّرًا
یا حرف نفی اس کے شروع میں ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ پس اگر فاعل ماضی کے معنی میں ہوتو اضافت واجب ہے جیسے زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ (میں نے عمرو کو گذشتہ کل مارا ہے) یہ اس وقت ہے جب اسم فاعل نکرہ ہو
أَمَّا إِذَا كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ يَسْتَوِيْ فِيْهِ جَمِيْعُ الْأَزْمِنَةِ نَحْوُ زَيْدٌ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًوا اَلْاٰنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ
اور بہر حال جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے زَيْدٌ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًوا اَلْاٰنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ (زید جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے آج یا کل آئندہ کا کل گذشتہ)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے خاتمہ کی فصلوں میں سے ساتویں فصل کو بیان فرمار ہے ہیں جو کہ اسم فاعل کی بحث پر مشتمل ہے اس فصل میں بنیادی طور پر تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : اسم فاعل کی تعریف

دوسری بات: اسم فاعل کاوزن

تیسری بات: اسم فاعل کاعمل اوراس کی شرائط

پہلی بات — اسم فاعل کی تعریف

اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور حدوث کے قائم ہے۔

بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ: کا مطلب یہ ہے کہ فعل اس ذات کے ساتھ تین زمانوں میں کسی ایک زمانے کے ساتھ مقید ہے نیز بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ کہہ کر صفت مشبہ کو اسم فاعل سے جدا کر دیا اس لیے کہ اس میں مصدری معنی دائمی ہوتے ہیں۔

دوسری بات — اسم فاعل کاوزن

اسم فاعل کی دوصورتیں ہیں: ثلاثی مجرد سے ہوگا یا غیر ثلاثی مجرد سے ہوگا۔ اگر ثلاثی مجرد سے ہےتو اسم فاعل اکثر فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَارِبٌ اور نَاصِرٌ اسم فاعل اگر غیر ثلاثی مجرد ہوتو اسی باب کے فعل مضارع کے وزن پر ہوگا مگر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اور وہ اس طرح کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگادیں گے اور اس کے آخر کے ماقبل کو کسرہ دیں گے جیسے يُدْخِلُ سے مُدْخِلٌ اور يَسْتَخْرِجُ سے مُسْتَخْرِجٌ

تیسری بات — اسم فاعل کاعمل اوراس کی شرائط

اسم فاعل اپنے فعل معروف والا عمل کرے گا اگر اس کا فعل لازمی ہے تو یہ بھی لازمی ہوگا اور اگر اس کا فعل متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوگا اسم فاعل کے عمل کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اسم فاعل چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر سہارا پکڑے ہوئے ہو۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں (۱) مبتدا پر جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ (۲) ذوالحال پر جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًوا (۳) اسم موصول پر جیسے مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًوا (۴) موصوف پر جیسے عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًوا (۵) ہمزہ استفہام پر جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ؟ (۶) حرف نفی پر جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ

بہر حال اسم فاعل جب فعل ماضی کے معنی میں ہو تو اس کو اضافت معنوی کے ذریعے ساتھ والے اسم کی طرف وجوبًا اضافت کریں گے جیسے زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو أَمْسِ (زید نے عمرو کو گذشتہ کل مارا)

هٰذَا إِذَا كَانَ مُنَكَّرًا: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل کے لیے زمانہ حال یا استقبال شرط اسی وقت ہے جب وہ نکرہ ہو بہر حال اگر اسم فاعل معرف باللام ہو، تو الف لام موصول کے داخل ہونے کے بعد تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے زَيْدٌ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًوا الْآنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ (زید جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے آج یا کل آئندہ کا کل گذشتہ)

اسم کی ایک قسم اسم مفعول

اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ وَ صِيْغَتُهٗ مِنَ الْمُجَرَّدِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى
اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہے اور اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مجرد سے
وَزْنِ مَفْعُوْلٍ لَفْظًا كَمَضْرُوْبٍ أَوْ تَقْدِيْرًا كَمَقُوْلٍ وَمَرْمِيٍّ وَمِنْ غَيْرِهٖ كَاسْمِ الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَا قَبْلَ الْآخِرِ
مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے لفظًا جیسے مَضْرُوْبٌ یا تقدیرًا جیسے مَقُوْلٌ اور مَرْمِيٌّ اور اس کے علاوہ (یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ) سے اسم فاعل کی مانند ہے یہاں آخر سے پہلے (والے حرف پر) فتحہ آئے گا
كَمُدْخَلٍ وَمُسْتَخْرَجٍ وَيَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَجْهُوْلِ بِالشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ اِسْمِ الْفَاعِلِ نَحْوُ زَيْدٌ
جیسے مُدْخَلٌ اور مُسْتَخْرَجٌ اور یہ اپنے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں مذکور تھیں جیسے زَيْدٌ
مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ الْآنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ
مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ الْآنَ أَوْ غَدًا أَوْ أَمْسِ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی فصلوں میں آٹھویں فصل اسم مفعول کو یہاں سے ذکر فرما رہے ہیں۔
اس فصل میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : اسم مفعول کی تعریف

دوسری بات: اسم مفعول کے اوزان

تیسری بات: اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرط

پہلی بات — اسم مفعول کی تعریف

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔

دوسری بات — اسم مفعول کے اوزان

اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مَضْرُوْب کے وزن پر آتا ہے لفظاً اور تقدیراً مَقُوْلٌ اور مَرْمِیٌّ کے وزن پر آتا ہے۔ مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْيٌ تھا، تعلیل کے بعد مَرْمِیٌّ ہوا، اسی طرح مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا، تعلیل کے بعد مَقُوْلٌ ہوا۔

اور غیر ثلاثی مجرد یعنی رباعی اور خماسی سے اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس کے آخر سے ماقبل میں فتحہ لایا جائے گا جب کہ اسم فاعل کے آخر سے ماقبل میں کسرہ آتا ہے جیسے مُدْخِلٌ سے مُدْخَلٌ اور مُسْتَخْرِجٌ سے مُسْتَخْرَجٌ

تیسری بات — اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرط

اسم مفعول وہی عمل کرتا ہے جو فعل مجہول کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع دیتا ہے اور باقی مفاعیل کو نصب دیتا ہے۔
اسم مفعول اگر نکرہ ہو تو اس کے عمل کے لیے وہی شرطیں ہیں جو اسم فاعل میں تھیں یعنی اس میں حال یا استقبال کا معنی ہو اور چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لیا ہو جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ (زید کا غلام مارا ہوا ہے آج یا کل یا گزشتہ کل) اس میں زَیْدٌ مبتدا ہے مَضْرُوْبٌ اسم مفعول غُلَامُهُ مضاف مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل اَلْاٰنَ یا غَدًا یا اَمْسِ مفعول فیہ۔

اسم کی ایک قسم صفت مشبہ

فَصْلٌ : اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ اِسْمٌ مَشْتَقٌ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ وَ صِيغَتُهَا عَلٰى
صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ قائم ہے ثبوت کے طور پر اور اس کا صیغہ اسم
خِلَافِ صِيغَةِ اِسْمِ الْفَاعِلِ وَ الْمَفْعُوْلِ وَ اِنَّمَا تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ كَحَسَنٍ وَ صَعْبٍ وَ ظَرِيْفٍ وَهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ
فاعل اور اسم مفعول کے صیغے کے خلاف ہوتا ہے اور سماع سے پہچانا جاتا ہے جیسے حَسَنٌ، صَعْبٌ، ظَرِيْفٌ اور وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا
فِعْلِهَا مُطْلَقًا بِشَرْطِ الْاِعْتِمَادِ الْمَذْكُوْرِ وَمَسَائِلُهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ لِاَنَّ الصِّيغَةَ اِمَّا بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدَةٌ عَنْهَا وَ

ہے مطلقاً (یعنی بغیر زمانہ حال اور استقبال کی شرائط کے) اس شرط کے ساتھ کہ وہ سہارا لے مذکورہ (چھ چیزوں میں سے موصولہ کے علاوہ) پانچ میں سے کسی ایک کا اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں اس لیے کہ صفت یا تو لام کے ساتھ ہوگی یا بغیر لام کے ہوگی اور
مَعْمُوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِمَّا مُضَافٌ اَوْ بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدٌ عَنْهُمَا فَهٰذِهٖ سِتَّةٌ وَ مَعْمُوْلُ كُلِّ مِنْهَا اِمَّا مَرْفُوْعٌ اَوْ
ان میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہوگا یا لام کے ساتھ ہوگا یا ان دونوں سے خالی ہوگا پس یہ چھ صورتیں ہوگئیں اور مذکورہ چھ صورتوں
مَنْصُوْبٌ اَوْ مَجْرُوْرٌ فَذٰلِكَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَ تَفْصِيْلُهَا جَاءَنِيْ زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهُهٗ ثَلَاثَةُ اَوْجُهٍ
میں سے ہر ایک کا معمول یا مرفوع ہوگا یا منصوب ہوگا یا مجرور ہوگا۔ پس یہ اٹھارہ صورتیں ہوئیں (چھ کو تین سے ضرب دینے سے حاصل ہوئیں) ان کی تفصیل یہ ہے جَاءَنِيْ زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهُهٗ ، وَجْهُهٗ میں اعراب کی تینوں صورتیں ہیں۔
وَ كَذٰلِكَ اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ وَ اَلْحَسَنُ وَجْهٌ وَ حَسَنُ وَجْهِهٖ وَ جْهُهٗ وَ حَسَنُ الْوَجْهِ وَ حَسَنُ وَجْهٍ
اور اسی طرح اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ اور اَلْحَسَنُ وَجْهٌ اور حَسَنُ وَجْهِهٖ وَجْهُهٗ اور حَسَنُ الْوَجْهِ اور حَسَنُ وَجْهٍ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی نویں فصل میں صفت مشبہ کو بیان فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : صفت مشبہ کی تعریف

دوسری بات: صفت مشبہ کے اوزان

تیسری بات: صفت مشبہ کا عمل

چوتھی بات : صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں

پانچویں بات: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں کا حکم

پہلی بات صفت مشبہ کی تعریف

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم بنایا گیا ہو، تا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور ثبوت کے قائم ہے۔

بمعنی ثبوت: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دلالت اس صفت پر ہوگی جو ذات کے ساتھ بطور دوام کے ثابت ہوگی حادث نہ ہوگی جیسے زَيْدٌ كَرِيْمٌ میں زَيْدٌ میں كَرِيْمٌ کا وصف ثابت ہے۔

دوسری بات صفت مشبہ کے اوزان

صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہیں قیاسی نہیں ہیں۔ ان کے بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے جیسا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے لیے تھا۔ جیسے حَسَنٌ (خوبصورت) صَعْبٌ (مشکل دشوار) ظَرِيْفٌ (عقلمند اور خوش طبع)

تیسری بات صفت مشبہ کا عمل

صفت مشبہ مطلقاً یعنی بغیر زمانہ حال اور استقبال کی شرط کے اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ اسم موصول کے علاوہ مذکورہ پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لے۔

(۱) مبتدا (۲) ذوالحال (۳) موصوف (۴) ہمزہ استفہام (۵) حرف نفی

اسم موصول کا سہارا نہ لینے کی وجہ: یہ ہے کہ اس پر داخل ہونے والا لام بالاتفاق موصول کا نہیں ہے۔

چوتھی بات صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں: صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں یا مسائل ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ صفت مشبہ یا تو معرف باللام ہوگا جیسے اَلْحَسَنُ یا معرف باللام نہیں ہوگا جیسے حَسَنٌ پھر ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہوگا جیسے وَجْهُهُ یا معرف باللام ہوگا جیسے اَلْوَجْهُ یا ان دونوں چیزوں سے خالی ہوگا جیسے وَجْهٌ یعنی نہ مضاف ہوگا نہ معرف باللام ہوگا۔ تو یہ چھ صورتیں ہوئیں اور صفت مشبہ کے معمول کی حالتیں باعتبار اعراب تین ہیں مرفوع، منصوب، مجرور پس مذکورہ چھ صورتوں کو تین سے ضرب دینے سے اٹھارہ صورتیں حاصل ہوئیں۔

اب ان میں نو قسمیں صفت مشبہ معرف باللام کی ہیں اور نو قسمیں غیر معرف باللام کی ہیں۔

صفت مشبہ معرف باللام کی نو قسمیں

قسم معمول	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جب کہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهُ (اَحْسَنُ)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهَهُ (حَسَنٌ)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهِهِ (مُمْتَنِعٌ)
جب کہ معمول معرف باللام ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ (قَبِیْحٌ)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ (اَحْسَنُ)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهِ (اَحْسَنُ)
جب کہ معمول دونوں سے خالی ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٌ (قَبِیْحٌ)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا (اَحْسَنُ)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٍ (مُمْتَنِعٌ)

صفت مشبہ غیر معرف باللام کی نو قسمیں

قسم معمول	حالت رفع	حالت نصبی	حالت جری
جب کہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ (اَحْسَنُ)	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهُ (حَسَنٌ)	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهِهِ (مُخْتَلَفٌ فِیْهِ)

جب کہ معمول معرف باللام ہو	زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْہُ (قَبِیْح)	زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْہَ (اَحْسَنُ)	زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْہِ (اَحْسَن)
جب کہ معمول دونوں سے خالی ہو	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہٌ (قَبِیْح)	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھًا (اَحْسَنُ)	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْہٍ (اَحْسَن)

وَھِیَ عَلٰی خَمْسَۃِ اَقْسَامٍ مِنْھَا مُمْتَنِعٌ اَلْحَسَنُ وَجْہٍ وَ اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ وَ مُخْتَلَفٌ فِیْہِ حَسَنُ وَجْھِہٖ وَ الْبَوَاقِیْ

اور صفت مشبہ کی یہ اٹھارہ قسمیں ہیں (باعتبار احسن، حسن، قبیح اور ممتنع کے) پانچ قسموں پر مشتمل ہیں ان میں سے بعض ممتنع ہیں جیسے اَلْحَسَنُ وَجْہٍ اور اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ اور بعض صورتیں مختلف فیہ ہیں جیسے حَسَنُ وَجْھِہٖ اور باقی صورتیں

اَحْسَنُ اِنْ کَانَ فِیْہِ ضَمِیْرٌ وَاحِدٌ وَ حَسَنٌ اِنْ کَانَ فِیْہِ ضَمِیْرَانِ وَ قَبِیْحٌ اِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ ضَمِیْرٌ

احسن ہیں اگر ان میں ایک ضمیر موجود ہو تو وہ احسن ہوں گے اور اگر ان میں دو ضمیریں ہوں تو وہ حسن ہوں گی اور اگر کوئی ضمیر نہ ہو تو قبیح ہوں گی

وَالضَّابِطَۃُ اَنَّکَ مَتٰی رَفَعْتَ بِھَا مَعْمُوْلَھَا فَلَا ضَمِیْرَ فِی الصِّفَۃِ وَمَتٰی نَصَبْتَ اَوْ جَرَرْتَ

اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جب تو نے صفت مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو رفع دیا تو صفت میں کوئی ضمیر نہ ہوگی اور جب تو نے صیغہ صفت

فَفِیْھَا ضَمِیْرُ الْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھَہٗ

مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو نصب یا جر دیا تو اس میں موصوف کی ضمیر ہوگی جیسے زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھَہٗ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے صفت مشبہ کی اٹھارہ اقسام کا حکم بیان فرما رہے ہیں اور یہ اٹھارہ اقسام باعتبار حکم کے پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔ اس فصل میں پانچویں بات کا ذکر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پانچویں بات — صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں کا حکم

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں باعتبار حکم کے پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔

(۱) ممتنع (۲) مختلف فیہ (۳) احسن (۴) حسن (۵) قبیح

پہلی قسم ممتنع: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں میں سے دو صورتیں ممتنع ہیں ۱)...... اَلْحَسَنُ وَجْہٍ یعنی صیغہ صفت مشبہ معرف باللام ہو اور وہ مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو غیر معرف باللام ہو اور مجرور ہو۔

امتناع کی وجہ: اس صورت کے ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ترکیب میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہو رہی ہے جو کہ اضافت معنویہ میں ممتنع ہے لہذا ممتنع کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے نحات نے اس کو ممتنع قرار دیا ہے۔

۲)...... اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ یعنی صیغہ صفت مشبہ معرف باللام ہو اور وہ مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو آگے ضمیر کی طرف مضاف ہو اور غیر معرف باللام ہو اور مجرور ہو۔

امتناع کی وجہ: اس صورت کے ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی تخفیف کا

فائدہ دیتی ہے، تخفیف کی دوصورتیں ہیں (۱) تخفیف مضاف میں ہوگی۔ (۲) مضاف الیہ میں۔ مضاف کے آخر میں نون تنوین، نون تثنیہ اور نون جمع ہو تو اس کو گرادیتی ہے۔ مضاف الیہ کے آخر میں تخفیف کا فائدہ اس طرح دیتی ہے کہ اس کے ساتھ ضمیر کو حذف کر کے صفت کے اندر مستتر کردیتی ہے مذکورہ صورت میں اجافت لفظیہ ہونے کے باوجود نہ مجاف میں تخفیف ک افائدہ دیا اور نہ مضاف الیہ میں اس لیے کہ مضاف میں تخفیف لام کی وجہ سے ہوئی یعنی تنوین حذف ہوئی اور پس اضافت لفظی کے باوجود تخفیف کا فائدہ نہ دینے کی وجہ سے یہ صورت ممتنع ہوئی۔

دوسری قسم مختلف فیہ: صیغہ صفت غیر معرف باللام ہو اور مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو آگے ضمیر کی طرف مضاف ہو اور مجرور ہو جیسے زَیْدٌ حَسَنُ وَجْھِہٖ

مختلف فیہ ہونے کی وجہ: نحات بصرۃ اور سیبویہ اس صورت کو ممتنع قرار دیتے ہیں اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اضافت لفظیہ تخفیف کے لیے پس اس صورت میں مناسب تھا کہ حذف ہوتی لیکن چونکہ یہاں ادنیٰ درجے کی تخفیف ہوئی ہے اور ہو یہ ہے کہ صرف مضاف سے تنوین حذف ہوئی ہے اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف نہیں ہوئی حالانکہ اعلیٰ درجے کی تخفیف ممکن تھی لہٰذا اعلیٰ درجے کی تخفیف کے ہوتے ہوئے ادنیٰ درجے کی تخفیف پر اکتفا کرنا قبیح ہے اور نحات کوفہ اس صورت کو بلا قباحت جائز کہتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ جواز کے لیے فی الجملہ تخفیف کافی ہے اور وہ حذف تنوین ہے جو یہاں پائی گئی۔ اس اختلاف کی وجہ سے یہ صورت مختلف فیہ ہے۔

احسن، حسن اور قبیح کی پہچان

صفت مشبہ کی اٹھارہ اقسام میں سے دو قسمیں تو ممتنع ہوئیں اور ایک قسم مختلف فیہ جس کا ذکر گذر چکا اب باقی پندرہ قسمیں رہ گئی ہیں ان میں سے نو قسمیں احسن اور دو حسن اور چار قبیح ہیں اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ کونسی قسم احسن اور کونسی حسن اور کونسی قبیح اس سلسلے میں ایک ضابطہ اور قاعدہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

ضابطہ: اس سلسلے میں ضابطہ اور قاعدہ یہ ہے کہ صیغہ صفت اپنے معمول کے ساتھ ملکر ماقبل کی صفت بنتا ہے اور اس کا ماقبل موصوف ہوتا ہے پس موصوف او صفت کے درمیان ایک عائد کا ہونا ضروری ہے جو ان دونوں کے درمیان ربط پیدا کرے پھر عائد کی تین صورتیں ہیں: (۱) عائد ایک ضمیر ہوگی

(۲) یا دو ضمیریں ہوگی (۳) یا کوئی ضمیر نہیں ہوگی

اگر ایک ضمیر ہوئی تو یہ صورت احسن ہے کیونکہ موصوف صفت کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لیے ایک ہی ضمیر کافی ہے لہٰذا جب ایک ضمیر ہوگی تو یہ صورت احسن ہوگی۔

اور جہاں دو ضمیریں ہوں تو وہ صورت حسن کہلائے گی کیونکہ موصوف اور صفت کے درمیان ربط کے لیے جب ایک ضمیر کافی ہے تو دو ضمیریں ہوں تو ایک ضمیر ضرورت سے زائد ہوگی۔ لہٰذا یہ صورت حسن ہوگی

اور جہاں کوئی ضمیر نہ ہوتو وہ قبیح ہے۔موصوف اور صفت کے درمیان ضمیر کا ہونا ضروری ہے اور اس صورت میں ضمیر نہیں ہے لہٰذا یہ صورت قبیح ہوگی۔

احسن والی نو صورتیں درج ذیل ہیں

۱)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ (حالت رفعی) اس میں ایک ضمیر ہے جو وَجْهُهٗ میں ہے۔

۲)......زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ (حالت رفعی) اس میں ایک ضمیر ہے جو وَجْهُهٗ میں ہے۔

۳)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو اَلْحَسَنُ میں ہے۔

۴)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو اَلْحَسَنُ میں ہے۔

۵)......زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهَ (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

۶)......زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهًا (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

۷)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهِ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو اَلْحَسَنُ میں ہے۔

۸)......زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

۹)......زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو حَسَنٌ میں ہے۔

احسن والی صورتوں کا نقشہ

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
(۱) زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ معرف باللام	(۳) زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ معرف باللام	(۷) زَیْدٌ الْحَسَنُ الْوَجْهِ معرف باللام
(۲) زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ غیر معرف باللام	(۴) زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا معرف باللام	(۸) زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ غیر معرف باللام
	(۵) زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهَ غیر معرف باللام	(۹) زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ غیر معرف باللام
	(۶) زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهًا غیر معرف باللام	

حسن والی دو صورتیں

۱)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهَهٗ (حالت نصبی) اس میں دو ضمیریں ہیں ایک اَلْحَسَنُ میں ہے اور دوسری وَجْهَهٗ میں ہے۔

۲)......زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ (حالت نصبی) اس میں بھی دو ضمیریں ہیں ایک حَسَنٌ میں ہے اور دوسری وَجْهَهٗ میں ہے۔

قبیح والی چار صورتیں

ان میں ضمیر بالکل نہ ہونے کی وجہ سے قبیح ہیں۔

۱)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ (حالت رفعی) اس میں کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۲)......زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٌ (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۳)......زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهُ (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۴)......زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

یہ کل اٹھارہ ضمیریں ہوئیں۔

ضمیر پہچاننے کا ضابطہ

ضمیر پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے کہ جب تو صفت مشبہ کے معمول کو رفع دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں کوئی ضمیر نہ ہوگی اس لیے کہ اس وقت اس کا معمول خود اس کا فاعل ہے اور جب صفت مشبہ کے معمول کو نصب یا جر دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور صفت مشبہ کا فاعل بنے گا اس وقت صفت مشبہ مذکر و مؤنث، تثنیہ و جمع ہونے میں موصوف کے مطابق ہوگی کیونکہ ضمیر کا اپنے مرجع کے مطابق ہونا ضروری ہے جیسے زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ اور هِنْدَةٌ حَسَنَةٌ وَجْهَهَا اور اَلزَّیْدَانِ حَسَنَانِ وَجْهًا اور اَلزَّیْدُوْنَ حَسَنُوْنَ وَجْهًا وغیرہ

اسم کی ایک قسم اسم تفضیل

اِسْمُ التَّفْضِیْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِیَدُلَّ عَلَی الْمَوْصُوْفِ بِزِیَادَةٍ عَلٰی غَیْرِہٖ وَصِیْغَتُهٗ أَفْعَلُ فَلَا یُبْنٰی إِلَّا مِنْ
اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل (یعنی مصدر) سے مشتق ہو تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جو بنسبت اپنے غیر کے معنی مصدری کے ساتھ زیادہ متصف ہو اور اسم تفضیل کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے پس اس کا وزن
الثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ الَّذِیْ لَیْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَیْبٍ نَحْوُ زَیْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ فَإِنْ كَانَ زَائِدًا عَلَی الثُّلَاثِیِّ أَوْ كَانَ لَوْنًا أَوْ
ثلاثی مجرد سے ہی آتا ہے جو لَوْنٌ اور عَیْبٌ کے معنی میں نہ ہو جیسے زَیْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ (زید تمام لوگوں سے افضل ہے) پس اگر ثلاثی مجرد سے زائد ہو یا لَوْنٌ
عَیْبًا یَجِبُ أَنْ یُبْنٰی مِنَ الثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ لِیَدُلَّ عَلٰی مُبَالَغَةٍ وَشِدَّةٍ وَكَثْرَةٍ ثُمَّ یُذْكَرُ بَعْدَہٗ مَصْدَرُ ذٰلِكَ الْفِعْلِ
یا عَیْبٌ کے معنی میں ہو تو ثلاثی مجرد سے اس کا وزن لانا واجب ہے تاکہ مبالغہ، شدت اور کثرت پر دلالت کرے پھر اس کے بعد فعل کا
مَنْصُوْبًا عَلَی التَّمْیِیْزِ كَمَا تَقُوْلُ: هُوَ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا وَأَقْوٰی حُمْرَةً وَأَقْبَحُ عَرَجًا وَقِیَاسُهٗ أَنْ یَكُوْنَ لِلْفَاعِلِ

مصدر ذکر کیا جائے بصورت منصوب تمیز کی بناء پر جیسے تو کہے: ھو اشد استخراجا (بہت زیادہ سخت ہے ازروئے نکالنے کے) اور اقوی حمرۃ (ازروئے سرخ ہونے کے وہ اس سے بہت قوی) اور اقبح عرجا (وہ اس سے ازروئے لنگڑا ہونے کے بہت زیادہ قبیح
كَمَا مَرَّ وَقَدْ جَاءَ لِلْمَفْعُوْلِ قَلِيْلًا نَحْوُ: أَعْذَرُ وَ أَشْغَلُ وَ أَشْهَرُ وَاسْتِعْمَالُهُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ إِمَّا مُضَافٌ كَزَيْدٌ
ہے) اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فاعل کے لیے ہو جیسے کہ گزر چکا اور کبھی مفعول کے لیے بھی آیا ہے قلت کے ساتھ جیسے أعذر (زیادہ معذور) اور أشغل (زیادہ مشغول) اور أشهر (زیادہ مشہور) اور اس کا استعمال تین طریقے پر ہے یا اضافت کے ذریعے جیسے زید
أَفْضَلُ الْقَوْمِ أَوْ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ زَيْدٌ الْأَفْضَلُ أَوْ بِمِنْ نَحْوُ زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَيَجُوْزُ فِي الْأَوَّلِ الْإِفْرَادُ
أفضل القوم یا معرف باللام بنا کر جیسے زید الأفضل یا من کے ذریعے جیسے زید أفضل من عمرو اور جائز ہے پہلی قسم میں مفرد لانا
وَمُطَابَقَةُ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ لِلْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ وَالزَّيْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ وَأَفْضَلَا الْقَوْمِ وَالزَّيْدُوْنَ
اور اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانا جیسے زید أفضل القوم اور الزیدان أفضل القوم اور أفضلا القوم اور الزیدون
أَفْضَلُ الْقَوْمِ وَأَفْضَلُوْ الْقَوْمِ وَفِي الثَّانِيْ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ زَيْدٌ الْأَفْضَلُ وَالزَّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ وَالزَّيْدُوْنَ
أفضل القوم اور أفضلو القوم اور دوسری قسم میں واجب ہے مطابقت (یعنی اسم تفضیل معرف باللام کو موصوف کے مطابق لانا واجب ہے افراد تثنیہ جمع تذکیر تانیث میں) جیسے زید الأفضل اور الزیدان الأفضلان اور الزیدون
الْأَفْضَلُوْنَ وَفِي الثَّالِثِ يَجِبُ كَوْنُهٗ مُفْرَدًا مُذَكَّرًا أَبَدًا نَحْوُ زَيْدٌ وَهِنْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَالزَّيْدَانِ وَالْهِنْدَانِ
الأفضلون اور تیسری قسم میں واجب ہے اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانا ہمیشہ جیسے زید وهند أفضل من عمرو اور الزیدان والهندان
أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَالزَّيْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَعَلَى الْأَوْجُهِ الثَّلَاثَةِ يُضْمَرُ فِيْهِ الْفَاعِلُ وَهُوَ يَعْمَلُ
أفضل من عمرو اور الزیدون والهندات أفضل من عمرو اور تینوں صورتوں پر اسم تفضیل میں فاعل کی ضمیر ہوتی ہے اور وہ اس ضمیر
فِيْ ذٰلِكَ الْمُضْمَرِ وَلَا يَعْمَلُ فِي الْمُظْهَرِ أَصْلًا إِلَّا فِيْ مِثْلِ قَوْلِهِمْ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ
پر عمل کرتا ہے اور اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا ہے بالکل مگر اہل عرب اس جیسے کا قول ما رأیت رجلا أحسن فی عینه الکحل منه
فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ فَإِنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِأَحْسَنَ
فی عین زید اس مثال میں الکحل فاعل ہے أحسن کا۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی دو فصلوں میں سے دسویں فصل کو بیان فرما رہے ہیں جو کہ اسم تفضیل کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی بات : اسم تفضیل کی تعریف

دوسری بات: اسم تفضیل کے اوزان

تیسری بات: دو اشکال اور ان کے جوابات

چوتھی بات : جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا، ان ابواب سے بھی اسم تفضیل والا معنی لانا ہو تو اس کا طریقہ

پانچویں بات: اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے
چھٹی بات : اسم تفضیل کے باعتبار استعمال تینوں طریقوں میں اسم تفضیل کو مفرد، تثنیہ، جمع لانے کا حکم
ساتویں بات: اسم تفضیل کا عمل

پہلی بات اسم تفضیل کی تعریف

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ موصوف پر زیادتی کے ساتھ دلالت کرے اپنے غیر کے مقابلے میں۔

دوسری بات اسم تفضیل کے اوزان

اسم تفضیل کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مذکر کے لیے أَفْعَلُ کے وزن پر اور مؤنث کے لیے فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے اسم تفضیل کا صیغہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے بھی صرف ان ابواب سے جن میں لَوْنٌ اور عَیْبٌ کا معنی نہ ہو۔

تیسری بات دو اشکال اور ان کے جوابات

پہلا اشکال: اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد کے ابواب (یعنی مزید فیہ اور رباعی) سے کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب: اگر اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد سے بھی آئے تو پھر یا تو اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت ہوگی یا ان ابواب کے حروف کی حفاظت ہوگی اور یہ دونوں کام ایک وقت میں ممکن نہیں ہے مثلاً دَحْرَجَ یہ رباعی مجرد ہے اس کے لیے اسم تفضیل لایا جائے تو اَدْحَرَجُ لائیں گے اس صورت میں حرف کی حفاظت تو ہوئی لیکن اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت نہیں ہوئی اور اگر اسم تفضیل کے صیغے کی رعایت کر کے اَدْحَرُ لائیں تو اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت تو ہوگی لیکن حروف کی حفاظت نہیں ہوگی اس لیے اسم تفضیل کا صیغہ غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا ہے۔

دوسرا اشکال: اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے کیوں نہیں آتا جن میں لَوْنٌ اور عَیْبٌ والا معنی پایا جائے؟

جواب: یہ ہے کہ جن ابواب میں لَوْنٌ اور عَیْبٌ والا معنی پایا جائے تو ان کی صفت مشبہ بھی أَفْعَلُ کے وزن پر آتی ہے اب اگر اب ابواب سے اسم تفضیل بھی لائیں تو التباس پیدا ہو جائے گا اور یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ یہ صفت مشبہ ہے یا اسم تفضیل ہے جیسے صفت مشبہ سے بھی اَسْوَدُ (سیاہ رنگ) کا وزن آتا ہے اور اسم تفضیل کا وزن بھی اَسْوَدُ آتا ہے اگر ان کا استعمال اسم تفضیل میں بھی ہو تو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ اَسْوَدُ کا معنی سیاہ رنگ والا ہے یا زیادہ سیاہ رنگ والا۔ اسی لیے ثلاثی مجرد بھی لَوْنٌ اور عَیْبٌ کے معنی پر ہو تو اسم تفضیل أَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آئے گا۔

چوتھی بات جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا ان ابواب سے بھی اسم تفضیل والا معنی لانا ہو تو اس کا طریقہ

جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا اگر ان ابواب سے بھی اسم تفضیل والا معنی ہو تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ

ثلاثی مجرد ابواب جن میں شدت، کثرت، قوت یا ضعف ی اقبح یا حسن والا ہو تو ان سے اسم تفضیل لا کر پھر جن ابواب سے اسم تفضیل والا معنی مقصود ہو اس کا مصدر بنا بر تمیز کے اس کے بعد منصوب ذکر کیا جائے تا کہ اسم تفضیل والا معنی ہو جائے جیسے هُوَ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا (وہ نکلنے کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے اور أَقْوٰى حُمْرَةً (وہ اس سے سرخی کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے) أَقْبَحُ عَرَجًا (وہ اس لنگڑا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قبیح ہے)

اسم تفضیل کا قیاسی استعمال

اسم تفضیل کا قیاسی استعمال یہ ہے کہ وہ فاعل کا معنی دینے کے لیے ہو چونکہ اسم تفضیل اس چیز کہتے ہیں کہ فعل پر اثر کرنے میں زیادتی یا نقصان پر دلالت کرے یہ وصف فاعل میں ہوا کرتا ہے اس لیے اسم تفضیل کا فاعل کے لیے آنا قیاسی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے مگر کبھی کبھی مفعول کا معنی کے لیے بھی آتا ہے جیسے أَعْذَرُ (زیادہ معذور) أَشْغَلُ (زیادہ مصروف رہنے والا) اَشْهَرُ (زیادہ مشہور)

پانچویں بات — اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے

اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے یہ ہیں:

(۱) اضافت کے ساتھ (۲) الف لام کے ساتھ (۳) مِنْ کے ساتھ

اضافت کے ساتھ۔ جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ النَّاسِ الف لام تعریف کے ساتھ۔ جیسے زَيْدٌ الْأَفْضَلُ

مِنْ کے ساتھ۔ جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

فائدہ: اسم تفضیل کا استعمال ان تینوں طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے اندر زیادتی غیر نسبت سے ہوتی ہے اگر تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس کا استعمال نہ ہو تو پھر زیادتی والا معنی حاصل نہیں ہوگا۔

چھٹی بات — اسم تفضیل کے باعتبار استعمال تینوں طریقوں میں اسم تفضیل کو مفرد، تثنیہ، جمع لانے کا حکم

پہلی قسم کا حکم: پہلی قسم جب کہ اسم تفضیل کا استعمال اضافت کے ساتھ ہو تو اس کو مفرد لانا بھی جائز ہے اور موصوف کے مطابق لانا بھی جائز ہے۔

اسم تفضیل کو مفرد لانے کی صورت میں مثالیں: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ، اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلُ الْقَوْمِ، اَلزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ ان تینوں مثالوں میں اسم تفضیل کا صیغہ مفرد ہے۔

اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانے کی مثالیں: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ، اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلَا الْقَوْمِ، اَلزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُو الْقَوْمِ

اسم تفضیل کو مفرد لانے کا جواز: یہ ہے کہ اسم تفضیل مستعمل باضافت کی مشابہت اسم اسم تفضیل کے ساتھ ہے جو مستعمل بِمِنْ ہے کیونکہ جس طرح اس کا مفضل علیہ کلام میں موجود ہوتا ہے اسی طرح اس کا مفضل علیہ بھی کلام میں موجود ہوتا ہے چنانچہ جو اسم تفضیل جو مستعمل مِنْ کے ساتھ وہ ہمیشہ مفرد ہوتا ہے تو لہٰذا یہ بھی مفرد ہوگا۔

دوسری قسم کا حکم: دوسری قسم اسم تفضیل جب مستعمل معرف باللام ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اسم تفضیل کی موصوف کے ساتھ افراد تثنیہ جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے۔

مطابقت کی وجہ: یہ ہے کہ صیغہ صفت اپنے معمول کے ساتھ مل کر ماقبل کی صفت بن رہا ہے تو موصوف صفت کے درمیان مطابقت ہوتی ہے لہٰذا یہاں بھی مطابقت ضروری ہوگی۔

مثالیں: زَيْدٌ الْأَفْضَلُ ، الزَّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ ، الزَّيْدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ

تیسری قسم کا حکم: تیسری قسم جب کہ اسم تفضیل کا استعمال مِنْ کے ساتھ ہو اس صورت میں اسم تفضیل کے صیغہ کو ہمیشہ مفرد مذکر لانا واجب ہے خواہ اس کا موصوف مثنّٰی ہو خواہ مجموع ہو خواہ مؤنث ہو۔

اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانے کی وجہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال مِنْ کے ساتھ حاصل ہے اس کی وجہ سے مِنْ بمنزلہ جز کلمہ کے ہے اور تثنیہ و جمع اور تانیث کی علامات آخر میں لگتی ہیں اب اگر یہ علامات مِنْ سے پہلے لگ جائیں تو درمیان کلمہ میں ان کا آنا لازم ہوگا۔

ساتویں بات اسم تفضیل کا عمل

اس کا عمل یہ ہے کہ اسم تفضیل تینوں صورتوں میں ہمیشہ ضمیر مستتر پر عمل کرتا ہے، اسم ظاہر پر کبھی بھی عمل نہیں کرتا ہے اور یہی ضمیر اس کا فاعل ہوتی ہے۔

اسم ظاہر پر عمل نہ کرنے کی وجہ: یہ ہے کہ اسم تفضیل عامل ضعیف ہے اور اسم ظاہر معمول قوی ہے لہٰذا یہ ضمیر مستتر جو کہ معمول ضعیف ہے اس میں عمل کرتا ہے۔

اسم تفضیل اسم ظاہر پر تین شرائط کے ساتھ عمل کرتا ہے: اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا ہے لیکن وہ مَارَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ جیسی ترکیبوں میں فاعل مظہر میں بھی عمل کرتا ہے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترکیب سے اسم تفضیل کے فاعل مظہر میں عمل کرنے کے لیے تین شرطوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس ترکیب میں یہ تینوں شرطیں پائی جائیں گی وہاں اسم تفضیل فاعل مظہر میں عمل کرے گا اور وہ تین شرطیں یہ ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم تفضیل باعتبار لفظ کے ایک شیٔ کی صفت ہو اور باعتبار معنی کے اس شیٔ کے متعلق کی صفت ہو اور وہ متعلق اس شیٔ اور دوسری شیٔ میں مشترک ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ شیٔ متعلق اس اعتبار سے کہ اس شیٔ میں پایا جا رہا ہے مفضل ہو اور اس اعتبار سے کہ

اس شئ کے غیر میں پایا جارہا ہے مفضل علیہ ہو یعنی وہ مفضل بھی ہو اور مفضل علیہ بھی ہو لیکن دو اعتبار سے۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسم تفضیل منفی ہو۔

یہاں یہ بات سمجھنا چاہیے کہ متعلق شئ کا اس شئ کے اعتبار سے مفضل ہونا اور دوسری شئ کے اعتبار سے مفضل علیہ ہونا نفی کے داخل ہونے سے پہلے ہو، لیکن نفی کے داخل ہونے کے بعد معنی برعکس ہوں گے جیسا کہ مثال سے واضح ہو جائے گا۔

مثال کی وضاحت: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ (نہیں دیکھا میں نے کوئی آدمی کہ زیادہ اچھا ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ سے جو ہے زید کی آنکھ میں)

اثبات والا معنیٰ: اس مثال میں اول اثبات کے معنی کا لحاظ کریں گے تا کہ کلام کے معنی ظاہر ہو جائیں اور پھر اس کے بعد نفی کے معنی کا لحاظ کریں گے۔

چنانچہ اس مثال میں أَحْسَنَ اسم تفضیل ہے جو باعتبار لفظ ایک شئ یعنی رَجُلًا کی صفت ہے اور باعتبار معنی کے رَجُلًا کے متعلق یعنی الْكُحْلُ کی صفت ہے اور یہ الْكُحْلُ رَجُلًا اور زَيْد کی آنکھ میں مشترک ہے اور یہ الْكُحْلُ باعتبار عین رَجُل مفضل ہے اور باعتبار عین زَيْد کے مفضل علیہ ہے اس وقت معنی یہ ہیں میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کی آنکھ میں سرمہ زید کی آنکھ کے سرمہ سے زیادہ اچھا ہے۔

اس میں نفی کے سوا باقی سب شرطیں ظاہر ہو گئیں لیکن جب اس پر نفی داخل ہو گئی تو اب اسم تفضیل مثبت سے منفی ہو جائے گا اور تینوں شرطیں پائی جائیں گی اور نفی کے بعد الْكُحْل باعتبار عین رَجُل مفضل علیہ اور باعتبار عین زَيْد مفضل ہے اور نفی کے بعد مقصود زَيْد کی آنکھ کے سرمہ کی تعریف ہے۔

اس مثال میں مَا نافیہ ہے رَأَيْتُ فعل با فاعل رَجُلًا مفعول بہ أَحْسَنَ اسم تفضیل ہے جو میں عمل کر رہا ہے اسم ظاہر ہے جو أَحْسَنَ کا فاعل ہے۔

نفی کی صورت میں مثال کا ترجمہ یہ ہوگا نہیں دیکھا میں نے کسی شخص کو کہ زیادہ حسین ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ کے مقابلے میں جو زید کی آنکھ میں ہے یعنی زید کی آنکھ کا سرمہ تمام انسانوں سے زیادہ حسین ہے۔

وَهٰهُنَا بَحْثٌ: یعنی مثال مَا رَأَيْتُ رَجُلًا.... الخ میں بحث ہے اور وہ یہ ہے کہ مثال مذکور کو اس سے مختصر عبارت کے ساتھ بھی لا سکتے تھے باوجودیکہ دونوں کے معنی ایک ہیں جیسے مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ اس میں مِنْهُ کی ضمیر مجرور اور فِيْ کو حذف کر دیا اور مزید اختصار کی بھی گنجائش ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے مذکورہ لمبی مثال شاید اس لیے ذکر کی تا کہ مذکورہ تینوں شرطیں صحیح طور پر آسانی سے سمجھ میں آ جائیں۔

تمارین

سوال نمبر ۱: معرفہ کی تعریف اور اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲: نکرہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۳: اسم عدد کسے کہتے ہیں؟ اور اصول عدد بیان کریں؟

سوال نمبر ۴: ۱ اور ۲ کا عدد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۵: ۳ سے لے کر ۱۰ تک کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۶: ۱۱ سے ۲۰ تک کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۷: ۲۰ کے بعد کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۸: ۱۰۰ کے بعد عدد کی تمیز کیسے لائی جائے گی؟

سوال نمبر ۹: ۲۱ سے لے کر ۲۹ تک کے اعداد کی تمیز کیسی لائے جائے گی؟

سوال نمبر ۱۰: مذکر اور مؤنث کی تعریف مع امثلہ لکھیں؟ مؤنث کی اقسام اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: مثنی کی تعریف اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم مقصور ثلاثی جس میں الف واو سے تبدیل کیا ہو کی تثنیہ کیسے بنے گی؟ مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: اسم ممدودہ کا ہمزہ تثنیہ بناتے وقت کب باقی رہے گا؟

سوال نمبر ۱۴: اسم مقصور ثلاثی مزید جس میں الف یاء یا واو سے تبدیل شدہ ہو کی تثنیہ کیسے بنے گی؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۵: جمع کی تعریف، اقسام اور ان کی مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: جمع صحیح کسے کہتے ہیں اور اس کی اقسام کتنی ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۷: جمع مذکر سالم کی تعریف اور مثال لکھیں نیز جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ اور شرائط تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۸: جمع مؤنث سالم کسے کہتے ہیں؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۹: جمع مکسر کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۰: جمع قلت اور جمع کثرت کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۱: کیا جمع قلت جمع کثرت کی جگہ استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور کب استعمال ہوتی ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۲: جمع قلت کے اوزان بمع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: اسم منقوص اور اسم مقصور جیسے قاضون اور داعون اور مصطفون پر پہلے اعراب لگائیں پھر یہ بتائیں کہ ان مثالوں میں پہلی دو میں یا اور تیسری میں الف کو کیوں گرایا گیا ہے مصنف کے قول سِنُوْنَ وَأَرَضُوْنَ وَثُبُوْنَ وَقُلُوْنَ فَشاذٌ کا کیا مطلب ہے اور ان الفاظ کے معانی کیا ہیں؟

سوال نمبر ۲۴: مصدر کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۵: مصدر فعل کا والا عمل کب کرتا ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۶: کیا مصدر لازم اور متعدی ہوتا ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۷: مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کیا جاسکتا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۸: اسم فاعل کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟ نیز اسم فاعل کیا عمل کرتا ہے؟ اس کے عمل کے لیے کیا شرائط ہیں تفصیل سے مثالوں کے ساتھ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۹: اسم فاعل فعل والا عمل کب کرتا ہے؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۰: اسم فاعل میں اضافت کب واجب ہے؟

سوال نمبر ۳۱: اسم مفعول کی تعریف کریں؟ اسم مفعول کو ثلاثی مجرد سے مشتق کیسے کرتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۲: اسم مفعول غیر ثلاثی مجرد سے کیسے مشتق ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۳۳: کیا اسم مفعول فعل والا عمل کرتا ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۴: صفت مشبہ کی تعریف کریں؟ صفت مشبہ کیسے مشتق ہوتی ہے؟ مثالوں کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟

سوال نمبر ۳۵: صفت مشبہ فعل والا عمل کب کرتی ہے؟ اور اس کی شرط کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۶: صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں ایک مثالی نقشہ بنا کر صرف یہ بتائیں کہ ان میں ممتنع مختلف فیہ، قبیح، حسن اور احسن کون سے ہیں تفصیل میں نہ جائیں؟

سوال نمبر ۳۷: اسم تفضیل کی تعریف اور اس کے صیغے بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۸: اسم تفضیل بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور بتائیں کہ اسم تفضیل کا استعمال کتنے طریقوں پر ہوتا ہے وہ کون سا طریقہ ہے جس میں موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے؟

سوال نمبر ۳۹: اسم تفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے یا نہیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

کلمہ کی دوسری قسم فعل

اَلْقِسْمُ الثَّانِي فِي الْفِعْلِ وَ قَدْ سَبَقَ تَعْرِيْفُهٗ وَ اَقْسَامُهٗ ثَلَاثَةٌ: مَاضٍ وَ مُضَارِعٌ وَ اَمْرٌ اَلْاَوَّلُ الْمَاضِيْ وَهُوَ فِعْلٌ دَلَّ
دوسری قسم فعل کی بحث میں ہے فعل کی تعریف پہلے گزر چکی ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں: ماضی، مضارع، امر اول ماضی ہے اور وہ ایسا
عَلٰى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الْفَتْحِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ ضَمِيْرٌ مَرْفُوْعٌ مُتَحَرِّكٌ وَلَا وَاوٌ كَضَرَبَ
فعل ہے جو دلالت کرے اُس زمانے پر جو آپ کے زمانے سے پہلے ہو اور وہ مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک یا واؤ نہ ہو
وَ مَعَ ضَمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ عَلَى السُّكُوْنِ كَضَرَبْتُ وَ عَلَى الضَّمِّ مَعَ الْوَاوِ كَضَرَبُوْا
جیسے ضَرَبَ اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضَرَبْتُ اور واو کے ساتھ مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے ضَرَبُوْا

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کلمہ کی تین قسموں میں سے اسم کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے فعل کی بحث شروع فرمارہے ہیں۔ فعل کی تعریف اور علامات شروع میں گذر چکی ہیں۔ اب یہاں سے اقسام ذکر فرمارہے ہیں چنانچہ فعل کی تین قسمیں ہیں: (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر

اس میں وجہ حصر یہ ہے کہ فعل دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اخباری ہوگا یا انشائی، اگر انشائی ہو تو امر اگر اخباری ہے تو اس کے شروع میں حروف اَتَيْنَ میں سے کوئی حرف ہوگا یا نہیں اگر ہے تو مضارع نہیں ہے تو ماضی ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کل پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : فعل کی اقسام ثلاثہ اور فعل ماضی کی تعریف اور اس کا اعراب

دوسری بات: فعل مضارع کی تعریف اور اس کی اسم کے ساتھ مشابہت لفظی اور معنوی کا بیان

تیسری بات: سِیْن اور سَوْفَ فعل مضارع کو استقبال اور لام، معنیٰ حال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں

چوتھی بات : فعل مضارع اگر رباعی ہو تو علامت مضارع مضموم اور اگر ثلاثی ہے تو مفتوح

پانچویں بات: فعل مضارع کے معرب ہونے کی وجہ

پہلی بات فعل کی اقسام ثلاثہ اور فعل ماضی کی تعریف اور اس کا اعراب

ماضی وہ فعل ہے جو آپ کے زمانے سے پہلے والے زمانے پر دلالت کرے اور فعل ماضی مبنی برفتحہ ہوتا ہے اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک نہ ہو اور واو نہ ہو جیسے ضَرَبَ کیونکہ اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک ہوگی تو مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتَ وغیرہ کیونکہ ضمیر مرفوع متحرک فاعل کی ضمیر ہے اس کا فعل کے ساتھ شدید اتصال ہے، فعل اس کے ساتھ ملکر بمنزلہ ایک کلمہ ہو گیا اور ایک کلمہ میں چار حرکتوں کا پے در پے جمع ہونا ناجائز ہے، لہٰذا فعل کے آخری حرف کو ساکن پڑھنا ضروری ہے اور اگر آخر میں واو ہو تو واو کی مناسبت کی وجہ سے مبنی برضمہ ہوگا جیسے ضَرَبُوْا

اَلْفِعْلُ الْمُضَارِعُ

اَلثَّانِيْ اَلْمُضَارِعُ وَهُوَ فِعْلٌ يَشْبَهُ الْاِسْمَ بِاَحْدٰى حُرُوْفِ اَتَيْنَ فِيْ اَوَّلِهٖ لَفْظًا فِيْ اِتِّفَاقِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ
دوسرا فعل مضارع ہے اور مضارع وہ فعل ہے جو مشابہ ہو اسم کے حروف اَتَیْنَ میں سے کسی ایک کے اس کے شروع میں آنے کی وجہ سے خواہ
نَحْوُ يَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ كَضَارِبٍ وَمُسْتَخْرِجٍ وَفِيْ دُخُوْلِ لَامِ التَّاكِيْدِ فِيْ اَوَّلِهِمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ
مشابہت لفظی ہو حرکات وسکنات کے متفق ہونے میں جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ مشابہ ہے ضَارِبٌ اور مُسْتَخْرِجٌ کے اور فعل مضارع مشابہ ہے اسم کے ساتھ ان دونوں کے شروع میں لام تاکید داخل ہونے کی وجہ سے جیسے تو کہے اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ جیسا کہ تو کہتا ہے اِنَّ زَيْدًا
كَمَا تَقُوْلُ: اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَفِيْ تَسَاوِيْهِمَا فِيْ عَدَدِ الْحُرُوْفِ وَمَعْنًى فِيْ اَنَّهٗ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ
لَقَائِمٌ (اسم میں) اور فعل مضارع اسم کے مشابہ ہے عدد حروف کے برابر ہونے میں خواہ وہ مشابہت معنوی ہو اس بات میں کہ وہ فعل
كَاسْمِ الْفَاعِلِ وَلِذٰلِكَ سَمَّوْهُ مُضَارِعًا اَيْ مُشَابِهًا لِاسْمِ الْفَاعِلِ
مشترک ہو حال واستقبال میں جیسے اسم فاعل مشترک ہے حال واستقبال میں، اسی وجہ سے نحویوں نے اس کا نام مضارع رکھا ہے۔

دوسری بات فعل مضارع کی تعریف اور اس کی اسم کے ساتھ مشابہت لفظی اور معنوی کا بیان

فعل مضارع کی تعریف: فعل مضارع وہ فعل ہے جو حروف اَتَیْنَ میں سے کسی کے آنے کی وجہ سے اسم کے مشابہ ہو۔

مضارع کی اسم سے مشابہت: فعل مضارع کی اسم کے ساتھ دو طرح مشابہت ہے:

(۱) مشابہت لفظی (۲) مشابہت معنوی

پھر مشابہت لفظی کی تین صورتیں ہیں۔

مشابہت لفظی کی پہلی صورت: یہ ہے کہ فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہوگا حرکات وسکنات میں موافق ہونے کی وجہ سے جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ مشابہ ہے حرکات وسکنات میں ضَارِبٌ اور مُسْتَخْرِجٌ اسم فاعل کے۔

مشابہت لفظی کی دوسری صورت: یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل کے شروع میں لام تاکید (مفتوحہ) آتا ہے سی طرح فعل مضارع کے شروع میں بھی لام تاکید (مفتوحہ) آتا ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ فعل مضارع کے شروع میں لام تاکید آیا ہے اسی طرح اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ میں اسم فاعل کے شروع میں بھی لام تاکید آیا ہے۔

مشابہت لفظی کی تیسری صورت: یہ ہے کہ فعل مضارع تعداد حروف میں مساوی ہوگا اسم فاعل کے جیسے یَضْرِبُ اور ضَارِبٌ

مشابہت معنوی: فعل مضارع کی اسم کے ساتھ مشابہت معنوی یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل میں زمانہ حال اور استقبال ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع میں بھی زمانہ حال اور استقبال ہوتا ہے پس یہ زمانہ حال واستقبال میں مشترک ہیں۔

فعل مضارع کی وجہ تسمیہ: فعل مضارع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مضارع کے معنی ہیں مشابہ کے چونکہ فعل مضارع مذکورہ چیزوں میں اسم کے مشابہ ہے اس لیے کہ اس کو مضارع کہتے ہیں۔

وَالسِّيْنُ وَسَوْفَ يَخُصُّصُهُ بِالْاِسْتِقْبَالِ نَحْوُ سَيَضْرِبُ وَسَوْفَ يَضْرِبُ وَ اللَّامُ الْمَفْتُوْحَةُ بِالْحَالِ نَحْوُ
سِیْنُ اور سَوْفَ فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں جیسے سَیَضْرِبُ اور سَوْفَ یَضْرِبُ میں اور لام مفتوحہ
لَيَضْرِبُ وَحُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ مَضْمُوْمَةٌ فِي الرُّبَاعِيِّ نَحْوُ يُدَحْرِجُ وَيُخْرِجُ لِاَنَّ اَصْلَهُ يُأَخْرِجُ
فعل مضارع کو حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لَیَضْرِبُ (وہ مارتا ہے) اور حروف مضارع سب کے سب رباعی میں مضموم ہوتے ہیں جیسے
وَمَفْتُوْحَةٌ فِيْ مَاعَدَاهُ كَيَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ
یُدَحْرِجُ اور یُخْرِجُ کیونکہ اس کے اصل یُأَخْرِجُ تھی اور ان کے علاوہ میں علامات مضارع مفتوح ہوتی ہے جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ

تیسری بات: سِیْنُ اور سَوْفَ فعل مضارع کو استقبال اور لام حال کے معنی کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں

فعل مضارع ویسے تو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے لیکن جب فعل مضارع کے شروع میں سِین یا سَوْفَ آجائے تو یہ فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے لیے خاص کر دیتے ہیں جیسے سَیَضْرِبُ کے معنی ہیں عنقریب

مارے گا اور اسی طرح سَوْفَ یَضْرِبُ کے معنی ہیں وہ عنقریب مارے گا۔

سِیْن اور سَوْفَ میں فرق: سِیْن اور سَوْفَ میں فرق یہ ہے کہ سِیْن استقبال قریب کے لیے آتا ہے اور سَوْفَ استقبال بعید کے لیے۔

اور اگر فعل مضارع کے شروع میں لام مفتوحہ آجائے تو وہ فعل مضارع کو حال کے معنی کے لیے خاص کر دیتا ہے جیسے لَیَضْرِبُ (وہ مارتا ہے)

چوتھی بات : فعل مضارع اگر رباعی ہو تو علامت مضارع مضموم اور اگر ثلاثی ہے تو مفتوح اور حروف مضارع رباعی میں مضموم ہوتے ہیں رباعی سے مراد وہ مضارع جس کی ماضی چار حرفی ہو خواہ چاروں حروف اصلی ہوں جیسے یُدَحْرِجُ کی ماضی دَحْرَجَ میں چاروں حروف اصلی ہیں یا کوئی حرف زائد ہو جیسے یُخْرِجُ اصل میں یُأَخْرِجُ تھا۔

وَاِنَّمَا اُعْرِبُوْهُ مَعَ اَنَّ الْاَصْلَ فِي الفِعْلِ اَلْبِنَاءُ لِمُشَابَهَتِهِ الْاِسْمَ فِيْ مَا عَرَفْتَ وَاَصْلُ الْاِسْمِ اَلْاِعْرَابُ وَذٰلِکَ
بے شک فعل مضارع کو نحویوں نے معرب کہا ہے باوجودیکہ فعل میں اصل مبنی ہوتا ہے بوجہ فعل مضارع کی اس کے ساتھ مشابہت کے جیسا
اِذَا لَمْ یَتَّصِلْ بِهٖ نُوْنُ تَاکِیْدٍ وَلَا نُوْنُ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَ اِعْرَابُهٗ ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ : رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَزْمٌ نَحْوُ هُوَ
کہ آپ پہچان چکے ہیں اور اصل اسم میں معرب ہونا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ اس کے ساتھ متصل نہ ہو نون تاکید اور نہ ہی نون جمع مؤنث
یَضْرِبُ وَلَنْ یَضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ
اور اس کے تین اعراب ہیں رفع ،نصب ،جزم جیسے یَضْرِبُ وَلَنْ یَضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ

پانچویں بات فعل مضارع کے معرب ہونے کی وجہ

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نحویوں نے فعل مضارع کو معرب کہا ہے حالانکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے اس کی وجہ بتا رہے ہیں کہ فعل مضارع میں اسم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے چونکہ معرب کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اس لیے کہ فعل مضارع کو بھی معرب کہا گیا ہے (مشابہت کی بحث میں گذر چکی ہے)

فعل مضارع معرب اس وقت ہوگا جب فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع مؤنث ملے ہوئے نہ ہوں۔

جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید اور نون جمع مؤنث ملے ہوئے ہوں تو وہ فعل مضارع مبنی ہوگا جیسے لَیَضْرِبَنَّ یہ مبنی ہے۔

فعل مضارع کے اعراب

فعل مضارع کے اعراب تین ہیں: (۱) رفع جیسے هُوَ یَضْرِبُ

(۲) نصب جیسے لَنْ یَضْرِبَ (۳) جزم جیسے لَمْ یَضْرِبْ

فعل مضارع کے اعراب کی قسمیں

فَصلٌ :فِيْ أَصْنَافِ إِعْرَابِ الفِعْلِ وَ هِيَ أَرْبَعَةٌ اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ
یہ فصل فعل مضارع کے اعراب کی قسموں میں ہے اور یہ چار قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ حالت رفعی ضمہ کے ساتھ، حالت نصبی فتحہ کے ساتھ،
وَالْجَزْمُ بِالسُّكُوْنِ وَيَخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الصَّحِيْحِ غَيْرِ الْمُخَاطَبَةِ تَقُوْلُ :هُوَ يَضْرِبُ وَ لَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ
حالت جزم سکون کے ساتھ اور یہ مختص ہے مفرد صحیح غیر مخاطب کے ساتھ تو کہے گا هُوَ يَضْرِبُ وَ لَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ
وَالثَّانِيْ : أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِثُبُوْتِ النُّوْنِ وَالنَّصْبُ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِهَا وَيَخْتَصُّ
دوسری قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع ثبوت نون کے ساتھ اور حالت نصب وجزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ اور یہ مختص
بِالتَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَالْمُفْرَدَةِ الْمُخَاطَبَةِ صَحِيْحًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ تَقُوْلُ هُمَا يَفْعَلَانِ وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ وَأَنْتِ
ہے تثنیہ اور جمع مذکر اور مفرد مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ خواہ صحیح ہوں یا غیر صحیح تو کہے گا هُمَا يَفْعَلَانِ وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ وَأَنْتِ
تَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَفْعَلَا وَلَنْ يَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِيْ وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ وَالثَّالِثُ :أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ
تَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَفْعَلَا وَلَنْ يَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِيْ وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ اور تیسری قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع
الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ وَيَخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْيَائِيِّ وَالْوَاوِيِّ
ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی
غَيْرِ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ تَقُوْلُ : هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَرْمِيَ وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَلَمْ يَغْزُ وَ
کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہوں تو کہے گا هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَرْمِيَ وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَلَمْ يَغْزُ اور
الرَّابِعُ : أَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ
چوتھی قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جزم لام حذف کے ساتھ
وَيَخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْأَلِفِيِّ غَيْرِ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ نَحْوُ هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ
اور یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ اور وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہو جیسے هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ

فعل مضارع کے اعراب کی اقسام

فعل مضارع کی باعتبار اعراب کے چار اقسام ہیں۔

پہلی قسم: حالت رفع لفظی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم سکون کے ساتھ اور یہ قسم مختص ہے مفرد صحیح کے ساتھ جو واحد مؤنثہ مخاطبہ کے علاوہ ہو جیسے هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

دوسری قسم: حالت رفع ثبوت نون کے ساتھ اور حالت نصب و جزم حذف نون کے ساتھ، یہ قسم مختص ہے تثنیہ

کے ساتھ اور جمع مذکر کے ساتھ اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے تحت چاہے یہ صیغے صحیح ہوں یا غیر صحیح ہوں یہ کل سات صیغے ہیں جیسے هُمَا يَفْعَلَانِ وَهُمْ يَفْعَلُونَ وَأَنْتِ تَفْعَلِينَ وَلَنْ يَفْعَلَا وَلَنْ يَفْعَلُوا

وَلَنْ تَفْعَلِي وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوا وَلَمْ تَفْعَلِي

تیسری قسم: حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہوں، تو کہے گا: هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَرْمِيَ وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَلَمْ يَغْزُ

تیسری قسم: ناقص یائی اور واوی کے پانچ صیغوں کے ساتھ مختص ہے، وہ یہ ہیں: واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم۔

چوتھی قسم: حالت رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور حالتم جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ درانحالیکہ وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحدہ مخاطبہ نہ ہو اور وہ کل پانچ صیغے ہیں جیسے هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ

فَصْلٌ: اَلْمَرْفُوْعُ عَامِلُهُ مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ تَجَرُّدُهُ عَنِ النَّاصِبِ وَالْجَازِمِ نَحْوُ هُوَ يَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ وَيَسْعٰى
فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ خالی ہوتا ہے رافع، ناصب اور جازم سے جیسے هُوَ يَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ وَيَسْعٰى

فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوگا

وضاحت: فعل مضارع جب مرفوع ہو تو اس کا عامل معنوی ہوتا ہے اور عامل معنوی یہ ہے کہ عامل رافع، عامل ناصب اور عامل جازم سے خالی ہو جیسے هُوَ يَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ وَيَسْعٰى یہ کوفیوں کا مذہب ہے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی یہی پسندیدہ ہے اس لیے اسے ذکر فرمایا۔

اَلْمَنْصُوْبُ عَامِلُهُ خَمْسَةُ أَحْرُفٍ أَنْ وَلَنْ وَكَيْ وَإِذَنْ وَاِنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ اُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ وَأَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ
فعل مضارع منصوب کے عامل پانچ حروف ہیں أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَنْ اور اِنِ الْمُقَدَّرَةُ جیسے اُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ (میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ احسان کرے) أَنَا لَنْ أَضْرِبَكَ (اور میں ہرگز نہیں ماروں گا)
وَأَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَإِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ
أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور إِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ (اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا)

فعل مضارع کے عامل ناصب پانچ ہیں

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف عاملہ پانچ ہیں (۱) أَنْ (۲) لَنْ (۳) كَيْ (۴) إِذَنْ (۵) أَنْ مُقَدَّرَة

پہلا عامل ناصب: أَنْ ہے اور یہ اصل ہے نصب دینے میں اور باقی اسی پر محمول ہیں یہ فعل مضارع کو حتمی

طور پر نصب دیتا ہے بشرطیکہ علم او ظن کے بعد نہ ہو جیسے أُرِيْدُ أَنْ تُحْسِنَ إِلَيَّ (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ احسان کرے) اس میں تُحْسِنَ فعل مضارع کو نصب أَنْ نے دیا ہے۔

دوسرا عامل ناصب: لَنْ ہے یہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے یہ فعل مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس میں نفی اور تاکید کا معنی پیدا کرتا ہے جیسے أَنَا لَنْ أَضْرِبَکَ (اور میں ہرگز تجھے نہیں ماروں گا) اس میں لَنْ نے أَضْرِبَ فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔

تیسرا عامل ناصب: كَيْ ہے یہ سببیت کا معنی دیتا ہے اس کا ماقبل مابعد کے لیے سبب ہوتا ہے جیسے أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اسلام دخول جنت کا سبب ہے اس میں كَيْ نے أَدْخُلَ فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔

چوتھا عامل ناصب: إِذَنْ ہے یہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے دو شرطوں کے ساتھ (۱) اس کا مابعد اپنے ماقبل کا معمول نہ ہو۔ (۲) مضارع بمعنی مستقبل ہو بمعنی حال نہ ہو اور یہ کسی بات کے جواب کے میں داخل ہوتا ہے جیسے کسی نے کہا أَسْلَمْتُ (میں نے اسلام لایا) تو اس کے جواب میں آپ نے کہا إِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ یا آپ نے کہا إِذَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَکَ اس میں إِذَنْ نے تَدْخُلَ اور يَغْفِرَ کو نصب دیا ہے۔

پانچواں عامل ناصب: أَنْ مقدرہ ہے یہ بھی ملفوظہ کی طرح فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

وَتُقَدَّرُ أَنْ فِي سَبْعَةِ مَوَاضِعَ بَعْدَ حَتّٰى نَحْوُ : أَسْلَمْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَ لَامِ كَيْ نَحْوُ : قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ
اور أَنْ سات مواقع میں مقدر ہوتا ہے اول حَتّٰى کے بعد جیسے أَسْلَمْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں نے اسلام قبول کیا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور لَامِ كَيْ کے بعد جیسے قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ (زید کھڑا ہوا تاکہ وہ جائے)
وَ لَامِ الْجَحْدِ نَحْوُ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ الْفَاءِ الْوَاقِعَةِ فِي جَوَابِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ
اور لَامِ جَحَد کے بعد جیسے وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان کو عذاب دے) اور اس فاء کے بعد جو واقع ہو امر، نہی،
وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالنَّفْيِ وَالتَّمَنِّيْ وَالْعَرْضِ نَحْوُ أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ وَ لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ وَهَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ ؟ وَ مَا تَزُوْرُنَا
استفہام، تمنی اور عرض کے جواب میں امر جیسے أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ (تو اسلام قبول کر لے پس تو محفوظ رہے گا) نہی جیسے لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ (نافرمانی مت کر کہ تو عذاب دیا جائے) استفہام جیسے هَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ ؟ (کیا تو نے علم حاصل کیا تاکہ نجات پائے) نفی جیسے مَا تَزُوْرُنَا
فَنُكْرِمَکَ وَ لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ وَ أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا وَ بَعْدَ الْوَاوِ الْوَاقِعَةِ فِيْ جَوَابِ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ
فَنُكْرِمَکَ (اور نہیں زیارت کرتا تو تاکہ ہم تیرا اکرام کریں) تمنی جیسے لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ (کاش میرے لیے مال ہوتا تاکہ اسے خرچ کرتا) عرض جیسے أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا تاکہ پس تو بھلائی پا جائے) اور اس واو کے بعد (أَنْ پوشیدہ ہوتا ہے) اور جو
كَذٰلِکَ نَحْوُ أَسْلِمْ وَتَسْلَمَ إِلٰى آخِرِهٖ وَ بَعْدَ أَوْ بِمَعْنٰى إِلٰى أَنْ أَوْ إِلَّا أَنْ نَحْوُ لَأَحْبِسَنَّکَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ

واوان مقامات مذکورہ بالا کے جواب میں واقع ہو جیسے أَسْلِمْ وَتَسْلَمْ (اسلام لے آ اور سلامت رہ آخر تک) اور اس أَوْ کے بعد (أَنْ پوشیدہ ہوتا ہے) اور جو إِلَى أَنْ یا إِلَّا أَنْ کے بعد واقع ہو جیسے لَأَحْبِسَنَّکَ أَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي (میں تجھ کو ضرور الضرور روکوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے دے)
وَبَعْدَ وَاوِ الْعَطْفِ إِذَا كَانَ الْمَعْطُوفُ عَلَيْهِ اِسْمًا صَرِيْحًا نَحْوُ أَعْجَبَنِي قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ
اور واو عطف کے بعد (أَنْ پوشیدہ ہوتا ہے) جب کہ معطوف علیہ اس میں صریح ہو جیسے أَعْجَبَنِي قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ (تعجب میں ڈالا مجھ کو تیرے قیام نے یہاں تک تو نکلے)

اَنْ سات جگہوں میں مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں وہ سات جگہیں ذکر فرما رہے ہیں جہاں اَنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

پہلی جگہ: اَنْ کے بعد جیسے أَسْلَمْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْجَنَّةَ یہ اصل میں تھا أَسْلَمْتُ حَتّٰى اَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ یہاں پر أَدْخُلَ فعل مضارع کو اَنْ مقدرہ نے نصب دیا ہے۔

دوسری جگہ: لَامِ كَيْ کے بعد جیسے قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ یہ اصل میں تھا قَامَ زَيْدٌ لِاَنْ يَذْهَبَ یہاں پر يَذْهَبَ فعل مضارع کو اَنْ نے نصب دیا ہے۔

تیسری جگہ: لَامِ جَحَد کے بعد جیسے وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ یہ اصل میں تھا وَمَا كَانَ اللهُ لِاَنْ يُعَذِّبَهُمْ یہاں پر فعل مضارع کو اَنْ مقدرہ نے نصب دیا ہے۔

لَامِ جَحَد وہ ہوتا ہے جو كَانَ منفی کے بعد واقع ہو۔

فائدہ: ان تین جگہوں میں اَنْ اس لیے مقدر ہوتا ہے کہ یہ تینوں حروف جارہ ہیں اور حروف جارہ اسم پر داخل ہوتے ہیں نہ کہ فعل پر پس ہم نے ان حروف کے بعد اَنْ مقدرہ نکالا تاکہ فعل مصدر کے معنی میں ہو جائے اور مصدر اسم ہوتا ہے۔

چوتھی جگہ: اَنْ اس فاء کے بعد مقدرہ ہوتا ہے جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔

۱)......امر کی مثال: أَسْلِمْ فَتَسْلَمَ یہ اصل میں تھا أَسْلِمْ فَاَنْ تَسْلَمَ (تو اسلام لا تاکہ تو سلامت رہے) تَسْلَمَ کو اَنْ مقدرہ نے نصب دیا ہے۔

۲)......نہی کی مثال: لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ (نافرمانی نہ کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) یہ اصل میں تھا لَا تَعْصِ فَاَنْ تُعَذَّبَ اس میں بھی اَنْ مقدرہ نے تُعَذَّبَ کو نصب دیا ہے۔

۳)......استفہام کی مثال: هَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ؟ (کیا تو سیکھتا ہے کہ نجات پائے) یہ اصل میں تھا هَلْ تَعْلَمُ فَاَنْ تَنْجُوَ؟ تَنْجُوَ کو اَنْ مقدرہ نے نصب دیا ہے یہاں اَنْ فاء استفہام کے جواب میں واقع ہے۔

۴)......نفی کی مثال: مَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ (تو ہماری زیارت نہیں کرتا کہ ہم تیرا اکرام کریں) یہ اصل میں تھا مَا تَزُوْرُنَا فَاَنْ نُكْرِمَكَ اس میں نُكْرِمَ فعل مضارع کو اَنْ مقدرہ نے نصب دیا ہے اور یہاں اَنْ فاء نفی کے جواب میں

واقع ہے۔

۵)......تمنّی کی مثال: لَیتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ (کاش میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) یہ اصل میں تھا لَیتَ لِيْ مَالًا فَاَنْ أُنْفِقَهُ اس میں أُنْفِقَ فعل مضارع کو اَنْ مقدرہ نے نصب دیا ہے یہاں اَنْ فاء تمنّی کے جواب میں واقع ہے۔

۶)......عرض کی مثال: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیبَ خَیرًا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا کہ تو بھلائی تک پہنچے) یہ اصل میں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَاَنْ تُصِیبَ خَیرًا تھا تُصِیبَ فعل مضارع کو اَنْ نے نصب دیا اور یہاں اَنْ فاء عرض کے جواب میں واقع ہے۔

پانچویں جگہ: اس واو کے بعد اَنْ مقدّر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جو مذکورہ چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو جیسے فاء واقع تھا۔ امر کی مثال جیسے أَسْلِمْ وَ تَسْلَمَ (اسلام لا اور تو سلامتی پاتا) یہ اصل میں تھا أَسْلِمْ وَ اَنْ تَسْلَمَ، اَنْ مقدرہ نے تَسْلَمَ فعل مضارع کو نصب دیا ہے اور یہاں امر کے جواب میں واقع ہے باقی کو اسی طرح قیاس کرلیں صرف فاء کی جگہ واو آئے گا۔

چھٹی جگہ: اس أَوْ کے بعد بھی اَنْ مقدّر ہوتا ہے جو اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَاَحْبِسَنَّکَ أَوْ تُعْطِیَنِيْ حَقِّيْ یہاں پر أَوْ اِلٰی اَنْ کے معنی میں ہو تو تقدیری عبارت یہ ہوگی لَاَحْبِسَنَّکَ اِلٰی اَنْ تُعْطِیَنِيْ حَقِّيْ (البتہ میں تجھے ضرور روکے رکھوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے) اور أَوْ اِلَّا اَنْ کے معنی ہو تو تقدیری عبارت یوں ہوگی لَاَحْبِسَنَّکَ اِلَّا فِيْ وَقْتِ اَنْ تُعْطِیَنِيْ حَقِّيْ (میں تجھے البتہ ضرور روکے رکھوں گا ہر وقت مگر اس وقت کہ تو مجھے میرا حق دے دے)

ساتویں جگہ: واو عاطفہ کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو (بلکہ تمام حروف عاطفہ کے بعد مقدّر ہوتا ہے) واو عطف کے بعد اَنْ اس لیے مقدّر مانا جاتا ہے تاکہ فعل کا عطف اسم پر لازم نہ آئے اور جملے کا عطف مفرد پر نہ ہو جیسے أَعْجَبَنِيْ قِیَامُکَ وَ تَخْرُجَ (مجھ کو تیرا کھڑے ہونے اور نکلنے نے تعجب میں ڈالا) اس میں قِیَامُکَ اسم صریح معطوف علیہ اور تَخْرُجَ فعل معطوف ہے اور اس وقت فعل کا عطف اسم پر لازم آتا ہے اور نیز جملہ کا عطف مفرد پر لازم آتا ہے جو ناجائز ہے لہٰذا واو کے بعد اَنْ مقدّر مانا جس سے تَخْرُجَ فعل مصدر کی تاویل میں ہوگیا اور اسم مفرد کا عطف اسم مفرد پر ہوگیا ای أَعْجَبَنِيْ قِیَامُکَ وَ خُرُوْجُکَ وَ تَخْرُجَ وَ اَنْ تَخْرُجَ ہوگیا۔

أَنْ سے متعلق چند قاعدے

وَيَجُوْزُ إِظْهَارُ أَنْ مَعَ لَامِ كَيْ نَحْوُ أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَمَعَ وَاوِ الْعَطْفِ نَحْوُ أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ
اور جائز ہے أَنْ کا ظاہر کرنا لَامِ كَيْ کے ساتھ جیسے أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور واو عاطفہ کے ساتھ جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ
وَيَجِبُ إِظْهَارُهَا أَنْ فِيْ لَامِ كَيْ إِذَا اتَّصَلَتْ بِلَا النَّافِيَةِ نَحْوُ لِئَلَّا يَعْلَمَ وَاعْلَمْ أَنَّ أَنْ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْعِلْمِ
اور واجب ہے أَنْ کا ظاہر کرنا لَامِ كَيْ میں جب وہ ملا ہوا ہو لا نافیہ کے ساتھ جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ اور جان لو بے شک وہ أَنْ جو عِلْم يَعْلَمُ کے بعد واقع ہو
لَيْسَتْ هِيَ النَّاصِبَةَ لِلْفِعْلِ الْمُضَارِعِ وَإِنَّمَا هِيَ الْمُخَفَّفَةُ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ نَحْوُ عَلِمْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ قَالَ اللهُ تَعَالٰى
وہ فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں ہے بلکہ وہ أَنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَة ہوگا جیسے عَلِمْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَأَنَّ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الظَّنِّ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ النَّصْبُ بِهَا وَأَنْ تَجْعَلَهَا كَالْوَاقِعَةِ بَعْدَ
عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى (جان لیا ہے اللہ تعالیٰ نے تحقیق عنقریب تم میں سے بعض مریض ہوں گے) اور وہ أَنْ جو ظَنَّ يَظُنُّ کے بعد واقع ہونے والا ہو اس میں دو وجہ جائز ہیں کہ ایک یہ کہ أَنْ کی وجہ سے نصب اور یہ کہ تو اس کو بنائے اس أَنْ کے مثل جو عَلِمَ يَعْلَمُ کے
الْعِلْمِ نَحْوُ ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ
بعد واقع ہونے والا ہو جیسے ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ (میں نے گمان کیا کہ تحقیق وہ عنقریب کھڑا ہوگا یا یہ معنی کہ میں نے گمان کیا اس بات کا کہ عنقریب وہ کھڑا ہوگا)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے أَنْ سے متعلق چند قاعدے ذکر فرمارہے ہیں چنانچہ مذکورہ عبارت میں چار قاعدے ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلا قاعدہ: لَامِ كَيْ اور واو عاطفہ کے ساتھ أَنْ کو ظاہر کرنا جائز ہے لَامِ كَيْ کے ساتھ أَنْ ظاہر کرنے کی مثال: أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ واو عطف کے بعد أَنْ ظاہر کرنے کی مثال: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ

دوسرا قاعدہ: لَامِ كَيْ جب لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو تو أَنْ کا ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے دو لاموں کے جمع ہونے سے جملہ ثقیل اور بھاری ہوجاتا ہے جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ یہاں لَامِ كَيْ کے بعد أَنْ کو ظاہر کیا گیا ہے یہ اصل میں تھا لِأَنْ لَا يَعْلَمَ البتہ پھر لَامِ كَيْ لا نافیہ میں مدغم ہوگیا تو لِئَلَّا يَعْلَمَ ہوا۔

تیسرا قاعدہ: وہ أَنْ جو عَلِمَ کے بعد واقع ہو (یعنی ہر اس باب کے بعد واقع ہو جس میں یقین والا معنی ہو) تو وہ أَنْ ناصبہ نہیں ہوگا بلکہ وہ أَنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَة ہوگا لفظوں میں أَنْ ہوگا لیکن حقیقت میں أَنَّ ہوگا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَلِمَ أَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى یہ اصل میں تھا عَلِمَ أَنَّ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى

چوتھا قاعدہ: وہ أَنْ جو ظَنَّ کے بعد واقع ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں پہلی وجہ اس کو أَنْ ناصبہ بنایا جائے۔ دوسری وجہ یہ کہ اس کو أَنْ مُخَفَّفَة مِنَ الْمُثَقَّلَة بنایا جائے لہٰذا مضارع پر رفع ونصب دونوں جائز ہوں گے جیسے ظَنَنْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ اور ظَنَنْتُ أَنْ يَقُوْمَ دونوں جائز ہیں۔

فعل مضارع کے عواملِ جازمہ

اَلْمَجْزُوْمُ عَامِلُهٗ لَمْ وَلَمَّا وَ لَامُ الْأَمْرِ وَ لَا فِي النَّهْيِ وَ كَلِمُ الْمَجَازَاتِ وَهِيَ: إِنْ وَ مَهْمَا وَ إِذْمَا وَ حَيْثُمَا وَ أَيْنَ
فعل مضارع مجزوم کا عامل لَمْ اور لَمَّا اور لامِ امر اور لائے نہی اور کلمات مجازات یعنی کلمات شرط و جزا ہیں اور کلمات مجازات یہ ہیں إِنْ،
وَمَتٰى وَمَنْ وَأَيٌّ وَأَنّٰى وَإِنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ لَمْ يَضْرِبْ وَلَمَّا يَضْرِبْ وَلِيَضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ
مَهْمَا، إِذْمَا، حَيْثُمَا، أَيْنَ، مَتٰى، مَنْ، أَيٌّ، أَنّٰى ہیں اور وہ إِنْ جو مقدر ہوتا ہے (شرط کے ساتھ) جیسے لَمْ يَضْرِبْ وَلَمَّا يَضْرِبْ
وَإِنْ تَضْرِبْ اِضْرِبْ... إِلٰى آخِرِهَا
وَلِيَضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ وَإِنْ تَضْرِبْ اِضْرِبْ آخر تک

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس سے پہلے فعل مضارع مرفوع اور اس کے عامل اور فعل مضارع منصوب اور اس کے عامل کو بیان فرمانے کے بعد اب یہاں سے فعل مضارع مجزوم کو ذکر فرما رہے ہیں کہ اس کے عامل کیا ہوں گے۔

اب یہاں سے پہلے عامل کو ذکر کرنے کے بعد اس کی مثالیں ذکر فرما رہے ہیں۔

فعل مضارع کے عامل جازم: لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لائے نہی اور کلمات مجازات اور وہ ہیں إِنْ، مَهْمَا، إِذْمَا، حَيْثُمَا، أَيْنَ، مَتٰى، مَنْ، أَيٌّ، أَنّٰى اور وہ إِنْ جو مقدر ہوتا ہے۔ کلمات مجازات سے مراد وہ کلمات ہیں جو شرط اور جزاء پر داخل ہوتے ہیں۔

مثالیں: بالترتیب جیسے لَمْ يَضْرِبْ، لَمَّا يَضْرِبْ، لِيَضْرِبْ، لَا تَضْرِبْ، إِنْ تَضْرِبْ اِضْرِبْ

وَاعْلَمْ أَنَّ لَمْ تَقْلِبُ الْمُضَارِعَ مَاضِيًا وَ لَمَّا كَذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ فِيْهَا تَوَقُّعًا بَعْدَهٗ وَ دَوَامًا قَبْلَهٗ نَحْوُ قَامَ الْأَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ
اور جان لو کہ تحقیق لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور لَمَّا بھی اسی طرح فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے مگر بے شک لَمَّا میں امید ہوتی ہے اس کے بعد اور دوام ہوتا ہے اس سے پہلے جیسے قَامَ الْأَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ (کھڑا ہوا امیر ابھی تک سوار نہیں ہوا)
أَيْضًا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ بَعْدَ لَمَّا خَاصَّةً تَقُوْلُ: نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا أَيْ لَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ وَ لَا تَقُوْلُ: نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ
اور اسی طرح جائز ہے فعل کا حذف کرنا لَمَّا کے بعد خاص کر کے تو کہے گا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا (شرمندہ ہوا زید اور نہیں) یعنی (نفع نہیں دیا اس کو شرمندگی نے) اور تو یہ نہیں کہے گا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ

لَمْ اور لَمَّا کا عمل اور ان کے درمیان فرق

لَمْ اور لَمَّا کا عمل: لَمْ اور لَمَّا فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

لَمْ اور لَمَّا کے درمیان فرق

پہلا فرق: لَمَّا زمانہ تکلم کے بعد نفی ہونے کی امید ہوتی ہے اور زمانہ تکلم سے پہلے دوام ہوتا ہے جیسے قَامَ الْأَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ (امیر کھڑا ہوا ہے اور سوار نہیں ہوا) یعنی سوار ہونے کی امید ہے لیکن قَامَ الْأَمِيْرُ لَمْ يَرْكَبْ میں

سوار ہونے کا امکان نہیں۔

دوسرا فرق: لَمَّا کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز ہے کوئی قرینہ موجود ہو جیسے نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا یہ اصل میں لَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ تھا جب کہ لَمْ میں یہ جائز نہیں پس تو نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ نہیں کہہ سکتا۔

وَاَمَّا كَلِمُ الْمُجَازَاتِ حَرْفًا كَانَتْ أَوْ اِسْمًا فَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ لِتَدُلَّ عَلٰى أَنَّ الْأُوْلٰى سَبَبٌ
اور بہر حال کلمات مجازات خواہ حرف ہوں یا اسم پس یہ داخل ہوتے ہیں دو جملوں پر تا کہ دلالت کریں اس بات پر کہ پہلا جملہ سبب ہوتا
لِلثَّانِيَةِ وَتُسَمَّى الْأُوْلٰى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً ثُمَّ إِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَالْجَزَاءُ مُضَارِعَيْنِ يَجِبُ الْجَزْمُ فِيْهِمَا لَفْظًا
ہے دوسرے جملہ کے لیے اور ان میں سے پہلے کا نام رکھا جاتا ہے شرط اور دوسرے کا جزا پھر اگر شرط اور جزا دونوں فعل مضارع ہوں تو ان
نَحْوُ إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ وَإِنْ كَانَا مَاضِيَيْنِ لَمْ تَعْمَلْ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ وَإِنْ كَانَ الْجَزَاءُ
دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے جیسے إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ اور اگر وہ دونوں ماضی ہوں تو کلمات مجازات ان دونوں پر لفظاً عمل نہیں کریں گے
وَحْدَهُ مَاضِيًا يَجِبُ الْجَزْمُ فِي الشَّرْطِ نَحْوُ إِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ وَإِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَحْدَهُ مَاضِيًا جَازَ فِي
جیسے إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اگر جزاء اکیلا ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے جیسے إِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ اور اگر شرط اکیلے ماضی ہو تو
الْجَزَاءِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ إِنْ جِئْتَنِيْ أُكْرِمْكَ وَأُكْرِمُكَ
جزاء میں دو صورتیں جائز ہیں جیسے إِنْ جِئْتَنِيْ أُكْرِمْكَ وَأُكْرِمُكَ

کلمات مجازات کا مدخول اور عمل کے اعتبار سے اس کی صورتیں

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں کلمات مجازات خواہ یہ حروف ہوں یا اسم، ان کے حوالے سے دو باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: یہ کہ یہ کلمات دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں جن میں سے پہلا جملہ دوسرے جملے کے لیے سبب ہوتا ہے اور پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزا کہتے ہیں۔

دوسری بات: یہ کہ کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے تین صورتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے چار صورتیں

پہلی صورت: کلمات مجازات جن دو جملوں پر داخل ہوں، اگر وہ دونوں جملے فعل مضارع کے ہوں تو یہ فعل مضارع کے دونوں جملوں کو جزم دیں گے اور اس صورت میں لفظاً جزم دینا واجب ہے کیونکہ مضارع معرب ہے اس میں جزم آسکتی ہے جیسے إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ (اگر تو میری عزت کرے گا تو میں بھی تیری عزت کروں گا)

دوسری صورت: اگر شرط اور جزا والے دونوں جملے ماضی کے ہوں تو اس صورت میں کلمات مجازات ان دونوں جملوں پر عمل کریں گے کیونکہ ماضی مبنی ہوتی ہے۔ لفظوں میں عامل کا اثر ظاہر نہیں ہوگا جیسے إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا)

تیسری صورت: اگر صرف جزا ماضی ہو اور شرط والا جملہ مضارع ہو تو شرط یعنی فعل مضارع میں جزم واجب ہوگی جزا میں جزم واجب نہیں ہوگی کیونکہ وہ ماضی ہے جیسے إِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُکَ (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا)

چوتھی صورت: اگر شرط والا جملہ ماضی ہو اور جزا والا جملہ فعل مضارع ہو تو اس وقت جزا میں دو صورتیں جائز ہیں ایک جزم دوسری رفع۔ جزم اس لیے کہ جزا مضارع معرب ہے جزم کی صلاحیت رکھتا ہے اور رفع اس لیے کہ جب شرط پر اس کے ماضی ہونے کی وجہ سے جزم نہیں آیا تو اس کے تابع ہو کر جزا میں بھی جزم نہ ہونی چاہیے جیسے إِنْ جِئْتَنِيْ أُكْرِمْکَ اور أُكْرِمُکَ دونوں جائز ہیں (اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

وَاعْلَمْ أَنَّهُ إِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بِغَيْرِ قَدْ لَمْ يَجُزِ الْفَاءُ فِيْهِ نَحْوُ إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ أَكْرَمْتُکَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَنْ
اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب جزاء فعل ماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں فاء لانا جائز نہیں ہے جیسے إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ أَكْرَمْتُکَ اور اللہ
دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا وَإِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثْبَتًا أَوْ مَنْفِيًّا بِلَا جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ إِنْ تَضْرِبْنِيْ أَضْرِبْکَ أَوْ
تعالیٰ کا فرمان وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا (وہ شخص جو اس بیت اللہ میں داخل ہو تو ہوگا امن والا) اور اگر جزاء فعل مضارع مثبت یا منفی بہ لا ہو تو
فَأَضْرِبُکَ وَإِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا أَضْرِبْکَ أَوْ فَلَا أَضْرِبُکَ وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ أَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ
اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے إِنْ تَضْرِبْنِيْ أَضْرِبْکَ یا فَأَضْرِبُکَ اور إِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا أَضْرِبْکَ یا فَلَا أَضْرِبُکَ اور اگر جزاء
فَيَجِبُ فِيْهِ الْفَاءُ وَذٰلِکَ فِيْ أَرْبَعِ صُوَرٍ الْأُوْلٰى: أَنْ يَكُوْنَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا مَعَ قَدْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ
مذکورہ دونوں قسموں میں سے کوئی ایک قسم نہ ہو تو پس واجب ہے اس میں فاء اور یہ چار صورتوں میں ہے اول یہ کہ جزا ماضی قد کے ساتھ ہو
سَرَقَ أَخٌ لَهٗ وَالثَّانِيَةُ: أَنْ يَكُوْنَ مُضَارِعًا مَنْفِيًّا بِغَيْرِ لَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ
جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهٗ (اگر اس نے چوری کی ہے تو پس اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی اس سے پہلے) دوسری صورت یہ ہے کہ مضارع منفی بغیر لا کے ہو جیسے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (اور جو اسلام کے علاوہ اور کوئی دین تلاش
وَالثَّالِثَةُ: أَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَالرَّابِعَةُ: أَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً
کرے گا وہ اس سے ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا) تیسری صورت یہ ہے کہ جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے لیے دس نیکیاں ہوں گی) اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جزا جملہ
إِنْشَائِيَّةً إِمَّا أَمْرًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَإِمَّا نَهْيًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى

انشائیہ یا امر ہو جیسے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (اے محمد ﷺ فرما دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو) یا نہی ہو جیسے
فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَاتَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ
فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَاتَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ (اگر تم ان عورتوں کو مومن جانو تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ)

جزا پر فاء کے داخل ہونے یا نہ ہونے کی صورتیں

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے فاء کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ کہاں فاء کا جزا میں لانا ممتنع ہے اور کہاں جائز ہے اور کہاں واجب ہے۔

پہلی صورت: جس میں فاء کو جزا پر لانا ممتنع ہے وہ صورت یہ ہے کہ جب جزا ماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں فاء کا لانا جائز نہیں ہے کیونکہ حرف شرط نے ماضی کے معنی میں اثر کیا ہے کہ اس کو مستقبل کے معنی میں کر دیا ہے لہٰذا جزا کو شرط کے ساتھ ربط دینے کے لیے کسی اور حرف کی ضرورت نہیں۔

پہلی مثال: اِنْ اَكْرَمْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ اس میں اَكْرَمْتُكَ ماضی بغیر قد کے ہے، لہٰذا فاء کا لانا جائز نہیں۔

دوسری مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اس میں كَانَ ماضی بغیر قد کے ہے لہٰذا فاء کا لانا جائز نہیں۔

دوسری صورت: جزا میں فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں وہ یہ کہ اگر جزا مضارع مثبت ہو یا مضارع منفی ہو لا کے ساتھ تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی فاء کا جزا میں لانا اور نہ لانا۔

مضارع مثبت کی مثال: اِنْ تَضْرِبْنِيْ اَضْرِبْكَ یا فَاَضْرِبُكَ دونوں جائز ہیں۔

مضارع منفی بلا کی مثال: اِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا اَضْرِبْكَ یا فَلَا اَضْرِبُكَ دونوں جائز ہیں۔

وہ صورتیں جہاں جزا میں فاء کا لانا واجب ہے: جب جزا مذکورہ دونوں قسموں کے علاوہ ہو تو اس میں فاء کا لانا واجب ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: جب جزا فعل ماضی قد کے ساتھ ہو تو وہاں جزا میں فاء کا لانا واجب ہے جیسے اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ اس میں فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ جزا ہے جو کہ فعل ماضی قد کے ساتھ لہٰذا جزا میں فاء کا لانا واجب ہے۔

دوسری صورت: جب فعل مضارع منفی ہو بغیر لا کے تو جزا میں فاء کا لانا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اس میں فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ جزا فعل مضارع بغیر لا ہے لہٰذا جزا میں فاء کا لانا واجب ہے۔

تیسری صورت: جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو جزا میں فاء کا لانا واجب ہے جیسے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اس میں فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جزا ہے جو کہ اسمیہ ہے لہٰذا فاء جزائیہ لانا واجب ہے۔

چوتھی صورت: جب جملہ انشائیہ جزا میں واقع ہو تو بھی جزا میں فاء کا لانا واجب ہے پھر جملہ انشائیہ چاہے امر ہو یا نہی۔

امر کی مثال: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ اس میں فَاتَّبِعُوْنِيْ جزا ہے اور جملہ انشائیہ امر ہے لہٰذا فاء کالانا واجب ہے۔

نہی کی مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ اس میں فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ جزا اور انشائیہ نہی ہے لہٰذا جزا میں فاء کالانا واجب ہے۔

وَ قَدْ تَقَعُ إِذَا مَعَ الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ مَوْضِعَ الْفَاءِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ
اور کبھی کبھی جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو فاء کی جگہ اذا (مفاجاتیہ) واقع ہوتا ہے جیسے وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ (اور اگر کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جو ان کے ان گناہوں کے سبب سے ہے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں تو وہ اچانک ناامید ہو جاتے ہیں)

وضاحت: جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو کبھی کبھی فاء کی جگہ إِذَا مفاجاتیہ بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس میں وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ اس میں إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ جملہ اسمیہ ہے جس پر فاء کی جگہ إِذَا مفاجاتیہ داخل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح فاء تعقیب والے معنی پر دلالت کرتی ہے اسی طرح إِذَا بھی تعقیب والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

إِنْ شرطیہ پانچ افعال کے بعد مقدر رہتی ہے

وَ إِنَّمَا تُقَدَّرُ إِنْ بَعْدَ الْأَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِيْ هِيَ الْأَمْرُ نَحْوُ تَعَلَّمْ تَنْجَحْ وَ النَّهْيُ نَحْوُ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ وَ الْاِسْتِفْهَامُ
نَحْوُ هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ وَ التَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَكَ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ وَ الْعَرْضُ نَحْوُ أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا

ترجمہ و وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بات ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ بات چونکہ پہلے معلوم ہو چکی ہے إِنْ شرطیہ مقدر رہ کر فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اب یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ اس کے علاوہ کون کون سے افعال کے بعد إِنْ مقدر رہتا ہے تو وہ کل پانچ افعال ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱)...... امر کے بعد إِنْ مقدر رہتا ہے جیسے تَعَلَّمْ تَنْجَحْ (تو اگر سیکھے گا تو نجات پائے گا)

یہ اصل میں تھا تَعَلَّمْ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجَحْ

۲)...... نہی کے بعد بھی إِنْ مقدر ہوتا ہے جیسے لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ اصل عبارت یہ ہے لَا تَكْذِبْ إِنْ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ (جھوٹ مت بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا)

۳)...... استفہام کے بعد جیسے هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ (کیا تو ہماری زیارت کرے گا اگر تو ہماری زیارت کرے گا تو ہم تیری عزت کریں گے) اصل عبارت یہ تھی هَلْ تَزُوْرُنَا إِنْ تَزُوْرْنَا نُكْرِمْكَ

۴)...... تمنّی کے بعد جیسے لَيْتَكَ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ اصل عبارت یہ تھی لَيْتَكَ عِنْدِيْ إِنْ تَكُنْ عِنْدِيْ أَخْدِمْكَ

(کاش تو میرے پاس ہوتا اگر تو میرے پاس ہوتا تو میں تیری خدمت کرتا)

۵)...... عرض کے بعد جیسے أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا اصل عبارت یہ تھی أَلَا تَنْزِلُ بِنَا إِنْ تَنْزِلْ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں اترتے اگر آپ ہمارے پاس اترتے تو آپ بھلائی کو پہنچتے)

وَبَعْدَ النَّفْيِ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوَ لَاتَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا وَ ذٰلِكَ إِذَا قَصَدَ أَنَّ الْأَوَّلَ سَبَبٌ لِلثَّانِي كَمَا
رَأَيْتَ فِي الْأَمْثِلَةِ فَإِنَّ مَعْنٰى قَوْلِنَا: تَعَلَّمْ تَنْجَحْ هُوَ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجَحْ وَ كَذٰلِكَ الْبَوَاقِي فَلِذٰلِكَ امْتَنَعَ قَوْلُكَ:
لَاتَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ لِامْتِنَاعِ السَّبَبِيَّةِ إِذْ لَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ: إِنْ لَاتَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ

ترجمہ و وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ایک بات ذکر فرما رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ إِنْ بعض مواقع پر نفی کے بعد بھی مقدر ہوتا ہے جیسے لَاتَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا (شر کا کام نہ کر و تیرے لیے بہتر ہوگا) یہ اصل یہ تھا إِنْ لَاتَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا

تنبیہ: یہ عبارت شاید سہواً ذکر کی گئی ہے ورنہ یہ بات درست نہیں ہے کہ إِنْ نافیہ کے بعد مقدر رہوتا ہے کیونکہ نفی خبر محض ہے اس میں طلب کے معنی نہیں ہوتے اور إِنْ وہاں مقدر ہوتا ہے جہاں طلب کے معنی ہوں۔

إِنْ کے مقدر ہونے کے لیے شرط: وَ ذٰلِكَ إِذَا قَصَدَ.... الخ اس عبارت سے یہ بات بتائی جارہی ہے کہ اشیائے مذکورہ کے کے بعد إِنْ شرطیہ مقدر کرنا اس وقت ہے جب یہ قصد کیا جائے کہ اول ثانی کے لیے سبب ہے اور جہاں اول ثانی کے لیے سبب نہ ہو وہاں شرط فوت ہونے کی وجہ سے ان کو مقدر کرنا درست نہ ہوگا مذکورہ اشیائے خمسہ میں چونکہ اول ثانی کے لیے سبب ہے اس لیے ان کا مقدر کرنا درست ہے جیسے ہمارے قول تَعَلَّمْ تَنْجَحْ کا معنی ہے کہ إِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجَحْ (اگر تو سیکھے گا تو نجات پائے گا) اب یہاں سیکھنا نجات کا سبب ہے اسی طرح باقی مثالوں پر غور کریں وہاں اول ثانی کے لیے سبب ہے۔

اسی وجہ سے تیرا یہ قول ممتنع ہوگا جیسے لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ (کفر مت کر داخل ہو جائے گا نار میں) یہاں اگرچہ لَاتَكْفُرْ نہی ہے کیونکہ إِنْ مقدر کرنے کی صورت میں عبارت یوں ہوگی إِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ (اگر تو کفر نہ کرے تو نار میں داخل ہوگا) حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ وہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور نار میں داخل ہونے کا سبب کفر ہے، پس یہاں اول ثانی کے لیے سبب نہ ہونے کی وجہ سے ان کا مقدر کرنا درست نہیں ہے۔

فعل کی تیسری قسم امر

وَالثَّالِثُ الْأَمْرُ وَهُوَ صِيغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ بِأَنْ تَحْذِفَ مِنَ الْمُضَارِعِ حَرْفَ الْمُضَارَعَةِ
اور تیسرا امر ہے اور امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل حاضر سے فعل طلب کیا جاتا ہے بایں صورت کہ فعل مضارع سے حرف مضارع
ثُمَّ تَنْظُرَ فَإِنْ كَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ سَاكِنًا زِدْتَ هَمْزَةَ الْوَصْلِ مَضْمُوْمَةً إِنِ انْضَمَّ ثَالِثُهُ نَحْوَ اُنْصُرْ

(علامت مضارع) کو حذف کردیا جائے تو دیکھ پس اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہے تو ہمزہ وصل مضموم اس کے شروع میں اضافہ کردے اگر اس کا تیسرا حرف (یعنی عین کلمہ) مضموم ہو جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ
مَكْسُورَةً إِنِ انْفَتَحَ أَوِ انْكَسَرَ ثَالِثُهُ كَاِعْلَمْ وَاِضْرِبْ وَاسْتَخْرِجْ وَإِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا فَلَا حَاجَةَ إِلَى الْهَمْزَةِ
اور ہمزہ مکسور کا شروع میں اضافہ کردے اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو جیسے یَعْلَمُ سے اِعْلَمْ اور یَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور یَسْتَخْرِجُ سے اِسْتَخْرِجْ اور اگر حرف مضارع کے بعد والا حرف متحرک ہے تو ہمزہ وصلی کی ضرورت نہیں ہے
نَحْوُ عِدْ وَحَاسِبْ وَالْأَمْرُ مِنْ بَابِ الْإِفْعَالِ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِيْ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰى عَلَامَةِ الْجَزْمِ
جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور یُحَاسِبُ سے حَاسِبْ اور امر کا صیغہ باب افعال سے قسم ثانی سے آتا ہے اور وہ علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے
كَاِضْرِبْ وَاُغْزُ وَارْمِ وَاِسْعَ وَاِضْرِبَا وَاِضْرِبُوْا وَاِضْرِبِيْ
جیسے اِضْرِبْ وَاُغْزُ وَارْمِ وَاِسْعَ وَاِضْرِبَا وَاِضْرِبُوْا وَاِضْرِبِيْ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فعل کی اقسام ثلاثہ ماضی مضارع، امر میں سے ماضی اور مضارع کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے امر کو ذکر فرما رہے ہیں۔ امر کی بحث میں چار باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات : امر کی تعریف

دوسری بات: امر بنانے کا طریقہ

تیسری بات: سوال مقدر کا جواب

چوتھی بات : امر کا اعراب

پہلی بات امر کی تعریف

امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے۔

دوسری بات امر بنانے کا طریقہ

امر حاضر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع سے علامت مضارع کو حذف کرنے بعد دیکھیں کہ اس کے بعد ساکن ہے یا متحرک اگر ساکن ہے تو عین کلمہ کو دیکھیں گے تو کہ تیسرا حرہے اگر وہ مضموم ہے تو اس کے شروع میں ہمزہ کا اضافہ کیا جائے گا جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہے تو شروع ہمزہ مکسورہ اضافہ کیا جائے گا جیسے یَعْلَمُ سے اِعْلَمْ اور یَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور یَسْتَخْرِجُ سے اِسْتَخْرِجْ اور اگر علامت مضارع کو حذف کرنے بعد مابعد والا حرف متحرک ہو تو اس صورت میں اس کو اپنے حال پر چھوڑیں گے شروع میں ہمزہ لانے کی ضرورت نہیں ہے پس آخر میں وقف کردیں گے جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور یُحَاسِبُ سے حَاسِبْ

تیسری بات سوال مقدر کا جواب

سوال: آپ کا دعوٰی درست نہیں ہے کہ اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ مضمومہ لائیں گے اور اگر مفتوح یا مکسور ہو تو شروع میں ہمزہ مکسور لائیں گے کیونکہ باب افعال میں تُکْرِمُ سے علامت مضارع کو حذف کیا تو بعد والا حرف ساکن تھا پس عین کلمہ مکسور ہونے کی وجہ سے اس کے شروع میں ہمزہ مکسورہ آنا چاہیے تھا جب کہ ہمزہ مفتوحہ آرہا ہے جیسے اَکْرِمْ

جواب: باب افعال کا امر دوسری قسم سے ہے اس لیے کہ اس میں علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد دوسرا حرف ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے اس لیے کہ تُکْرِمُ اصل میں تُأَکْرِمُ تھا تاء کے حذف کرنے کے بعد ہمزہ قطعی ہے جو کہ متحرک ہے اس لیے کہ ہمزہ لایا ہی نہیں گیا اور جو ہمزہ نظر آرہا ہے وہ قطعی ہے وصلی نہیں۔

چوتھی بات امر کا اعراب

امر حاضر معلوم علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے اور علامت جزم تین ہیں۔

۱)......سکون کے ساتھ جیسے اِضْرِبْ

۲)......حرف علت کے حذف کے ساتھ جیسے اُغْزُ، اِرْمِ، اِسْعَ

۳)......نون اعرابی کے حذف کرنے کے ساتھ جیسے اِضْرِبَا، اِضْرِبُوْا، اِضْرِبِیْ

فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ

فَصلٌ: فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَ أُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ بِهِ مَقَامَهُ وَيَخْتَصُّ بِالْمُتَعَدِّيْ وَعَلَامَتُهُ فِي الْمَاضِيْ
فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہو اور یہ فعل متعدی کے ساتھ خاص
أَنْ يَكُوْنَ أَوَّلُهُ مَضْمُوْمًا فَقَطْ وَ مَا قَبْلَ اٰخِرِهِ مَكْسُوْرًا فِي الْأَبْوَابِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِيْ أَوَائِلِهَا هَمْزَةُ وَصْلٍ وَ لَا تَاءٌ
ہے اور اس کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ اس کے شروع میں حرف مضموم ہو فقط اور آخر سے پہلا حرف مکسور ہو ان ابواب میں جن کے شروع
زَائِدَةٌ نَحْوُ ضُرِبَ وَ دُحْرِجَ وَ أُكْرِمَ وَ أَنْ يَكُوْنَ أَوَّلُهُ وَ ثَانِيَهُ مَضْمُوْمًا وَ مَا قَبْلَ اٰخِرِهِ كَذٰلِكَ فِيْمَا فِيْ أَوَّلِهِ تَاءٌ
میں ہمزہ وصل اور تاء زائدہ نہ ہو جیسے ضُرِبَ، دُحْرِجَ، اُكْرِمَ اور یہ کہ اس کا اول اور ثانی مضموم ہو اور اس کے آخر سے ماقبل والا حرف
زَائِدَةٌ نَحْوُ تُفُضِّلَ وَ تُضُوْرِبَ وَ أَنْ يَكُوْنَ أَوَّلُهُ وَ ثَالِثُهُ مَضْمُوْمًا وَ مَا قَبْلَ اٰخِرِهِ مَكْسُوْرًا كَذٰلِكَ فِيْمَا فِيْ أَوَّلِهِ
اسی طرح ہو (یعنی مکسور ہو) ان ابواب میں جن کے پہلے حرف میں تاء زائد ہو جیسے تُفُضِّلَ اور تُضُوْرِبَ اور یہ کہ اس کا اول اور ثالث حرف مضموم اور اس کے آخر سے ماقبل والا بھی ایسا ہی ہو (یعنی مکسور ہو) ان ابواب میں جب کہ اول میں
هَمْزَةُ وَصْلٍ نَحْوُ اُسْتُخْرِجَ وَ اُقْتُدِرَ وَ الْهَمْزَةُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ إِنْ لَمْ تُدْرَجْ
ہمزہ وصل ہو جیسے اُسْتُخْرِجَ اور اُقْتُدِرَ اور ہمزہ تابع ہوگا حرف مضموم کے اگر درمیان نہ ہو۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : فعل مجہول کی تعریف
دوسری بات: فعل مجہول کی علامت کے اعتبار سے تین صورتیں
تیسری بات: فعل مضارع مجہول کی علامت
چوتھی بات : باب مُفَاعَلَۃ اور اِفْعَال وغیرہ میں فعل مضارع مجہول کی علامت
پانچویں بات: اجوف میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی علامت

پہلی بات فعل مجہول کی تعریف

فعل مجہول وہ فعل ہوتا ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس کی جگہ مفعول کو رکھ دیا گیا ہو اور یہ مختص ہے فعل متعدی کے ساتھ کیونکہ فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا۔

دوسری بات فعل مجہول کی علامت کے اعتبار سے تین صورتیں

پہلی علامت: یہ ہے کہ ماضی کا صرف پہلا حرف مضموم ہوتا ہے اور آخر سے پہلے والا حرف مکسور ہوتا ہے اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ اور تاء زائدہ نہیں ہوتی ہے۔

ثلاثی مجرد مجہول کی مثال: ضُرِبَ (مارا گیا) **رباعی مجرد مجہول کی ماضی سے مثال:** دُحْرِجَ (بہت پھیرا گیا)

ثلاثی مزید فیہ سے ماضی مجہول کی مثال: اُكْرِمَ (اکرام کیا گیا)

دوسری علامت: یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر میں ماقبل مکسور اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں تاء زائدہ ہو باب تفعّل سے ماضی مجہول جیسے تُفُضِّلَ اور تفاعل سے ماضی مجہول جیسے تُضُورِبَ اور باب تفعلل سے ماضی مجہول جیسے تُدُحْرِجَ

تیسری علامت: یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر سے پہلے والا حرف مکسور ہو اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ آتا ہے باب استفعال ماضی مجہول جیسے اُسْتُخْرِجَ اور باب افتعال ماضی مجہول جیسے اُقْتُدِرَ

وَالْهَمْزَةُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ إِنْ لَمْ تُدْرَجْ: یہ عبارت کلام سابق کا تتمہ ہے یعنی ماضی مجہول میں ہمزہ وصل مضموم ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کے مابعد حرف مضموم ہوتا ہے (اگرچہ ہمزہ وصل میں کسرہ ہے) لیکن ہمزہ وصل کا حرف مضموم کے تابع ہونا اس وقت جب کہ ہمزہ تلفظ میں ساقط نہ ہو اس لیے کہ اگر وہ مکسور ہو تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آئے گا اور عربوں کے ہاں یہ ناپسندیدہ ہے جیسا کہ ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج ناپسندیدہ ہے اور حرف ساکن بیچ میں آنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ حرف ساکن کوئی مانع قوی نہیں ہے کیونکہ سکون ایک مردہ صفت ہے جس کی وجہ سے حرف

ساکن ایک مردہ حرف ہے پس اس کا ہونا نہ ہوا ن برابر ہے لہٰذا حرف ساکن کوئی مانع نہیں لیکن اگر ہمزہ وصل تلفظ میں ساقط ہو جائے تو اس وقت وہ تابعیت سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔

وَ فِي الْمُضَارِعِ أَنْ يَكُوْنَ حَرْفُ الْمُضَارَعَةِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ آخِرِهِ مَفْتُوْحًا نَحْوُ يُضْرَبُ وَيُسْتَخْرَجُ
اور فعل مضارع میں فعل مجہول کی علامت یہ ہے کہ حرف مضارع مضموم ہو اور آخر سے ماقبل والا حرف مفتوح ہو جیسے یُضْرَبُ اور یُسْتَخْرَجُ
إِلَّا فِي بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَالْإِفْعَالِ وَالتَّفْعِيلِ وَالْفَعْلَلَةِ وَمُلْحَقَاتِهَا الثَّمَانِيَةِ فَإِنَّ الْعَلَامَةَ فِيهَا فَتْحُ مَا قَبْلَ الْآخِرِ
مگر باب مُفَاعَلَة اور إِفْعَال اور تَفْعِيل اور فَعْلَلَة اور ان کے آٹھوں ملحق ابواب میں کیونکہ مجہول کی علامت ان ابواب میں ماقبل آخر کا فتحہ
فَقَطْ نَحْوُ يُحَاسَبُ وَيُدَحْرَجُ وَفِي الْأَجْوَفِ فِي مَاضِيهِ قِيلَ وَبِيعَ وَبِالْإِشْمَامِ قِيلَ وَبِيعَ وَبِالْوَاوِ قُوْلَ وَبُوْعَ
ہے جیسے یُحَاسَبُ اور یُدَحْرَجُ اور اجوف میں اس کے فعل مجہول کا ماضی قِيلَ اور بِيعَ ہے اور اشمام کے ساتھ بھی قِيلَ اور بِيعَ اور واو
وَكَذَالِكَ بَابُ أُخْتِيرَ وَأُنْقِيدَ دُوْنَ أُسْتُخِيرَ وَأُقِيمَ لِفَقْدِ فُعِلَ فِيهِمَا وَفِي مُضَارِعِهِ تُقْلَبُ الْعَيْنُ أَلِفًا نَحْوُ يُقَالُ
کے ساتھ قُوْلَ اور بُوْعَ بھی پڑھا گیا ہے اسی طرح أُخْتِيرَ اور أُنْقِيدَ کا باب ہے مگر أُسْتُخِيرَ اور أُقِيمَ نہیں پڑھا گیا ہے فُعِلَ کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان دونوں میں اور اس مضارع کے صیغہ میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا جیسے يُقَالُ
وَيُبَاعُ كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصْرِيفِ مُسْتَقْصًى
اور یُبَاعُ جیسا کہ صرف کی کتابوں میں آپ تفصیل سے ان قواعد کو پڑھ چکے ہیں۔

تیسری بات — فعل مضارع مجہول کی علامت

علامت مضارع مضموم ہوتی ہے اور اس کے آخر سے پہلے والا حرف مفتوح جیسے یُضْرَبُ اور یُسْتَخْرَجُ یہ علامت تمام ابواب میں ہوگی، سوائے چار بابوں مُفَاعَلَة اور إِفْعَال اور تَفْعِيل اور فَعْلَلَة کے اسی طرح ملحقات ابواب میں جو کہ سات ہیں، نہیں ہوگی۔

چوتھی بات — باب مُفَاعَلَة اور إِفْعَال وغیرہ میں فعل مضارع مجہول کی علامت

باب مُفَاعَلَة اور إِفْعَال اور تَفْعِيل اور فَعْلَلَة کے ملحقات ابواب میں فعل مجہول کی علامت: ان ابواب میں مجہول کی علامت حرف آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے کیونکہ ان ابواب میں معلوم اور مجہول دونوں میں علامت مضارع مضموم ہوتی ہے جیسے یُحَاسَبُ، یُکْرَمُ، یُصَرَّفُ، یُدَحْرَجُ آخر سے ماقبل کا فتحہ اس لیے ہے تا کہ فعل معروف اور مجہول میں امتیاز ہو جائے۔

فَعْلَلَة کے ملحقات یہ ہیں: جَلْبَبَ، قَلْنَسَ، جَوْرَبَ، سَرْوَلَ، شَرْيَفَ، خَيْعَلَ، قَلْسَى

فائدہ: فَعْلَلَة کے ملحقات سات ہیں۔ بعض نسخوں میں آٹھ لکھنا کاتب کی غلطی ہے۔

پانچویں بات — اجوف میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی علامت

اجوف کی ماضی مجہول جس کا عین کلمہ الف سے بدلا ہو، اس کی تین صورتیں

پہلی صورت: قِیْلَ اور بِیْعَ ہے پس قِیْلَ اصل میں قُوِلَ تھا اب قاف کی حرف دور کرنے کے بعد واو کا کسرہ ماقبل کو نقل کر کے دے دیا اب واو ساکن ہے اور اس کا ماقبل مکسور واو کو یاء سے بدل دیا گیا ہو تو قِیْلَ ہوا اور بِیْعَ اصل میں بُیِعَ تھا یاء کی حرکت دور کرنے ے بعد یاء کا کسرہ یاء کو دے دیا تو بِیْعَ ہوا اور یہ لغت آنے والی دونوں لغتوں سے فصیح ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ قِیْلَ اور بِیْعَ کا اشمام کے ساتھ پڑھنا۔ اشمام سے مراد یہ ہے کہ فاء کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کی طرف مائل کر کے اور عین کلمہ جو کہ یاء ہے اس کو تھوڑا سا واو کی طرف مائل کر کے پڑھنا تا کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ فاء کلمہ اصل میں مضموم ہے۔

تیسری صورت: واو ساکنہ کے ساتھ قُوْلَ اور بُوْعَ پڑھنا جو کہ اصل میں قُوِلَ اور بُیِعَ تھے واو اور یاء کی حرکت کو حذف کر دیا گیا اب قُوْلَ اور بُیْعَ ہو گئے پھر بُیْعَ میں یُوْسِرُ والا قانون جاری ہوا اور یاء کو ضمہ دے دیا اب یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے یاء کو واو سے بدل دیا تو بُوْعَ ہو گیا۔

وَكَذَالِكَ بَابُ أُخْتِيْرَ: یعنی جس طرح اجوف کے ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں تین صورتیں ہیں۔ اسی طرح اجوف کے باب افتعال اور انفعال کی ماضی مجہول میں بھی تین صورتیں جاری ہو سکتی ہیں، کیونکہ اول دو حرفوں کو ہٹا دیں تو فعل کا وزن تیار ہو جاتا ہے تو یہ فعل حکمی ہے اب اُخْتِيْرَ سے تِیْرَ اور اُنْقِيْدَ سے قِیْدَ ہوئے اب یہ قِیْلَ اور بِیْعَ کی طرح ہیں لہٰذا ان کو تین طریقے سے پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن اجوف کے باب استفعال اور باب افعال کی ماضی مجہول میں یہ تین صورتیں جاری نہیں ہوسکتیں ان میں صرف پہلی صورت جاری ہو گی کیونکہ ان میں حرف علت سے ماقبل اصل کے اعتبار سے ساکن ہے اصل میں اُسْتَخْيِرَ اور اُقْوِمَ تھے پس ان میں فُعِلَ والا وزن نہیں پایا جاتا ہے۔

فِي مُضَارِعِهٖ تُقْلَبُ.... الخ: یعنی اجوف کے مضارع مجہول میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا خواہ عین کلمہ میں واو ہو یا یاء ہو جیسا کہ تم علم صرف میں اچھی طرح جان چکے ہیں چنانچہ یَقُوْلُ کو یُقَالُ اور یَبِیْعُ کو یُبَاعُ پڑھا جائے گا۔

فعل متعدی

فَصْلٌ: اَلْفِعْلُ اِمَّا مُتَعَدٍّ وَهُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ وَاِمَّا لَازِمٌ وَهُوَ بِخِلَافِهٖ كَقَعَدَ وَقَامَ
فعل یا متعدی ہوگا اور متعدی وہ فعل ہے جس کے معنیٰ کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) اور یا لازم ہوگا اور لازم وہ فعل ہے جو اس کے برخلاف ہو (یعنی اس کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف نہ ہو جو فاعل کے علاوہ ہو) جیسے قَعَدَ وَقَامَ (وہ بیٹھا اور وہ کھڑا ہوا)

وَالْمُتَعَدِّي قَدْ يَكُوْنُ إِلٰى مَفْعُوْلٍ وَاحِدٍ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا وَإِلٰى مَفْعُوْلَيْنِ كَأَعْطٰى زَيْدٌ عَمْرًا دِرْهَمًا وَيَجُوْزُ
اور فعل، متعدی کبھی مفعول واحد کی طرف ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا اور کبھی فعل متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کی طرف جیسے أَعْطٰى زَيْدٌ
فِيْهِ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى أَحَدِ مَفْعُوْلَيْهِ كَأَعْطَيْتُ زَيْدًا وَأَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بِخِلَافِ بَابِ عَلِمْتُ وَإِلٰى ثَلَاثَةِ مَفَاعِيْلَ
عَمْرًا دِرْهَمًا اور جائز ہے، اس میں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اختصار کرنا جیسے أَعْطَيْتُ زَيْدًا یا أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بخلاف باب
نَحْوَ أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا وَمِنْهُ أَرٰى وَأَنْبَأَ وَنَبَّأَ وَأَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَحَدَّثَ وَهٰذِهِ السَّبْعَةُ مَفْعُوْلُهَا الْأَوَّلُ مَعَ
عَلِمْتُ کے اور کبھی فعل متعدی ہوتا ہے تین مفعولوں کی طرف، جیسے أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (اللہ تعالیٰ نے بتایا زید کو عمرو کا فاضل ہونا) اور اسی قبیل سے ہے أَرٰى، أَنْبَأَ، نَبَّأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ اور ان ساتوں افعال کا مفعول اول، آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ
الْأَخِيْرَيْنِ كَمَفْعُوْلَيْ أَعْطَيْتُ فِيْ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى أَحَدِهِمَا تَقُوْلُ أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا وَالثَّانِيْ مَعَ الثَّالِثِ
أَعْطَيْتُ کے دونوں مفعولوں کے مانند ہے ان میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنے کے جواز میں جیسے کہے گا أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا اور ان افعال کے
كَمَفْعُوْلَيْ عَلِمْتُ فِيْ عَدَمِ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى أَحَدِهِمَا فَلَا تَقُوْلُ أَعْلَمْتُ زَيْدًا خَيْرَ النَّاسِ بَلْ تَقُوْلُ
مفعول ثانی اور ثالث باب عَلِمْتُ کے دونوں مفعولوں کے مانند ہیں ان میں سے کسی ایک مفعول پر اکتفا کرنے کے عدم جواز میں پس یہ
أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا اخَيْرَ النَّاسِ
نہیں کہہ سکتا أَعْلَمْتُ زَيْدًا خَيْرَ النَّاسِ بلکہ تو کہے گا: أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا اخَيْرَ النَّاسِ (میں نے زید کو بتایا عمرو کا خیر الناس ہونا)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فعل مجہول سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے فعل متعدی کو ذکر فرما رہے ہیں اس لیے کہ فعل مجہول فعل متعدی میں ہوتا ہے اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بنیادی طور پر تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : فعل متعدی اور فعل لازم کی تعریف

دوسری بات: فعل متعدی کی اقسام

تیسری بات: متعدی بہ سہ مفعول سے متعلق قواعد

پہلی بات — فعل متعدی اور فعل لازم کی تعریف

فعل متعدی کی تعریف: فعل متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) اس فعل کو سمجھنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہے۔

فعل لازم کی تعریف: فعل لازم وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف نہ وہ جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے قَعَدَ (وہ بیٹھا) اور قَامَ (وہ کھڑا ہوا) اب یہ دونوں فعل مفعول کے محتاج نہیں۔

دوسری بات — فعل متعدی کی اقسام

فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: متعدی بیک مفعول یعنی وہ فعل جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو۔
جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کو مارا)

دوسری قسم: متعدی بہ دو مفعول یعنی وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ایک پر اکتفا جائز ہو۔
جیسے أَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا (میں نے زید کو ایک درہم دیا)
اس کو أَعْطَیْتُ زَیْدًا اور أَعْطَیْتُ دِرْهَمًا دونوں پڑھنا جائز ہے۔

تیسری قسم: وہ فعل جو متعدی ہو دو مفعولوں کی طرف اور ایک پر اکتفا جائز نہ ہو یعنی یا تو دونوں کو حذف کریں گے یا دونوں کو ذکر کریں گے اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے۔
جیسے ظَنَنْتُ زَیْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل ہونے گمان کیا)

چوتھی قسم: متعدی بہ سہ مفعول یعنی وہ فعل جو متعدی ہو تین مفعولوں کی طرف۔ یہ سات افعال ہیں۔ وہ سات افعال یہ ہیں أَرٰی، اَنْبَأَ، نَبَّأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ جیسے أَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا (اللہ تعالیٰ نے زید کو علم دیا کہ عمرو فاضل ہے) یہاں أَعْلَمَ تینوں مفعولوں کی طرف متعدی ہے اسی پر باقی کو قیاس کریں۔

تیسری بات — متعدی بہ سہ مفعول سے متعلق قواعد

پہلا قاعدہ: ان ساتوں افعال کا پہلا مفعول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ باب أَعْطَیْتُ کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک پر جواز اقتصار میں۔ پس ان کے پہلے مفعول کو دوسری اور تیسری کے بغیر ذکر کر سکتے ہیں لہٰذا أَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا کہنا درست ہے وران کے دوسرے اور تیسرے مفعول کو پہلے مفعول کے بغیر بھی ذکر کر سکتے ہیں جیسے تو کہہ سکتا ہے أَعْلَمَ اللّٰهُ عَمْرًوا فَاضِلًا

دوسرا قاعدہ: ان ساتوں افعال کا دوسرا اور تیسرا مفعول باب عَلِمْتُ کے دو مفعولوں کی مانند ہے کسی ایک پر عدم جوا اقتصار میں پس ان کے دوسرے اور تیسرے مفعول کا اکٹھا حذف کرنا جائز ہے لیکن دوسرے اور تیسرے میں سے کسی ایک کے ذکر کرتے وقت دوسرے کا ذکر ضروری ہے پس أَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًوا خَیْرَ النَّاسِ کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان فعلوں کا دوسرا اور تیسرا مفعول حقیقت میں باب عَلِمْتُ کے مفعول ہیں۔

أَفْعَالُ الْقُلُوْبِ

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْقُلُوْبِ عَلِمْتُ وَ ظَنَنْتُ وَ حَسِبْتُ وَخِلْتُ وَرَأَیْتُ وَ زَعَمْتُ وَ وَجَدْتُ وهِيَ أَفْعَالٌ تَدْخُلُ عَلَى
افعال قلوب عَلِمْتُ، ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، رَأَیْتُ، زَعَمْتُ، وَجَدْتُ ہیں یہ ایسے افعال ہیں جو مبتدا اور خبر پر
الْمُبْتَدَإِ وَ الْخَبَرِ فَتَنْصِبُهُمَا عَلَى الْمَفْعُوْلِیَّةِ نَحْوَ عَلِمْتُ زَیْدًا عَالِمًا وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهِ الْأَفْعَالِ خَوَاصَّ مِنْهَا اَنْ لَا

داخل ہوتے ہیں دونوں کومفعول ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا عَالِمًا اور جان لو کہ ان افعال کی کچھ خصوصیات اور خاصے ہیں

تُقْتَصَرَ عَلٰى أَحَدِ مَفْعُوْلَيْهَا بِخِلَافِ بَابِ أَعْطَيْتُ فَلَا تَقُوْلُ عَلِمْتُ زَيْدًا وَمِنْهَا جَوَازُ الْإِلْغَاءِ إِذَا تَوَسَّطَتْ

اول ان میں سے یہ ہے کہ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں بخلاف باب أَعْطَيْتُ کے (کہ اس کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہوتا ہے) لہٰذا عَلِمْتُ زَيْدًا نہیں کہہ سکتے ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے عمل کو لغو

نَحْوُ زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ أَوْ تَأَخَّرَتْ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ وَمِنْهَا إِنَّهَا تُعَلَّقُ عَنِ الْعَمَلِ إِذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْإِسْتِفْهَامِ

کر دیتا ہے جب یہ وسط میں واقع ہوں جیسے زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ یا افعال قلوب آخر میں واقع ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ اور ان میں سے ایک

نَحْوُ عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو ؟ وَقَبْلَ النَّفْيِ نَحْوُ عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَقَبْلَ لَامِ الْإِبْتِدَاءِ نَحْوُ عَلِمْتُ

یہ ہے کہ افعال قلوب استفہام، نفی اور لام ابتدا سے پہلے واقع ہوں تو یہ متعلق ہوں گے (یعنی لفظاً عمل نہیں کریں گے اور معنیً عمل کریں گے) جیسے عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو ؟ اور نفی سے پہلے جیسے عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ اور لام ابتدا سے پہلے جیسے عَلِمْتُ

لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَمِنْهَا يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ فَاعِلُهَا وَمَفْعُوْلُهَا ضَمِيْرَيْنِ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ نَحْوُ عَلِمْتُنِيْ مُنْطَلِقًا وَظَنَنْتُكَ

لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ اور ان میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان افعال کا فاعل اور مفعول شیٔ واحد کی دو ضمیریں ہوں یہ جائز ہے جیسے عَلِمْتُنِيْ مُنْطَلِقًا

فَاضِلًا وَاعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ ظَنَنْتُ بِمَعْنٰى اِتَّهَمْتُ وَعَلِمْتُ بِمَعْنٰى عَرَفْتُ وَرَأَيْتُ بِمَعْنٰى أَبْصَرْتُ وَ

اور ظَنَنْتُكَ فَاضِلًا اور جان لو کہ ظَنَنْتُ کبھی اِتَّهَمْتُ کے معنی میں ہوتا ہے اور عَلِمْتُ بمعنی عَرَفْتُ اور رَأَيْتُ بمعنی أَبْصَرْتُ اور

وَجَدْتُ بِمَعْنٰى أَصَبْتُ الضَّالَّةَ فَتَنْصِبُ مَفْعُوْلًا وَاحِدًا فَقَطْ فَلَا تَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ مِنْ أَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَجَدْتُ الْكِتَابَ

وَجَدْتُ بمعنی أَصَبْتُ آتا ہے پس اس صورت میں یہ مفعول واحد کو نصب دیتے ہیں صرف اس وقت یہ افعال قلوب نہ ہوں گے جیسے وَجَدْتُ الْكِتَابَ

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : افعال قلوب کی تعداد

دوسری بات: افعال قلوب کا عمل

تیسری بات: افعال قلوب کی خصوصیات

چوتھی بات : افعال قلوب اگر اپنے معنی میں مستعمل نہ ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی افعال قلوب والا عمل کریں گے

پہلی بات افعال قلوب کی تعداد

افعال قلوب حصر استقرائی کے لحاظ سے سات ہیں ورنہ عَرَفْتُ، اِعْتَقَدْتُ اور اَرَدْتُ بھی افعال قلوب میں سے ہیں اور دو مفعول کی جانب متعدی ہو کر مستعمل ہوتے ہیں مگر ان پر افعال قلوب کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

افعال قلوب سات ہیں: عَلِمْتُ، ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، رَأَيْتُ، زَعَمْتُ، وَجَدْتُ

دوسری بات　　　افعال قلوب کا عمل

افعال قلوب کا عمل یہ ہے کہ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں یہ مبتدا اور خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں مفعول ہونے کی بنا پر۔

تیسری بات　　　افعال قلوب کی خصوصیات

پہلی خصوصیت: افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اکتفا جائز نہیں برخلاف باب أَعْطَيْتُ کے کہ ان کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا جائز ہے لہٰذا عَلِمْتُ زَيْدًا کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے دونوں مفعول بمنزلہ ایک کلمے کے ہوتے ہیں۔

دوسری خصوصیت: ان کا عمل لغو بیکار کر دینا جائز ہے جب کہ یہ افعال اپنے دونوں مفعولوں کے درمیان مذکور ہوں جیسے زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ یا جملے کے آخر میں مذکور ہوں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ

تیسری خصوصیت: جب افعال قلوب استفہام، نفی اور لام ابتدا سے پہلے واقع ہوں تو یہ معلق ہوں گے یعنی لفظاً عمل نہیں کریں گے اور معنیً عمل کریں گے ان کے معلق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفی، استفہام اور لام ابتدا صدارت کلام کو چاہتے ہیں اگر ان سے پہلے والے افعال کو عمل دیں تو ان کی صدارت ختم ہو جائے گی۔

استفہام سے پہلے واقع ہونے کی مثال: عَلِمْتُ أَزَيْدٌ عِنْدَکَ أَمْ عَمْرٌو؟

نفی سے پہلے واقع ہونے کی مثال: عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ

لام ابتدا سے پہلے واقع ہونے کی مثال: عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ

ان تینوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً باطل ہو جاتا ہے لیکن معنیً یہ عمل کرتے ہیں اور دونون جز بنا بر مفعولیت محلاً منصوب رہتے ہیں پس معنی یہ ہوں گے کہ عَلِمْتُ أَحَدَهُمَا بِعَيْنِهِ عِنْدَکَ اور عَلِمْتُ زَيْدًا لَيْسَ فِي الدَّارِ اور عَلِمْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقٌ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قبل الاستفہام کہا تا کہ اسم استفہام کو بھی شامل ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى

چوتھی خصوصیت: افعال قلوب کے خواص میں سے ایک خاصیت یہ ہے ان میں جائز ہے کہ ان کا فاعل اور مفعول اول دونوں شیٔ واحد دو ضمیریں ہوں جو کہ دونوں متصل ہوں صرف متکلم کے لیے یا صرف مخاطب کے لیے یا صرف غائب کے لیے جیسے عَلِمْتُنِي مُنْطَلِقًا (میں نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا) اس میں فاعل اور مفعول دونوں متکلم کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شیٔ واحد یعنی متکلم کی طرف لوٹ رہی ہیں اور جیسے ظَنَنْتُکَ فَاضِلًا (تو نے اپنے آپ کو فاضل گمان کیا) اس میں فاعل اور مفعول دونوں مخاطب کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شیٔ واحد یعنی مخاطب کی طرف لوٹ رہی ہیں یہ اجتماع دوسرے افعال میں جائز نہیں پس ضَرَبْتُنِي کہنا جائز نہیں بلکہ اس صورت میں فصل کریں گے

اور ضَرَبْتُ نَفْسِیْ کہیں گے۔

چوتھی بات افعال قلوب اگر اپنے معنی میں مستعمل نہ ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی افعال قلوب والا عمل کریں گے

افعال قلوب میں سے بعض افعال کے لیے دوسرے معنی بھی ہیں جب افعال قلوب ان معنوں میں مستعمل ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور اس وقت ان کا عمل بھی افعال قلوب والا نہ ہوگا بلکہ یہ صرف ایک مفعول کی طرف متعدی ہوں گے۔

جیسے ظَنَنْتُ بمعنی اِتَّهَمْتُ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس ظَنَنْتُ زَیْدَ (میں نے زید پر تہمت لگائی) کہنا درست ہوگا اور عَلِمْتُ بمعنی عَرَفْتُ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس عَلِمْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو پہچانا) کہنا درست ہے اور رَأَیْتُ زَیْدًا بمعنی أَبْصَرْتُ زَیْدًا ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس رَأَیْتُ زَیْدًا بمعنی أَبْصَرْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو دیکھا) کہنا درست ہے اور وَجَدْتُ بمعنی أَصَبْتُ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا پس وَجَدْتُ الضَّالَّۃَ (میں گمشدہ چیز کو پالیا) کہنا درست ہے۔

افعال ناقصہ

فَصْلٌ: اَلْأَفْعَالُ النَّاقِصَةُ هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا وَهِيَ كَانَ وَصَارَ
افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو ایسی صفت پر ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو ان کے مصدر والی صفت کے علاوہ ہوں (یعنی جزم والی صفت کے علاوہ ہوں) اور وہ افعال ناقصہ كَانَ ، صَارَ ، ظَلَّ ، بَاتَ وغیرہ ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں
وَظَلَّ وَبَاتَ ...... إِلٰى اٰخِرِهَا تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ لِإِفَادَةِ نِسْبَتِهَا حُكْمَ مَعْنَاهَا فَتَرْفَعُ الْأَوَّلَ
تا کہ اپنے معنی کا حکم اور اثر اس کی نسبت کو عطا کریں (یعنی افعال ناقصہ اپنے معنی حکم اور اثر خبر کو عطا کریں) پس اول کو رفع دیتے ہیں
وَتَنْصِبُ الثَّانِيَ فَتَقُوْلُ: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا وَ كَانَ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ نَاقِصَةٌ وَهِيَ تَدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا
اور ثانی کو نصب دیتے ہیں پس تو کہے گا كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا اور کلمہ كَانَ تین قسم پر ہے اول ناقصہ اور یہ دلالت کرتا ہے اپنے فاعل کے لیے
فِي الْمَاضِيْ إِمَّا دَائِمًا نَحْوُ كَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا أَوْ مُنْقَطِعًا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ شَابًّا وَ تَامَّةٌ بِمَعْنٰى ثَبَتَ وَحَصَلَ
زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر خواہ یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے كَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یا منقطع ہو یعنی خبر اس سے جدا ہونے والی ہو جیسے كَانَ زَيْدٌ شَابًّا (زید جوان تھا) اور كَانَ کی دوسری قسم تامہ ہے جو بمعنی ثَبَتَ اور حَصَلَ ہے
نَحْوُ كَانَ الْقِتَالُ أَيْ حَصَلَ الْقِتَالُ وَزَائِدَةٌ مَا لَا يَتَغَيَّرُ بِاسْقَاطِهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ
جیسے كَانَ الْقِتَالُ یعنی حَصَلَ الْقِتَالُ (لڑائی ہوئی) اور كَانَ کی تیسری قسم زائدہ ہے جس کے گرانے سے جملہ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا ہے
جِيَادُ ابْنِيْ أَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ اَیْ عَلَى الْمُسَوَّمَةِ
جیسے شاعر کا قول ہے: میرے بیٹے ابو بکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں سے جن پر تیز روی کے نشان لگے ہوئے ہیں بلند تر ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ افعال قلوب کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے افعال ناقصہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : افعال ناقصہ کی تعریف

دوسری بات: افعال ناقصہ کی تعداد

تیسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

چوتھی بات : کَانَ کی تین اقسام

پانچویں بات: افعال ناقصہ کا استعمال

پہلی بات افعال ناقصہ کی تعریف

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر جو ان کی صفت مصدر کے علاوہ ہو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

فائدہ: غَیرِ صِفَۃِ مَصْدَرِھَا اس قید سے افعال ناقصہ کے علاوہ تمام افعال خارج ہو گئے اس لیے کہ تمام افعال فاعل کو اپنے مصدر کی صفت پر ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں مثلاً ضَرَبَ فعل اپنے فاعل کے لیے صفت پر ثابت کر رہا ہے لیکن افعال ناقصہ اپنے فاعل کے لیے اس صفت کو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو صفت ان کے مصدر کے علاوہ ہو اور وہ صفت ان کی خبر ہوتی ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا تھا) اس میں کَانَ نے اپنے فاعل زَیْدٌ کے لیے صفت قیام کو ثابت کیا جو اس کی خبر ہے ور یہ صفت قیام اس کی صفت مصدر کینونت کے علاوہ ہے۔

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ: ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ افعال دوسرے افعال کی طرح صرف فاعل کے ساتھ بغیر خبر کے تام نہیں ہوتے ہیں لہٰذا یہ نقصان سے خالی نہیں ہیں اس لیے انہیں افعال ناقصہ کہتے ہیں۔

دوسری بات افعال ناقصہ کی تعداد

افعال ناقصہ کل سترہ ہیں ان میں سے تیرہ اصل ہیں اور وہ یہ ہیں کَانَ، صَارَ، أَصْبَحَ، أَمْسٰی، أَضْحٰی، ظَلَّ، بَاتَ، عَادَ، مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَافَتِیَ، مَاانْفَکَّ، مَادَامَ، لَیْسَ چار ملحق ہیں اور وہ یہ ہیں کَادَ، آضَ، غَدَا، رَاحَ

تیسری بات افعال ناقصہ کا عمل

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنی کا اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کریں جیسے مثلاً صَارَ ہے اس معنی انتقال صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید غنی ہو گیا) اس مثال میں صَارَ فعل ناقص ہے جملہ اسمیہ زَیْدٌ غَنِیٌّ پر داخل ہے اور اپنے معنی انتقال کا حکم اور اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کر رہا ہے کہ زید ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو گیا ہے یعنی فقر سے غناء کی طرف منتقل ہو گیا ہے تو غناء کی جو نسبت ہے زید کی طرف وہ منتقل الیہ ہے اور زید

منتقل ہونے والا ہے۔

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ کے اول جز یعنی مبتدا کو رفع اور جز ثانی یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں اور اب ان کو مبتدا اور خبر نہیں کہیں گے بلکہ افعال ناقصہ کا اسم وخبر کہیں گے جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا ہونے والا ہے)

چوتھی بات کَانَ کی تین اقسام

کلمہ کَانَ تین قسم پر ہے: (۱) کَانَ ناقصہ (۲) کَانَ تامہ (۳) کَانَ زائدہ

۱)...... کَانَ ناقصہ: کَانَ ناقصہ وہ ہوتا ہے جو صرف فاعل پر تام نہیں ہوتا ہے بلکہ خبر کا محتاج ہوتا ہے جو اپنے فاعل کے لیے زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر دلالت کرے خواہ یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو۔ جیسے كَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے) یا منقطع ہو یعنی خبر اسم سے جدا ہونے والی ہو۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ شَابًّا (زید جوان تھا)

۲)...... کَانَ تامہ: کَانَ تامہ وہ ہوتا ہے جو صرف فاعل پر تام ہوتا ہے خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے اور یہ بمعنی ثَبَتَ اور حَصَلَ ہے جیسے كَانَ الْقِتَالُ یعنی حَصَلَ الْقِتَالُ (لڑائی ہوئی)

۳)...... کَانَ زائدہ: کَانَ زائدہ وہ ہوتا ہے جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو یعنی اس کے ساقط ہونے کی وجہ سے جملہ کا معنی متغیر نہیں ہوگا مثال شعر کے ذریعہ دے رہے ہیں۔

جِيَادُ ابْنِىْ أَبِىْ بَكْرٍ تَسَامٰى عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

ترجمہ: میرے بیٹے ابوبکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں سے جن پر تیز روی کے نشان لگے ہوئے ہیں بلند تر ہیں۔

محل استشہاد: اس مثال میں عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ میں کَانَ زائدہ ہے اس کے بغیر بھی شعر کا معنی پورا ہو رہا ہے گویا کلام میں یہ زائدہ ہے۔

ترکیب: جِيَادُ مضاف اِبْنِىْ مبدل منہ أَبِىْ بَكْرٍ بدل، بدل مبدل منہ ملکر مضاف الیہ جِيَادُ کے لیے جِيَادُ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، تَسَامٰى فعل هِىَ ضمیر مستتر فاعل، عَلٰى حرف جر کَانَ زائدہ الْمُسَوَّمَةِ موصوف الْعِرَابِ صفت، موصوف صفت سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق تَسَامٰى فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر جِيَادُ مبتدا کے لیے مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَصَارَ لِلْاِنْتِقَالِ نَحْوُ صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا وَ أَصْبَحَ وَ أَمْسٰى وَ أَضْحٰى تَدُلُّ عَلٰى اقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِتِلْكَ الْأَوْقَاتِ
اور صَارَ جو انتقال کے لیے آتا ہے جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا اور أَصْبَحَ، أَمْسٰى، أَضْحٰى مضمون جملہ کو ان اوقات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں
نَحْوُ أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا أَيْ كَانَ ذَاكِرًا فِيْ وَقْتِ الصُّبْحِ وَبِمَعْنٰى صَارَ نَحْوُ أَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا وَ تَامَّةً بِمَعْنٰى دَخَلَ

جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا (زید صبح کے وقت میں ذکر کرنے والا تھا) اور (یہ تینوں کبھی) بمعنی صَارَ بھی ہوتے ہیں جیسے أَصْبَحَ

فِي الصَّبَاحِ وَالضُّحٰى وَالْمَسَا وَظَلَّ وَبَاتَ يَدُلَّانِ عَلَى اقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِوَقْتَيْهِمَا نَحْوُ

زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا) (اور یہ تینوں) تامہ بھی ہوتے ہیں اس وقت أَصْبَحَ کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الصَّبَاحِ اور أَضْحٰى کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الضُّحٰى اور أَمْسٰى کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الْمَسَاءِ اور ظَلَّ اور بَاتَ یہ دونوں مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے پر

ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا وَ بِمَعْنٰى صَارَ وَ مَازَالَ وَمَابَرِحَ وَمَافَتِئَ وَمَاانْفَكَّ تَدُلُّ عَلٰى اِسْتِمْرَارِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا

دلالت کرتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا (زید دن کے وقت کاتب ہوگیا) اور یہ دونوں کبھی بمعنی صَارَ ہوتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌ غَنِيًّا بمعنی صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا ہے (زید غنی ہوگیا) اور مَازَالَ، مَابَرِحَ وَمَافَتِئَ، مَاانْفَكَّ دلالت کرتے ہیں اپنے فاعل کے لیے اپنی خبر کے ثبوت کے

مُذْقَبِلَهٗ نَحْوُ مَا زَالَ زَيْدٌ أَمِيْرًا وَيَلْزِمُهَا حَرْفُ النَّفْيِ وَ مَا دَامَ يَدُلُّ عَلٰى تَوْقِيْتِ أَمْرٍ بِمُدَّةِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا

استمرار و دوام پر جب سے فاعل نے خبر قبول کیا جیسے مَازَالَ زَيْدٌ أَمِيْرًا (ہمیشہ زید امیر ہے) اور ان کو حرف نفی لازم ہے اور

لِفَاعِلِهَا نَحْوُ أَقُوْمُ مَادَامَ الْأَمِيْرُ جَالِسًا وَ لَيْسَ يَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ الْجُمْلَةِ حَالًا وَقِيْلَ مُطْلَقًا

مَادَامَ دلالت کرتا ہے شئ کی تعیین پر اس مدت میں کہ اس کی خبر اس کے فاعل کے لیے ثابت ہے جیسے أَقُوْمُ مَادَامَ الْأَمِيْرُ جَالِسًا (میں کھڑا رہوں گا جب امیر بیٹھنے والا ہے) اور لَيْسَ معنی جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے فی الحال اور بعض حضرات نے مطلقًا کہا ہے

وَقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ أَحْكَامِهَا فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ فَلَا نُعِيْدُهَا

اور ان افعال ناقصہ کے بقیہ احکام تم قسم اول میں پہچان چکے ہو پس ان کو نہیں دہرائیں گے۔

پانچویں بات — افعال ناقصہ کا استعمال

صَارَ انتقال کے لیے آتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا) یعنی اِنْتَقَلَ زَيْدٌ مِنَ الْفَقْرِ اِلَى الْغِنَا (زید حالت فقر سے حالت غنا کی طرف منتقل ہوا)

أَصْبَحَ، أَمْسٰى، أَضْحٰى یہ تینوں افعال تین معنوں کے لیے آتے ہیں

۱)...... مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کے لیے جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا یہ اصل میں تھا كَانَ ذَاكِرًا فِيْ وَقْتِ الصُّبْحِ، أَمْسٰى زَيْدٌ مَسْرُوْرًا (زید شام کے وقت خوش ہونے والا تھا) اور أَضْحٰى زَيْدٌ حَزِيْنًا (زید چاشت کے وقت غمگین تھا)

۲)...... اور یہ تینوں افعال کبھی صَارَ کے معنی میں آتے ہیں اس وقت ان کے معنی ان کے اوقات کا لحاظ نہیں ہوگا جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا)

۳)...... یہ تینوں افعال کبھی کبھی تامہ ہوتے ہیں اس وقت یہ دَخَلَ کے معنی میں ہوں گے جیسے أَصْبَحَ کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الصَّبَاحِ اور أَضْحٰى کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الضُّحٰى اور أَمْسٰى کا معنی ہوگا دَخَلَ فِي الْمَسَا

ظَلَّ اور بَاتَ: یہ دونوں بھی مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظَلَّ

زَیْدٌ کَاتِبًا یعنی حَصَلَ کِتَابَتُہٗ فِی النَّھَارِ (زید کی کتابت دن میں حاصل ہوئی) اور جیسے بَاتَ زَیْدٌ قَائِمًا ای حَصَلَ نَوْمُہٗ فِی اللَّیْلِ (زید کی نیند رات میں حاصل ہوئی) اور یہ دونوں کبھی کبھی بمعنی صَارَ بھی ہوتے ہیں جیسے ظَلَّ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید غنی ہوگیا) ظَلَّ زَیْدٌ فَقِیْرًا (زید فقیر ہوگیا)

مَازَالَ، مَابَرِحَ وَمَافَتِئَ، مَاانْفَکَّ: یہ چاروں افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر ثبوت ان کے فاعل کے لیے دائمی ہے جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا ہے جیسے مَازَالَ زَیْدٌ أَمِیْرًا (زید ہمیشہ سے امیر ہے) یعنی جب سے زید نے امارت قبول کی اس وقت سے زید کی امارت دائمی ہے کبھی جدا نہیں ہوئی۔

وَیَلْزَمُھَا حَرْفُ النَّفْیِ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ چاروں افعال کو حرف نفی لازم ہے یعنی جب ان افعال سے دوام واستمرار کا رادہ کیا جائے تو حرف نفی اس کو لازم ہوگی کیونکہ حرف نفی کی وجہ سے ان میں دوام واستمرار کا معنی پیدا ہوگا اس لیے کہ ان افعال کے معنی میں نفی پائی جاتی ہے جیسے زَالَ کا معنی زائل ہونا اسی طرح بَرِحَ اور فَتِئَ کا معنی بھی زائل ہونا ہے اور انْفَکَّ کا معنی جدا ہونا ہے جب ان افعال پر مانافیہ داخل ہوتا ہے تو نفی کی نفی ہوجاتی ہے اور ضابطہ ہے نفی النفی اثبات و استمرار یعنی نفی کی نفی سے ثبوت اور دوام واستمرار کا معنی پیدا ہوجاتا ہے پس مَازَالَ کا معنی ہوگا نہیں زائل ہوا یعنی ہمیشہ رہا۔

مَادَامَ: یہ کسی امر کو مدت کے ساتھ موقت کرنے پر دلالت کرتا ہے جب تک فاعل کے لیے اس کی خبر کا ثبوت ہے جیسے أَقُوْمُ مَادَامَ الْأَمِیْرُ جَالِسًا (میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں متکلم نے اپنے کھڑے ہونے کی مدت کو امیر کے بیٹھنے کی مدت تک موقت ومتعین کردیا۔

لَیْسَ: زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے لَیْسَ مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے۔

افعال ناقصہ کے بقیہ احکام چونکہ پہلی قسم میں گذر چکے ہیں مصنف رحمہ اللہ فرمارہے ہیں کہ یہاں ان کو دوبارہ دہرانے کی حاجت نہیں۔

افعال مقاربہ

فَصْلٌ: أَفْعَالُ الْمُقَارَبَۃِ ھِیَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَۃِ عَلٰی دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِھَا وَھِیَ عَلٰی ثَلَاثَۃِ أَقْسَامٍ اَلْأَوَّلُ:
یہ فصل افعال مقاربہ کے بیان میں ہے افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جنہیں خبر کو اپنے فاعل کے نزدیک کرنے پر دلالت کرنے کے لیے وضع
لِلرَّجَاءِ وَھُوَ عَسٰی وَھُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ لَا یُسْتَعْمَلُ مِنْہُ غَیْرُ الْمَاضِیْ وَھُوَ فِی الْعَمَلِ مِثْلُ کَادَ إِلَّا أَنَّ خَبَرَہٗ فِعْلٌ
کیا گیا ہے اور وہ تین قسم پر ہیں پہلی قسم رَجَاء (یعنی امید) کے لیے اور وہ عَسٰی ہے اور عَسٰی فعل جامد ہے اس سے ماضی کے علاوہ دوسرے فعل استعمال نہیں کیا جاتا اور یہ عمل میں کَادَ کی طرح ہے (یعنی اس کی بھی خبر فعل مضارع ہوتی ہے) فرق اتنا ہے کہ عَسٰی کی خبر
مُضَارِعٌ مَعَ أَنْ نَحْوُ عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَّقُوْمَ وَیَجُوْزُ تَقْدِیْمُ الْخَبَرِ عَلٰی اِسْمِہٖ نَحْوُ عَسٰی أَنْ یَّقُوْمَ زَیْدٌ وَقَدْ تُحْذَفُ

فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہوتی ہے اور کَادَ کی بغیر اَنْ کے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ اور جائز ہے خبر مقدم کرنا اس کے اسم پر جیسے عَسٰی
اَنْ نَحْوُ عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ وَالثَّانِيْ لِلْحُصُوْلِ وَهُوَ کَادَ وَخَبَرُهٗ مُضَارِعٌ دُوْنَ اَنْ نَحْوُ کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ وَقَدْ تَدْخُلُ
اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ اور کبھی کبھی ان کو حذف کیا جاتا ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ اور دوسری قسم حصول کے لیے آتی ہے اور وہ کَادَ ہے اور اس کی خبر مضارع ہوتی ہے بغیر اَنْ کے جیسے کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ (زید کھڑے ہونے کے قریب ہے) اور
اَنْ عَلٰی خَبَرِهٖ نَحْوُ کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ وَالثَّالِثُ لِلْاَخْذِ وَالشُّرُوْعِ فِي الْفِعْلِ وَهُوَ طَفِقَ وَجَعَلَ وَکَرَبَ وَاَخَذَ
کبھی کبھی اَنْ بھی داخل ہوجاتا ہے جیسے کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ (زید کھڑا ہونے کے قریب ہے) اور تیسری قسم الْاَخْذ اور الشُّرُوْع فِي الْفِعْلِ کے لیے آتی ہے اور وہ طَفِقَ اور جَعَلَ اور کَرَبَ اور اَخَذَ ہیں
وَاسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ کَادَ طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ وَاَوْشَکَ وَاسْتِعْمَالُهٗ مِثْلُ عَسٰی وَکَادَ
اور ان کا استعمال کَادَ کی طرح ہے جیسے طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ (زید نے لکھنا شروع کردیا) اور اَوْشَکَ بھی اور اس کا استعمال عَسٰی اور کَادَ کی طرح ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ افعال ناقصہ کو ذکر فرمانے کے بعد اب یہاں سے افعال مقاربہ کو ذکر فرمارہے ہیں اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : افعال مقاربہ کی تعریف

دوسری بات: افعال مقاربہ کی اقسام

پہلی بات — افعال مقاربہ کی تعریف

افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو اپنے فاعل سے نزدیک کرنے پر دلالت کریں۔

فائدہ افعال مقاربہ کا عمل: یہ افعال بھی افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

دوسری بات — افعال مقاربہ کی اقسام

۱)..... لِلرَّجَاءِ یعنی امید کے لیے ۲)..... لِلْحُصُوْلِ یعنی حصول کے لیے

۳)..... اَلْاَخْذُ وَالشُّرُوْعُ فِي الْفِعْلِ (یعنی فعل میں شروع ہونے کے لیے)

پہلی قسم للرَّجَاء: یعنی امید کے لیے ہے باعتبار امید کے خبر کو فاعل کے قریب کرنے کے لیے ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم امید اور طمع رکھتا ہے نہ کہ یقین کہ حصول خبر فاعل کے لیے قریب ہے اور وہ عَسٰی ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے)

وَهُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ عَسٰی فعل جامد ہے جس سے ماضی کے سوا اور کوئی صیغہ نہیں آتا ہے جیسے وغیرہ اس سے امر، نہی، مضارع، اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے نہیں آتے ہیں۔

وَهُوَ فِي الْعَمَلِ مِثْلُ كَادَ: اور فعل عَسٰی کا عمل فعل کَادَ کی طرح ہے یعنی وہ کَادَ کی طرح اسم کو رفع دیتا ہے اور۔ کی طرح اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے۔

عَسٰی اور کَادَ میں فرق: یہ ہے کہ عَسٰی کی خبر مضارع أَنْ کے ساتھ ہوتی ہے اور فعل کَادَ کی خبر فعل مضارع بغیر أَنْ کے ہوتی ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَقُوْمَ (امید ہے کہ زید عنقریب کھڑا ہو) اس میں زَیْدٌ عَسٰی کا اسم ہونے کی بنا پر مرفوع ہے اور أَنْ یَقُوْمَ محل نصب میں ہے اور اس کی خبر ہے۔

وَیَجُوْزُ تَقْدِیْمُ الْخَبَرِ عَلٰی اِسْمِهٖ: اور عَسٰی کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر جائز ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَقُوْمَ اس مثال میں أَنْ یَقُوْمَ عَسٰی کا فاعل ہونے کی بنا پر محلاً مرفوع ہے اور زَیْدٌ أَنْ یَقُوْمَ کا فاعل ہے اور اس صورت میں عَسٰی تامہ ہے اس کی خبر کی ضرورت نہیں ہے اور پہلی صورت میں عَسٰی ناقصہ ہے۔

وَقَدْ تُحْذَفُ أَنْ: اور کبھی استعمال اول میں عَسٰی کی خبر سے أَنْ مصدریہ کو کَادَ کے ساتھ مقاربت میں مشابہت کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ

دوسری قسم لِلْحُصُوْلِ: دوسری قسم حصول کے لیے ہے یعنی وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کے لیے یقیناً قریب ہے نہ کہ بطور امید کے اور وہ کَادَ ہے اس کی خبر فعل مضارع بغیر أَنْ کے ہوتی ہے جیسے کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ (زید یقیناً کھڑا ہونے کے قریب ہے) اس میں زَیْدٌ کَادَ کا اسم ہے اور یَقُوْمُ محلاً منصوب ہو کر کَادَ کی خبر ہے اور أَنْ مصدر کَادَ کی خبر پر بھی داخل ہوتا ہے کیونکہ عَسٰی کے ساتھ مشابہت ہے جیسے کَادَ زَیْدٌ أَنْ یَقُوْمَ

تیسری قسم: فعل کے شروع کرنے کے لیے ہے یعنی وہ اس امر پر دلالت کرنے کے لیے ہے کہ متکلم فاعل کے لیے خبر کے حصول کے قریب کی خبر دیتا ہے اس لیے کہ متکلم فاعل کو اس کے شروع کا یقین ہے نہ کہ امید ھُوَ طَفِقَ اور اس تیسری قسم کے لیے طَفِقَ بمعنی اخذ اور جَعَلَ بمعنی طَفِقَ اور کَرَبَ بمعنی قَرُبَ اور أَخَذَ بمعنی شَرَعَ جیسے طَفِقَ زَیْدٌ یَخْرُجُ (زید نے یقیناً نکلنا شروع کر دیا ہے)

وَاِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ: اور ان چاروں الفاظ یعنی طَفِقَ، جَعَلَ، کَرَبَ، أَخَذَ کا استعمال کَادَ کی طرح ہے پس یہ چاروں کَادَ کی طرح اسم اور خبر کو چاہتے ہیں پھر ان کی خبر کَادَ کی خبر کی فعل مضارع بغیر أَنْ کے ہوتی ہے جیسے طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ (زید نے یقیناً لکھنا شروع کر دیا ہے)

وَ اَوْشَکَ وَاِسْتِعْمَالُهٗ مِثْلُ عَسٰی وَ كَادَ: اور اَوْشَکَ کا استعمال عَسٰی اور کَادَ کے استعمال کی طرح ہے یعنی کبھی خبر أَنْ کے ساتھ مثل عَسٰی اور کبھی بغیر أَنْ کے کَادَ کے مثل ہے جیسے اَوْشَکَ زَیْدٌ أَنْ یَقُوْمَ یا اَوْشَکَ زَیْدٌ یَقُوْمُ

افعال تعجب

فَصْلٌ: فِعْلَا التَّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ وَ لَهُ صِيغَتَانِ مَا أَفْعَلَهُ نَحْوُ مَا أَحْسَنَ زَيْدًا أَيْ: أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا
تعجب کے دونوں فعل وہ ہیں جو وضع کیے گئے ہیں انشاء تعجب کے لیے اور اس کے دو صیغے ہیں اول مَا أَفْعَلَهُ جیسے مَا أَحْسَنَ زَيْدًا یعنی کس چیز نے زید
وَفِي أَحْسَنَ ضَمِيرٌ وَهُوَ فَاعِلُهُ وَ أَفْعِلْ بِهِ نَحْوُ أَحْسِنْ بِزَيْدٍ وَ لَا يُبْنَيَانِ إِلَّا مِمَّا يُبْنَى مِنْهُ أَفْعَلُ التَّفْضِيلِ وَيُتَوَصَّلُ
کو حسین بنایا اور أَحْسَنَ میں ایک ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے دوسرا صیغہ أَفْعِلْ بِهِ ہے جیسے أَحْسِنْ بِزَيْدٍ یعنی کتنا ہی حسین ہے زید اور یہ دو صیغے نہیں بنائے جاتے مگر انہی افعال سے جن سے اسم تفضیل بنائے جاتے ہیں اور ذریعہ اور وسیلہ بنایا جاتا ہے
فِي الْمُمْتَنِعِ بِمِثْلِ مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا فِي الْأَوَّلِ وَ أَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِهِ فِي الثَّانِي كَمَا عَرَفْتَ فِي اِسْمِ التَّفْضِيلِ
ممتنع میں مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا سے اول میں اور أَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِهِ سے ثانی میں جیسا کہ تم اسم تفضیل میں پڑھ چکے ہو
وَلَا يَجُوزُ التَّصَرِيفُ فِيهِمَا بِتَقْدِيمٍ وَلَا تَأْخِيرٍ وَلَا فَصْلٍ وَالْمَازِنِيُّ أَجَازَ الْفَصْلَ بِالظَّرْفِ نَحْوُ
اور ان دونوں میں تصرف جائز نہیں ہے تقدم کی نہ تاخر کی اور نہ فصل کی اور امام مازنی نے ظرف کے ذریعے فصل کو جائز رکھا ہے جیسے
مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا
مَا أَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا (کیا ہی عمدہ ہے وہ چیز جس نے آج زید کو حسین بنایا)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: فعل تعجب کی تعریف

دوسری بات: فعل تعجب کے صیغے

تیسری بات: فعل تعجب کے صیغے جن افعال سے آتے ہیں اور جن سے نہیں آتے ان کا ذکر

چوتھی بات: جن افعال سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے ہیں ان سے فعل تعجب لانے کا طریقہ

پہلی بات — فعل تعجب کی تعریف

فعل تعجب وہ ہے جو انشاء تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے انشاء تعجب کی قید لگا کر وہ افعال نکال دیئے جو تعجب کی خبر دیتے ہیں جیسے تَعَجَّبَ وغیرہ

دوسری بات — فعل تعجب کے صیغے

افعال تعجب کے دو صیغے ہیں۔

پہلا صیغہ: مَا أَفْعَلَهُ ہے جیسے مَا أَحْسَنَ زَيْدًا أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا (یعنی زید کس چیز نے زید کو صاحب حسن کر دیا) اس میں ما استفہامیہ بمعنی أَيُّ شَيْءٍ کے ہو کر مبتدا ہے أَحْسَنَ فعل ماضی ہے اس میں ضمیر هُوَ مستتر اس کا فاعل ہے اور زَيْدًا مفعول بہ جملہ ہو کر خبر ہے۔

دوسرا صیغہ: أَفْعِلْ بِهِ ہے جیسے أَحْسِنْ بِزَيْدٍ اس میں أَحْسِنْ امر کا صیغہ ہے لیکن بمعنی ماضی أَحْسَنَ ہے

اور بِزَیْدٍ میں باء جارہ زائدہ ہے اور زَیْد اس کا فاعل ہے اور ہمزہ صیرورت کا ہے اور اس صورت میں أَحْسِنْ میں کوئی ضمیر نہیں ہوگی کیونکہ اس کا فاعل زَیْد موجود ہے پس أَحْسِنْ بِزَیْدٍ کے معنی یہ ہوں گے صَارَ زَیْدٌ ذَاحُسْنٍ (زید صاحب حسن ہوگیا)

تیسری بات فعل تعجب کے صیغے جن افعال سے آتے ہیں اور جن سے نہیں آتے ان کا ذکر

فعل تعجب کے دونوں صیغے بھی انہی ابواب سے تیار ہوتے ہیں جن سے اسم تفضیل بنایا جاسکتا ہے یعنی صرف ثلاثی مجرد سے۔ ثلاثی مجرد بھی وہ جس میں لون وعیب کا معنی نہ ہو باقی ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ اسی طرح ثلاثی مجرد جس میں لون وعیب کا معنی ہے ان سے یہ صیغے نہیں آتے ہیں۔

چوتھی بات جن افعال سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے ہیں ان سے فعل تعجب لانے کا طریقہ

ہر اس فعل سے جس سے صیغہ تعجب بنانا ممتنع ہے یعنی ثلاثی مجرد جس میں لون اور عیب کا معنی ہوں اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے فعل تعجب کے پہلے صیغے کو مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا میں أَشَدَّ سے اور اس کے دوسرے صیغے کو اَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِہٖ میں اَشْدِدْ سے اور مثل کلمات جیسے اَضْعِفْ یا أَحْسِنْ یا اَقْبِحْ وغیرہ سے بناتے ہیں اس طور پر کہ ان الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد جن ابواب سے فعل تعجب لانا ممتنع ہے اس کے مصدر کو آگے ذکر کیا جائے اور پھر فعل ممتنع کے مصدر اس کا مفعول بہ بنایا جائے یا اس کو باجارہ کو مجرور بنایا جائے۔

اول کی مثال: مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا (لفظی ترجمہ کس چیز نے اس کے نکلنے کو صاحب شدت کیا۔ بامحاورہ ترجمہ اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت ہے)

ثانی کی مثال: اَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِہٖ (لفظی ترجمہ اس کا نکلنے صاحب شدت ہوا، بامحاورہ ترجمہ اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت ہے)

وَلَا یَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فِیْهِمَا: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے یہ بات بیان فرمارہے ہیں کہ فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں تقدیم وتاخیر کا تصرف جائز نہیں اول میں مفعول بہ کو مقدم کرنا اور ثانی میں جار مجرور کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا مَازَیْدًا أَحْسَنَ یا بِزَیْدٍ أَحْسِنْ کہنا درست نہیں ہے اسی طرح ان کے اور معمول کے درمیان فاصلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے لہٰذا مَا أَحْسَنَ فِی الدَّارِ زَیْدًا یا أَحْسِنْ فِی الدَّارِ بِزَیْدٍ کہنا بھی درست نہیں ہے لیکن امام مازنی کے ہاں ان میں اور ان کے معمول میں ظرف کے ساتھ فصل جائز ہے کیونکہ ظرف میں وہ وسعت ہوتی ہے جو غیر ظرف میں نہیں ہوتی ہے لہٰذا ان کے ہاں مَا أَحْسَنَ الْیَوْمَ زَیْدًا (یعنی کس چیز نے آج زید کو صاحب حسن بنایا) کہنا جائز ہے اسی طرح أَحْسِنِ الْیَوْمَ بِزَیْدٍ بھی جائز ہے۔

افعال مدح وذم

فَصْل :أَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْ ذَمٍّ اَمَّا مَدْحٌ فَلَهُ فِعْلَانِ نِعْمَ وَفَاعِلُهُ اِسْمٌ مَعَرَّفٌ بِاللَّامِ
افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہیں بہر حال افعال مدح پر اس کے لیے دو فعل ہیں اول نِعْمَ ہے
نَحْوُ نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اَوْ مُضَافٌ إِلَى الْمُعَرَّفِ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ وَقَدْ يَكُوْنُ فَاعِلُهُ مُضْمَرًا
اس کا فاعل وہ اسم ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا اس کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ غُلَامُ
وَيَجِبُ تَمْيِيْزُهُ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ أَوْ بِمَا نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى : فَنِعِمَّا هِيَ أَيْ : نِعْمَ شَيْئًا هِيَ وَزَيْدٌ
الرَّجُلِ زَيْدٌ اور کبھی نِعْمَ کا فاعل مضمر یعنی مستتر ہوتا ہے اس وقت اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا واجب ہے جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ (زید اچھا ہے از روئے مرد ہونے کے) یا اس کی تمیز لفظ مَا ہوگی جو نکرہ بمعنی شئی کے ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان فَنِعِمَّا هِيَ أَيْ نِعْمَ شَيْئًا هِيَ اور زید کو
يُسَمّٰى الْمَخْصُوْصَ بِالْمَدْحِ وَحَبَّذَا نَحْوُ حَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فِعْلُ الْمَدْحِ وَفَاعِلُهُ ذَا وَالْمَخْصُوْصُ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ
الْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ کا نام دیا جاتا ہے (یعنی مذکورہ مثالوں میں فاعل کے بعد جو زید واقع ہے اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں) دوسرا فعل حَبَّذَا ہے جیسے حَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فعل مدح ہے اور ذَا اس کا فاعل ہے اور زید الْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ ہے (معنی کیا ہی عمدہ ہے زید) اور جائز ہے
أَنْ يَقَعَ قَبْلَ مَخْصُوْصِهٖ أَوْ بَعْدَهُ تَمْيِيْزٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَجُلًا زَيْدٌ وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَجُلًا أَوْ حَالٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ وَ
مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد کوئی تمیز مذکور ہو جیسے حَبَّذَا رَجُلًا زَيْدٌ اور حَبَّذَا زَيْدٌ رَجُلًا یا مخصوص بالمدح کے بعد یا پہلے حال
حَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا وَاَمَّا الذَّمُّ فَلَهُ فِعْلَانِ اَيْضًا بِئْسَ نَحْوُ بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَبِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو وَبِئْسَ رَجُلًا
واقع ہے جیسے حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ اور حَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا اور بہر حال افعال ذم اس کے دو فعل ہیں اول بِئْسَ ہے جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور بِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو اور بِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو (برا ہے مرد عمرو اور برا ہے مرد کا غلام عمرو اور برا ہے عمرو باعتبار مرد ہونے کے)
عَمْرٌو وَسَاءَ نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَسَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ وَسَاءَ رَجُلًا زَيْدٌ وَسَاءَ مِثْلُ بِئْسَ فِي سَائِرِ الْاَقْسَامِ
دوسرا فعل سَاءَ ہے جیسے سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (برا مرد زید) اور سَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ (برا ہے مرد کا غلام زید) اور سَاءَ رَجُلًا زَيْدٌ (برا ہے وہ باعتبار مرد کے زید) اور سَاءَ مثل بِئْسَ کے ہے تمام اقسام میں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : افعال مدح وذم کی تعریف اور افعال مدح کے صیغے

دوسری بات: نِعْمَ کے فاعل سے متعلق

تیسری بات: الْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ سے متعلق

چوتھی بات : افعال ذم کے صیغے اور ان کے استعمال سے متعلق

پہلی بات افعال مدح وذم کی تعریف اور افعال مدح کے صیغے

افعال مدح وذم کی تعریف: افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں پس مَدَحْتُ زَیْدًا (میں نے زید کی مدح کی) اور ذَمَمْتُ زَیْدًا (میں نے زید کی مذمت کی) یہ انشاء مدح وذم ہے اور کَرُمَ زَیْدٌ اور شَرُفَ زَیْدٌ اور غَوُرَ زَیْدٌ اخبار مدح وذم کے لیے ہیں نہ کہ انشاء مدح وذم کے لیے مذکورہ تعریف سے یہ خارج ہوں گے۔

افعال مدح وذم کے صیغے: افعال مدح وذم کے دوصیغے ہیں نِعْمَ اور حَبَّذَا

دوسری بات نِعْمَ کے فاعل سے متعلق

نِعْمَ کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ (زید اچھا مرد ہے) یا اس کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ پہلی مثال میں الرَّجُلُ نِعْمَ کا فاعل ہے اور دوسری مثال میں غُلامُ الرَّجُلِ نِعْمَ کا فاعل ہے۔

کبھی نِعْمَ کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے اس وقت اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا ضروری ہے جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ اس مثال میں نِعْمَ میں ضمیر هُوَ مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے اور رَجُلًا اس کی تمیز ہے (زید اچھا ہے از روے مرد ہونے کے) یا اس کی تمیز لفظ مَا ہوگی جو نکرہ ہے اور بمعنی شَیْئٌ کے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَنِعِمَّا هِيَ أَيْ: نِعْمَ شَيْئًا هِيَ اس مثال میں نِعْمَ میں ضمیر هُوَ مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے اور مَا نکرہ ہے بمعنی شَيْئٌ یہ مَا نہ موصولہ اور نہ موصوفہ ہے اور یہ مخصوص بالمدح ہے۔ دوسرا فعل حَبَّذَا ہے جیسے حَبَّذَا زَیْدٌ اس میں حَبَّ فعل مدح ذَا اس کا فاعل ہے اور زید اَلْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ ہے۔

تیسری بات اَلْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ سے متعلق

افعال ذم کے دوصیغے ہیں بِئْسَ اور سَاءَ، بِئْسَ اور سَاءَ کا استعمال نِعْمَ کی طرح ہے یعنی ان دونوں کا فاعل یا معرف باللام ہوگا یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا یا ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جس کی تمیز یا تو نکرہ منصوبہ ہوگی یا مَا نکرہ بمعنی شَيْئٌ ہوگی۔

مثال: بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ (زید برا مرد ہے) یہ بِئْسَ کا فاعل معرف باللام ہونے کی مثال ہے اس میں زَیْدٌ مخصوص بالذم ہے۔

بِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو: بِئْسَ کے فاعل کے معرف باللام کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے اور بِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو یہ فاعل ضمیر مستتر ہونے کی مثال ہے جس کی تمیز رَجُلًا نکرہ منصوبہ ہے۔

دوسرا فعل سَاءَ کی مثالیں: سَاءَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اور سَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ اور سَاءَ رَجُلًا زَیْدٌ پس سَاءَ تمام اقسام میں بِئْسَ کی مانند ہے۔

تمارین

سوال نمبر ۱: فعل مضارع کے اقسام تفصیل سے لکھیں اور مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: فعل مضارع کے عوامل ناصبہ بمع امثلہ تحریر کرنے کے بعد اَن وجوباً اور جوازاً کب مقدر ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر ۳: فعل مضارع کے عوامل جازمہ کو مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر ۴: لم اور لما میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: کیا لما کے بعد فعل کا حذف کرنا جائز ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں؟

سوال نمبر ۶: کَلِمَۃُ الْمُجَازَاتِ کسے کہتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۷: شرط اور جزاء پر جزم دینا کب واجب ہے؟ مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۸: شرط اور جزاء میں کَلِمَۃُ الْمُجَازَاتِ کب عمل نہیں کرتے ہیں؟ مثالیں بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۹: صرف شرط میں جزم دینا کب واجب ہے؟ مثال بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۰: شرط اور جزاء میں جزم کب جائز ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۱: جزاء پر فاء کا داخل کرنا کب جائز ہے اور کب ناجائز ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۲: جزاء پر فاء کا وجوباً داخل ہونے کی جگہیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: کونسے افعال کے بعد ان مقدر ہوتا ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۴: فعل امر کی تعریف کریں؟ فعل امر بنانے کا طریقہ بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۵: فعل مالم یسم فاعلہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز فعل مجہول بنانے کا طریقہ تفصیل سے بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۶: فعل لازم اور فعل متعدی کی تعریفات اور امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۱۷: نعم کا فاعل کیا ہوتا ہے مذکر ہوتا ہے یا مؤنث؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۸: افعال قلوب کتنے اور کون سے ہیں؟ اور ان کا عمل کیا ہے؟ مثالیں بھی ذکر کریں اور ان کے خواص تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: افعال ناقصہ کی تعریف اور عمل لکھیں؟

سوال نمبر ۲۰: افعال ناقصہ کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۱: کان اور اس کے اخوات کا معنی اور استعمال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۲: جیادُ ابنی أبي بکرٍ تسامی علی کَانَ المُسوَّمۃِ العِراب ای علی المُسوَّمۃ

کان کے زائد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کو کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے؟ اور شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی کیجئے؟

سوال نمبر ۲۳: فعل مقاربہ کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۴: فعل تعجب کی تعریف لکھیں اور یہ بتائیں کہ فعل تعجب کے صیغہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال نمبر ۲۵: افعال مدح وذم کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز افعال مدح وذم کتنے اور کون کون سے ہیں تحریر کریں؟

اَلْقِسمُ الثَّالِثُ فِي الْحُرُوْفِ

اَلْقِسمُ الثَّالِثُ فِي الْحُرُوْفِ وَقَدْ مَضٰی تَعْرِیْفُهٗ وَأَقْسَامُهٗ سَبعَةَ عَشَرَ: حُرُوْفُ الْجَرِّ وَ الْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ
بِالْفِعْلِ وَ حُرُوْفُ الْعَطْفِ وَ حُرُوْفُ التَّنْبِیهِ وَ حُرُوْفُ النِّدَاءِ وَ حُرُوْفُ الْإِیْجَابِ وَ حُرُوْفُ الزِّیَادَةِ وَ حَرْفَا
التَّفْسِیرِ وَ حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ وَ حُرُوْفُ التَّحْضِیضِ وَ حُرُوْفُ التَّوَقُّعِ وَ حُرُوْفُ الْاِسْتِفْهَامِ وَ حُرُوْفُ الشَّرْطِ
وَ حُرُوْفُ الرَّدْعِ وَتَاءُ التَّأْنِیثِ وَ نُوْنُ التَّنْوِیْنِ وَنُوْنُ التَّاکِیْدِ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے کلمہ کی تیسری قسم حرف کو بیان فرما رہے ہیں۔
حرف کی تعریف اور اس کی علامات گزر چکی ہیں۔ حروف کی سترہ اقسام ہیں۔

(۱) حروف جارہ	(۲) حروف مشبہ بالفعل	(۳) حروف عطف
(۴) حروف تنبیہ	(۵) حروف نداء	(۶) حروف ایجاب
(۷) حروف زیادہ	(۸) حروف تفسیر	(۹) حروف مصدر
(۱۰) حروف تخصیص	(۱۱) حروف توقع	(۱۲) حروف استفہام
(۱۳) حروف شرط	(۱۴) حروف ردع	(۱۵) تائے تانیث ساکنہ
(۱۶) نون تنوین	(۱۷) نون تاکید	

حروف جارہ

حُرُوْفُ الْجَرِّ حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِإِفْضَاءِ فِعْلٍ وَ شِبْهِهٖ أَوْ مَعْنَی الْفِعْلِ إِلٰی مَا تَلِیْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ أَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ
وَ هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْکَ أَيْ أُشِیْرُ إِلَیْهِ فِیْهَا

ترجمہ بمع وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے حروف جارہ کو تفصیل سے ذکر فرما رہے ہیں،

چنانچہ حروفِ جارہ ذکر کرنے سے پہلے حروف جارہ کا فائدہ ذکر فرما رہے ہیں۔

حروف جارہ کا فائدہ: حروف جارہ وہ حروف ہیں

جو فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کا اس اسم تک پہنچانے کے لیے وضع کیے گئے ہیں، جو ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

فعل کو اسم کے قریب کرنے کی مثال: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (گزرا میں زید کے ساتھ)

اس مثال میں مَرَرْتُ فعل کو باء حرف جر نے زید اسم تک پہنچایا ہے۔

شبہ فعل کو اسم کے قریب کرنے کی مثال: أَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ (میں گزرنے والا ہوں زید کے ساتھ)

اس مثال میں مَارٌّ اسم فاعل شبہ فعل ہے اس کو باء حرف جر نے زید تک پہنچایا ہے۔

معنی فعل کو اسم تک پہنچانے کی مثال: هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْكَ (یہ گھر میں تیرا باپ ہے) اس مثال میں هٰذَا یہ معنی فعل ہے کیونکہ یہ هَا أُنَبِّهُ یا ذَا أُشِيْرُ کے معنی میں ہے پس هٰذَا فِي الدَّارِ کے معنی أُشِيْرُ إِلَيْهِ فِيْهَا ہے (میں اس گھر کی طرف اشارہ کرتا ہوں) اب اس میں هٰذَا معنی فعل کو فِي حرف جر نے الدَّارِ جو کہ اسم ہے اس تک پہنچا دیا ہے۔

حروف جارہ کی وضع اور ان کا استعمال

وَهِيَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا مِنْ وَهِيَ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ فِي مُقَابَلَتِهِ الْإِنْتِهَاءُ كَمَا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ
الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ وَلِلتَّبْيِيْنِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ وَضْعُ لَفْظِ الَّذِيْ مَكَانَهُ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ
الْأَوْثَانِ وَلِلتَّبْعِيْضِ وَعَلَامَتُهُ أَنْ يَصِحَّ لَفْظُ بَعْضٍ مَكَانَهُ نَحْوُ أَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَ زَائِدَةٌ وَعَلَامَتُهُ أَنْ لَا
يَخْتَلَّ الْمَعْنٰى بِإِسْقَاطِهَا نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ وَلَا تُزَادُ فِي الْكَلَامِ الْمُوْجَبِ خِلَافًا لِلْكُوْفِيِّيْنَ وَأَمَّا قَوْلُهُمْ
قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ وَشِبْهِهِ فَمُتَأَوَّلٌ

وضاحت: حروف جارہ انیس ہیں۔ ان میں سے مِنْ کو پہلے ذکر فرما رہے ہیں۔

مِنْ کو پہلے اس لیے ذکر فرما رہے ہیں کہ مِنْ ابتدا کے لیے ہے، لہٰذا یہ ابتدا میں آئے، یہی اولیٰ وانسب ہے۔

حرف مِنْ اور اس کا استعمال: یہ چار معنوں کے لیے آتا ہے:

(۱) ابتداء غایت کے لیے (۲) تبیین کے لیے (۳) تبعیض کے لیے (۴) زائدہ

ابتداء غایت کے لیے: یعنی اس چیز کی ابتدا بتانے کے لیے جس کی کوئی انتہاء ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ یہ ابتداء غایت کے لیے جب ہوگا جب اس کے مقابلے میں إِلٰى کا آنا صحیح ہو جو کہ انتہائے غایت کے لیے آتا ہے۔

مثال: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ (میں نے سیر کی بصرہ سے کوفہ تک)

تبیین کے لیے: یعنی مقصود کے اندر جو ابہام ہوتا ہے، اس کی وضاحت کے لیے آتا ہے۔ اس کی

علامت یہ ہے کہ اگر مِنْ کو ہٹا کر اس کی جگہ اَلَّذِيْ رکھ دیا جائے تو یہ صحیح ہو، جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ اس میں مِنْ کی جگہ اَلَّذِيْ رکھ دیا جائے تو معنی درست ہوتا ہے یعنی اَلَّذِيْ الْأَوْثَانَ یہاں مِنْ تبیین یعنی وضاحت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

تبعیض کے لیے: یعنی فعل بعض مجرور کے ساتھ متعلق ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ مِنْ کی جگہ اگر لفظ بَعْض رکھ دیا جائے تو معنی صحیح رہے، جیسے أَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ أَيْ بَعْضَ الدَّرَاهِمِ اس میں مِنْ کی جگہ اگر بَعْض رکھ دیا تو معنی درست ہوتا ہے اس لیے یہاں مِنْ تبعیض کے لیے ہے۔

زائدہ ہوتا ہے: کبھی مِنْ کلام میں زائدہ بھی ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو کلام سے گرا دینے سے معنی میں کوئی فرق نہ آئے، یعنی کلام میں اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو جیسے مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ (میرے پاس کوئی نہیں آیا) اس میں حرف مِنْ کلام میں نہ ہوتا اور مَا جَاءَنِيْ أَحَدٌ ہوتا تب بھی کلام درست ہوتا تو یہاں مِنْ زائدہ ہے۔

مِنْ زائدہ کے بارے میں کوفیین اور بصریین کا اختلاف: مِنْ کلام موجب (جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو) میں زائدہ ہوتا ہے یا کلام غیر موجب میں (جس میں نفی، نہی، استفہام ہو)

بصریین: کے نزدیک مِنْ کلام غیر موجب میں زائدہ ہوتا ہے اور کلام موجب میں زائدہ نہیں ہوتا ہے جیسے مَا جَاءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بصریین کا مذہب مختار ہے اس لیے اس کو پہلے ذکر کر دیا۔

کوفیین: کے نزدیک مِنْ کلام موجب میں زائدہ ہوتا ہے جیسے قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ

نحاۃِ کوفہ کہتے ہیں عربوں کے اس قول میں مِنْ زائدہ ہے جو کہ کلام موجب میں واقع ہے۔

وَأَمَّا قَوْلُهُمْ قَدْ كَانَ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے کوفیوں کو جواب دے رہے ہیں کہ عرب کا قول قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ اور اس کے ہم مثل مُتَاَوَّل (یعنی تاویل کیے ہوئے) ہیں یعنی عرب کے مذکورہ قول میں زائدہ نہیں ہے بلکہ یا تو تبعیض کے لیے ہے جیسے قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ أَيْ بَعْضُ مَطَرٍ کے معنی میں ہے یا تبیین کے لیے ہے قَدْ كَانَ شَيْءٌ مِنْ مَطَرٍ یا بطور حکایت واقع ہے گویا کہ کسی کہنے والے نے کہا هَلْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ؟ اس جواب میں کہا قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ

مِنْ کا استعمال ذیل کے معنوں میں بھی ہوتا ہے

۱)......کبھی مِنْ بمعنی فِيْ آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

۲)......کبھی مِنْ بمعنی باء آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ أَيْ بِطَرْفٍ خَفِيٍّ

۳)......کبھی مِنْ بمعنی بدل آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ أَيْ بَدَلِ الْآخِرَةِ

۴)......کبھی مِنْ بمعنی عَلٰی آتا ہے، جیسے: وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ أَيْ عَلَى الْقَوْمِ

۵)......کبھی بمعنی قسم آتا ہے، جیسے: مِنْ رَبِّيْ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا

۲)......کبھی فصل کے لیے آتا ہے، جب مِنْ دو متضاد چیزوں میں سے دوسرے پر داخل ہو، جیسے وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ

وَإِلٰی وَهِيَ لِانْتِهَاءِ الْغَایَةِ كَمَا مَرَّ وَبِمَعْنٰی مَعَ قَلِیْلًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی : فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَیْدِیَكُمْ إِلَی الْمَرَافِقِ

إِلٰی جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے دوسرا حرف إِلٰی ہے۔ یہ انتہائے غایت کے لیے آتا ہے۔ یہ مِنْ ابتدائیہ کے مقابلے میں واقع ہوتا ہے، جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَی الْكُوْفَةِ اور کبھی إِلٰی بمعنی مَعَ کے آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَیْدِیَكُمْ إِلَی الْمَرَافِقِ (تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ) یہاں إِلٰی بمعنی مَعَ کے ہے۔

وَحَتّٰی وَهِيَ مِثْلُ إِلٰی نَحْوُ نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ وَبِمَعْنٰی مَعَ كَثِیْرًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ
وَلَا تَدْخُلُ إِلَّا عَلَی الظَّاهِرِ فَلَا یُقَالُ حَتَّاهُ خِلَافًا لِلْمُبَرِّدِ وَقَوْلُ الشَّاعِرِ :
فَلَا وَاللّٰهِ لَا یَبْقٰی أُنَاسٌ   فَتًی حَتَّاكَ یَا ابْنَ أَبِیْ زِیَادِ   فَشَاذٌّ

حَتّٰی جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے تیسرا حرف جار حَتّٰی ہے۔ یہ بھی إِلٰی کی طرح انتہاء غایت کے لیے آتا ہے، جیسے نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ (میں گذشتہ رات سو یا صبح تک)

وَبِمَعْنٰی مَعَ كَثِیْرًا: اور حَتّٰی بمعنی مَعَ ہو کر کلام عرب میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے، جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ أَيْ مَعَ الْمُشَاةِ (حاجی لوگ مع پیادہ پا حاجیوں کے آگئے) الْمُشَاةِ جمع مَاشٍ کے ہے۔

نوٹ: حَتّٰی بمعنی مَعَ کثرت سے آتا ہے اور حَتّٰی بمعنی إِلٰی کم آتا ہے۔

حَتّٰی اور إِلٰی میں فرق: إِلٰی اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے، جیسے إِلٰی زَیْدٍ اور إِلَیْهِ کہنا درست ہے اور حَتّٰی صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے، لہٰذا حَتَّاهُ کہنا درست نہیں۔

خِلَافًا لِلْمُبَرِّدِ: امام مبرد رحمۃ اللہ علیہ حَتّٰی جارہ کو ضمیر پر داخل ہونے کر جائز کہتے ہیں اور وہ استدلال میں شاعر کا شعر پیش کرتے ہیں جس میں حَتّٰی ضمیر پر داخل ہوا ہے جیسے مذکورہ شعر میں حَتَّاكَ میں كَ ضمیر پر داخل ہوا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ امام مبرد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جواب دیتے ہیں کہ اس طرح کا شعر شاذ ہے یعنی جمہور نحات کے نزدیک مذکورہ شعر میں جو حَتّٰی كَ ضمیر پر داخل ہے یہ شاذ ہے جس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

شعر

فَلَا وَاللّٰهِ لَا یَبْقٰی أُنَاسٌ   فَتًی حَتَّاكَ یَا ابْنَ أَبِیْ زِیَادِ

ترجمہ: خدا کی قسم کوئی آدمی بھی باقی نہیں رہے گا اور نوجوان بھی یہاں تک کہ اب اے ابن زیاد تو بھی باقی نہیں رہے گا۔

محلِ استشہاد: مذکورہ شعر میں حَتّٰی کَ حرف پر داخل ہے۔اس میں چند حضرات کا اختلاف ہے۔

۱)......جمہور نحات کا قول ہے کہ حَتَّاکَ یَاابنَ أَبِیْ زِیَادٍ میں حَتّٰی جو کہ ضمیر مجرور کَ پر داخل ہوا ہے جس پر قیاس کرنا ممتنع اور شاذ ہے۔

۲)......مبرد صاحب حَتّٰی کو ضمیر مجرور پر داخل ہونا جائز قرار دیتے ہیں۔

۳)......مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کلام شاذ ہے۔

ترکیب: فَلَا میں لَا زائدہ ہے۔ وَاللہِ اُقْسِمُ جار مجرور متعلق کے ہو کر قسم ہوا لَا یَبقٰی فعل کے لیے، اُنَاس مبدل منہ فَتٰی بدل ہوا، اب مبدل منہ مع البدل ملکر فاعل ہوا لَا یَبقٰی فعل کے لیے، حَتَّاکَ جار مجرور متعلق ہوا لَا یَبقٰی سے۔اب لَا یَبْقٰی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یَا حرف ندا، ابنَ مضاف أَبِی مضاف الیہ، مضاف زِیَادٍ مضاف الیہ أَب، مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا پہلے مضاف کے لیے، أَب مضاف مع مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا، ابنَ مضاف کے لیے، أَب مضاف مع المضاف الیہ ملکر منادی ہوا، أَب یَا حرف مع المنادی ملکر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

وَفِيْ هِيَ لِلظَّرْفِيَةِ نَحْوَ زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَالْمَاءُ فِي الْكُوْزِ

فِيْ جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے ایک حرف فِيْ ہے۔ فِيْ ظرفیت کے لیے ہے یعنی اپنے مابعد کو اپنے ماقبل کے لیے ظرف بناتا ہے جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ (زید گھر میں ہے) اور الْمَاءُ فِي الْكُوْزِ (پانی مشکیزہ میں ہے)

وَبِمَعْنَى عَلٰى قَلِيْلًا نَحْوَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ

وضاحت مع معنی: اور حرف فِيْ عَلٰی کے معنی میں بھی آتا ہے، لیکن یہ کم آتا ہے، جیسے اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ أَيْ عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ (میں تم کو کھجور کے تنوں پر ضرور سولی دونگا)

وَالْبَاءُ وَهِيَ لِلْإِلْصَاقِ نَحْوَ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ أَيِ الْتَصَقَ مُرُوْرِيْ بِمَوْضِعٍ يَقْرُبُ مِنْهُ زَيْدٌ وَلِلْإِسْتِعَانَةِ نَحْوَ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّعْدِيَةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَ لِلْمُصَاحَبَةِ كَخَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَلِلْمُقَابَلَةِ كَبِعْتُ هٰذَا بِذَاكَ وَ لِلظَّرْفِيَةِ كَجَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ وَلِلتَّعْدِيَةِ كَذَهَبْتُ بِزَيْدٍ وَ زَائِدَةً قِيَاسًا فِي الْخَبَرِ الْنَّفْيِ نَحْوَ مَازَيْدٌ بِقَائِمٍ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوَ هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَسَمَاعًا فِي الْمَرْفُوْعِ نَحْوَ بِحَسْبِكَ زَيْدٌ وَكَفٰى بِاللهِ شَهِيْدًا وَفِي الْمَنْصُوْبِ نَحْوَ أَلْقٰى بِيَدِهٖ

با جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے پانچواں باء ہے اور یہ چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جو یہ

ہیں: (۱)الصاق کے لیے (۲)استعانت کے لیے (۳)تعلیل کے لیے
(۴)مصاحبت کے لیے (۵)مقابلہ کے لیے (۶)تعدیہ کے لیے
(۷)ظرفیت کے لیے (۸)زائدہ ہو۔

۱)......الصاق کے لیے: یعنی اس امر کا فائدہ دینے کے لیے کہ کوئی چیز اس کے مجرور کے ساتھ ملصق اور متصل ہے۔جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍاَیْ اَلْتَصَقَ مُرُوْرِیْ بِمَوْضِعٍ یَقْرُبُ مِنْہُ زَیْدٌ(میں زید کے پاس گزرا یعنی میرا گزرنا اس جگہ کے ساتھ ہے،جس جگہ سے زید قریب ہے)

۲)......استعانت کے لیے: استعانت کے لغوی معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ باء استعانت وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ میرے مابعد سے میرا فاعل مدد طلب کرتا ہے، جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم کے ساتھ لکھا یعنی قلم کی مدد سے لکھا)

۳)......تعلیل کے لیے: باء کبھی تعلیل کے لیے ہوتی ہے، یعنی یہ بتلانے کے لیے کہ میرا مابعد فعل کا سبب اور علت ہے، جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ (بے شک تم نے اپنے نفسوں پر بچھڑے کو معبود بنانے کے سبب ظلم کیا)اس میں اتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ (یعنی بچھڑے کی پرستش)ظلم کے لیے سبب اور علت ہے۔

۴)......مصاحبت کے لیے: یعنی اس فائدہ دینے کے لیے کہ اس کا مابعد دوسرے کے ساتھ تعلق فعل میں شریک ہے جیسے خَرَجَ زَیْدٌ بِعَشِیْرَتِہٖ(زید اپنے کنبہ کے ساتھ نکلا)اور اس کی علامت یہ ہے کہ باء کی جگہ لفظ مع رکھنے سے معنی صحیح رہیں گے۔

۵)......مقابلہ کے لیے: یعنی اس امر کا فائدہ دینے کے لیے کہ اس کا مجرور کسی دوسری شے کے مقابلہ میں ہے جیسے بِعْتُ ھٰذَا بِذَاکَ اَیْ بِمُقَابَلَۃِ ذَاکَ (میں نے اس کو اُس کے مقابلہ میں بیچا)

۶)......ظرفیت کے لیے: جیسے جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ اَیْ فِی الْمَسْجِدِ (میں مسجد میں بیٹھا ہوں)

۷)......تعدیہ کے لیے: یعنی فعل لازم کو فعل متعدی بنا دیتی ہے، جیسے ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ بمعنی اَذْھَبْتُہٗ(میں زید کو لے گیا)

۸)......زائدہ: یعنی باء زائدہ بھی ہوتی ہے۔

باء کے زائدہ ہونے کے مقامات: زائدہ ہونا دو مقام پر قیاسی ہے اور باقی مقامات پر سماعی ہے۔

قیاسی: جن مقامات پر باء زائدہ ہوتی ہے،

ان میں سے ایک یہ ہے کہ نفی کی خبر پر باء زائدہ ہوتی ہے جیسے: مَازَیْدٌ بِقَائِمٍ (زید کھڑا نہیں ہے)

اور دوسرا مقام یہ ہے کہ استفہام کی خبر پر باء زائدہ ہوتی ہے جیسے هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ (کیا زید کھڑا ہے؟)

وَسَمَاعًا فِي الْمَرْفُوعِ: اس کا عطف قیاسا پر ہے اور باء سَمَاعًا مرفوع میں زائد ہوتی ہے،

خواہ وہ مرفوع مبتدا ہو، جیسے بِحَسْبِكَ زَيْدٌ (تجھ کو زید کافی ہے) اس میں مبتدا ہے اس پر باء زائدہ ہے۔

خواہ وہ مرفوع خبر ہو جیسے حَسْبُكَ بِزَيْدٍ اس میں زید خبر ہے اس پر باء زائدہ داخل ہوا ہے۔

اور خواہ مرفوع فاعل ہو جیسے كَفٰى بِاللهِ شَهِيْدًا اَىْ كَفَى اللهُ شَهِيْدًا اس میں لفظ اللہ فاعل ہے اس پر باء زائدہ داخل ہے۔

وَفِي الْمَنْصُوْبِ: اس کا عطف مرفوع پر ہے اور باء منصوب پر بھی زائدہ ہوتی ہے، جیسے أَلْقٰى بِيَدِهِ اَىْ أَلْقٰى يَدَهُ (اس نے اپنے ہاتھ کو ڈالا) اس میں مفعول ہے جس پر با زائدہ داخل ہوئی ہے۔

وَاللَّامُ وَهِيَ لِلْاِخْتِصَاصِ نَحْوُ اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ وَالْمَالُ لِزَيْدٍ وَلِلتَّعْلِيْلِ كَضَرَبْتُهُ لِلتَّأْدِيْبِ وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى
رَدِفَ لَكُمْ اَىْ رَدِفَكُمْ وَبِمَعْنٰى عَنْ إِذَا اسْتُعْمِلَ مَعَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا لَوْ
كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَا إِلَيْهِ وَفِيْهِ نَظَرٌ وَبِمَعْنَى الْوَاوِ فِي الْقَسَمِ لِلتَّعَجُّبِ كَقَوْلِ الْهُذَلِيِّ شِعْرٌ
لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْحَيْدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَالْاٰسُ

لام جارہ اور اس کا استعمال: لام پانچ معنوں کے لیے آتا ہے۔

(۱) اختصاص (۲) تعلیل (۳) عن کے معنی میں (۴) زائدہ (۵) بمعنی واو

۱)......اختصاص کے لیے: یعنی اپنے مابعد کو کسی چیز کے لیے ثابت کرنے کے لیے،

خواہ وہ ثبوت بطریق استحقاق ہو، جیسے اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (یہ لگام گھوڑے کے لیے ہے)

خواہ بطریق ملکیت ہو جیسے اَلْمَالُ لِزَيْدٍ (یہ مال زید کا ہے) یعنی اس کی ملکیت ہے۔

۲)......تعلیل کے لیے: یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ اس کا مجرور کسی چیز کی علت ہے۔

خواہ وہ علت ذہنی ہو جیسے ضَرَبْتُهُ لِلتَّأْدِيْبِ (میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے) اس میں تادیب ضرب کی علت غائی ہے جو کہ ذہن میں ہے۔

خواہ علت خارجی ہو، جیسے خَرَجْتُ لِمُخَالَفَتِكَ (میں تیری مخالفت کی وجہ سے نکلا) اس میں مخالفت خروج کی علت ہے جو کہ خارجی ہے۔

۳)......زائدہ: لام جارہ زائدہ ہوتا ہے، جیسے رَدِفَ لَكُمْ اَىْ رَدِفَكُمْ (وہ تمہارے پیچھے ہوا) اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ فعل متعدی بنفسہ ہو پس اس میں متعدی بنفسہ ہے۔

۴)......عن کے معنی میں: اور لام جارہ بمعنی عن ہوتا ہے جب کہ وہ قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ واقع ہو جیسے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ (کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا ان لوگوں کے حق میں جو ایمان لائے کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو مؤمنین ہم پر اس دین کی طرف سبقت نہ کرتے) یہاں لِلَّذِينَ، عَنِ الَّذِينَ کے معنی میں ہے۔

۵)......واو کے معنی کے لیے: اور لام جارہ بمعنی واو قسم ہوتا ہے اور اس کا جواب قسم امور عظام میں سے ہوتا ہے جن سے تعجب کیا جاتا ہو جیسے لِلّٰهِ لَا يُؤَخَّرُ الْأَجَلُ أَيْ وَاللّٰهِ (اللہ کی قسم موت مؤخر نہیں ہوتی) اس میں لام واو قسم کے معنی میں ہے اور موت جوابِ قسم امور عظام میں سے ہے، کیونکہ اس کا استعمال امور عظام میں ہوتا ہے، اس لیے لِلّٰهِ طَارَ الذُّبَابُ (اللہ کی قسم مکھی اڑی) نہیں کہا جاتا ہے۔

شاعر ہزلی کا قول

لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْأَيَّامِ ذُوْ حَيَدٍ ۔۔۔ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَ الْآسُ

مشکل لغات: ذُوْ حَيَدٍ: گرہ جو پہاڑی بکرا کے سینگ پر ہوتی ہے، مُشْمَخِرٍّ: بلند پہاڑ
الظَّيَّانُ: خوشبودار گھاس جس کو یاسمین کہتے ہیں، الْآسُ: بمعنی درخت ریحان

ترکیب: لِلّٰهِ جار مجرور متعلق اُقْسِمُ فعل کے، يَبْقٰى فعل، عَلَى الْأَيَّامِ جار مجرور متعلق يَبْقٰى کے، فاعل ہے يَبْقٰى کا، باحرف جار، مُشْمَخِرٍّ موصوف، بِهِ خبر مقدم، الظَّيَّانُ وَ الْآسُ معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر صفت مُشْمَخِرٍّ موصوف کے لیے، موصوف صفت سے ملکر مجرور با حرف جار کے لیے متعلق کے لیے پھر یہ جملہ جواب قسم ہوا۔

وَرُبَّ وَهِيَ لِلتَّقْلِيْلِ كَمَا أَنَّ كَمْ الْخَبَرِيَّةَ لِلتَّكْثِيْرِ وَتَسْتَحِقُّ صَدْرَ الْكَلَامِ وَلَا تَدْخُلُ إِلَّا عَلٰى نَكِرَةٍ مَوْصُوْفَةٍ
نَحْوُ رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهُ أَوْ مُضْمَرٍ مُبْهَمٍ مُفْرَدٍ مُذَكَّرٍ أَبَدًا مُمَيَّزٍ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ
نَحْوُ رُبَّهُ رَجُلًا وَرُبَّهُ رَجُلَيْنِ وَرِجَالًا وَرُبَّهُ إِمْرَأَةً كَذٰلِكَ وَعِنْدَ الْكُوْفِيِّيْنَ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ رُبَّهُمَا
رَجُلَيْنِ وَرُبَّهُمْ رِجَالًا وَرُبَّهَا امْرَأَةً وَقَدْ تَلْحَقُهَا مَا الْكَافَّةُ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ نَحْوُ رُبَّمَا قَامَ زَيْدٌ
وَرُبَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَلَابُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَاضٍ لِأَنَّ لِلتَّقْلِيْلِ الْمُتَحَقِّقِ وَهُوَ لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بِهِ وَيُحْذَفُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ
غَالِبًا كَقَوْلِكَ رُبَّ رَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ هَلْ لَقِيْتَ مَنْ أَكْرَمَكَ؟ أَيْ رُبَّ رَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ لَقِيْتُهُ
فَإِنَّ أَكْرَمَنِيْ صِفَةُ الرَّجُلِ وَ لَقِيْتُهُ فِعْلُهَا وَهُوَ مَحْذُوْفٌ

رُبَّ جارہ اور اس کا استعمال: حرف جارہ میں سے ساتواں حرف ہے یہ تقلیل کے لیے آتا ہے جیسے خبریہ تکثیر کے لیے آتا ہے۔

تقلیل کے لیے: اور رُبَّ انشاء تقلیل کے لیے آتا ہے، یعنی اپنے مابعد کے افراد میں قلت پیدا کرنے کے لیے، جس طرح کم خبر یہ انشاء تکثیر کے لیے آتا ہے اور رُبَّ صدر کلام میں آتا ہے۔

رُبَّ نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے جیسے رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُهٗ (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی)

یا رُبَّ ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے، لیکن یہ ضمیر صرف مفرد مذکر ہوگی، یا تمیز کے مطابق ہوگی، اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے۔

بصریین: بصریین کے نزدیک ضمیر مبہم ہمیشہ مفرد مذکر ہوگی، خواہ اس کی تمیز تثنیہ ہو یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث، اس لیے کہ ضمیر مَا حَضَرَ فِی الذِّهْنِ کی طرف لوٹتی ہے اور ایسی چیز کی طرف نہیں لوٹتی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہو، البتہ اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوگی۔ جیسے رُبَّهٗ رَجُلًا، رُبَّهٗ رَجُلَیْنِ، رُبَّهٗ رِجَالًا، رُبَّهٗ اِمْرَأَةً

کوفیین: کوفیین کے نزدیک ضمیر مبہم کی تمیز کے ساتھ مطابقت ضروری ہے، جیسے

رُبَّهٗ رَجُلًا، رُبَّهُمَا رَجُلَیْنِ، رُبَّهُمْ رِجَالًا، رُبَّهَا امْرَأَةً، رُبَّهُمَا امْرَأَتَیْنِ، رُبَّهُنَّ نِسَاءً

اور کبھی کبھی رُبَّ کے ساتھ ما کافہ لاحق ہوتا ہے جو رُبَّ کے عمل کو روک دیتا ہے اس صورت میں ما کافہ رُبَّ کے ساتھ ملا کر لکھا جائے گا، علیحدہ کر کے نہیں لکھا جائے گا۔

فَتَدْخُلُ عَلَی الْجُمْلَتَیْنِ: جب رُبَّ کے ساتھ ما کافہ لاحق ہوتا ہے تو اس وقت وہ دو جملوں (اسمیہ و فعلیہ) پر داخل ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اس نسبت کی تقلیل یا تکثیر کے لیے ہوگا جو جملہ میں ہے، جیسے رُبَّمَا قَامَ زَیْدٌ یہ رُبَّ کے جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال ہے یا رُبَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ یہ رُبَّ کے جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال ہے۔

وَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَاضٍ: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے یہ بیان فرما رہے ہیں کہ رُبَّ کے ساتھ جو فعل متعلق ہوگا اس کا فعل ماضی ہونا ضروری ہے اس لیے کہ رُبَّ تقلیل محقق کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہ ماضی میں متصور ہے۔

اشکال: قرآن کریم میں رُبَّ فعل مضارع کے ساتھ استعمال ہوا ہے جب کہ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا رُبَّ صرف فعل ماضی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ

جواب: یہ ہے کہ رُبَّ قرآن کریم میں جو فعل مضارع یَوَدُّ پر داخل ہے یہ متاول ہے اور وہاں یَوَدُّ بمعنی فعل ماضی وَدَّ ہے اس لیے کہ وعدہ چونکہ سچا ہونے والا ہے پس وہ بمنزلہ محقق شدہ کے ہے گویا وہ ہو ہی گیا۔

وَیُحْذَفُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ: اور یہ فعل جس سے رُبَّ متعلق ہے اکثر استعمال میں اگر قرینہ ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے جیسے تم سے کوئی شخص پوچھے هَلْ لَقِیْتَ مَنْ أَکْرَمَکَ؟ (کیا تم نے اس شخص سے ملاقات کی جس نے تمہارا اکرام کیا؟) جواب میں رُبَّ رَجُلٍ أَکْرَمَنِیْ کہو أَیْ رُبَّ رَجُلٍ أَکْرَمَنِیْ لَقِیْتُهٗ اس میں لَقِیْتُ رُبَّ کا فعل ہے جو کہ محذوف ہے اور حذف پر قرینہ سوال ہے۔

وَوَاوُ رُبَّ وَهِيَ الْوَاوُ الَّتِي يُبْتَدَأُ بِهَا فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ، كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ:
وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ إِلَّا الْيَعَافِيرُ وَإِلَّا الْعِيسُ

وَاوُ رُبَّ جارہ اوراس کا استعمال: حروف جارہ میں سے آٹھواں حرف وَاوُ رُبَّ ہے اور وَاوُ بمعنی رُبَّ وہ ہے جو شروع کلام میں آتی ہے۔ **مثال شاعر کا شعر**

وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ إِلَّا الْيَعَافِيرُ وَإِلَّا الْعِيسُ

ترجمہ: اور میں نے بہت سے شہروں کو طے کیا اس میں سوائے یعافیر اور عیس کے اور کوئی انیس اور دوست نہیں ہے۔

لغات: أَنِيسٌ: بمعنی دوست، الْيَعَافِيرُ: جمع يَعْفُورٌ کی ہے بمعنی مٹیالا رنگ کا ہرن، الْعِيسُ جمع أَعْيَسُ کی اور سفید بالوں والا اونٹ۔

وَوَاوُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ نَحْوُ وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ لَأَضْرِبَنَّ فَلَا يُقَالُ وَكَ

واو قسم اوراس کا استعمال: حروف جارہ میں سے نواں حرف واو قسم ہے اور واو قسم اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔ پس وہ اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتی۔ جیسے وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ لَأَضْرِبَنَّ واو قسم اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے، لہٰذا وَكَ لَأَضْرِبَنَّ نہیں کہا جاتا ہے۔

وَتَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَخْتَصُّ بِاللهِ وَحْدَهُ فَلَا يُقَالُ تَالرَّحْمٰنِ وَقَوْلُهُمْ تَرَبِّ الْكَعْبَةِ شَاذٌّ

تاء قسم اوراس کا استعمال: حرف جارہ میں سے دسواں حرف تاء قسم ہے تاء قسم صرف لفظ اللہ پر آتی ہے اسے علاوہ کسی اسم ظاہر یا ضمیر پر داخل نہیں ہوتی ہے، جیسے تَاللهِ پس تَالرَّحْمٰنِ نہیں کہا جاتا۔

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ عرب لوگ تَرَبِّ الْكَعْبَةِ استعمال کرتے ہیں؟

جواب: یہ شاذ ہے اور شاذ کالمعدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔

وَبَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ نَحْوُ بِاللهِ وَبِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ

باء قسم اوراس کا استعمال: حروف جارہ میں گیارہواں حرف باء قسم ہے اور باء قسم اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتی ہے جیسے بِاللهِ، بِالرَّحْمٰنِ کی طرح بِكَ کہنا بھی درست ہے۔

وَلَا بُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ وَهِيَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمَ عَلَيْهَا فَإِنْ كَانَتْ مُوجَبَةً يَجِبُ دُخُولُ اللَّامِ فِي
الْاِسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ نَحْوُ وَاللهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وَ وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا وَ إِنَّ فِي الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ وَاللهِ إِنَّ زَيْداً لَقَائِمٌ وَإِنْ
كَانَتْ مَنْفِيَّةً وَجَبَ دُخُولُ مَا وَ لَا عَلَيْهَا نَحْوُ وَاللهِ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَ اللهِ لَا يَقُومُ زَيْدٌ

وَلَابُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف قسم کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے جواب قسم کو بیان فرما رہے ہیں۔ پس قسم کے لیے جواب قسم کا ہونا ضروری ہے اور جواب قسم وہ ہے جس پر قسم کھائی جائے جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا) اس میں وَاللّٰهِ قسم ہے اور لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا جواب قسم ہے۔

وَهِيَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمَ عَلَيْهَا: اور جواب قسم جملہ ہوگا اس کا نام اَلْمُقْسَمُ عَلَيْهَا ہوگا یعنی جس پر قسم کھائی ہوئی ہو۔

فَإِنْ كَانَتْ مُوْجَبَةً: اب یہ جملہ جو جواب قسم واقع ہے یا تو جملہ مثبتہ ہوگا یا منفیہ ہوگا اگر جملہ مثبتہ واقع ہو تو جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی صورت میں اس پر لام تاکید کا داخل ہونا ضروری ہے، گویا لام جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ مثبہ کی مثال: وَاللّٰهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ

جملہ فعلیہ مثبہ کی مثال: وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا

جملہ اسمیہ میں إِنَّ کے داخل ہونے کی مثال: اور إِنَّ صرف جملہ اسمیہ پر داخل ہوگا۔ جیسے وَاللّٰهِ إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ

اور اگر یہ جواب قسم منفی ہو تو جواب میں مَا اور لَا میں سے کسی ایک کا داخل ہونا ضروری ہے۔

مثال: وَاللّٰهِ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ اس میں جملہ اسمیہ میں مَا نافیہ داخل ہے اور

وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ زَيْدٌ یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے جس میں لَا نافیہ داخل ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لِزَوَالِ اللَّبْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ اَيْ لَا تَفْتَؤُ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بات بیان فرما رہے ہیں کہ حرف نفی کو کبھی کبھی جملہ فعلیہ منفیہ، جب کہ جواب قسم واقع ہو، حذف کر دیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب منفی کا مثبت سے التباس کا اندیشہ نہ ہو۔

مثال: تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ اس میں تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ جواب قسم ہے یہ اصل میں لَا تَفْتَؤُ تھا، حرف نفی کو حذف کر دیا گیا، اس لیے کہ مضارع مثبت جب جواب قسم واقع ہوتا ہے تو اس پر لام کا آنا ضروری ہے اور یہاں چونکہ فعل مضارع پر لام نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ جملہ منفی ہے اور حرف نفی محذوف ہے۔

وَقَدْ يُحْذَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ إِنْ تَقَدَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللّٰهِ أَوْ تَوَسَّطَ الْقَسَمُ نَحْوُ زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ

ترجمہ مع وضاحت: اور کبھی جواب قسم حذف کر دیا جاتا ہے اس وقت جب کہ قسم پر ایسا جملہ مقدم ہو جو جواب قسم پر دلالت کر رہا ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللّٰهِ اس کی اصل تقدیری عبارت وَاللّٰهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ ہے۔ زَيْدٌ قَائِمٌ جو قسم پر مقدم ہے وہ جواب قسم کے محذوف ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ یا جواب قسم اس وقت حذف کر دیا جاتا ہے جب کہ قسم اس جملہ کے درمیان میں واقع ہو جو جواب پر دلالت کر رہا ہے جیسے زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ اصل میں تھا وَاللّٰهِ زَيْدٌ قَائِمٌ

وَعَنْ لِلْمُجَاوَزَةِ نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَى الصَّيْدِ

عَنْ جارہ اوراس کا استعمال: عَنْ حروف جارہ میں سے بارھواں حرف ہے اور عَنْ جارہ مجاوزت کے لیے آتا ہے یعنی اپنے مجرور سے کسی چیز کو دور کرنے کے لیے۔

مثال: رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَى الصَّيْدِ (میں نے تیر کمان سے شکار کی طرف پھینکا) یعنی تیر کو کمان سے مجاوز کیا شکار کی جانب۔

وَعَلٰى لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ

عَلٰى جارہ اوراس کا استعمال: حروف جارہ میں سے تیرہواں حرف عَلٰى ہے اور عَلٰى استعلاء کے لیے آتا ہے۔ استعلاء کے معنی ہیں بلندی طلب کرنا، یعنی جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کسی چیز کی بلندی طلب کی گئی ہے اور استعلاء خواہ حقیقی ہو جیسے زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ (زید چھت پر ہے) یا حکمی ہو جیسے عَلَيْهِ دَيْنٌ (اس پر قرضہ ہے)

وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ وَعَلٰى اِسْمَيْنِ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهِمَا مِنْ كَمَا تَقُوْلُ جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَنَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ

ترجمہ مع وضاحت: عَنْ اور عَلٰى کبھی اسم بھی ہوتے ہیں جب کہ ان پر مِنْ جارہ داخل ہو جائے مِنْ کا داخل ہونا ان کے اسم ہونے کی علامت ہے اور اس وقت عَنْ بمعنی جانب ہوگا اور عَلٰى بمعنی فوق ہوگا جیسے جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِيْنِهِ (میں اس کے داہنی جانب بیٹھا) اور نَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ (میں گھوڑے کے اوپر سے اترا)

وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَعَمْرٍو وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَقَدْ يَكُوْنُ اِسْمًا كَقَوْلِ الشَّاعِرِ:
يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِّ

کاف تشبیہ اوراس کا استعمال: حروف جارہ میں سے چودھواں حرف کاف تشبیہ ہے، جو تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ تشبیہ کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے: (۱) مشبّہ (۲) مشبّہ بہ (۳) وجہ تشبیہ (۴) حرف تشبیہ

یہاں صرف حرف تشبیہ کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے زَيْدٌ كَعَمْرٍو (زید عمرو کی طرح ہے)

اور کاف جارہ کبھی زائدہ ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) اس میں مِثْلِهِ پر کاف جارہ زائدہ ہے۔

اور کاف جارہ کبھی اسم ہوتا ہے بمعنی مثل کے جب کہ اس پر حرف جر داخل ہو۔

مثال: شعر يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِّ اس میں الْبَرَدِ پر کاف اسم ہے بمعنی مثل

ترجمہ: عورتیں ان دانتوں سے ہنستی ہیں جو لطافت (یعنی باریکی) میں پگھلے ہوئے موتی کی مانند ہیں۔

وَمُذْ وَمُنْذُ لِلزَّمَانِ اِمَّا لِلْاِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ رَجَبٍ اَوْ لِلظَّرْفِيَّةِ فِي الْحَاضِرِ
نَحْوُ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ شَهْرِنَا وَمُنْذُ يَوْمِنَا أَيْ فِيْ شَهْرِنَا وَفِيْ يَوْمِنَا

مذ اور منذ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں پندرہواں حرف مذ اور سولہواں حرف منذ ہے یہ دونوں ظرف زمان کے لیے آتے ہیں۔ پھر ظرفیت کے بعد یا تو دونوں حرف ماضی میں ابتداء زمانہ کے لیے آتے ہیں یعنی زمانہ ماضی میں فعل کی ابتداء کے لیے ہوں گے جیسے شعبان کے مہینہ میں آپ کا قول مَا رَأَيْتُهُ مُذْ رَجَبٍ (میں نے اس کو رجب کے مہینے سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کے نہ دیکھنے کی ابتداء رجب کے مہینہ سے ہے۔

یا زمانہ حاضر میں ظرفیت کے لیے آتے ہیں یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْ شَهْرِنَا اور مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ يَوْمِنَا (میں نے اس کو مہینہ میں یا آج کے دن سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہ موجودہ مہینہ یا موجودہ دن ہے۔

وَخَلَا وَعَدَا وَحَاشَا لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ

خَلَا وَعَدَا وَحَاشَا اور ان کا استعمال: حروف جارہ میں سے سترہواں حرف خَلَا، اٹھارہواں حرف عَدَا اور انیسواں حرف حَاشَا ہے یہ تینوں حروف استثناء کے لیے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کے لیے آتے ہیں جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ

یہ تینوں حروف کبھی حرف ہوتے ہیں اور کبھی فعل۔ ان کے مدخول کو جر دو گے تو یہ حروف جارہ ہوں گے اور جب تم ان کے مدخول کو نصب دو گے تو یہ فعل ہوں گے۔

اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ

فَصْلٌ: اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ سِتَّةٌ اِنَّ وَاَنَّ وَكَاَنَّ وَلَيْتَ وَلٰكِنَّ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ
الْاِسْمِيَّةِ تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَقَدْ يَلْحَقُهَا مَا الْكَافَّةُ فَتَكُفُّهَا عَنِ الْعَمَلِ
وَحِيْنَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْأَفْعَالِ نَحْوُ تَقُوْلُ اِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ الْهَمْزَةِ لَا تُغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ
بَلْ تُؤَكِّدُهَا وَاَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ الْهَمْزَةِ مَعَ مَا بَعْدَهَا مِنَ الْاِسْمِ وَالْخَبَرِ فِيْ حُكْمِ الْمُفْرَدِ وَلِذٰلِكَ يَجِبُ الْكَسْرُ
وَاِذَا كَانَتْ فِي ابْتِدَاءِ الْكَلَامِ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَبَعْدَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ وَبَعْدَ الْمَوْصُوْلِ
نَحْوُ مَا رَأَيْتُ الَّذِيْ اِنَّهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاِذَا كَانَتْ فِيْ خَبَرِهَا اللَّامُ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَيَجِبُ الْفَتْحُ حَيْثُ يَقَعُ
فَاعِلًا نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْدًا عَالِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مَفْعُوْلًا نَحْوُ كَرِهْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مُبْتَدَأً نَحْوُ عِنْدِيْ
اَنَّكَ قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مُضَافًا اِلَيْهِ نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مَجْرُوْرًا نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ

أَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ وَ بَعْدَ لَوْ نَحْوُ لَوْ أَنَّكَ عِنْدَنَا لَأَكْرَمْتُكَ وَبَعْدَ لَوْلَا نَحْوُ لَوْلَا أَنَّهُ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف جارہ کو ذکر فرمانے کے بعد اب یہاں سے حروف مشبہ بالفعل کو ذکر فرما رہے ہیں۔حروف مشبہ بالفعل سے متعلق ابتداء تین باتیں ذکر کی جائے گی، پھر ہر حرف کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

پہلی بات : حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

دوسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا عمل

تیسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا مدخول

پہلی بات حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان حروف کی مشابہت فعل کے ساتھ لفظاً بھی ہے اور معناً بھی۔

مشابہت لفظی: اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں، اسی طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں إِنَّ اور أَنَّ اور لَيْتَ ثلاثی ہیں اور كَأَنَّ اور لٰكِنَّ اور لَعَلَّ رباعی ہیں۔

مشابہت معنوی: اس طرح ہے کہ إِنَّ، أَنَّ حَقَّقْتُ کے معنی میں ہے اور كَأَنَّ شَبَّهْتُ کے معنی میں ہے لٰكِنَّ اِسْتَدْرَكْتُ کے معنی میں ہے لَيْتَ تَمَنَّيْتُ کے معنی میں ہے اور لَعَلَّ تَرَجَّيْتُ کے معنی میں ہے، پس اس اعتبار سے ان حروف کی فعل کے ساتھ مشابہت معنوی ہوئی۔

دوسری بات حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

تیسری بات حروف مشبہ بالفعل کا مدخول

ان حروف کا مدخول اسم ہوتا ہے، یہ حروف فعل پر داخل نہیں ہوتے۔فعل پر اس وقت داخل ہوتے ہیں جب ان حروف کے بعد ما کافہ آجائے۔اس وقت مَا کافہ ان حروف کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے جیسے إِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ اس میں إِنَّ مَا کافہ کی وجہ سے عمل نہیں کر رہا ہے۔مَا کافہ معنی میں حصر اور تاکید پیدا کر دیتا ہے۔

وَاعْلَمْ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے إِنَّ الْمَكْسُوْرَةُ الْهَمْزَةُ اور أَنَّ الْمَفْتُوْحَةُ الْهَمْزَةُ کے درمیان فرق بیان فرما رہے ہیں۔

إِنَّ اور أَنَّ میں فرق

پہلا فرق: إِنَّ الْمَكْسُوْرَةُ الْهَمْزَةُ جملہ کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا ہے، بلکہ جملہ کے معنی کو پختہ اور مضبوط کرتا ہے۔مثلاً إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اس مثال میں إِنَّ نے اگلے جملہ کے معنیٰ کو تبدیل نہیں کیا ہے بلکہ مضبوط اور مؤکد کیا ہے۔اور أَنَّ

اَلْمَفْتُوحَۃُ الْھَمْزَۃُ اپنے مابعد اسم اور خبر سے ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور جملہ کو مفرد کے حکم میں کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خبر مصدر کی اسم کی طرف اضافت کی جائے۔ مثلاً بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اس کی تقدیری عبارت بَلَغَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ ہے۔

دوسرا فرق: اِنَّ الْمَکْسُوْرَۃُ الْھَمْزَۃُ آٹھ مقامات پر آتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چار مقامات کا ذکر کیا ہے اور اَنَّ الْمَفْتُوحَۃُ الْھَمْزَۃُ سات مقامات پر آتا ہے۔

اِنَّ الْمَکْسُوْرَۃُ الْھَمْزَۃُ کے مقامات

۱)..... اِنَّ کلام کی ابتداء میں آتا ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ کیونکہ جملہ ابتداء کلام میں ہوتا ہے اور اِنَّ بھی جملے کے معنی کو پکا کر دیتا ہے۔

۲)..... قَوْلٌ کے بعد یعنی قَالَ یَقُوْلُ کے بعد۔ جیسے یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ

۳)..... اسم موصول کے بعد۔ جیسے مَارَأَیْتُ الَّذِیْ اِنَّہٗ فِی الْمَسَاجِدِ

۴)..... جب اس کی خبر میں لام ہو۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ

۵)..... جواب قسم میں۔ جیسے وَاللّٰہِ اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ

۶)..... حرف نداء کے بعد۔ جیسے یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ

۷)..... ابتدائیہ کے بعد۔ جیسے مَرِضَ فُلَانٌ حَتّٰی اِنَّھُمْ لَایَرْجُوْنَہٗ (فلاں بیمار ہوا یہاں تک کہ وہ اس کی امید نہیں رکھتے ہیں)

۸)..... حروف تنبیہ کے بعد۔ جیسے أَلَا اِنَّ أَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

أَنَّ الْمُفْتُوحَۃُ الْھَمْزَۃُ کے مقامات

۱)..... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر فاعل واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اس میں اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ فاعل واقع ہو رہا ہے۔

۲)..... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے کَرِھْتُ أَنَّکَ قَائِمٌ اس میں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول واقع ہو رہا ہے۔

۳)..... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مبتداء واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے عِنْدِیْ أَنَّکَ قَائِمٌ

۴)..... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مضاف الیہ واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ (میں بکر کے طول قیام سے متعجب ہوا) یہاں بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہے۔

۵)..... جہاں اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور واقع ہو رہا ہو وہاں اَنَّ آئے گا۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ أَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ یہاں بھی بتاویل مفرد مجرور ہے۔

۶)...... جہاں اَنَّ لَوْ کے بعد۔ جیسے لَوْ اَنَّکَ عِنْدَنَا لَاَکْرَمْنٰکَ

۷)...... جہاں اَنَّ لَوْلَا کے بعد۔ جیسے لَوْلَا اَنَّہٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ

وَیَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰی اِسْمِ اِنَّ الْمَکْسُوْرَۃِ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاِعْتِبَارِ الْمَحَلِّ وَاللَّفْظِ نَحْوُ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَعَمْرًا

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بتارہے ہیں کہ اِنَّ الْمَکْسُوْرَۃُ الْھَمْزَۃُ کے اسم پر کسی اسم کا عطف کرنا بھی جائز ہے اس صورت میں معطوف کو مرفوع اور منصوب دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

مثال: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَعَمْرًا

معطوف کو مرفوع اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں معطوف کا عطف زَیْدًا پر ہو رہا ہے اور زَیْدًا ابتداء میں واقع ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے لہٰذا عَمْرٌو کو بھی مرفوع پڑھ سکتے ہیں۔

اور معطوف کو منصوب اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں معطوف یعنی عَمْرًا کا عطف زَیْدًا کے لفظ پر ہو رہا ہے اور زَیْدًا لفظاً منصوب ہے اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے، پس عَمْرًا کو بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَکْسُوْرَۃَ یَجُوْزُ دُخُوْلُ اللَّامِ عَلٰی خَبَرِھَا وَقَدْ تُخَفَّفُ فَیَلْزَمُ اللَّامُ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ کُلًّا لَمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اس بات کو ذکر فرما رہے ہیں اِنَّ مکسورہ کی خبر پر لام کا داخل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ لام بھی تاکید کے لیے آتا ہے اور ان بھی تاکید کے لیے آتا ہے۔

اِنَّ مثقلہ کو مخففہ پڑھنے کی صورت: اِنَّ مثقلہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے بسا اوقات مخففہ کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کی مشابہت اِن نافیہ کے ساتھ ہو جاتی ہے، پھر اِن مخففہ اور اِن نافیہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے اس کی خبر پر لام تاکید کا آنا ضروری ہے خواہ اس کو عمل دیا جائے خواہ نہ دیا جائے۔

اِن مخففہ کا عمل کرنے کی مثال: وَاِنْ کُلًّا لَمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ اس میں اِن مخففہ ہے اور کُلًّا اس کا اسم ہے اور لَمَّا پر جو لام ہے وہ اِن مخففہ اور اِن نافیہ کے درمیان فرق کرنے والا ہے، پھر مَا کو زائدہ کیا تاکہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے جو کہ مکروہ ہے۔

وَحِیْنَئِذٍ یَجُوْزُ اِلْغَاؤُھَا کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ کُلٌّ لَمَّا جَمِیْعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ

ترجمہ مع وضاحت: اور اس وقت جب کہ اِنَّ مکسورہ مخففہ ہو تو اس کے عمل کا الغاء یعنی باطل ہونا جائز ہے اور اس میں عمل دینے سے عمل نہ دینا بہتر ہے، کیونکہ اِنَّ فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا تھا اب مخففہ ہونے کی صورت میں اِن کے دو حرفی ہونے کی وجہ سے مشابہت کامل نہ رہی۔

عمل نہ دینے کی مثال: وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ اس میں إِنْ مخففہ کا عمل باطل ہو گیا ہے۔

وَيَجُوزُ دُخُولُهَا عَلَى الْأَفْعَالِ عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى : وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ وَ وَإِنْ
نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَكَذَالِكَ أَنَّ الْمَفْتُوحَةُ قَدْ تُخَفَّفُ فَحِينَئِذٍ يَجِبُ إِعْمَالُهَا فِي ضَمِيرِ شَأْنٍ مُقَدَّرٍ
فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ اسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ بَلَغَنِي أَنْ زَيْدٌ عَالِمٌ أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ بَلَغَنِي أَنْ قَدْ قَامَ زَيْدٌ

وضاحت: اور إِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ کا ان افعال پر داخل کرنا جائز ہے جو مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور وہ افعال ناقصہ اور افعال قلوب ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ یہ افعال ناقصہ پر داخل ہونے کی مثال ہے۔ وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ یہ افعال قلوب پر داخل ہونے کی مثال ہے۔

أَنَّ مثقلہ کو مخففہ پڑھنے کی صورت: مصنف یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح اِنَّ مکسورہ کو مخففہ پڑھنا جائز ہے، اس طرح أَنَّ مفتوحہ کو بھی مخففہ پڑھنا جائز ہے اس وقت کے عمل کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے بعد ضمیر شان مقدر ہوگی جو کہ اس کا اسم بنے گی اور اس کے بعد جو جملہ ہوگا وہ خبر بنے گی پھر وہ جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔

أَنْ مخففہ جملہ اسمیہ پر آنے کی مثال: بَلَغَنِي أَنْ زَيْدٌ عَالِمٌ

أَنْ مخففہ جملہ فعلیہ پر آنے کی مثال: بَلَغَنِي أَنْ قَدْ قَامَ زَيْدٌ

وَيَجِبُ دُخُولُ السِّينِ أَوْ سَوْفَ أَوْ قَدْ أَوْ حَرْفِ النَّفْيِ عَلَى الْفِعْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى :عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى

وضاحت: اور إِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ جب فعل پر واقع ہو تو اس وقت السِّين یا سَوْفَ یا قَدْ یا حرف نفی کا فعل پر داخل ہونا ضروری ہے تا کہ أَنْ مخففہ اور أَنْ مصدریہ میں فرق ہو جائے کیونکہ مصدریہ ان الفاظ پر داخل نہیں ہوتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى

وَالضَّمِيرُ الْمُسْتَتِرُ اسْمُ أَنَّ وَالْجُمْلَةُ خَبَرُهَا

یہاں مصنف رحمۃ اللہ علیہ أَنْ مخففہ کی ترکیب بتا رہے ہیں کہ ضمیر شان مستتر أَنْ مفتوحہ مخففہ کا اسم ہوگی اور بعد والا جملہ أَنْ کی خبر ہوگا۔

وَكَأَنَّ لِلتَّشْبِيهِ نَحْوُ كَأَنَّ زَيْدًا أَسَدٌ وَهِيَ مُرَكَّبَةٌ مِنْ كَافِ التَّشْبِيهِ وَ إِنَّ الْمَكْسُورَةِ وَإِنَّمَا فُتِحَتْ لِتَقْدِيمِ
الْكَافِ عَلَيْهَا وَتَقْدِيرُهُ إِنَّ زَيْدًا كَالْأَسَدِ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغَى عَنِ الْعَمَلِ نَحْوُ كَأَنْ زَيْدٌ أَسَدٌ

كَأَنَّ لِلتَّشْبِيهِ: حروف مشبہ بالفعل میں سے تیسرا حرف كَأَنَّ ہے یہ حرف تشبیہ کے لیے آتا ہے اور اس کی ترکیب کاف تشبیہ اور إِنَّ مکسورہ سے ملکر ہوئی ہے، پھر کاف تشبیہ جو کہ مؤخر تھا، اس کو مقدم ذکر کر دیا ہے، اس لیے إِنَّ أَنَّ ہو گیا اور

مجموعہ کَاَنَّ ہوگیا جیسے کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ اس کی اصل عبارت یوں تھی اِنَّ زَیْدًا کَالْاَسَدِ

کَاَنْ کو نون مخففہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اس وقت یہ عمل نہیں کرے گا جیسے کَاَنْ زَیْدٌ اَسَدٌ کیونکہ اس کی لفظی مشابہت فعل کے ساتھ باقی نہیں رہتی ہے۔

وَلٰکِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاکِ وَیَتَوَسَّطُ بَیْنَ کَلَامَیْنِ مُتَغَایِرَیْنِ فِی الْمَعْنٰی
نَحْوُ مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰکِنَّ عَمْرًا جَاءَ وَغَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ بَکْرًا حَاضِرٌ

لٰکِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاکِ: حروف مشبہ بالفعل میں سے چوتھا حرف لٰکِنَّ ہے اور یہ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی کلام سابق میں جو وہم پیدا ہوا تھا، اسے دور کرنے کے لیے آتا ہے جیسے مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰکِنَّ عَمْرًا جَاءَ

لٰکِنَّ ایسے دو کلاموں کے درمیان واقع ہوتا ہے جو کہ معنی کے اعتبار سے مغایر اور مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں ایک جملہ اگر نفی کا ہے تو دوسرا جملہ اثبات کا ہوگا۔ جیسے غَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ بَکْرًا حَاضِرٌ

وَیَجُوْزُ مَعَهَا الْوَاوُ نَحْوُ قَامَ زَیْدٌ وَلٰکِنَّ عَمْرًا قَاعِدٌ

لٰکِنَّ کے ساتھ واو کو ذکر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ دونوں استدراک کے لیے آتے ہیں جیسے قَامَ زَیْدٌ وَلٰکِنَّ عَمْرًا قَاعِدٌ

وَتُخَفَّفُ فَتُلْغٰی نَحْوُ مَشٰی زَیْدٌ وَلٰکِنْ بَکْرٌ عِنْدَنَا

لٰکِنَّ کو کبھی نون مخففہ کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں اس صورت میں یہ عمل نہیں کرے گا جیسے مَشٰی زَیْدٌ وَلٰکِنْ بَکْرٌ عِنْدَنَا اس وقت یہ حروف عاطفہ میں سے ہوگا۔

وَلَیْتَ لِلتَّمَنِّیْ نَحْوُ لَیْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا وَاَجَازَ الْفَرَّاءُ لَیْتَ زَیْدًا قَائِمًا بِمَعْنٰی اَتَمَنّٰی

لَیْتَ: حروف مشبہ بالفعل میں سے پانچواں حرف ہے اور یہ تمنی کے لیے آتا ہے یعنی کسی چیز کا بر سبیل محبت طلب کرنا جیسے لَیْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا (کاش ہندہ ہمارے پاس ہوتی۔)

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ لَیْتَ کے دونوں جزوں کو نصب دینے کو جائز کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ لَیْتَ بمعنی اَتَمَنّٰی فعل ہے۔ گویا لَیْتَ زَیْدًا قَائِمًا بمعنی اَتَمَنّٰی ہے (میں زید کے کھڑے ہونے کی تمنا کرتا ہوں) یہ دونوں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوئے۔

وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّیْ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ: اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ — لَعَلَّ اللهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

لَعَلَّ: حروف مشبہ بالفعل میں سے چھٹا حرف لَعَلَّ ہے اور یہ تَرَجِّیْ کے لیے آتا ہے، یعنی ایسے کام کے لیے جس کی امید کی جائے جیسے شاعر کا قول

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

ترجمہ: میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ نیک بننے کی توفیق عطاء فرمائے۔

محل استشہاد: لَعَلَّ اس میں تَرَجِّيْ کے معنی میں ہے۔

ترکیب: أُحِبُّ فعل، أَنَا ضمیر مستتر ذوالحال فاعل، الصَّالِحِينَ مفعول بہ ہوا، واو حالیہ، لَسْتُ فعل ناقص ضمیر بارز اس کا اسم ہوا، مِنْهُمْ جار مجرور ملکر متعلق ثابت کے ہوکر خبر ہوا، اب لَسْتُ فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر حال ہوا، اب أَنَا ضمیر ذوالحال مع الحال ملکر فاعل ہوا أُحِبُّ فعل کے لیے، اب أُحِبُّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، لَعَلَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظ جلال اللہ اس کا اسم ہوا، يَرْزُقُ فعل نون وقایہ، یاء ضمیر مفعول اول ہوا، صَلَاحًا مفعول ثانی ہوا، اب يَرْزُقُ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر خبر ہوا لَعَلَّ کے لیے، اب لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا وَفِي لَعَلَّ لُغَاتٌ: عَلَّ وَعَنَّ وَأَنَّ وَلَأَنَّ وَلَعَنَّ
وَعِنْدَ الْمُبَرِّدِ أَصْلُهُ عَلَّ زِيْدَ فِيْهِ اللَّامُ وَالْبَوَاقِي فُرُوْعٌ

وضاحت: لَعَلَّ کو جارہ بنا کر مابعد کو جر دینا شاذ اور نادر ہے جیسے لَعَلَّ زَيْدٍ قَائِمٌ کہنا۔

اور کلمہ لَعَلَّ میں چند اور لغات بھی ہیں جیسے عَلَّ اور عَنَّ اور أَنَّ اور لَأَنَّ اور لَعَنَّ

امام مبرد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لَعَلَّ کی اصل عَلَّ ہے اس میں لام زائد کیا گیا تو لَعَلَّ ہوا۔ باقی لغات اس کی فرع ہیں۔

حُرُوْفُ الْعُطْفِ عَشَرَةٌ: اَلْوَاوُ وَالْفَاءُ وَثُمَّ وَحَتّٰى وَأَوْ وَإِمَّا وَأَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ فَالْأَرْبَعَةُ الْأُوْلُ لِلْجَمْعِ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف مشبہ بالفعل سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے حروف عاطفہ کر ذکر فرما رہے ہیں اور یہ دس حروف ہیں۔

فَالْأَرْبَعَةُ الْأُوْلُ لِلْجَمْعِ: ابتداء چار حروف جمع کے لیے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) اَلْوَاوُ (۲) اَلْفَاءُ (۳) ثُمَّ (۴) حَتّٰى

مصنف رحمۃ اللہ علیہ آگے ہر حرف کی تفصیل ذکر فرما رہے ہیں۔

فَالْوَاوُ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا نَحْوُ جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو سَوَاءٌ كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا فِي الْمَجِيْءِ أَمْ عَمْرٌو

واو عاطفہ کا استعمال: واو مطلق جمع کے لیے آتا ہے یعنی اس میں ترتیب ضروری نہیں، بلکہ صرف جمع کے لیے آتا ہے مثلاً جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (میرے پاس زید آیا اور عمرو آیا) اب آنے میں خواہ زید پہلے آئے یا عمرو بس صرف دونوں کی آنے کی خبر ہے۔

وَ الْفَاءُ لِلتَّرْتِيْبِ بِلَامُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو إِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَ عَمْرٌو مُتَأَخِّرًا بِلَا مُهْلَةٍ

فاء عاطفہ کا استعمال: فاء ترتیب بلا مہلت کے لیے ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو (زید کھڑا ہوا، پھر عمرو) یہ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ پہلے زید آیا ہے، اس کے فوراً بعد ہی عمرو آیا ہے بغیر کسی تاخیر کے۔

وَ ثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو إِذَا كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا وَ بَيْنَهُمَا مُهْلَةٌ

ثُمَّ عاطفہ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے تیسرا حرف ثُمَّ ہے۔ ثُمَّ ترتیب کے لیے آتا ہے مہلت کے ساتھ۔ جیسے دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (زید داخل ہوا پھر عمرو داخل ہوا) اس میں ثُمَّ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ پہلے زید داخل ہوا ہے اور اس کے کچھ دیر بعد عمرو داخل ہوا ہے۔ اس میں ترتیب تاخیر کے ساتھ ہے۔

وَحَتّٰى كَثُمَّ فِي التَّرْتِيْبِ وَ الْمُهْلَةِ إِلَّا أَنَّ مُهْلَتَهَا أَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُوْنَ مَعْطُوْفُهَا دَاخِلًا فِي الْمَعْطُوْفِ
عَلَيْهِ وَهِيَ تُفِيْدُ قُوَّةً فِي الْمَعْطُوْفِ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ أَوْ ضَعْفًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ

حتّٰی عاطفہ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے چوتھا حرف حَتّٰی ہے۔ حَتّٰی بھی ترتیب اور مہلت میں ثُمَّ کی طرح ہے، لیکن حَتّٰی میں ثُمَّ کے نسبت مہلت کم ہوتی ہے، حَتّٰی کے علاوہ جتنے حروف عاطفہ ہیں ان میں معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے، لیکن حَتّٰی کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہوتا ہے اور معطوف علیہ کا جز بن جاتا ہے اور یہ یعنی معطوف معطوف علیہ میں داخل ہونا یا تو قوت کا فائدہ دے گا یعنی یہ بتانے کے لیے کہ اس کا معطوف اجزائے معطوف علیہ میں سے ایک قوی جز ہے۔

مثالیں: مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ (لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء بھی مر گئے) یا ضعف کا فائدہ دے گا جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ (حاجی آگئے یہاں تک کہ پیدل چلنے والے بھی آئے) اس میں پہلی مثال میں الْأَنْبِيَاءُ النَّاسُ میں قوی جز ہیں اور دوسری مثال میں الْمُشَاةُ یعنی پیدل چلنے والے حاجی میں سے جز ضعف ہے۔

وَ أَوْ وَ إِمَّا وَ أَمْ ثَلَاثَتُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِأَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مُبْهَمًا لَا بِعَيْنِهٖ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ وَ إِمَّا إِنَّمَا تَكُوْنُ
حَرْفَ الْعَطْفِ إِذَا تَقَدَّمَ عَلَيْهَا إِمَّا أُخْرٰى نَحْوُ اَلْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ وَ إِمَّا فَرْدٌ

حروف عاطفہ میں سے أَوْ، إِمَّا اور أَمْ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے پانچواں حرف أَوْ اور چھٹا حرف إِمَّا اور ساتواں حرف أَمْ ہے۔ یہ تینوں حروف دو امروں میں سے ایک امر کے لیے جو کہ متکلم کے نزدیک متعین نہیں ہے، حکم ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں، یعنی یہ تینوں اس بات پر دلالت کرنے کے لیے آتے ہیں کہ نسبت معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک کے لیے بطور ابہام کے ہے، جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ (میں مرد یا عورت کے پاس سے گزرا)

إِمَّا: بکسر ہمزہ یہ حرف عطف اس وقت ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا إِمَّا ہو، تاکہ شروع ہی سے یہ معلوم ہو جائے کہ حکم دو امروں میں سے کسی ایک کے لیے ہے جیسے اَلْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ وَإِمَّا فَرْدٌ (عدد یا تو زوج ہے یا فرد)

وَيَجُوْزُ أَنْ يَتَقَدَّمَ إِمَّا عَلٰى أَوْ نَحْوُ زَيْدٌ إِمَّا كَاتِبٌ أَوْ أُمِّيٌّ

حرف إِمَّا کو أَوْ پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے زَيْدٌ إِمَّا كَاتِبٌ أَوْ أُمِّيٌّ

وَأَمْ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُتَّصِلَةٌ وَهِيَ مَا يُسْأَلُ بِهَا عَنْ تَعْيِيْنِ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ وَالسَّائِلُ بِهَا يَعْلَمُ ثُبُوْتَ أَحَدِهِمَا مُبْهَمًا
بِخِلَافِ أَوْ وَإِمَّا فَإِنَّ السَّائِلَ بِهِمَا لَا يَعْلَمُ بِثُبُوْتِ أَحَدِهِمَا أَصْلًا وَتُسْتَعْمَلُ بِثَلَاثَةِ شَرَائِطِ الْأَوَّلُ: أَنْ يَقَعَ
قَبْلَهَا هَمْزَةٌ نَحْوُ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ اَلثَّانِي: أَنْ يَلِيَهَا لَفْظٌ مِثْلُ مَا يَلِي الْهَمْزَةَ أَعْنِي إِنْ كَانَ بَعْدَ الْهَمْزَةِ
اِسْمٌ فَكَذَالِكَ بَعْدَ أَمْ كَمَا مَرَّ وَإِنْ كَانَ فِعْلٌ فَكَذَالِكَ بَعْدَهَا نَحْوُ أَقَامَ زَيْدٌ أَمْ قَعَدَ؟ فَلَا يُقَالُ: أَرَأَيْتَ زَيْدًا
أَمْ عَمْرًوا؟ وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُوْنَ أَحَدُ الْأَمْرَيْنِ الْمُسْتَوِيَيْنِ مُحَقَّقًا وَإِنَّمَا يَكُوْنُ الْاِسْتِفْهَامُ عَنِ التَّعْيِيْنِ
فَلِذَالِكَ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ جَوَابُ أَمْ بِالتَّعْيِيْنِ دُوْنَ نَعَمْ أَوْ لَا فَإِذَا قِيْلَ أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ فَجَوَابُهُ بِتَعْيِيْنِ أَحَدِهِمَا

أَمْ عاطفہ کی دو اقسام اور أَمْ متصلہ کے استعمال کی شرائط

أَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) أَمْ متصلہ (۲) أَمْ منقطعہ

أَمْ متصلہ: وہ حرف عطف ہے جس کے ذریعہ کلام میں مذکور دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کیا گیا ہو۔ سوال کرنے والا اس بات کو جانتا ہے کہ حکم ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے ہے لَا عَلَى التَّعْيِيْنِ اب سائل اس ابہام کو دور کر کے تعیین کرانا چاہتا ہے۔

بِخِلَافِ أَوْ وَإِمَّا: مصنف رحمۃ اللہ علیہ أَمْ میں اور أَوْ وَإِمَّا میں فرق بیان فرما رہے ہیں۔

فرق: أَمْ کے ذریعہ سوال کرنے والا کلام میں مذکورہ دو چیزوں میں سے ایک کو غیر معینہ طور پر جانتا ہے کہ حکم ان میں سے کسی ایک کے لیے ہے جب کہ أَوْ اور إِمَّا کے ذریعہ سوال کرنے والا شخص کلام میں مذکورہ دونوں چیزوں میں سے کسی ایک کو بالکل نہیں جانتا ہے نہ بطریق تعیین نہ بطریق ابہام۔

أَمْ کے مستعمل ہونے کے لیے تین شرائط

پہلی شرط: أَمْ متصلہ سے پہلے ہمزہ استفہام لفظوں میں موجود ہو۔

دوسری شرط: أَمْ متصلہ کے ساتھ بھی وہی چیز ملی ہوئی ہو جو کہ ہمزہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے یعنی ہمزہ کے ساتھ فعل

ہے تو اَمْ متصلہ کے ساتھ بھی فعل ہو جیسے اَقَامَ زَیْدٌ اَمْ قَعَدَ؟ اگر ہمزہ کے ساتھ اسم ہے تو اَمْ متصلہ کے ساتھ بھی اسم ہو۔ جیسے اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو؟

احترازی مثال: اَرَاَیْتَ زَیْدًا اَمْ عَمْرٌو؟ کہنا درست نہ ہوگا۔

تیسری شرط: جن اَلْاَمْرَیْنِ الْمُسْتَوِیَیْنِ کے بارے میں سوال کیا جارہا ہے ان دونوں میں سے ایک متکلم کے نزدیک یقینی ہو۔ اب متکلم مخاطب سے کسی ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کر رہا ہو، یہی وجہ ہے کہ جب ہمزہ اور سے سوال کیا جارہا ہو تو جواب میں تعیین ہونا ضروری ہے صرف نَعَمْ اور لَا سے جواب دینا درست نہیں ہے۔

مثال: اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو؟ سے سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں نَعَمْ یا لَا کہنا درست نہیں بلکہ متعینہ طور پر یا زید کا نام ذکر کرے گا یا عمرو کا۔

اَمَّا اِذَا سُئِلَ بِاَوْ وَ اِمَّا فَجَوَابُهٗ نَعَمْ اَوْ لَا

وضاحت: اور جب اَوْ اور اِمَّا کے ذریعہ سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں نَعَمْ یا لَا کا لانا درست ہے۔ جیسے اَجَاءَکَ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو؟ اور اَجَاءَکَ زَیْدٌ اِمَّا عَمْرٌو؟ کے جواب میں نَعَمْ یا لَا کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس جگہ سوال سے مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی تیرے پاس آرہا ہے یا نہیں ان سے سوال تعیین کا نہیں ہوتا ہے۔

وَ مُنْقَطِعَةٌ وَهِیَ مَا تَكُوْنُ بِمَعْنٰى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا لَوْ رَاَیْتَ شَبَحًا مِنْ بَعِیْدٍ وَقُلْتَ: اِنَّهَا لَاِبِلٌ عَلٰى سَبِیْلِ الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَكَ الشَّكُّ اَنَّهَا شَاةٌ فَقُلْتَ: اَمْ هِیَ شَاةٌ تَقْصُدُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْاِخْبَارِ الْاَوَّلِ وَاسْتِئْنَافَ بِسُؤَالٍ اٰخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِیَ شَاةٌ؟

اَمْ منقطعہ اور اس کا استعمال: اَمْ منقطعہ وہ ہے جو بمعنی بَلْ اور ہمزہ استفہام ہوتا ہے یعنی جس جگہ اَمْ منقطعہ ہوگا، وہاں پہلے والے کلام سے اعراض و اضراب ہوگا اور وہ کلام جو اَمْ منقطعہ کے بعد مذکور ہے اس سے سوال ہوگا جیسے آپ نے دور سے شبیہ (صورت) دیکھی تو آپ نے کہا اِنَّهَا لَاِبِلٌ (بے شک وہ اونٹ ہے) اور یہ بات آپ نے یقین کے ساتھ کہی۔ پھر آپ کو شک ہو گیا اس بات میں کہ وہ بکری ہے اب شک پیدا ہونے کے بعد آپ نے کہا اَمْ هِیَ شَاةٌ اَیْ بَلْ هِیَ شَاةٌ (بلکہ وہ بکری ہے) اب اَمْ منقطعہ کے ذریعہ پہلے والے کلام سے اعراض کر رہا ہے اور دوسرا نیا سوال کر رہا ہے اَمْ هِیَ شَاةٌ اَیْ بَلْ هِیَ شَاةٌ کے معنی میں ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اَمِ الْمُنْقَطِعَةَ لَا تُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی الْخَبَرِ كَمَا مَرَّ وَفِی الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَعِنْدَكَ زَیْدٌ اَمْ عَمْرٌو وَسَئَلْتَ اَوَّلًا عَنْ حُصُوْلِ زَیْدٍ ثُمَّ اَضْرَبْتَ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ وَاَخَذْتَ فِی السُّؤَالِ عَنْ حُصُوْلِ عَمْرٍو

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اس بات کو ذکر فرما رہے ہیں کہ **أَمْ** منقطعہ صرف خبر میں اور استفہام میں استعمال ہوتا ہے۔

استفہام کی مثال: **أَعِنْدَكَ زَيْدٌ أَمْ عَمْرٌو** یہاں پہلے زید کے بارے میں سوال کیا گیا پھر اس سے اعراض کر کے عمرو کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔

وَ لَا وَ بَلْ وَ لٰكِنْ لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِأَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مُعَيَّنًا

حروف عاطفہ میں سے لَا اور بَلْ اور لٰكِنْ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے آٹھواں حرف **لَا** اور نواں حرف **بَلْ** اور دسواں حرف **لٰكِنْ** ہے یہ تینوں حروف عاطفہ دو امروں میں سے کسی ایک کے لیے بطور تعیین کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں۔

فَأَمَّا لَا فَلِنَفْيِ مَا وَجَبَ لِلْأَوَّلِ عَنِ الثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو

لَا: یہ حرف معطوف سے اس حکم کی نفی کرنے کے لیے آتا ہے جو معطوف علیہ کے لیے ثابت ہے۔

مثال: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو**

وَ بَلْ لِلْإِضْرَابِ عَنِ الْأَوَّلِ وَ الْإِثْبَاتِ لِلثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو وَ مَعْنَاهُ بَلْ جَاءَنِيْ عَمْرٌو وَ
مَا جَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ وَ مَعْنَاهُ بَلْ مَا جَاءَ خَالِدٌ

بَلْ: یہ حرف معطوف علیہ سے حکم کو پھیرنے اور معطوف کے لیے حکم ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔

مثال: **جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو** اس کا معنی ہے **جَاءَنِيْ عَمْرٌو** اور
وَ مَا جَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ اس کا معنی ہے **مَا جَاءَ خَالِدٌ**

وَ لٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَ يَلْزَمُهَا النَّفْيُ قَبْلَهَا نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو وَ بَعْدَهَا نَحْوُ قَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ

لٰكِنْ: یہ حرف استدراک کے لیے آتا ہے (یعنی کلام سابق میں پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے) **لٰكِنْ** سے پہلے یا بعد میں نفی کا ہونا ضروری ہے حرف نفی جب پہلے ہو۔ جیسے **مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌ** اور حرف نفی بعد میں ہو۔ جیسے **قَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ**

حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ

فَصْلٌ: حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ ثَلَاثَةٌ أَلَا وَ أَمَا وَ هَا وُضِعَتْ لِتَنْبِيْهِ الْمُخَاطَبِ لِئَلَّا يَفُوْتَهُ شَيْءٌ مِنَ الْكَلَامِ فَأَلَا وَ أَمَا لَا

تَدْخُلَانِ إِلَّا عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ قَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ اَمَا
وَ الَّذِيْ اَبْكٰى وَ اَضْحَكَ وَ الَّذِيْ = اَمَاتَ وَ اَحْيٰى وَ الَّذِيْ اَمْرُهُ الْاَمْرُ أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ أَمَا لَا تَفْعَلْ وَ أَلَا لَا تَضْرِبْ
وَ الثَّالِثُ هَا تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ هَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَ الْمُفْرَدِ نَحْوُ هٰذَا وَ هٰؤُلَاءِ

حروف تنبیہ اور ان کا استعمال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف عاطفہ سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے حروف تنبیہ کو بیان فرمارہے ہیں۔حروف تنبیہ تین ہیں (۱) **أَلَا** (۲) **أَمَا** (۳) **هَا** یہ تینوں حروف مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں تا کہ متکلم کے کلام میں سے کوئی فوت نہ ہو جائے۔

أَلَا، أَمَا: یہ دونوں حروف صرف جملہ پر داخل ہوتے ہیں جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو۔

جملہ اسمیہ کی مثال: **أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ** (خبردار وہ ہی فساد کرنے والے ہیں) اس میں **أَلَا** جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔اور جیسے شاعر کا قول

شعر

اَمَا وَالَّذِيْ اَبْكٰى وَاَضْحَكَ وَالَّذِيْ اَمَاتَ وَاَحْيٰى وَالَّذِيْ اَمْرُهُ الْاَمْرُ

ترجمہ: خبردار قسم ہے اس ذات کی جو رلاتی ہے اور ہنساتی ہے اور قسم ہے اس ذات کی جو مارتی ہے اور زندہ کرتی ہے اور قسم اس ذات کی جس کا حکم حکم ہے (یعنی قیامت کے دن حکمرانی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہوگی)

محل استشہاد: **اَمَا** اس میں حرف تنبیہ ہے جو جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔

ترکیب: **اَمَا** حرف تنبیہ، واو قسمیہ حرف جار، **الَّذِيْ** اسم موصول، **اَبْكٰى** فعل، **هُوَ** ضمیر مستتر فاعل ہو کر معطوف علیہ ہوا، واو حرف عطف، **اَضْحَكَ** فعل، **هُوَ** ضمیر مستتر فاعل ہو کر معطوف ہوا اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا **اُقْسِمُ** فعل محذوف سے، واو قسمیہ، **الَّذِيْ** اسم موصول، **اَمَاتَ** فعل اپنے فاعل ملکر معطوف علیہ ہوا، واو حرف عطف، **اَحْيٰى** فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف ہوا، اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل محذوف سے، پھر **اُقْسِمُ** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر قسم ثانی ہوا، واو قسمیہ حرف جار، **الَّذِيْ** اسم موصول، **اَمْرُهُ** مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا ہوا، **الْاَمْرُ** خبر ہوا، اب مبتدا اپنی خبر سے ملکر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صل سے ملکر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا **اُقْسِمُ** فعل محذوف سے پھر **اُقْسِمُ** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم ثالث ہوا۔

جملہ فعلیہ کی مثال: **اَمَا لَا تَفْعَلْ** (خبردار تو مت کر) اور **أَلَا لَا تَضْرِبْ** (خبردار تو مت مار) اس میں پہلی مثال میں **أَمَا** اور دوسری مثال میں **أَلَا** جملہ فعلیہ پر داخل ہے۔

هَا: تنبیہ میں سے تیسرا حرف **هَا** ہے یہ جملہ اسمیہ اور مفرد پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال: هَا زَيْدٌ قَائِمٌ (خبردار زید کھڑا ہے)

مفرد پر داخل ہونے کی مثال: هٰذَا وَ هٰؤُلَاءِ اس میں **ذَا** اور **هٰؤُلَاءِ** مفرد ہیں۔

فَصْلٌ: حُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ يَا وَ أَيَا وَ هَيَا وَ أَيْ وَ الْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ فَأَيْ وَ الْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ لِلْقَرِيْبِ وَ أَيَا
وَ هَيَا لِلْبَعِيْدِ وَ يَا لَهُمَا وَ لِلْمُتَوَسِّطِ وَ قَدْ مَرَّ أَحْكَامُ الْمُنَادٰى

حروف نداء اور ان کا استعمال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف تنبیہ کو بیان کر کے اب یہاں سے حروف نداء بیان فرما رہے ہیں اور حروف نداء پانچ حروف ہیں۔ (۱) **يَا** (۲) **أَيَا** (۳) **هَيَا** (۴) **أَيْ** (۵) **اَلْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ**

أَيْ اور اَلْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ: یہ دونوں حروف نداء قریب کے لیے آتے ہیں۔

أَيَا اور هَيَا: یہ دونوں حروف نداء بعید کے لیے آتے ہیں۔

يَا: یہ حرف نداء قریب، نداء بعید، نداء متوسط اور استغاثہ اور ندبہ کے لیے آتا ہے۔

فَصْلٌ: حُرُوْفُ الْإِيْجَابِ سِتَّةٌ: نَعَمْ وَ بَلٰى وَ أَجَلْ وَ جَيْرِ وَ إِنَّ وَ أَيْ أَمَّا نَعَمْ فَلِتَقْرِيْرِ كَلَامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا كَانَ أَوْ
مَنْفِيًّا نَحْوُ أَجَاءَ زَيْدٌ؟ قُلْتَ نَعَمْ وَ أَمَا جَاءَ زَيْدٌ؟ قُلْتَ نَعَمْ وَ بَلٰى تَخْتَصُّ بِإِيْجَابِ مَا نُفِيَ اِسْتِفْهَامًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى:
أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى أَوْ خَبَرًا كَمَا يُقَالُ: لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ قُلْتُ بَلٰى أَيْ قَدْ قَامَ وَ أَيْ لِلْإِثْبَاتِ بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ
وَ يَلْزَمُهَا الْقَسَمُ كَمَا إِذَا قِيْلَ هَلْ كَانَ كَذَا؟ قُلْتُ أَيْ وَ اللهِ وَ أَجَلْ وَ جَيْرِ وَ إِنَّ أَيْ أُصَدِّقُكَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ

حروف ایجاب اور ان کا استعمال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے حروف ایجاب کو ذکر فرما رہے ہیں۔

حروف ایجاب چھ ہیں: (۱) **نَعَمْ** (۲) **بَلٰى** (۳) **أَجَلْ** (۴) **جَيْرِ** (۵) **إِنَّ** (۶) **أَيْ**

نَعَمْ: یہ حرف کلام سابق کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے خواہ وہ کلام سابق مثبت ہو یا منفی خواہ استفہام ہو خواہ خبر۔

کلام مثبت کی مثال: جیسے کوئی آپ سے کہے **أَجَاءَ زَيْدٌ؟** تو آپ جواب میں کہیں گے **نَعَمْ**

کلام منفی کی مثال: جیسے کوئی آپ سے کہے **أَمَا جَاءَ زَيْدٌ؟** تو آپ جواب دیں گے **نَعَمْ**

بَلٰى: کلمہ **بَلٰى** اس کام کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جو پہلے منفی ہو خواہ وہ منفی بصورت استفہام ہو یا بصورت خبر۔

نفی استفہام کی مثال: جیسے اللہ کا فرمان ہے کہ **أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟** (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟)

تمام ارواح نے جواب دیا **بَلٰى**

نفی خبر کی مثال: جیسے کوئی کہے **لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ** (زید کھڑا ہوا) تو آپ جواب دیں **بَلٰى أَيْ قَدْ قَامَ**

أَيْ: کلمہ **أَيْ** استفہام کے بعد اثبات کے لیے آتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے

کہا جائے ھَلْ کَانَ کَذَا؟ تو تم اس کے جواب میں أَيْ وَاللهِ کہو۔

أَجَلْ، جَیْرِ، إِنَّ: یہ تینوں کلمات خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں خبر خواہ مثبت ہو خواہ منفی۔

مثال: أَجَاءَ زَیْدٌ؟ کہا جائے تو اس کے جواب میں آپ أَجَلْ کہتے ہیں یا جَیْرِ کہتے ہیں یا إِنَّ کہتے ہیں یعنی میں تیری اس خبر کی تصدیق کرتا ہوں۔

فَصْلٌ: حُرُوْفُ الزِّیَادَۃِ سَبْعَۃٌ إِنْ وَأَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَإِنْ تُزَادُ مَعَ مَا النَّافِیَۃِ نَحْوُ مَا إِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ وَ مَعَ مَا الْمَصْدَرِیَّۃِ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا إِنْ یَجْلِسَ الْأَمِیْرُ وَمَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا إِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ وَأَنْ تُزَادُ مَعَ لَمَّا نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی: فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ وَبَیْنَ وَاوِ الْقَسَمِ وَلَوْ نَحْوُ وَاللهِ أَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ وَمَا تُزَادُ مَعَ إِذْ وَمَتٰی وَأَيِّ وَأَیْنَ وَإِنِ الشَّرْطِیَّۃِ کَمَا تَقُوْلُ: إِذَا مَا صُمْتَ صُمْتُ وَکَذَا الْبَوَاقِيْ وَبَعْدَ بَعْضِ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی: فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِنَ اللهِ وَعَمَّا قَلِیْلٍ لَیُصْبِحُنَّ نَادِمِیْنَ وَمِمَّا خَطِیْئَاتِھِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا وَزَیْدٌ صَدِیْقِيْ کَمَا أَنَّ عَمْرًوا أَخِيْ وَلَا تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ زَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو وَبَعْدَ أَنِ الْمَصْدَرِیَّۃِ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی: قَالَ مَا مَنَعَکَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُکَ وَقَبْلَ الْقَسَمِ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی: لَا أُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنٰی أُقْسِمُ وَأَمَّا مِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَقَدْ مَرَّ ذِکْرُھَا فِيْ حُرُوْفِ الْجَرِّ فَلَا نُعِیْدُھَا

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف ایجاب کو ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے حروف زیادت کو بیان فرما رہے ہیں۔

حروف زیادت سات ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) إِنْ (۲) أَنْ (۳) مَا (۴) لَا (۵) مِنْ (۶) الْبَاءُ (۷) اللَّامُ

حروف زیارت سے مراد وہ حروف ہیں جو کلام میں زائد ہوتے ہیں جن کے نہ ہونے سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کلام میں ان حروف کو لانے کے بعض دیگر فوائد ہوتے ہیں۔ مثلاً کلام زینت کے لیے، برابری وزن کے لیے، تاکید کے لیے۔

إِنْ: یہ حرف کبھی مَا نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے، کبھی مَا مصدریہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور کبھی لَمَّا کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔

إِنْ کا مَا نافیہ کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: مَا إِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ أَيْ مَا زَیْدٌ قَائِمٌ

إِنْ کا مَا مصدریہ کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: اِنْتَظِرْ مَا إِنْ یَجْلِسَ الْأَمِیْرُ أَيْ اِنْتَظِرْ وَمُدَّۃَ جُلُوْسِ الْأَمِیْرِ

إِنْ کا لَمَّا کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: لَمَّا إِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ أَيْ لَمَّا جَلَسْتَ جَلَسْتُ

أَنْ: حروف زائدہ میں سے دوسرا حرف أَنْ ہے کلمہ لَمَّا کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ (جب کہ خوشخبری دینے والا آیا) اس میں أَنْ زائد ہے اور أَنْ اس وقت بھی زائد ہوتا ہے جب وہ لَوْ اور واو قسم کے درمیان واقع ہو جو اس پر مقدم ہے جیسے وَاللهِ أَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ

مَا: تیسرا حرف زائد مَا ہے یہ حروف شرطیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے یعنی جب یہ إِذْ، مَتٰی، أَيّ، أَيْنَ اور إِنْ کے ساتھ استعمال ہو لیکن یہ کلمات شرطیہ نہ ہوں تو لفظ مَا زائد نہیں ہوگا جیسے إِذْ مَا صُمْتَ صُمْتُ، مَتٰی مَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ، أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی، أَيْنَمَا تَجْلِسْ اَجْلِسْ، فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا

کلمہ مَا بعض حروف جر کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ، اسی طرح عَمَّا قَلِيْلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ اس مثال میں عَمَّا اصل میں عَنْ مَا تھا اسی طرح مِمَّا خَطِيْئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا اس مثال میں مِمَّا اصل میں مِنْ مَا تھا اسی طرح زَيْدٌ صَدِيْقِي كَمَا أَنَّ عَمْرًا أَخِي

لَا: یہ کلمہ ایسی واو کے ساتھ زائد ہوگا جو نفی کے بعد واقع ہے۔ جیسے مَا جَاءَنِي زَيْدٌ وَّ لَا عَمْرٌ اسی طرح مصدریہ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ اس میں لَا زائد ہے اور یہ أَنْ تَسْجُدَ کے معنی میں ہے۔ اسی طرح قسم سے پہلے بھی زائد ہوتا ہے جیسے لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بمعنی أُقْسِمُ ہے۔

مِنْ، بَاءٌ، لَام: ان تینوں کا ذکر حروف جارہ کی بحث میں گزر چکا ہے۔ دوبارہ اعادہ ضروری نہیں ہے۔

حروف تفسیر اور ان کا استعمال

فَصْلٌ: حَرْفَا التَّفْسِيْرِ أَيْ وَ أَنْ فَأَيْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ أَيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ كَأَنَّكَ تُفَسِّرُهٗ أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَ أَنْ
إِنَّمَا يُفَسَّرُ بِهَا بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيْمُ فَلَا يُقَالُ قُلْتُ لَهٗ أَنْ اُكْتُبْ إِذْ هُوَ لَفْظُ الْقَوْلِ لَا مَعْنَاهُ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف زائدہ کے بعد اب یہاں سے حروف تفسیر کو بیان فرما رہے ہیں۔

تفسیر کے دو حرف ہیں: (۱) أَيْ (۲) أَنْ

أَيْ: کلمہ أَيْ مبہم چیز کی تفسیر کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ أَيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ (آپ اہل قریہ سے سوال کریں) یہاں أَهْلَ الْقَرْيَةِ تفسیر ہے۔

أَنْ: اور کلمہ أَنْ سے اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو بمعنی قول ہو جیسے امر، ندا اور کتابت وغیرہ

امر کی مثال: اَمَرْتُهٗ اَنْ اَقِمْ، **کتابت کی مثال:** كَتَبْتُ اِلَيْهِ اَنْ اَكْرِمْ

نداء کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيْمُ اس میں نداء بمعنی قول ہے۔

احترازی مثال: قُلْتُ لَهٗ أَنْ اُكْتُبْ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اس فعل کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو جب کہ اس مثال میں صراحۃً لفظ قول کے بعد واقع ہے۔

حروف مصدر اور ان کا استعمال

فَصْل: حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ثَلَاثَةٌ مَا وَأَنْ وَأَنَّ فَالْأَوَّلَانِ لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَةِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ أَيْ بِرَحْبِهَا وَقَوْلِ الشَّاعِرِ : يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ = وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابَا
وَ أَنْ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلُهُمْ وَ أَنَّ لِلْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَةِ نَحْوُ عَلِمْتُ أَنَّكَ
قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَكَ

حروف مصدر تین ہیں: (۱) مَا (۲) أَنْ (۳) أَنَّ

حروف مصدر سے مراد وہ حروف ہیں جو اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ ان تینوں میں سے پہلے دو یعنی مَا اور أَنْ جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

مَا کی مثال: وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، مَا نے رَحُبَتْ کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

قَوْلُ الشَّاعِرِ

يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ   وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابَا

ترجمہ مع وضاحت: آدمی کو راتوں کا گزرنا خوش کرتا ہے اور حالانکہ راتوں کا گزرنا ان کا گزرنا ہے یعنی آدمی راتیں عیش وسرور میں گزارتا ہے اور وہ اس سے غافل ہے کہ ان راتوں کا گزرنا بعینہ اس کی زندگی کا گزرنا ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں يَسُرُّ فعل مضارع معروف بمعنی خوش کرنا ہے اور الْمَرْءُ اس کا مفعول ہے اور مَا مصدریہ صلہ ملکر يَسُرُّ کا فاعل ہے أَيْ يَسُرُّ الْمَرْءَ ذَهَابُ اللَّيَالِيْ اس میں مَا نے ذَهَبَ کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

ترکیب: يَسُرُّ فعل، الْمَرْءَ مفعول بہ ہوا، مَا مصدریہ، ذَهَبَ فعل، اللَّيَالِيْ ذوالحال، واو حالیہ، كَانَ فعل ناقص، ذَهَابُ مصدر مضاف هُنَّ ضمیر مضاف الیہ سے ملکر فعل ناقص کا اسم، لَهُ ذَهَابًا خبر ہوا، اب كَانَ فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر حال ہوا، اب اللَّيَالِيْ ذوالحال مع الحال ملکر فاعل ہوا ذَهَبَ فعل کے لیے اب ذَهَبَ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر بتاویل مصدر فاعل ہوا يَسُرُّ کا اب يَسُرُّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

أَنْ: یہ کلمہ بھی فعل پر داخل ہوتا ہے اور مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلُهُمْ (پس نہیں تھا قوم کا جواب مگر ان کا یہ کہنا)

أَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَكَ اس میں أَنَّ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

حروف تحضیض

فَصلٌ: حُرُوفُ التَّحضِیضِ أَربَعَةٌ وَهِيَ: هَلَّا وَأَلَّا وَلَوْلَا وَلَوْمَا وَلَهَا صَدرُ الکَلَامِ وَمَعنَاهَا حَضٌّ عَلَی الفِعلِ
إِنْ دَخَلَتْ عَلَی المُضَارِعِ نَحوُ هَلَّا تَأکُلُ وَلَوْمٌ إِنْ دَخَلَتْ عَلَی المَاضِي نَحوُ هَلَّا ضَرَبتَ زَیدًا وَحِینَئِذٍ لَا
تَکُونُ تَحضِیضًا إِلَّا بِاعتِبَارِ مَا فَاتَ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اب یہاں سے حروف تحضیض کو بیان فرمارہے ہیں۔
تحضیض سے مراد ابھارنا اور برانگیختہ کرنا ہے، یعنی ایسے حروف جن دوسرے کو ابھارا جائے۔

حروف تحضیض چار ہیں: (۱) هَلَّا (۲) أَلَّا (۳) لَوْلَا (۴) لَوْمَا

حروف تحضیض کا استعمال: یہ حروف کلام کے شروع میں آتے ہیں اب اگر یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو ان حروف کا معنیٰ فعل پر ابھارنا ہوگا جیسے هَلَّا تَأکُلُ (تو کیوں نہیں کھاتا ہے)

اور اگر یہ حروف ماضی پر داخل ہوں تو یہ مذمت اور ملامت کے لیے آتے ہیں جیسے هَلَّا ضَرَبتَ زَیدًا (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا) جب یہ حروف ماضی پر آئیں تو اس وقت تحضیض باعتبار مافات سے یعنی فوت شدہ چیز پر ابھارنا۔

وَلَا تَدخُلُ إِلَّا عَلَی الفِعلِ کَمَا مَرَّ

یہ حروف فعل پر داخل ہوتے ہیں اس لیے کہ ترغیب یا ملامت فعل پر ہوتی ہے خواہ لفظاً موجود ہو یا تقدیراً موجود ہو۔

وَإِنْ وَقَعَ بَعدَهَا اِسمٌ فَبِإِضمَارِ فِعلٍ کَمَا تَقُولُ لِمَنْ ضَرَبَ قَومًا هَلَّا زَیدًا أَيْ هَلَّا ضَرَبتَ زَیدًا وَجَمِیعُهَا
مُرَکَّبَةٌ جُزْؤُهَا الثَّانِي حَرفُ النَّفيِ وَالأَوَّلُ حَرفُ الشَّرطِ أَوِ الإِستِفهَامِ أَو حَرفُ المَصدَرِ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے اس بات کو بیان فرمارہے ہیں کہ حروف تحضیض تو فعل پر داخل ہوتے ہیں لیکن اگر ان حرفوں کے بعد اسم واقع ہو تو وہ فعل مقدر کا معمول ہوگا۔ جیسے آپ کا قول اس شخص کے متعلق جس نے پوری قوم کو مارا ہو سوائے زید کے هَلَّا زَیدًا أَيْ هَلَّا ضَرَبتَ زَیدًا اس میں زید اسم ہے اور یہ اس فعل کا مفعول بہ ہے جو هَلَّا کے بعد مقدر ہے۔

وَجَمِیعُهَا مُرَکَّبَةٌ: یہ سب مرکب ہوتے ہیں۔ ان کا جزء ثانی حرف نفی ہوگا اور پہلا جز کبھی شرط، کبھی استفہام اور کبھی مصدر ہوگا۔

وَلِلَوْلَا مَعنًی آخَرُ وَهُوَ اِمتِنَاعُ الجُملَةِ الثَّانِیَةِ لِوُجُودِ الجُملَةِ الأُولَی نَحوُ لَولَا عَلِيٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ لَولَا کے تحضیض کے علاوہ ایک معنی اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ

جملہ ثانیہ کا منتفی ہونا بسبب وجود جملہ اولیٰ۔

مثال: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے) چونکہ علی رضی اللہ عنہ موجود تھے، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ ہلاک نہیں ہوئے۔

وَحِيْنَئِذٍ يَحْتَاجُ إِلَى الْجُمْلَتَيْنِ أُوْلَاهُمَا اسْمِيَةٌ أَبَدًا

اور جب لَوْلَا کے دوسرے معنی لیے جائیں اس وقت وہ دو جملوں کی طرف محتاج ہوگا جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوگا اور دوسرا خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ اور اس کو لَوْلَا امتناعیہ کہتے ہیں اور پہلے کو لَوْلَا تحضیضیہ کہتے ہیں۔

حَرْفُ التَّوَقُّعِ

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ: حروف تحضیض کے بعد اب یہاں سے حرف توقع کو بیان فرمارہے ہیں اور حرف توقع قَدْ ہے۔

حرف توقع کا استعمال

وَهِيَ فِي الْمَاضِي لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِي إِلَى الْحَالِ نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ أَيْ قُبَيْلَ هٰذَا

اور قَدْ جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کو حال کے قریب کردیتا ہے مثلاً آپ اس شخص کو خبر دیں جو امیر کے سوار ہونے کا منتظر ہو قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ یعنی اب سے کچھ دیر پہلے امیر سوار ہو چکا ہے۔ یعنی قُبَيْلَ هٰذَا بمعنی اس سے ذرا پیشتر۔

وَلِأَجْلِ ذٰلِكَ سُمِّيَتْ حَرْفَ التَّقْرِيْبِ أَيْضًا

اور اسی وجہ سے کہ قَدْ ماضی کو حال کے قریب کردیتا ہے اس کو حَرْفُ التَّقْرِيْبِ کہتے ہیں۔

وَلِهٰذَا تَلْزَمُ الْمَاضِيَ لِيَصْلُحَ أَنْ يَقَعَ حَالًا

چونکہ قَدْ ماضی کو حال کے قریب کردیتا ہے اس لیے ماضی کے لیے بھی لازم ہے کہ اس میں حال کے قریب ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔ اس لیے قَدْ مَاتَ الشَّيْخُ وَقَدْ وُلِدَ فِي يَوْمِ كَذَا کہنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ حال اور اس کے عامل کے زمانہ میں قرب نہیں ہے۔

وَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّاكِيْدِ إِذَا كَانَ جَوَابًا لِمَنْ يَسْئَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟ تَقُوْلُ قَدْ قَامَ زَيْدٌ

اور قَدْ کبھی تاکید بھی آتا ہے جب کہ ماضی جس پر داخل ہے کسی سوال کے جواب میں واقع ہورہی ہو، مثلاً کوئی شخص سوال کرے هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟ تو آپ اس کے جواب میں کہوگے قَدْ قَامَ زَيْدٌ (تحقیق زید کھڑا ہے)

وَفِي الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُ إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ وَإِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ

اور قَدْ کبھی جب مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ (تحقیق جھوٹ بولنے والا کبھی

سچ بھی بولتا ہے)اور إِنَّ الْجَوادَ قَدْ يَبْخَلُ (تحقیق سخی کبھی بخل بھی کرتا ہے)

وَقَدْ يَجِيءُ لِلتَّحْقِيقِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِينَ

اور قَدْ کبھی فعل مضارع تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِينَ (تحقیق اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو جانتا ہے)

وَيَجُوزُ الْفَصْلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْفِعْلِ بِالْقَسَمِ نَحْوُ قَدْ وَاللهِ أَحْسَنْتَ

اور قَدْ اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ فصل کرنا بھی جائز ہے جیسے قَدْ وَاللهِ أَحْسَنْتَ (اللہ کی قسم تحقیق تو نے اچھا کیا)

وَيُحْذَفُ الْفِعْلُ بَعْدَ قَدْ عِنْدَ الْقَرِينَةِ نَحْوُ قَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا = لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا
وَكَأَنْ قَدِنْ أَيْ وَكَأَنْ قَدْ زَالَتْ

اور قَدْ کے بعد کبھی کبھی فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ موجود ہو، جیسے شاعر کا قول

شعر

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا   لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَأَنْ قَدِنْ

لغات: أَفِدَ بمعنی قَرُبَ ہے نزدیک ہوا، التَّرَحُّلُ بمعنی کوچ کرنا، غَيْرَ بمعنی اِلَّا ہے رِكَاب بمعنی اونٹ جن پر سفر کرتے ہیں، لَمَّا حرف نفی ہے، رِحَال جمع رَحْل بمعنی کجاوہ، قَدِنْ میں تنوین ترنم ہے۔

ترجمہ: قریب ہو گیا کوچ کرنا، سوائے اس کے کہ ہماری سواریوں نے ہمارے کجاووں کے ساتھ ابھی تک کوچ نہیں کیا، ورنہ کوچ کرنا اتنا قریب ہو چکا، گویا کہ وہ کوچ کر چکیں۔ اس لیے کہ کوچ کرنے کا ہم پختہ ارادہ کر چکے ہیں۔

محل استشہاد: اس شعر میں قَدْ کا فعل محذوف ہے اور وہ ہے كَانَ

ترکیب: أَفِدَ فعل ماضی، التَّرَحُّلُ بمعنی مستثنیٰ منہ غَيْرَ حرف استثناء، أَنَّ حرف مشبہ بالفعل، رِكَابَنَا مضاف مضاف الیہ سے ملکر ان کا اسم ہوا، لَمَّا تَزُلْ فعل هِيَ ضمیر مستتر ذوالحال، بِرِحَالِنَا جار مجرور ملکر متعلق ہوا لَمَّا تَزُلْ فعل کے لیے، واو حالیہ كَأَنْ مخففہ من المثقلہ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہوا، هِيَ ضمیر محذوف اسم ہوا كَأَنْ کے لیے، قَدِنْ دراصل قَدْ زَالَتْ تھا اب قَدْ کے بعد فعل حذف ہے اب ترکیب میں قَدْ زَالَتْ فعل هِيَ ضمیر مستتر فاعل ہوا، اب فعل مع الفاعل ملکر خبر كَأَنْ، اب كَأَنْ واو حالیہ سے اور اسم وخبر سے مل کر حال ہوا هِيَ ضمیر ذوالحال سے اب هِيَ ضمیر ذوالحال حال سے مل کر فاعل ہوا لَمَّا تَزُلْ فعل کے لیے اب لَمَّا تَزُلْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا أَنَّ کے لیے اب أَنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر مستثنیٰ ہوا اب مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل ہوا أَفِدَ فعل ماضی کے لیے أَفِدَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

حروف استفہام

حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ وَلَهُما صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخَلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوَ أَزَيْدٌ قَائِمٌ؟
اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوَ هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟ وَدُخُولُهُمَا عَلَى الْفِعْلِيَّةِ أَكْثَرُ اِذِ الْاِسْتِفْهَامُ بِالْفِعْلِ اَوْلٰى

مصنف رحمۃ اللہ علیہ اب یہاں سے حروف استفہام کو بیان فرمار ہے ہیں استفہام کے دوحروف ہیں (۱) ہمزہ (۲) ھَلْ اور یہ دونوں حروف ابتداء کلام میں آتے ہیں تا کہ مخاطب کومعلوم ہو سکے کہ آگے کلام کس قسم کا ہے۔

حروف استفہام کا استعمال: یہ دونوں حروف جملے پر داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ ہوخواہ جملہ فعلیہ ہوالبتہ جملہ فعلیہ پر داخل ہونا اکثر ہے کیونکہ فعل سے استفہام بنسبت اسم کے بہتر اولیٰ ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال: أَزَيْدٌ قَائِمٌ؟ **جملہ فعلیہ کی مثال:** هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟

وَقَدْ تَدْخُلُ الْهَمْزَةُ فِي مَوَاضِعَ لَا يَجُوزُ هَلْ فِيهَا نَحْوَ أَزَيْدًا ضَرَبْتَ؟ وَأَتَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوكَ؟ وَأَزَيْدٌ
عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ أَوَمَنْ كَانَ وَأَفَمَنْ كَانَ وَأَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ وَلَا تُسْتَعْمَلُ هَلْ فِي هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ

ہمزہ اور ھَلْ میں فرق: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ہمزہ اور ھَلْ میں فرق کو بیان فرمار ہے ہیں کہ ہمزہ کا استعمال بنسبت کے زیادہ ہے یعنی ہمزہ ایسی جگہوں پر داخل ہوتا ہے جہاں ھَلْ کا داخل ہونا ناجائز ہےاور وہ چار جگہیں ہیں۔

۱) فعل کے ہوتے ہوئے ہمزہ اسم پر داخل ہو۔جیسے أَزَيْدًا ضَرَبْتَ؟ جائز ہے جب کہ هَلْ زَيْدًا ضَرَبْتَ؟ ناجائز ہے۔

۲)...... یہ ہے کہ ہمزہ انکار فعل کے لیے لانا جائز ہے جب کہ هَلْ کا لانا جائز نہیں جیسے أَتَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوكَ؟ (کیا تو زید کو مارتا ہے جب کہ وہ تیرا بھائی ہے) کہنا جائز ہےاور هَلْ تَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوكَ؟ کہنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ استفہام کے لیے صرف ہمزہ آتا ہے نہ کہ هَلْ۔

۳)...... یہ ہے کہ ہمزہ أَمْ متصلہ کے ساتھ لانا جائز ہے جب کہ هَلْ کا أَمْ متصلہ کے ساتھ لانا ناجائز ہے جیسے أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ کہنا جائز ہےاور هَلْ زَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ کہنا ناجائز ہے۔

۴)...... یہ ہے کہ ہمزہ حروف عطف پر داخل ہوسکتا ہے جیسے أَوَمَنْ كَانَ، أَفَمَنْ كَانَ، أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ اور حروف عطف پر هَلْ نہیں آسکتا ہے۔

هٰهُنَا بَحْثٌ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ایک بحث کی طرف اشارہ فرمار ہے ہیں لیکن اس کو ذکر نہیں کیا۔

بحث: یہ ہے کہ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں هَلْ آتا ہےاور ہمزہ کا اس جگہ آنا ناجائز ہے۔

پہلی جگہ: یہ ہے کہ هَلْ پر حرف عطف داخل ہوتا ہے جب کہ ہمزہ پر حرف عطف داخل نہیں ہوتا ہے۔جیسے

فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ

دوسری جگہ: یہ ہے کہ اَمْ کے بعد ھَلْ آ سکتا ہے جب کہ ہمزہ نہیں آ سکتا۔

تیسری جگہ: یہ ہے کہ ھَلْ اثبات میں نفی کے لیے آتا ہے نہ کہ ہمزہ جیسے ھَلْ ثُوِّبَ الْکُفَّارُ اَیْ لَمْ یُثَوَّبْ

چوتھی جگہ: یہ ہے کہ ھَلْ نفی کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ اِلَّا اس کے بعد اثبات کے لیے لانا جائز ہے نہ کہ ہمزہ جیسے ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

حروف شرط

حُرُوْفُ الشَّرْطِ ثَلَاثَةٌ: اِنْ وَلَوْ وَاَمَّا لَهَا صَدْرُ الْکَلَامِ وَیَدْخُلُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلٰی جُمْلَتَیْنِ اِسْمِیَّتَیْنِ کَانَتَا اَوْ
فِعْلِیَّتَیْنِ اَوْ مُخْتَلِفَتَیْنِ فَاِنْ لِلْاِسْتِقْبَالِ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ نَحْوُ اِنْ زُرْتَنِیْ فَاُکْرِمُکَ وَ لَوْ لِلْمَاضِیْ
وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِیْ اَکْرَمْتُکَ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں حروف شرط کو بیان فرما رہے ہیں۔

حروف شرط تین ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) اِنْ (۲) لَوْ (۳) اَمَّا

حروف شرط کا استعمال: یہ تینوں ابتداء کلام میں آتے ہیں تاکہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ آگے کس قسم کا کلام آ رہا ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا خواہ دونوں جملے فعلیہ ہوں خواہ ان میں سے ایک جملہ اسمیہ ہو دوسرا فعلیہ۔ ان میں سے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

اِنْ: کلمہ اِنْ زمانہ استقبال کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے اِنْ زُرْتَنِیْ فَاُکْرِمُکَ (اگر تو میری زیارت کرے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

لَوْ: کلمہ لَوْ زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے، اگرچہ مضارع پر داخل ہوگا۔ جیسے لَوْ تَزُوْرُنِیْ اَکْرَمْتُکَ (اگر تو میرے زیارت کرتا تو میں تیرا اکرام کرتا)

وَیَلْزَمُهَا الْفِعْلُ لَفْظًا کَمَا مَرَّ اَوْ تَقْدِیْرًا نَحْوُ اِنْ اَنْتَ زَائِرِیْ فَاَنَا اُکْرِمُکَ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ اِنْ اور لَوْ دونوں کے لیے فعل کا ہونا لازمی ہے۔ یہ ہمیشہ فعل پر ہی داخل ہوتے ہیں۔ فعل خواہ لفظاً ہو، جیسے مثالوں سے واضح ہے یا تقدیراً۔ جیسے اِنْ اَنْتَ زَائِرِیْ فَاَنَا اُکْرِمُکَ۔ اس میں اِنْ کے بعد فعل مقدر ہے۔ اسی طرح اِنْ کُنْتَ زَائِرِیْ ہے جب فعل حذف کر دیا گیا تو ضمیر متصل منفصل سے بدل گئی اور اَنْتَ ہو گئی۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنْ لَا تُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی الْاُمُوْرِ الْمَشْکُوْکَةِ فَلَا یُقَالُ اٰتِیْکَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ لَوْ تَدُلُّ عَلٰی نَفْیِ

الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ بِسَبَبِ نَفْيِ الْجُمْلَةِ الْأُوْلٰى كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا

مصنف رحمہ اللہ یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ کلمہ إِنْ کا استعمال امور مشکوکہ میں ہوتا ہے یعنی ایسے کاموں میں جن کے ہونے نہ ہونے میں شک ہو کلمہ إِنْ کا استعمال ہوتا ہے پس آپ کا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ آتِيكَ إِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ کیونکہ سورج کا طلوع ہونا یقینی ہے بلکہ یوں کہا جائے گا کہ آتِيكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

لَوْ: لَوْ شرطیہ اس بات پر دلالت کرتا ہے جملہ ثانیہ منتفی ہے بہ سبب جملہ اول کے منتفی ہونے کے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین اور آسمان میں کئی الٰہ ہوتے اللہ کے علاوہ تو فساد برپا ہوجاتا) اس میں جملہ ثانیہ منتفی ہے بسبب جملہ اول کے منتفی ہونے کے یعنی زمین وآسمان میں فساد برپا نہیں ہوا، اس لیے کہ اس میں کئی خدا نہیں ہیں۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ وَتَقَدَّمَ عَلَى الشَّرْطِ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ الْفِعْلُ الَّذِي تَدْخُلُ عَلَيْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ
مَاضِيًا لَفْظًا نَحْوُ وَاللهِ إِنْ أَتَيْتَنِي لَأَكْرَمْتُكَ أَوْ مَعْنًى نَحْوُ وَاللهِ إِنْ لَمْ تَأْتِنِي لَأَهْجُرَنَّكَ

اور جب قسم اول کلام میں واقع ہو اور حرف شرط پر مقدم ہو تو پھر اس فعل کا ماضی ہونا ضروری ہے جس پر حروف شرط داخل ہے چاہے لفظاً ماضی ہو جیسے وَاللهِ إِنْ أَتَيْتَنِي لَأَكْرَمْتُكَ یا معناً ماضی ہو جیسے وَاللهِ إِنْ لَمْ تَأْتِنِي لَأَهْجُرَنَّكَ (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہیں آئے گا تو میں تجھ کو بے ہودہ الفاظ کہوں گا) اس میں لَمْ تَأْتِنِي معناً ماضی ہے اس لیے کہ نفی جحد بلم مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے۔

وَحِينَئِذٍ تَكُوْنُ الْجُمْلَةُ الثَّانِيَةُ فِي اللَّفْظِ جَوَابًا لِلْقَسَمِ لَا جَزَاءً لِلشَّرْطِ فَلِذٰلِكَ وَجَبَ فِيهَا مَا وَجَبَ فِي
جَوَابِ الْقَسَمِ مِنَ اللَّامِ وَنَحْوِهَا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْمِثَالَيْنِ

اور اس وقت جملہ ثانیہ باعتبار لفظ کے قسم کا جواب ہوگا نہ کہ شرط کا۔

فَلِذٰلِكَ وَجَبَ فِيهَا مَا وَجَبَ فِي جَوَابِ الْقَسَمِ: یہی وجہ ہے کہ اس پر ان چیزوں کا آنا ضروری اور واجب ہے جن کا جواب قسم پر داخل ہونا ضروری ہے مثلاً لام کا داخل ہونا جملہ موجبہ میں ان کا داخل ہونا جملہ منفیہ میں مَا اور لَا کا داخل ہونا وغیرہ۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِي وَسْطِ الْكَلَامِ جَازَ أَنْ يُعْتَبَرَ الْقَسَمُ بِأَنْ يَكُوْنَ الْجَوَابُ لَهُ نَحْوُ إِنْ أَتَيْتَنِي وَاللهِ لَآتِيَنَّكَ
وَجَازَ أَنْ يُلْغٰى نَحْوُ إِنْ تَأْتِنِي وَاللهِ آتِكَ وَ أَمَّا لِتَفْصِيلِ مَا ذُكِرَ مُجْمَلًا نَحْوُ اَلنَّاسُ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ أَمَّا الَّذِينَ
سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ

جب حرف شرط یا اس کے غیر کے قسم پر مقدم ہونے کی وجہ سے قسم درمیانِ کلام میں آجائے پھر شرط کا ماضی اور

مضارع لانا دونوں جائز ہے، کیونکہ یہ بھی جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کیا جائے تو وہاں اس کا ماضی ہونا ضروری ہے۔ جیسے **إِنْ أَتَيْتَنِي وَاللّٰهِ لَأَتَيْتُكَ** اور یہ بھی جائز ہے کہ قسم کو مُلغی قرار دیا جائے اور جواب کو جزاء قرار دیا جائے اب اس جزاء کا ماضی ہونا ضروری نہیں بلکہ مضارع بھی ہوسکتی ہے جیسے **إِنْ تَأْتِنِي وَاللّٰهِ أُتِكَ**

أَمَّا: أَمَّا شرطیہ اس چیز کی تفصیل کے لیے آتا ہے جس کا متکلم نے مجملاً ذکر کیا ہو۔ جیسے **أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ** اس میں سعید اور شقی مجمل ہیں اور **أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا** سے سعید کی تفصیل ہے اور **أَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا** سے شقی کی تفصیل ہے۔

وَيَجِبُ فِيْ جَوَابِهَا الْفَاءُ وَأَنْ يَكُوْنَ الْأَوَّلُ سَبَبًا لِلثَّانِيْ

جب تفصیل کے لیے آتا ہے تو اس کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے اور اس میں جملہ اول کا جملہ ثانیہ کے لیے سبب بننا واجب ہے تاکہ فاء اور سببیت کے شرط ہونے پر دلالت کریں۔ جیسے آیت مذکورہ میں **فَفِي الْجَنَّةِ** اور **فَفِي النَّارِ** پر فاء آئی ہے اور جملہ اول یعنی سعادت جملہ ثانی دخول جنت کا سبب ہے، اسی طرح شقاوت دخولِ نار کا سبب ہے۔

وَأَنْ يُحْذَفَ فِعْلُهَا مَعَ أَنَّ الشَّرْطَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ فِعْلٍ

اور کلمہ **أَمَّا** کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے باوجود اس کے کہ **أَمَّا** شرط کے لیے فعل کا ہونا ضروری ہے جس پر وہ داخل ہے

وَذَالِكَ لِيَكُوْنَ تَنْبِيْهًا عَلٰى أَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِهَا حُكْمُ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ بَعْدَهَا نَحْوُ أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ تَقْدِيْرُهُ مَهْمَا يَكُنْ
مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحُذِفَ الْفِعْلُ وَالْجَارُّ وَالْمَجْرُوْرُ حَتّٰى بَقِيَ أَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَلَمَّا لَمْ يُنَاسِبْ دُخُوْلُ الشَّرْطِ
عَلٰى فَاءِ الْجَزَاءِ نَقَلُوا الْفَاءَ إِلَى الْجُزْءِ الثَّانِيْ وَوَضَعُوا الْجُزْءَ الْأَوَّلَ بَيْنَ أَمَّا وَالْفَاءِ عِوَضًا عَنِ الْفِعْلِ الْمَحْذُوْفِ

وضاحت: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ **أَمَّا** کے فعل کے حذف کی وجہ ذکر فرمارہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حذف فعل سے اس امر پر تنبیہ ہو جائے کہ **أَمَّا** سے جو تفصیل ہوئی ہے اس سے مقصود اسم ہے جو **أَمَّا** کے بعد واقع ہے نہ کہ فعل جیسے **أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ** اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی **مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ** (جو کچھ بھی ہو زید چلنے والا ہے) اس سے فعل **يَكُنْ** جو شرط ہے اور جار و مجرور جو **مِنْ شَيْءٍ** ہے حذف کر دیئے گئے اور **مَهْمَا** کی جگہ **أَمَّا** کو قائم مقام کر دیا گیا پس **أَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ** رہ گیا۔ اب صرف شرط کو جزاء پر داخل ہونا مناسب نہیں تھا تو ہم نے اس فاء جو جزء اول **زَيْدٌ** سے نقل کر کے جزء ثانی **مُنْطَلِقٌ** کو دے دیا اور جزء اول کو **أَمَّا** اور فاء کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں رکھ دیا تو اب بن گیا **أَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ**

ثُمَّ ذَالِكَ الْجُزْءُ إِنْ كَانَ صَالِحًا لِلْاِبْتِدَاءِ فَهُوَ مُبْتَدَأٌ كَمَا مَرَّ وَإِلَّا فَعَامِلُهُ مَا يَكُوْنُ بَعْدَ الْفَاءِ كَأَمَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ
فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَمُنْطَلِقٌ عَامِلٌ فِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ

اس کے بعد اگر یہ جزء اول یعنی وہ اسم جو **اَمَّا** کے بعد واقع ہے، مبتداء بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اسے مبتداء بنادیا جائے گا جیسے **اَمَّا زَیْدٌ فَمُنْطَلِقٌ** میں زید مبتداء ہے اور اگر اس میں مبتداء بننے کی صلاحیت نہ ہو اس طور پر کہ یہ ظرف ہو تو پھر اس میں جزء اول کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد ہے جیسے **اَمَّا یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ** اس میں جزء اول **یَوْمَ الْجُمُعَةِ** ظرف بننے کی وجہ سے مبتداء بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے لہٰذا اس میں عامل **مُنْطَلِقٌ** ہے اور وہ **یَوْمَ الْجُمُعَةِ** کو بنابر ظرفیت نصب دے رہا ہے۔

حَرْفُ الرَّدْعِ

فَصْلٌ: حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهِ عَمَّا تَكَلَّمَ بِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّا أَيْ لَا تَتَكَلَّمْ بِهٰذَا فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ وَهٰذَا بَعْدَ الْخَبَرِ وَقَدْ تَجِيْءُ بَعْدَ الْأَمْرِ أَيْضًا كَمَا
إِذَا قِيْلَ لَكَ اِضْرِبْ زَيْدًا فَقُلْتَ كَلَّا أَيْ لَا أَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ وَقَدْ تَجِيْءُ بِمَعْنٰى حَقًّا كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں حرف ردع کو بیان فرمارہے ہیں کے معنی ہیں جھڑکنا اور باز رکھنا۔

حرف ردع کا استعمال: حرف ردع **كَلَّا** ہے پھر یہ خبر کے بعد واقع ہو تو متکلم کو اس چیز سے جھڑکنے اور روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہے جس کا وہ تکلم کررہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّا أَيْ لَا تَتَكَلَّمْ بِهٰذَا فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ** یہ **كَلَّا** کے معنی کی تفسیر ہے یعنی وہ ہرگز ایسا نہ کہے تحقیق امر ایسا نہیں ہے۔

کبھی **كَلَّا** امر کے بعد آتا ہے اس وقت وہ نفی ایجاب کے لیے آتا ہے یعنی جس کا متکلم حکم کرتا ہے مخاطب اس بات سے انکار کرتا ہے جیسے تم سے کوئی کہے **اِضْرِبْ زَيْدًا** اور تم اس کے جواب میں کہو کہ **كَلَّا** ہرگز نہیں یعنی **لَا أَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ** (میں اس کو ہرگز نہیں کروں گا) یعنی ہرگز میں زید کو نہیں ماروں گا۔

اور **كَلَّا** بمعنی **حَقًّا** بھی آتا ہے یعنی جملہ کی تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ** (یہ بات ثابت ہے کہ تم عنقریب جان لوگے)

وَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ اِسْمًا مَبْنِيًّا لِكَوْنِهَا مُشَابِهَةً لِكَلَّا

اور اس وقت جب **كَلَّا** بمعنی **حَقًّا** آتا ہے تو **كَلَّا** اسم ہوتا ہے نہ کہ حرف اور وہ اس وقت **كَلَّا** حرفی کے ساتھ لفظاً اور معناً مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوتا ہے۔ لفظی مشابہت تو ظاہر ہے۔ معنوی مشابہت یہ ہے کہ جیسے **كَلَّا** حرفی زجر کے لیے آتا ہے اسی طرح **كَلَّا** اسمی بھی زجر کے لیے آتا ہے۔

وَقِيلَ تَكُوْنُ حَرْفًا أَيْضًا بِمَعْنَى إِنَّ لِتَحْقِيقِ الْجُمْلَةِ نَحْوُ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى بِمَعْنَى إِنَّ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرمار ہے ہیں کہ بعض نحات کے نزدیک **كَلَّا** جب بمعنی **حَقًّا** ہوتا ہے تو اس وقت حرف ہوتا ہے نہ کہ اسم بمعنی **إِنَّ** جو تحقیق جملہ کے لیے آتا ہے، جیسے **كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى بِمَعْنَى إِنَّ** (تحقیق انسان سرکشی کرتا ہے) لیکن یہ مذہب ضعیف ہے، اس لیے اس کو **قِيلَ** سے ذکر فرمار ہے ہیں۔

تائے تانیث ساکنہ اور اس کا استعمال

فَصْلٌ: تَاءُ التَّأْنِيثِ السَّاكِنَةُ تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِيَدُلَّ عَلَى تَأْنِيثِ مَا أُسْنِدَ إِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے تاء تانیث ساکنہ کو بیان فرمار ہے ہیں اور وہ ماضی کے آخر میں آتی ہے تا کہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ فعل کا مسند الیہ مؤنث ہے خواہ مسند الیہ فاعل ہو یا نائب فاعل۔

فاعل کی مثال: ضَرَبَتْ هِنْدٌ **نائب فاعل کی مثال:** ضُرِبَتْ هِنْدٌ

اور یہ تاء ماضی کے ساتھ خاص ہے غیر ماضی کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی ہے۔

وَعَرَفْتَ مَوَاضِعَ وُجُوْبِ إِلْحَاقِهَا

تاء تانیث ساکنہ کہاں لانا واجب ہے اور کہاں جائز؟ اس کی بحث فاعل کی فصل میں تفصیل سے گزر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وَإِذَا لَقِيَهَا سَاكِنٌ بَعْدَهَا وَجَبَ تَحْرِيكُهَا بِالْكَسْرِ لِأَنَّ السَّاكِنَ إِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ نَحْوُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

اور جب تاء تانیث ساکنہ کے بعد حرف ساکن ملا ہو تو اس وقت تاء تانیث ساکنہ کو حرف کسرہ دینا واجب ہے تا کہ التقاء ساکنین لازم نہ آئے اور تاء کو کسرہ اس لیے دیں گے کہ قاعدہ ہے **اَلسَّاكِنُ إِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ** (ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کے ذریعے حرکت دی جاتی ہے) جیسے **قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ**

وَحَرَكَتُهَا لَا تُوجِبُ رَدَّ مَا حُذِفَ لِأَجْلِ سُكُوْنِهَا فَلَا يُقَالُ رَمَاتِ الْمَرْأَةُ لِأَنَّ حَرَكَتَهَا عَارِضَةٌ وَاقِعَةٌ لِدَفْعِ الْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ

یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: یہ ہے کہ جب التقاء ساکنین کی وجہ سے دو ساکنوں میں سے ایک ساکن حذف ہو جاتا ہے تو تاء ساکنہ کے متحرک ہونے کی صورت میں محذوف ساکن کو لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حذف کی علت التقاء ساکنین تھی جو زائل ہو گئی پس **رَمَتِ الْمَرْأَةُ** میں تاء کے متحرک ہونے کی وجہ سے الف لوٹ آنا چاہیے جب کہ دو ساکن الف اور تاء کے پائے جانے کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا، حالانکہ وہ الف واپس نہیں لوٹ رہا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ تاء تانیث ساکنہ کی حرکت کی وجہ سے وہ حرف جاتاء کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے وہ واپس نہیں آئے گا پس اس لیے اس تاء کی حرکت عارضی ہے جو کہ التقاء ساکنین سے بچانے کے لیے لائی گئی ہے نہ کہ اصلی اور حرکت عارضی بمنزلہ سکون کے ہوتی ہے پس رَمَتِ الْمَرْأَةُ کو رَمَاتِ الْمَرْأَةُ نہیں کہیں گے۔

وَقَوْلُهُمْ اَلْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا ضَعِيفٌ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ عرب کا قول اَلْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا کہ جس میں الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا لوٹ آیا ہے، یہ ضعیف ہے۔

وَأَمَّا إِلْحَاقُ عَلَامَةِ التَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَضَعِيفٌ فَلَا يُقَالُ قَامَا الزَّيْدَانِ وَقَامُوا الزَّيْدُونَ
وَقُمْنَ النِّسَاءُ

یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: یہ ہے کہ جب علامت تثنیہ اور علامت جمع بھی علامت تاء نیث کی طرح ہیں تو جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کے ساتھ علامت تانیث اور علامت جمع بھی لاحق کرنی چاہیے تا کہ علامت تثنیہ اور علامت جمع فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے پر دلالت کرے حالانکہ ایسا نہیں کیا جاتا ہے جب کہ علامت تاء تثنیہ فعل کے ساتھ لاحق کی جاتی ہے۔

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فعل کا فاعل جب اسم ظاہر تو فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور علامت جمع کا لاحق کرنا ضعیف ہے پس قَامَا الزَّيْدَانِ اور قَامُوا الزَّيْدُونَ اور قُمْنَ النِّسَاءُ فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

فاعل جب اسم ظاہر ہو اور فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور جمع لاحق کی جائے تو اس صورت میں تین خرابیاں لازم آئیں گے۔

خرابیاں

۱)...... جب فاعل تثنیہ اور جمع پر دلالت کر رہا ہو تو فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور علامت جمع لاحق کرنا بے سود ہوگا۔

۲)...... اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔

۳)...... تعدد فاعل لازم آئے گا اسم ظاہر اور ضمیر کی صورت میں۔

وَبِتَقْدِيرِ الْإِلْحَاقِ لَا تَكُونُ الضَّمَائِرَ لِئَلَّا يَلْزَمَ الْإِضْمَارَ قَبْلَ الذِّكْرِ بَلْ عَلَامَاتٌ دَالَّةٌ عَلٰى أَحْوَالِ الْفَاعِلِ
كَتَاءِ التَّأْنِيثِ

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے فعل کا فاعل اسم ظاہر ہونے کے باوجود علامات ضمائر کو ذکر کرنے کی تاویل کو بیان فرما رہے ہیں کہ علامت تثنیہ اور جمع فعل کے ساتھ لاحق ہونے کی صورت میں جب کہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہو تو اس صورت میں یہ ضمائر اس کا فاعل نہیں ہوں گی کیونکہ اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ضمائر علامات ہوں گی جو احوال فاعل پر دلالت کریں گی کہ فاعل مثنی ہے یا جمع۔ جیسا کہ تاء تانیث ساکنہ مسندالیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اگر یہ تاء تانیث ضمیر ہوتی تو فاعل کے اسم ظاہر ہونے کی صورت میں اس کا حذف کرنا لازمی تھا۔

تنوین اور اس کی اقسام اور ان کا استعمال

اَلتَّنوِیْنُ نُوْنٌ سَاکِنَۃٌ تَتْبَعُ حَرَکَۃَ اٰخِرِ الْکَلِمَۃِ وَلَا لِتَاکِیْدِ الْفِعْلِ وَھِیَ أَرْبَعَۃُ أَقْسَامٍ اَلْأَوَّلُ لِلتَّمَکُّنِ وَھُوَ مَایَدُلُّ
عَلٰی أَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَکِّنٌ فِیْ مُقْتَضَی الْاِسْمِیَۃِ أَیْ أَنَّہٗ مُنصَرِفٌ نَحْوُ زَیْدٌ وَرَجُلٌ وَ الثَّانِیْ لِلتَّنْکِیْرِ وَھُوَ مَایَدُلُّ
عَلٰی أَنَّ الْاِسْمَ نَکِرَۃٌ نَحْوُ صَہٍ أَیْ اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَافِیْ وَقْتٍ مَا وَ اَمَاصَہٗ بِالسُّکُوْنِ فَمَعْنَاہُ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ
اَلْاٰنَ وَ الثَّالِثُ لِلْعِوَضِ وَھُوَ مَایَکُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ إِلَیْہِ نَحْوُ حِیْنَئِذٍ وَ سَاعَتَئِذٍ وَیَوْمَئِذٍ أَیْ حِیْنَ إِذْ کَانَ
کَذَا وَ الرَّابِعُ لِلْمُقَابَلَۃِ وَھُوَ التَّنْوِیْنُ الَّذِیْ یَلْحَقُ جَمْعَ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ وَھٰذِہِ الْأَرْبَعَۃُ تَخْتَصُّ
بِالْاِسْمِ وَ الْخَامِسُ لِلتَّرَنُّمِ وَھُوَ الَّذِیْ یَلْحَقُ بِاٰخِرِ الْأَبْیَاتِ وَ الْمَصَارِیْعِ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ : أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ
وَ الْعِتَابَنْ = وَقُوْلِیْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ وَ کَقَوْلِہٖ یَا أَبَتَا عَلَّکَ أَوْ عَسَاکَنْ وَقَدْ یُحْذَفُ مِنَ الْعَلَمِ إِذَا کَانَ
مَوْصُوْفًا بِابْنٍ مُضَافًا إِلٰی عَلَمٍ اٰخَرَ نَحْوُ جَاءَنِیْ زَیْدُ بْنُ عَمْرٍو وَ ھِنْدُ ابْنَۃُ بَکْرٍ

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے تنوین کو بیان فرما رہے ہیں۔

نون تنوین کی تعریف: نون تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہو اور وہ فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔

تنوین کی اقسام: تنوین کی پانچ اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) تنوین تمکن (۲) تنوین تنکیر (۳) تنوین عوض (۴) تنوین مقابلہ (۵) تنوین ترنم

تنوین تمکن: وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے تقاضے میں مضبوط ہے یعنی اس کے منصرف ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے زَیْدٌ، رَجُلٌ اس تنوین کو تنوین صرف بھی کہتے ہیں اس لیے کہ یہ منصرف اور غیر منصرف کے درمیان فصل کر دیتی ہے۔

تنوین تنکیر: وہ ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے پس یہ تنوین معرفہ اور نکرہ میں فرق کر دیتی ہے۔ جیسے

صَہٖ اس کا معنی ہے اُسکتْ سُکُوْتًا مَافِیْ وَقتٍ مَّا (تو چپ رہ چپ رہنا کچھ نہ کچھ وقت) اور اس کو اگر بغیر تنوین کے پڑھیں یعنی صَہْ تو معنی ہوگا اُسکتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ (تو چپ رہ خاص چپ رہنا اس وقت)

تنوین عوض: تنوین عوض ہو ہے جو مضاف الیہ عوض میں ہو جیسے حِیْنَئِذٍ یہ اصل میں حِینَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا۔ اب جملہ کو تخفیف کی کاطر حذف کر کے ذال پر تنوین لائے جو کہ مضاف الیہ کے عوض ہے اسی طرح سَاعَتَئِذٍ اصل میں سَاعَۃَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا اور یَوْمَئِذٍ اصل میں یَوْمَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا یہاں بھی مضاف الیہ کے عوض میں تنوین لے آئے۔

تنوین مقابلہ: وہ ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں آئے۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ کیونکہ اس کے مقابلے میں اور کوئی چیز نہیں تھا۔

اور تنوین کی یہ چاروں اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

تنوین ترنّم: وہ ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں تحسین صوت کے لیے آئے۔ جیسے شاعر کا قول

شعر

أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ: اے عاذلہ تو ملامت اور عتاب کو کم کر اگر میں کوئی صحیح کام کروں تو کہہ کہ بے شک تو نے صحیح کام کیا ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں تنوین ترنّم الْعِتَابَنْ اور أَصَابَنْ ہے جو اصل میں الْعِتَاب اور أَصَاب تھے۔

ترکیب: أَقِلِّي فعل امر، أَنْتِ ضمیر فاعل ہوا، اللَّوْمَ معطوف علیہ، واو عاطفہ، الْعِتَابَنْ معطوف، اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ أَقِلِّي کا، اب أَقِلِّي فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ معطوف علیہ ہوا، واو عاطفہ، قُوْلِيْ فعل، أَنْتِ ضمیر مستتر فاعل ہوا، اب فعل اپنے فاعل سے مل کر قول ہوا، لَقَدْ أَصَابَنْ مقولہ ہوا قول کے لیے، اب قول اپنے مقولہ سے مل کر جزائے مقدم إِنْ حرف شرط أَصَبْتُ فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط مؤخر، اب جزائے مقدم اپنی شرط مؤخر کے ساتھ مل کر معطوف ہوا، اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔ یَاعَاذِلَ اصل میں اُدْعُوْ عَاذِلَۃَ، اُدْعُوْ فعل أَنَا ضمیر مستتر فاعل ہوا، عَاذِلَۃَ مفعول بہ ہوا اب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسرا شعر: یَا أَبَتَا عَلَّکَ أَوْ عَسَاکَنْ اس میں یا حرف نداء ہے أَبَتَا اصل میں أَبِیْ تھا اور عَلَّکَ اصل میں لَعَلَّکَ تھا عَسَاکَنْ اصل میں عَسَاکَ تھا تنوین ترنّم لا کر عَسَاکَنْ کر دیا۔ لَعَلَّ اور عَسٰی کی خبر محذوف ہے۔ اصل میں تھا عَلَّکَ تَجِدُ رِزْقًا أَوْ عَسَاکَ تَجِدُہٗ

ترجمہ: اے میرے باپ قریب ہے کہ تو رزق کو پالے گا۔

اور کبھی کبھی علم سے تنوین کو وجوبًا حذف کیا جاتا ہے جب کہ علم موصوف ہو ایسے اور کی طرف جو آگے کسی اسم کی

طرف مضاف ہوں۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدُ بْنُ عَمْرٍو اور ھِنْدُ ابْنَۃُ بَکْرٍ

نون تاکید کی اقسام اور ان کا استعمال

فَصْلٌ: نُوْنُ التَّاکِیْدِ وَھِیَ وُضِعَتْ لِتَاکِیْدِ الْأَمْرِ وَ الْمُضَارِعِ إِذَا کَانَ فِیْهِ طَلَبٌ بِأَزَاءِ قَدْ لِتَاکِیْدِ الْمَاضِیْ وَھِیَ
عَلٰی ضَرْبَیْنِ خَفِیْفَۃٌ اَیْ سَاکِنَۃٌ اَبَدًا نَحْوُ اِضْرِبَنْ وَ الثَّقِیْلَۃُ مَفْتُوْحَۃٌ اَبَدًا اِنْ لَمْ یَکُنْ قَبْلَھَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ
وَ مَکْسُوْرَۃٌ اِنْ کَانَ قَبْلَھَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں نون تاکید کو بیان فرمارہے ہیں۔

نون تاکید: وہ ہے جسے امر اور مضارع کی تاکید کے لیے وضع کیا گیا ہے جب کہ اس میں طلب کے معنی میں ہوں اس لیے کہ نون تاکید سے اس چیز کی تاکید ہوتی ہے جس میں طلب ہوا۔

بِأَزَاءِ قَدْ: اور نون تاکید لفظ کے مقابلہ میں ہے جو ماضی کی تاکید کے لیے ہے اسی طرح نون تاکید مضارع کی تاکید کے لیے ہے بشرطیکہ اس میں طلب کے معنی ہوں۔

نون تاکید کی اقسام: نون تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) خفیفہ (۲) ثقیلہ

نون تاکید خفیفہ: یعنی جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبَنْ

نون تاکید ثقیلہ: یعنی جو ہمیشہ مشدد ہوتا ہے اور یہ نون مفتوح ہوتا ہے جب کہ اس سے پہلے الف نہ ہو۔ جیسے اِضْرِبَنَّ اور اگر اس سے پہلے الف ہو تو وہ مکسور ہوگا جیسے اِضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ

وَتَدْخُلُ فِی الْأَمْرِ وَ النَّھْیِ وَ الْاِسْتِفْھَامِ وَ التَّمَنِّیْ وَ الْعَرْضِ جَوَازًا لِاَنَّ فِیْ کُلٍّ مِنْھَا طَلَبًا نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَ لَا
تَضْرِبَنَّ وَ ھَلْ تَضْرِبَنَّ وَ لَیْتَ تَضْرِبَنَّ وَ اَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا

اور نون تاکید خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ یہ امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض پر جوازًا داخل ہوتا ہے کیونکہ ان سب میں طلب والا معنی موجود ہوتا ہے۔

نون خفیفہ کی مثال: امر جیسے اِضْرِبَنَّ، نہی جیسے لَا تَضْرِبَنَّ، استفہام جیسے ھَلْ تَضْرِبَنَّ، تمنی جیسے لَیْتَ تَضْرِبَنَّ، عرض جیسے اَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا

وَ قَدْ تَدْخُلُ فِی الْقَسَمِ وُجُوْبًا لِوُقُوْعِهٖ عَلٰی مَا یَکُوْنُ مَطْلُوْبًا لِلْمُتَکَلِّمِ غَالِبًا فَاَرَادُوْا اَنْ لَا یَکُوْنَ اٰخِرُ الْقَسَمِ عَنْ
مَعْنَی التَّاکِیْدِ کَمَا لَا یَخْلُوْ اَوَّلُهٗ مِنْهُ نَحْوُ وَ اللّٰهِ لَأَفْعَلَنَّ کَذَا

اور نون تاکید جواب قسم پر داخل ہوتا ہے، جب کہ جواب قسم متکلم کو اکثر مطلوب ہو۔ یہاں قسم سے مراد جواب قسم ہے، ورنہ قسم پر تاکید داخل نہیں ہوتی ہے، پس جواب قسم میں نون تاکید لانے کی وجہ یہ ہے کہ قسم اکثر اس چیز پر

داخل ہوتی ہے جس کا وجود متکلم کو مقصود اور مطلوب ہوتا ہے، گویا کہ قسم میں تاکید ہوتی ہے تو نحویوں نے ارادہ کیا کہ جواب قسم میں بھی تاکید ہوتا کہ قسم کا آخر بھی تاکید سے خالی نہ ہو، جس طرح اس کا اول تاکید سے خالی نہیں ہے جیسے وَاللّٰہِ لَأَفْعَلَنَّ کَذَا

وَاعْلَمْ يَجِبُ ضَمُّ مَا قَبْلَهَا فِي الْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ نَحْوُ اِضْرِبُنَّ لِيَدُلَّ عَلَى وَاوِ الْمَحْذُوْفَةِ وَكَسْرُ مَا قَبْلَهَا فِي الْمُخَاطَبَةِ نَحْوُ اِضْرِبِنَّ لِيَدُلَّ عَلَى الْيَاءِ الْمَحْذُوْفَةِ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے نون تاکید کے ماقبل کا حال بیان فرمارہے ہیں۔

تفصیل: جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر میں نون تاکید ثقیلہ ہو یا خفیفہ ہو اس سے پہلے والے حرف پر ہمیشہ ضمہ ہوگا تاکہ یہ ضمہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے جیسے اِضْرِبُنَّ اور واجب ہے مؤنث مخاطبہ کے صیغے میں نون تاکید کے ماقبل کا مکسور ہونا تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ یا التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوچکی ہے۔ جیسے اِضْرِبِنَّ

وَفَتْحُ مَا قَبْلَهَا عَدَاهُمَا

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ جمع غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر کے علاوہ صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو ہمیشہ فتحہ دیا جائے گا اور وہ گیارہ صیغے ہیں (۱) واحد مذکر غائب (۲) واحد مؤنث غائب (۳) واحد مذکر حاضر (۴) واحد متکلم (۵) جمع متکلم (۶) تثنیہ مذکر غائب (۷) تثنیہ مذکر حاضر (۸) تثنیہ مؤنث غائب (۹) تثنیہ مؤنث حاضر (۱۰) جمع مؤنث غائب (۱۱) جمع مؤنث حاضر

أَمَّا فِي الْمُفْرَدِ فَلِأَنَّهُ لَوْ ضُمَّ لَالْتَبَسَ بِالْجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَلَوْ كُسِرَ لَالْتَبَسَ بِالْمُخَاطِبَةِ

واحد کے صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو فتحہ دینا اس لیے واجب ہے کہ اگر ضمہ دیں گے تو جمع مذکر کے صیغے کے ساتھ مشابہت ہوجائے گی اور اگر کسرہ دیں گے تو واحد مؤنث حاضر کے صیغہ کے ساتھ مشابہت ہوجائے گی اور اگر ساکن کیا جائے تو التقاء ساکنین لازم آئے گا پس فتحہ دینا لازم ہوا۔

وَأَمَّا فِي الْمُثَنَّى وَالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَلِأَنَّ مَا قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِّ

اور چار تثنیہ کے صیغوں میں اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے دونوں صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو فتحہ دینا اس لیے ضروری ہے کہ ان صیغوں میں نون تاکید سے پہلے الف ہوتا ہے اور الف قائم مقام فتحہ کے ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبَانِّ اور اِضْرِبْنَانِّ

وَزِيْدَتِ الْأَلِفُ قَبْلَ النُّوْنِ فِي الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِكَرَاهَةِ اجْتِمَاعِ ثَلَاثِ نُوْنَاتٍ نُوْنِ الضَّمِيْرِ وَنُوْنَا التَّاكِيْدِ

اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون تاکید سے پہلے الف زیادہ کیا گیا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اس کی وجہ کو ذکر فرمارہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ تین نونوں کا اجتماع لازم نہ آئے جو کہ مکروہ ہے۔ ان تین نونوں میں سے پہلا نون ضمیر کا ہے اور دوسرے دونوں تاکید ثقیلہ کے ہیں، کیونکہ نون تاکید ثقیلہ مشدد ہوتا ہے اور وہ دو نونوں کے حکم میں ہوتا ہے اور الف کو اس لیے لایا گیا کہ وہ حروف میں سب سے ہلکا حرف ہے جیسے اِضْرِبْنَانِّ

وَنُوْنُ الْخَفِيْفَةِ لَا تَدْخُلُ فِي التَّثْنِيَةِ وَلَا فِي الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِأَنَّهُ لَوْ حُرِّكَتِ النُّوْنُ لَمْ يَبْقَ عَلَى خَفِيْفَةٍ فَلَمْ تَكُنْ
عَلَى الْأَصْلِ وَإِنْ أَبْقَيْتَهَا سَاكِنَةً يَلْزَمُ الْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ عَلَى غَيْرِ حَدِّهِ وَهُوَ غَيْرُ حَسَنٍ

اور نون تاکید خفیفہ تثنیہ کے صیغوں میں بالکل نہیں آتا ہے خواہ وہ مذکر کے ہوں یا مؤنث کے اور نہ جمع مؤنث کے صیغوں میں آتا ہے اس لیے کہ اگر نون خفیفہ کو حرکت دی جائے تو وہ خفیفہ نہیں رہے گا اور وہ اصل پر باقی نہیں رہے گا کیونکہ خفیفہ کی وضع سکون کے لیے ہے۔

اور اس کو ساکن رکھیں جو کہ اس کی اصل ہے تو اس صورت میں الف اور نون میں التقاء ساکنین عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ لازم آئے گا جو کہ غیر مستحسن ہے اور ناجائز ہے۔

تمارین

سوال نمبر۱: حروف جارہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ لکھیں۔

سوال نمبر۲: باء کے معانی مع امثلہ لکھیں؟ اور الصاق کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ باء زائدہ کب ہوتی ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر۳: لام کے معانی مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر۴: رُبَّ کا معنی اور مثال لکھیں؟ اور بتائیں کہ رُبَّ جملہ پر کب داخل ہوتا ہے؟ اور اس کی شرط کیا ہے؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۵: وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسٌ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ واو ربّ کسے کہتے ہیں؟ مذکورہ شعر کس غرض کے لیے ذکر کیا ہے؟ اس شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے اور یہ بھی بتائیں کہ واو قسم کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال نمبر۶: تاء قسم کس کے ساتھ خاص ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۷: باءقسم کس پر داخل ہوتی ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۸: لِلّٰہِ یَبْقٰی عَلَی الْاَیَّامِ ذُوْحَیَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِہِ الظَّیَانُ وَ الْاٰسُ شعر کا بامحاورہ ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس بات کو ثابت کرنے کے لیے لایا گیا ہے؟

سوال نمبر ۹: عن کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۰: علی کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۱: عن اور علی اسم کے معنی میں کب استعمال ہوتے ہیں؟ مثالیں بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: کاف کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: مذ اور منذ کا معنی اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۴: حاشا اور عدا کس کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟ دونوں کی مثالیں بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۵: حروف مشبہ بالفعل کو ذکر کرنے کے بعد ان کا عمل ذکر کیجیے اور ان کی فعل کے ساتھ مشابہت کو بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: حروف عطف کتنے اور کون سے ہیں؟ واو، فاء، ثم اور حتیٰ کن معانی کے لیے استعمال ہوتے اور ان کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر ۱۷: حروف تنبیہ کون سے ہیں؟ یہ جملہ پر داخل ہوتے ہیں یا مفرد پر؟ تفصیل سے لکھیں۔

سوال نمبر ۱۸: حروف ایجاب کتنے ہیں اور کون سے ہیں؟ ہر ایک کا محل، استعمال اور مثالیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: حروف زیادت کون سے ہیں؟ زائد ہونے کا مطلب واضح کریں حروف زیادت مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۰: حروف مصدر کتنے ہیں اور ان کا آپس میں فرق کیا ہے؟

سوال نمبر ۲۱: حروف تحضیض کتنے ہیں اور ان کو حروف تحضیض کیوں کہتے ہیں؟ اور ان کی ایک ایک مثال بھی دیجیے؟

سوال نمبر ۲۲: حروف توقع کا دوسرا نام کیا ہے؟ اور کتنے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: تنوین کی تعریف کرنے کے بعد ان کی اقسام خمسہ بیان کریں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

تَسْهِيْلُ الْاِصْطِلَاحَاتِ وَالْاَمْثِلَةِ

تَعْرِيْفُ النَّحْوِ	عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ تُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةُ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ
غَرَضُ النَّحْوِ	صِيَانَةُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَإِ اللَّفْظِيِّ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ
مَوْضُوْعُ النَّحْوِ	اَلْكَلِمَةُ وَالْكَلَامُ
تَعْرِيْفُ الْكَلِمَةِ	لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ
تَعْرِيْفُ الْاِسْمِ	كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ أَعْنِيْ اَلْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ كَرَجُلٍ وَعِلْمٍ
تَعْرِيْفُ الْفِعْلِ	كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ
تَعْرِيْفُ الْحَرْفِ	كَلِمَةٌ لَا تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى غَيْرِهَا نَحْوُ مِنْ
تَعْرِيْفُ الْكَلَامِ	لَفْظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيْنِ بِالْإِسْنَادِ وَالْإِسْنَادُ نِسْبَةُ إِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ إِلَى الْأُخْرٰى بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً يَصِحُّ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَ قَامَ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ الْمُعْرَبِ	وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهِ وَلَا يُشْبِهُ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ أَعْنِيْ اَلْحَرْفَ وَ الْأَمْرَ الْحَاضِرَ وَ الْمَاضِيَ نَحْوُ زَيْدٌ مُعْرَبٌ فِيْ قَامَ زَيْدٌ
حُكْمُ الْمُعْرَبِ	أَنْ يَخْتَلِفَ اٰخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظًا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَ رَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى
تَعْرِيْفُ الْإِعْرَابِ	مَا بِهِ يَخْتَلِفُ اٰخِرُ الْمُعْرَبِ كَالضَّمَّةِ وَالْفَتْحَةِ وَالْكَسْرَةِ وَالْوَاوِ وَالْيَاءِ وَالْاَلِفِ
تَعْرِيْفُ الْعَامِلِ	مَا بِهِ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَرٌّ كَقَامَ عَامِلٌ فِيْ قَامَ زَيْدٌ
مَحَلُّ الْإِعْرَابِ	هُوَ الْحَرْفُ الْاٰخِرُ كَالدَّالِ مَحَلُّ الْإِعْرَابِ فِيْ قَامَ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ الْمُنْصَرِفِ	هُوَ مَا لَيْسَ فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنْ اَسْبَابِ مَنْعِ الصَّرْفِ كَزَيْدٍ وَيُسَمَّى الْاِسْمَ الْمُتَمَكِّنَ

حُكْمُ الْمُنْصَرِفِ	أَنْ يَدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ مَعَ التَّنْوِيْنِ تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ
تَعْرِيْفُ غَيْرِ مُنْصَرِفٍ	هُوَ مَا فِيْهِ سَبَبَانِ أَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنْ أَسْبَابِ مَنْعِ الصَّرْفِ
أَسْبَابُ مَنْعِ الصَّرْفِ	اَلْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّأْنِيْثُ وَالْمَعْرِفَةُ وَالْعُجْمَةُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْأَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ
حُكْمُ غَيْرِ مُنْصَرِفٍ	أَنْ لَا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِيْنُ وَيَكُوْنَ فِيْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا اَبَدًا تَقُوْلُ : جَاءَنِيْ أَحْمَدُ وَرَأَيْتُ أَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِأَحْمَدَ
تَعْرِيْفُ الْعَدْلِ	هُوَ تَغْيِيْرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلٰى صِيْغَةٍ أُخْرٰى تَحْقِيْقًا اَوْ تَقْدِيْرًا كَعُمَرَ وَ زُفَرَ
تَعْرِيْفُ الْوَصْفِ	كَوْنُ الْاِسْمِ دَالًّا عَلٰى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأْخُوْذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا كَاَحْمَرَ
تَعْرِيْفُ الْعُجْمَةِ	هِيَ أَنْ تَكُوْنَ الْكَلِمَةُ مِنْ أَوْضَاعِ الْعَجَمِيَّةِ كَإِبْرَاهِيْمَ
تَعْرِيْفُ مُنْتَهَى الْجُمُوْعِ	هُوَ كُلُّ جَمْعٍ كَانَ بَعْدَ أَلِفِ تَكْسِيْرِهِ حَرْفَانِ أَوْ ثَلَاثَةُ أَحْرُفٍ وَسْطُهَا سَاكِنٌ كَدَرَاهِمَ وَ مَسَاجِدَ
تَعْرِيْفُ التَّرْكِيْبِ	كُلُّ اسْمَيْنِ ضُمَّ أَحَدُهُمَا إِلَى الْاٰخَرِ عَلٰى غَيْرِ جِهَةِ الْإِضَافَةِ كَبَعْلَبَكَّ
تَعْرِيْفُ الْفَاعِلِ	كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَه فِعْلٌ أَوْ صِفَةٌ اُسْنِدَ إِلَيْهِ عَلٰى مَعْنٰى أَنَّهُ قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ مَفْعُوْلِ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ	هُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُه وَأُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهُ نَحْوُ : ضُرِبَ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ الْمُبْتَدَاِ وَالْخَبَرِ	هُمَا اِسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدَأَ وَالثَّانِيْ مُسْنَدٌ بِهٖ وَيُسَمَّى الْخَبَرَ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ
تَعْرِيْفُ قِسْمٍ اٰخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَاِ	لَيْسَ بِمُسْنَدٍ إِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ خَبَرِ إِنَّ	هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ
حُكْمُ خَبَرِ إِنَّ	فِيْ كَوْنِهٖ مُفْرَداً أَوْ جُمْلَةً اَوْ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ
تَعْرِيْفُ اِسْمِ كَانَ	هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا

تَعْرِيْفُ اِسْمِ مَاوَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ	هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِمًا
تَعْرِيْفُ خَبَرِ لَا لِلنَّفْيِ الْجِنْسِ	هُوَالْمُسْنَدُ بَعْدَدُخُوْلِهَانَحْوُ لَا رَجُلَ قَائِمٌ
تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ الْمُطْلَقِ	هُوَمَصْدَرٌبِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍقَبْلَهُ وَيُذْكَرُلِلتَّاْكِيْدِكَضَرَبْتُ ضَرْبًااَوْ لِبَيَانِ النَّوْعِ نَحْوُجَلَسْتُ جِلْسَةَالْقَارِى وَلِبَيَانِ الْعَدَدِنَحْوُجَلَسْتُ جَلْسَةً
تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ بِهٖ	هُوَ اِسْمٌ مَاوَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا
تَعْرِيْفُ التَّحْذِيْرِ	هُوَمَعْمُوْلٌ بِتَقْدِيْرِ اِتَّقِ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَهٗ نَحْوُ اِيَّاكَ وَ الْاَسَدَ
تَعْرِيْفُ مَااُضْمِرَعَامِلُهٗ عَلٰى شَرِيْطَ التَّفْسِيْرِ	هُوَكُلُّ اِسْمٍ بَعْدَهَافِعْلٌ اَوْشِبْهُهٗ يَشْتَغِلُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِكَ الْاِسْمِ بِضَمِيْرِهٖ اَوْمُتَعَلَّقٍ بِحَيْثُ لَوْسُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَاَوْمُنَاسِبُهٗ لَنَصَبَهٗ نَحْوُزَيْدًاضَرَبْتُهٗ
تَعْرِيْفُ الْمُنَادٰى	هُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ يَا عَبْدَاللهِ
تَعْرِيْفُ الْمُنَادٰى الْمُرَخَّمِ	هُوَ حَذْفٌ فِيْ اٰخِرِهٖ لِلتَّخْفِيْفِ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ مَالِكٍ يَامَالِ
تَعْرِيْفُ الْمُنَادٰى الْمَنْدُوْبِ	هُوَالْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَا اَوْ وَاكَمَايُقَالُ يَازَيْدَاهُ وَوَازَيْدَاهُ
حُكْمُ الْمُنَادٰى الْمَنْدُوْبِ	فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادٰى
تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ فِيْهِ	هُوَاِسْمٌ مَاوَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ مِنَ الزَّمَانِ نَحْوصُمْتُ دَهْرًا وَ الْمَكَانِ نَحْوُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ
تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ لَهٗ	وَهُوَ اِسْمٌ مَالِاَجْلِهٖ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهٗ وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نَحْوُ ضَرَبْتُهٗ تَاْدِيْبًا
تَعْرِيْفُ الْمَفْعُوْلِ مَعَهٗ	هُوَمَا يُذْكَرُ بَعْدَ الْوَاوِ بِمَعْنٰى مَعَ لِمُصَاحَبَتِهٖ مَعْمُوْلَ فِعْلٍ نَحْوُجَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ
تَعْرِيْفُ الْحَالِ	لَفْظٌ يَدُلُّ عَلٰى بَيَانِ هَيْئَةِ الْفَاعِلِ اَوِالْمَفْعُوْلِ بِهٖ اَوْ كِلَيْهِمَانَحْوُجَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا وَضَرَبْتُ زَيْدًامَشْدُوْدًاوَلَقِيْتُ عَمْرًوارَاكِبَيْنِ

تَعْرِیْفُ التَّمْیِیْزِ	هُوَنَکِرَۃٌ تُذْکَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ أَوْ کَیْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مَسَاحَۃٍ أَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا فِیْہِ إِبْہَامٌ تَرْفَعُ ذٰلِکَ الْإِبْہَامَ نَحْوُ عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْھَمًا
تَعْرِیْفُ الْمُسْتَثْنٰی	لَفْظٌ یُذْکَرُبَعْدَإِلَّا وَأَخَوَاتِھَالِیُعْلَمَ أَنَّہٗ لَایُنْسَبُ إِلَیْہِ مَانُسِبَ إِلٰی مَاقَبْلَھَا
تَعْرِیْفُ الْمُسْتَثْنٰی الْمُتَّصِلِ	هُوَ مَا أُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدِّدٍ بِإِلَّا وَأَخَوَاتِھَا نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا زَیْدًا
تَعْرِیْفُ الْمُسْتَثْنٰی الْمُنْقَطِعِ	هُوَالْمَذْکُوْرُبَعْدَإِلَّا وَأَخَوَاتِھَاغَیْرَمُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدِّدٍلِعَدَمِ دُخُوْلِہِ الْمُسْتَثْنٰی مِنْہُ مِثْلُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا
تَعْرِیْفُ کَلَامٍ مُوْجَبٍ	هُوَکُلُّ کَلَامٍ یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْيٌ وَ نَھْيٌ وَ إِسْتِفْھَامٌ
تَعْرِیْفُ کَلَامٍ غَیْرِمُوْجَبٍ	هُوَکُلُّ کَلَامٍ لَایَکُوْنُ فِیْہِ نَفْيٌ وَلَا نَھْيٌ وَلَا اِسْتِفْھَامٌ
تَعْرِیْفُ الْمُسْتَثْنٰی الْمُفَرَّغِ	هُوَ کُلُّ کَلَامٍ یَکُوْنُ فِیْہِ الْمُسْتَثْنٰی مِنْہُ غَیْرَ مَذْکُوْرٍ
تَعْرِیْفُ خَبَرِ کَانَ وَأَخَوَاتِھَا	هُوَالْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِھَانَحْوُ کَانَ زَیْدٌقَائِمًا
حُکْمُ خَبَرِ کَانَ وَأَخَوَاتِھَا	کَحُکْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ إِلَّاأَنَّہٗ یَجُوْزُ تَقْدِیْمُہٗ عَلٰی اَسْمَائِھَا مَعَ کَوْنِہٖ مَعْرِفَۃً بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ نَحْوُ کَانَ الْقَائِمَ زَیْدٌ
تَعْرِیْفُ اِسْمِ إِنَّ وَأَخَوَاتِھَا	هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِھَا نَحْوُ إِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ
تَعْرِیْفُ اِسْمِ لَا الَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ	هُوَ الْمُسْنَدُ إِلَیْہِ بَعْدَ دُخُوْلِھَا وَ یَلِیْھَا نَکِرَۃٌ مُضَافَۃٌ نَحْوُ لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ
تَعْرِیْفُ خَبَرِ مَا وَ لَا الْمُشَبَّھَتَیْنِ بِلَیْسَ	هُوَ الْمُسْنَدُبَعْدَ دُخُوْلِھِمَا نَحْوُ مَازَیْدٌ قَائِمًا
تَعْرِیْفُ الْمُضَافِ إِلَیْہِ	هُوَکُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ إِلَیْہِ شَيْءٌبِوَاسِطَۃِحَرْفِ الْجَرِّلَفْظًانَحْوُمَرَرْتُ بِزَیْدٍ اَوْ تَقْدِیْرًانَحْوُغُلَامُ زَیْدٍ
تَعْرِیْفُ التَّابِعِ	هُوَ کُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِإِعْرَابِ سَابِقِہٖ مِنْ جِھَۃٍ وَاحِدَۃٍ
تَعْرِیْفُ النَّعْتِ	هُوَ تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِي مَتْبُوْعِہٖ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَوْ فِي مُتَعَلِّقٍ بِمَتْبُوْعِہٖ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْہُ

تَعْرِيْفُ الْمَعْطُوْفِ بِالْحُرُوْفِ	هُوَ تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلَى مَتْبُوْعِهِ وَ كِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ
تَعْرِيْفُ التَّأْكِيْدِ	هُوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلَى تَقْرِيْرِ الْمَتْبُوْعِ فِي مَا نُسِبَ أَوْ يَدُلُّ عَلَى شُمُوْلِ الْحُكْمِ لِكُلِّ أَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ
تَعْرِيْفُ الْبَدَلِ	هُوَ تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلَى مَتْبُوْعِهِ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوْعِهِ
تَعْرِيْفُ عَطْفِ الْبَيَانِ	هُوَ تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوَضِّحُ مَتْبُوْعَهُ وَهُوَ أَشْهَرُ اسْمَى شَيْءٍ نَحْوُ قَامَ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ
تَعْرِيْفُ الْاِسْمِ الْمَبْنِيِّ	هُوَ اسْمٌ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهِ
تَعْرِيْفُ الْمُضْمَرِ	اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلَى مُتَكَلِّمٍ أَوْ مُخَاطَبٍ أَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ لَفْظاً أَوْ مَعْنًى أَوْ حُكْمًا
تَعْرِيْفُ أَسْمَاءِ الْإِشَارَةِ	مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلَى مُشَارٍ إِلَيْهِ
تَعْرِيْفُ الْمَوْصُوْلِ	اِسْمٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُوْنَ جُزْءًا تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ إِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهُ
تَعْرِيْفُ أَسْمَاءِ الْأَفْعَالِ	هُوَ كُلُّ اسْمٍ بِمَعْنَى الْأَمْرِ وَالْمَاضِي نَحْوُ رُوَيْدَ زَيْدًا
تَعْرِيْفُ أَسْمَاءِ الْأَصْوَاتِ	كُلُّ اسْمٍ حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ كَغَاقٍ لِصَوْتِ الْغُرَابِ أَوْصُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ كَنَخٍّ لِإِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ
تَعْرِيْفُ الْمُرَكَّبَاتِ	كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ
تَعْرِيْفُ الْكِنَايَاتِ	هِيَ أَسْمَاءٌ تَدُلُّ عَلَى عَدَدٍ مُبْهَمٍ وَهِيَ كَمْ وَ كَذَا أَوْ حَدِيْثٍ مُبْهَمٍ وَهُوَ كَيْتَ وَذَيْتَ
تَعْرِيْفُ الْمَعْرِفَةِ	اِسْمٌ وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ كَزَيْدٍ
تَعْرِيْفُ النَّكِرَةِ	مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ
تَعْرِيْفُ الْعَلَمِ	مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ لَا يَتَنَاوَلُ غَيْرَهُ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ كَزَيْدٍ
تَعْرِيْفُ أَسْمَاءِ الْعَدَدِ	مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلَى كَمِّيَّةِ آحَادِ الْأَشْيَاءِ
تَعْرِيْفُ الْمُذَكَّرِ	مَا لَا يَكُوْنُ فِيْهِ عَلَامَةُ التَّأْنِيْثِ كَرَجُلٍ
تَعْرِيْفُ الْمُؤَنَّثِ	مَا فِيْهِ عَلَامَةُ التَّأْنِيْثِ لَفْظاً أَوْ تَقْدِيْرًا

تَعْرِيْفُ الْمُثَنّٰى	اِسْمٌ اُلْحِقَ بِآخِرِهٖ اَلِفٌ اَوْ يَاءٌ مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهٗ اٰخَرُ مِثْلَهٗ نَحْوُ رَجُلَانِ وَ رَجُلَيْنِ
تَعْرِيْفُ الْمَجْمُوْعِ	اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى اٰحَادٍ مَقْصُوْدٍ بِحُرُوْفِ مُفْرَدِ بِتَغَيُّرٍ اِمَّا لَفْظِيٌّ كَرِجَالٍ فِيْ رَجُلٍ اَوْتَقْدِيْرِيٌّ كَفُلْكٍ
تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُصَحَّحِ	هُوَ لَا يَتَغَيَّرُ بِنَاءُوَاحِدِهٖ
تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُكَسَّرِ	هُوَ مَا تَغَيَّرَ بِنَاءُ وَاحِدِهٖ
تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُذَكَّرِالسَّالِمِ	هُوَمَا اُلْحِقَ بِآخِرِهٖ وَاوٌمَضْمُوْمٌ مَاقَبْلَهَاوَنُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ كَمُسْلِمُوْنَ اَوْ يَاءٌ مَكْسُوْرٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ نَحْوُ مُسْلِمِيْنَ
تَعْرِيْفُ الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ	هُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ اَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ
تَعْرِيْفُ الْمَصْدَرِ	اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَطْ وَيُشْتَقُّ مِنْهُ الْاَفْعَالُ كَالضَّرْبِ
تَعْرِيْفُ اِسْمِ الفَاعِلِ	اِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنْ فَعْلٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ كَضَارِبٍ وَ مُدْخِلٍ
تَعْرِيْفُ اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ	اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ كَمَضْرُوْبٍ وَمُدْخَلٍ
تَعْرِيْفُ الصِّفَةِ الْمُشَبَّهَةِ	اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ كَحَسَنٍ وَصَعْبٍ وَظَرِيْفٍ
تَعْرِيْفُ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ	اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَوْصُوْفِ بِزِيَادَةٍ عَلٰى غَيْرِهٖ نَحْوُ زَيْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ
تَعْرِيْفُ الْمَاضِيْ	هُوَ فِعْلٌ دَلَّ عَلٰى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ كَضَرَبَ
تَعْرِيْفُ الْمُضَارِعِ	هُوَ فِعْلٌ يَشْبَهُ الْاِسْمَ بِاِحْدٰى حُرُوْفِ اَتَيْنَ فِيْ اَوَّلِهٖ لَفْظًا فِيْ اِتِّفَاقِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ نَحْوُ يَضْرِبُ
تَعْرِيْفُ الْاَمْرِ	هُوَ صِيْغَةٌيُطْلَبُ بِالْفِعْلِ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ نَحْوُ اُنْصُرْ
تَعْرِيْفُ فِعْلٍ لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ	هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُهٗ وَاُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ بِهٖ مَقَامَهٗ نَحْوُ ضُرِبَ

تَعْرِيْفُ الْفِعْلِ الْمُتَعَدِّی	هُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا
تَعْرِيْفُ الْفِعْلِ اللَّازِمِ	هُوَ مَالَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ الْفَاعِلِ كَقَعَدَ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ الْأَفْعَالِ النَّاقِصَةِ	هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا
تَعْرِيْفُ أَفْعَالِ الْمُقَارَبَةِ	هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا نَحْوُ عَسٰى زَيْدٌ أَنْ يَقُوْمَ
تَعْرِيْفُ فِعْلِ التَّعَجُّبِ	مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ نَحْوُ مَا أَحْسَنَ زَيْدًا
تَعْرِيْفُ أَفْعَالِ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ	مَاوُضِعَ لِإِنْشَاءِ مَدْحٍ أَوْذَمٍّ نَحْوُ نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ وَ بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ
تَعْرِيْفُ حُرُوْفِ الْجَرِّ	حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِإِفْضَاءِ فِعْلٍ وَشِبْهِهِ أَوْ مَعْنَى الْفِعْلِ إِلٰى مَا تَلِيْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَأَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ وَ هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْكَ
مِنْ	هِيَ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ
إِلٰى	هِيَ لِانْتِهَاءِ الْغَايَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ
حَتّٰى	هِيَ مِثْلُ إِلٰى نَحْوُ نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّى الصَّبَاحِ
فِيْ	هِيَ لِلظَّرْفِيَّةِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ
اَلْبَاءُ	هِيَ لِلْإِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ
اَللَّامُ	هِيَ لِلْاِخْتِصَاصِ نَحْوُ اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ
رُبَّ	هِيَ لِلتَّقْلِيْلِ رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهُ
وَاوُ رُبَّ	هِيَ اَلْوَاوُ الَّتِيْ يُبْتَدَأُ بِهَا فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسُ إِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَإِلَّا الْعِيْسُ
وَاوُ الْقَسَمِ	هِيَ تَخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ نَحْوُ وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ لَأَضْرِبَنَّ فَلَا يُقَالُ وَكَ
تَاءُ الْقَسَمِ	هِيَ تَخْتَصُّ بِاللهِ وَحْدَهُ فَلَايُقَالُ تَالرَّحْمٰنِ وَقَوْلُهُمْ تَرَبِّ الْكَعْبَةِ شَاذٌّ
بَاءُ الْقَسَمِ	هِيَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ نَحْوُ بِاللهِ وَبِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ
عَلٰى	هِيَ لِلْإِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ

هِيَ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُزَيْدٌكَعَمْرٍو	الْكَافُ
لِلزَّمَانِ اِمَّالِلْاِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ مَارَأَيْتُهٗ مُذْ رَجَبٍ اَوْلِلظَّرْفِيَّةِفِي الْحَاضِرِ نَحْوُمَارَأَيْتُهٗ مُذْشَهْرِنَاوَمُنْذُيَوْمِنَاأَيْ فِيْ شَهْرِنَا وَ فِيْ يَوْمِنَا	مُذْ وَمُنْذُ
لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ	خَلاوَعَداوَحَاشَا
سِتَّةٌ إِنَّ وَأَنَّ وَكَاَنَّ وَلَيْتَ وَلٰكِنَّ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ	اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ
عَشَرَةٌ : اَلْوَاوُوَالْفَاءُ وَثُمَّ وَحَتّٰى وَ أَوْ وَإِمَّا وَأَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ	حُرُوْفُ الْعَطْفِ
هِيَ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًانَحْوُجَاءَزَيْدٌوَعَمْرٌو سَوَاءٌكَانَ زَيْدٌمُقَدَّمًا فِي الْمَجِيْءِ أَمْ عَمْرٌو	الْوَاوُ
هِيَ لِلتَّرْتِيْبِ بِلَامُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو	الْفَاءُ
هِيَ لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو	ثُمَّ
هِيَ كَثُمَّ فِي التَّرْتِيبِ وَ الْمُهْلَةِ إِلَّا أَنَّ مُهْلَتَهَا أَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَاءُ	حَتّٰى
ثَلَاثَتُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِالْاَمْرَيْنِ مُبهَمً لَا بِعَيْنِهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ وَإِمَّا إِنَّمَا تَكُوْنُ حَرْفَ الْعَطْفِ إِذَا تَقَدَّمَ عَلَيْهَا إِمَّا أُخْرٰى نَحْوُالْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ وَإِمَّا فَرْدٌ	أَوْوَإِمَّا وَأَمْ
هِيَ مَا يُسْأَلُ بِهَا عَنْ تَعيِيْنِ أَحَدِ الْاَمْرَيْنِ وَالسَّائِلُ بِهَا يَعْلَمُ ثُبُوتَ أَحَدِهِمَا مُبْهَمًا نَحْوُ أَزَيْدٌ عِنْدَکَ أَمْ عَمْرٌو ؟	أَمْ مُتَّصِلَةٌ
هِيَ مَا تَكُوْنُ بِمَعْنٰى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا لَوْ رَأَيْتَ شَبَحًا مِنْ بَعِيْدٍ وَقُلْتَ: إِنَّهَا لَإِبِلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَکَ الشَّکُ أَنَّهَاشَاةٌ فَقُلْتَ : أَمْ هِيَ شَاةٌ تَقْصُدُ الْإِعْرَاضَ عَنِ الْإِخْبَارِ الْاَوَّلِ وَاسْتِئْنَافَ بِسُؤَالٍ آخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِيَ شَاةٌ؟	أَمْ مُنْقَطِعَةٌ
لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ مُعَيَّنٍ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو	لَا وَبَلْ وَلٰكِنْ

بَلْ	لِلْاِضْرَابِ عَنِ الْاَوَّلِ وَالْاِثْبَاتِ لِلثَّانِیْ نَحْوُ جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو
لٰکِنْ	هِیَ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَیَلْزَمُهَا النَّفْیُ قَبْلَهَا نَحْوُ مَاجَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو وَ بَعْدَهَا نَحْوُ قَامَ بَکْرٌ لٰکِنْ خَالِدٌ لَمْ یَقُمْ
حُرُوْفُ التَّنْبِیْهِ	ثَلَاثَةٌ اَلَا وَأَمَّا وَ هَا وُضِعَتْ لِتَنْبِیْهِ الْمُخَاطَبِ لِئَلَّا یَفُوْتَهُ شَیْءٌ مِنَ الْکَلَامِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ
حُرُوْفُ النِّدَاءِ	خَمْسَةٌ یَا وَأَیَا وَهَیَا وَأَيْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوحَةُ فَاَيْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوحَةُ لِلْقَرِیْبِ وَ أَیَا وَهَیَا لِلْبَعِیْدِ وَ یَا لَهُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ
حُرُوْفُ الْإِیْجَابِ	سِتَّةٌ : نَعَمْ وَبَلٰی وَأَجَلْ وَجَیْرِ وَإِنَّ وَاِیْ
نَعَمْ	هِیَ لِتَقْرِیْرِ کَلَامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا کَانَ أَوْمَنْفِیًّا نَحْوُ أَجَاءَ زَیْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَأَ مَاجَاءَ زَیْدٌ قُلْتَ نَعَمْ
بَلٰی	تَخْتَصُّ بِإِیْجَابِ مَانُفِيَ اِسْتِفْهَامًا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی : أَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی أَوْ خَبَرًا کَمَا یُقَالُ : لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ قُلْتُ بَلٰی أَيْ قَدْ قَامَ
اِيْ	هِیَ لِلْاِثْبَاتِ بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ وَیَلْزَمُهَا الْقَسَمُ کَمَا إِذَا قِیْلَ هَلْ کَانَ کَذَا؟ قُلْتُ اِيْ وَاللهِ
أَجَلْ وَجَیْرِ وَإِنَّ	لِتَصْدِیْقِ الْخَبَرِ کَمَا إِذَا قِیْلَ جَاءَ زَیْدٌ قُلْتَ أَجَلْ اَوْجَیْرِ اَوْإِنَّ أَيْ أُصَدِّقُكَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ
حُرُوْفُ الزِّیَادَةِ	سَبْعَةٌ إِنْ وَأَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ
إِنْ	تُزَادُ مَعَ مَا النَّافِیَةِ نَحْوُ مَا إِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ وَمَعَ مَا الْمَصْدَرِیَةِ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا إِنْ یَجْلِسَ الْاَمِیْرُ وَ مَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا إِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ
أَنْ	تُزَادُ مَعَ لَمَّا نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی : فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ وَبَیْنَ وَاوِ الْقَسَمِ وَ لَوْ نَحْوُ وَاللهِ أَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ
مَا	تُزَادُ مَعَ إِذْ وَمَتٰی وَأَيِّ وَأَیْنَ وَإِنِ الشَّرْطِیَّةِ کَمَا تَقُوْلُ : إِذْ مَا صُمْتَ صُمْتُ وَکَذَا الْبَوَاقِيْ وَ بَعْدَ بَعْضِ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ وَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَیُصْبِحُنَّ نَادِمِیْنَ وَمِمَّا خَطِیْئَاتِهِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا وَ زَیْدٌ صَدِیْقِي کَمَا أَنَّ عَمْرٌو أَخِيْ

لَا	تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ نَحْوُ مَا جَاءَنِیْ زَيْدٌ وَ لَا عَمْرٌو وَبَعْدَ أَنْ الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ قَوْلِه تَعَالٰى: قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُکَ وَ قَبْلَ الْقَسَمِ نَحْوُقَوْلِهِ تَعَالٰى :لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنٰى أُقْسِمُ
مِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ	فَقَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِیْ حُرُوْفِ الْجَرِّ فَلَا نُعِيْدُهٗ
حُرُوْفُ ا التَّفْسِيْرِ	اِثْنَانِ أَيْ وَأَنْ
أَيْ	كَقَوْلِهِ تَعَالٰى: وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ أَيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ
أَنْ	إِنَّمَا يُفَسَّرُ بِهَا بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى : وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ
حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ	ثَلَاثَةٌ مَا وَأَنْ وَأَنَّ
مَا وَأَنْ	لِلْجُمْلَةِالْفِعْلِيَّةِكَقَوْلِهِ تَعَالٰى:وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَارَحُبَتْ أَيْ بِرَحْبِهَاوَقَوْلِ الشَّاعِرِ: يُسِرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ =وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهٗ ذَهَابًاوَأَنْ نَحْوُقَوْلِهِ تَعَالٰى:فَمَاكَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلُهُمْ
أَنَّ	لِلْجُمْلَةِ الْإِسْمِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ أَنَّکَ قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَکَ
حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ	هِيَ أَرْبَعَةٌهَلَّاوَأَلَاوَلَوْلَاوَلَوْمَاوَلَهَاصَدْرُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَاحَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ اِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُهَلَّا تَأْكُلُ وَلَوْمٌ إِنْدَخَلَتْعَلَى الْمَاضِيْنَحْوُهَلَّاضَرَبْتَ زَيْدًا وَحِيْنَئِذٍ لَاتَكُوْنُ تَحْضِيْضًا إِلَّا بِاعْتِبَارِ مَا فَاتَ
لَوْلَا	لِمَعْنٰى آخَرَ وَهُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْأُوْلٰى نَحْوُ لَوْلَا عَلِيٌّ هَلَکَ عُمَرُ وَحِيْنَئِذٍ يَحْتَاجُ إِلَى الْجُمْلَتَيْنِ أُوْلَاهُمَا اِسْمِيَّةٌ أَبَدًا
حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ	هِيَ فِيْ الْمَاضِيْ لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِيْ إِلَى الْحَالِ نَحْوُقَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ أَيْ قُبَيْلَ هٰذَاوَقَدْيَجِيْءُلِلتَّاكِيْدِإِذَاكَانَ جَوَابًالِمَنْ يَسْئَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟ تَقُوْلُ قَدْقَامَ زَيْدٌ وَفِي الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُإِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْيَصْدُقُ وَإِنَّ الْجَوَادَقَدْيَبْخَلُ وَقَدْيَجِيْءُلِلتَّحْقِيْقِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى:قَدْيَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ
حَرْفَا الْإِسْتِفْهَامِ	اَلْهَمْزَةُوَهَلْ وَلَهُمَاصَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ أَزَيْدٌ قَائِمٌ؟اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟

حُرُوْفُ الشَّرْطِ	ثَلاثَةٌ:إِنْ وَلَوْوَأَمَّا وَ لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلٰى جُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا أَوْفِعْلِيَّتَيْنِ أَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ
إِنْ	لِلْاِسْتِقْبَالِ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ إِنْ زُرْتَنِيْ فَأُكْرِمُكَ
لَوْ	لِلْمَاضِيْ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِيْ أَكْرَمْتُكَ
أَمَّا	لِتَفْصِيلِ مَا ذُكِرَ مُجْمَلًا نَحْوُ اَلنَّاسُ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ
حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا	وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهِ عَمَّاتَكَلَّمَ بِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَأَمَّاإِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَعَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّاأَيْ لَاتَتَكَلَّمْ بِهٰذَافَإِنَّهُ لَيْسَ كَذَالِكَ
تَاءُ التَّأْنِيْثِ السَّاكِنَةُ	تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِيَدُلَّ عَلٰى تَأْنِيْثِ مَاأُسْنِدَإِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ
اَلتَّنْوِيْنُ	نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرَكَةَ أٰخِرِ الْكَلِمَةِ وَلَا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلِ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّمَكُّنِ	هُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْإِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضِى الْاَسمِيَة أَيْ أَنَّهُ مُنْصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّنْكِيْرِ	هُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْإِسْمَ نَكِرَةٌ نَحْوُ صَهٍ أَيْ اُسْكُتْ سُكُوْتًامَّا فِيْ وَقْتٍ مَّا وَأَمَّا صَهْ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ اُسْكُتِ السُّكُوْتَ اَلْاٰنَ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلْعِوَضِ	هُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ نَحْوُ حِيْنَئِذٍوَسَاعَتَئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ أَيْ حِينَ إِذْ كَانَ كَذَا
اَلتَّنْوِيْنُ لِلْمُقَابَلَةِ	هُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِيْ يَلْحَقُ جَمْعَ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّرَنُّمِ	هُوَ الَّذِيْ يَلْحَقُ بِاٰخِرِ الْاَبْيَاتِ وَ الْمَصَارِيْعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ : أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ = وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ وَكَقَوْلِهٖ يَا أَبَتَا عَلَّكَ أَوْ عَسَاكَنْ
نُوْنُ التَّاكِيْدِ	وُضِعَتْ لِتَاكِيْدِالْأَمْرِوَالْمُضَارِعِ إِذَاكَانَ فِيْهِ طَلَبٌ بِأَزَاءِقَدْ لِتَاكِيْدِ الْمَاضِيْ وَهِيَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ خَفِيْفَةٌ اَىْ سَاكِنَةٌ أَبَدًا نَحْوُاِضْرِبَنْ وَالثَّقِيْلَةُ مَفْتُوْحَةٌ أَبَدًا اِنْ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَمَكْسُوْرَةٌاِنْ كَانَ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ ، اِضْرِبْنَانِّ

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ

......《تَمَّتْ بِالْخَيْرِ》......

آج بروز جمعرات 2 جمادی الاول 1434 ہجری بمطابق 14 مارچ 2013ء بمقام جامع مسجد فاطمہ (غازی ٹاؤن فیز 1 ملیر) ھِدَایَۃُ النَّحْوِ کی شرح مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ محض اللہ ہی کا احسان اور اس کا فضل ہے۔ اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والوں سے گزارش ہے کہ بندہ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کا حامی اور مددگار ہے۔

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345